



**HAFZI BOOK DEPOT
DEOBAND U.P.**

Phone: (01336)-22311

پیش لفظ

اولیٰ ان کے تخیلی مطالعوں میں ہر دین کے پیروں کو دوسرے دین کا بھی کچھ مفاد پہنچا چلا ہے۔ ایک دوسرے کو جاننے سے ایک دوسرے کے جذبات و احساسات کا زیادہ علم ہو سکتا ہے۔ وہ جتنا اور وہ دوسری کی بہتر تفہیم ہوئی ہے۔ یہی بات ہر ایک دین کے مختلف مرتبہ کے لئے میں بھی کہہ سکتے ہیں۔

یہ جذبہ ہے ہم نے آج سے چند سال پہلے مطالعہ بریٹ کا مذاکیہ تھا یہ کہ تب رد بریٹ یہ تھا بریٹ کے لیے نہیں لکھی گئی یہ مختصر مطالعہ بریٹ ہے۔ رد بریٹ اس کے مقابل کوئی دور کی بات کہی گئی ہے تو ہم نے اس کی وضاحت بھی نہ کر دی ہے تاکہ ہمارے قارئین بریٹ کا تخیلی مطالعہ کر سکیں۔ ہم نے اسے ایک مختصر کی حیثیت سے نہیں لکھا۔ مگر اس کے طور پر قارئین کے مطالعہ پر بدیہت اثر ہو گیا ہے۔ یہی حقیقت ہے اس سے پہلے مطالعہ مسیحائیت کے نام سے بھی ہم ایک دستاویز پیش کر چکے ہیں۔

نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ بعض لوگوں نے مطالعہ بریٹ کو رد بریٹ سمجھ لیا اور وہ مطالعہ کی نگاہ والی پڑ گئے۔ ہم نے کہیں لکھا تھا کہ مولانا محمد رضا خان نے اچھی وقت سے دو گھنٹے ستر منٹ پہلے لکھا تھا کہ ایک مئی فہرست مرتب ہوئی۔ اس میں ہمارا مطلب یہ نہ تھا کہ اچھکھکائے کہا جائے نہیں لیکن بعض کہ مفوضوں نے دفاع میں اس وقت پڑھنا شروع کر دیں کہ ضرور کو مولانا دیکھی چیز بہت پسند تھا۔ اور غور غور ایک غیر اختلافی مسئلے کو اختلافی بنا دیا۔ تاہم وہ ہمارا اس بات کو غلط نہ کر سکے کہ مولانا محمد رضا خان نے واقعی وقت سے پہلے اپنے پیروں کو وہ فہرست مرتب کر دی تھی۔ اور اس میں مولانا لکھا تھا کہ ہمیں اس میں حدیث کی پیروی نہ ہو جائے۔

مولانا رہے کہ مطالعہ بریٹ رد بریٹ نہیں ہے ہمارے رد بریٹ دوست اگر تعجب سے ایک طرف جو کہ بریٹ کا مطالعہ کریں تو اس سے بریٹ کی جڑیں کہیں دور تک پہنچ کر نہیں گئی یہ چند برسوں کا اختلاف ہے جس میں کوئی اختلاف کے معرکہ کے لگ گئے ہیں۔ وہ ہندوستان میں انگریزوں کے آدھ سے پہلے ہیں۔ ہر وقت کہیں ایک مطالعہ کا فرقہ نہ بنے تھے۔

علاقہ اور درویشوں کی جیسے بھی کہیں چٹنگ مزدور کی جیسے لیکن اہل بیت نے منہم کو کہیں ہوا یا منہم بہشت
کو وہ بھڑکے نہ کیا تھا۔ اہل سنت کے درمیان سے کون چاہتے ہیں جنہیں اہل سنت کے لیے موادِ غلام کا لنگہ لگایا
گونا گونا ہے انگوٹیاں کی پائل میں کر یا شعلوں کی ڈھال: اصل کو کون دیکھیں جنہوں نے ہوا پر مالِ رحمت سے
اہل سنت کے درمیان سے کیسے: جس کے لیے آپ قاری احمد علی جیسے کایاں ہوا یا بلکہ نہشت سے بھٹکے ہیں۔
معہ امن از بیکہ ننگان ہرگز نہ نالہم کہ باہن ہر چیز کرد اور ہشتا کرد

علاقہ اہل سنت کو بھی دی میں جو آج سے جو وہ سو سال پہلے تھے نہ انہیں انکو نہ وہ حصول
میں تقسیم کر سکے اور نہ یہ دوسرے میران: ہر جوں جوں وقت گزرتا جا رہا ہے میران احمد رفہ خاں کے لنگے
یہ کام سے اور کم ہوتے جا رہے ہیں۔

مولانا احمد رفہ خاں کے اور مولانا راہدرا احمد پوری ان کے جانشین بنے انہوں نے پاکستان پر اگر اپنے
فرقہ رائے عمل کو بالکل چھوڑ دیا اور کبھی کسی دیوبندی سے منظرہ نہ کیا۔ فرقہ دارانہ تعصب کی ہوا انگریز سلطنت
میں ہی چل سکتی تھی پاکستان میں نہیں۔ یہاں گناہ کے بارے میں یہ الزام نہیں چل سکتا کہ وہ متبعِ مصلحتی
کا سنگر ہے اگر کوئی ایسا ہوتا تو اسے آپ کا کرپٹ ہونے کی ضرورت ہی کیا تھی۔

آج جب پاکستان بنے بچا میں مل ہو ہے میں مولانا راہدرا احمد صاحب کے صاحبزادہ مولانا فضل انیم
نے ۱۰ علماء کے اجتماع میں یہ بات عفا کہہ دی ہے کہ وہ روز بروز کا جھگڑا منہم کو دے رہا ہے۔

قرآن و سنت کی آئینی بالا دستی مقامِ مصطفیٰ کے تحت اور نظامِ مصطفیٰ کے مکمل

تعاویض میں تمام کتابت فکر کے علاوہ ایک ہی اہل

ان ۱۰ علماء کے نام میں جیس سے راہدرا دیوبندی ہیں۔ منہم جنہیں دیوبندی بنانا کہنا اور کہہ
حصہ کا ادب منہم کرتے مانا کہ منہم مصطفیٰ کے احترام میں ان میں سے کوئی بھی مولانا راہدرا احمد پوری سے کم
نہ ہو گا۔ یہ اس بچا میں مالِ رحمت سے ان بچا میں سالوں کو بھی شعل جانا چاہیے جو مولانا احمد رضا خاں
بقول قاری احمد علی جیسے اہل سنت کو وہ بھڑکے کرنے میں لگائے تھے مولانا ربویت کی اس عہد سے
بچا میں منہم پر منہم کے گوسب اہل سنت آج بھی اپنے فائدہ پر ہیں جو ان کے آج سے جو وہ سو سال
پہلے تھے۔

مواضع

فہرست مضامین

- | | | | |
|----|--|----|---|
| ۲۶ | مقدمہ تمام پنج ذوالہجرت | ۲۶ | مولانا غفر علی خاں نے بہت کھول دی |
| ۲۷ | ہندوستان میں انگریز سلطنت کب قائم ہوئی | ۲۷ | پہرہ فرقتہ بندی کے چھپے سیاسی لحاظ |
| ۲۸ | اسلام کے نام پر وہی فرقہ ہوتے | ۲۸ | ابتداء میں انہی شیعہ اختلافات بھی بخش سیاسی تھے |
| ۲۹ | شیعہ کے دو فرقے اثنا عشری اور اسماعیلی | ۲۹ | اثنا عشری عقیدہ دوسری صدی کے ختم میں |
| ۳۰ | سمیافوں کی جبریل باؤی، اہلسنت ہے | ۳۰ | ابتداء میں اہل علی کوئی مذہبی گروہ نہ تھے |
| ۳۱ | اہلسنت و انجماہات کے دو نمبر | ۳۱ | حضرت علیؓ کے بعض حکم اپنی شہادت |
| ۳۲ | مولانا احمد رضا خاں کی پچاس سالہ خدمت | ۳۲ | اختلافات بھی اتنے نہیں تھے ان زمانہ |
| ۳۳ | انگریزی سیاست کے فرقہ بندی قائم کی | ۳۳ | مذہبات حدیث میں سیاسی شیعہ ہی تھے |
| ۳۴ | جو ممبر اور فرقہ گروں کا معاملہ | ۳۴ | ابن مسبا مخالفیت صحابہ کا سرگزشت تھا |
| ۳۵ | ہندوستان میں ترکوں کے حلیف | ۳۵ | مولانا فضل رسول علیہ دین مذہب نہ بن سکے |
| ۳۶ | ہندوستان میں انگریزوں کے وفادار | ۳۶ | احمد رضا خاں نے چار دین مذہب بنایا |
| ۳۷ | کبھی ترک ہندوستان پر حملہ نہ کر دے | ۳۷ | سیاسی اختلافات کو طرہ مذہبی سمجھ |
| ۳۸ | ہندوستان میں اچھے ذوالاربابہ انگریزوں کی ضرورت | ۳۸ | سیاسی انصاف میں یہی جوئے طالع مذاہب |
| ۳۹ | سیاسی اختلافات عارضی ہوتے ہیں | ۳۹ | قادیانی بھی یہی طرح میں ایک سیاسی فرقہ تھے |
| ۴۰ | مذہبی اختلافات مستقل تعزین کرتے ہیں | ۴۰ | بریلوی حقیقتہً اہلسنت سے نہیں کٹے بلکہ |
| ۴۱ | بریلوی شریف کو کسی مذہب سے ملتی ہیں | ۴۱ | ایک زمانہ تھا جو احمد رضا خاں کے شیخ کیا |
| ۴۲ | ڈاکٹر قبال شریف کو کے خلاف | ۴۲ | بریلوی علماء کی وہ بچے عزم سے بے رحمی |
| ۴۳ | شریف کو شیعہ گئے وہ عدول کو نہ پاسکے | ۴۳ | بریلویوں کی دو طرفہ آواز کا اثر ان کا نظر |
| ۴۴ | علمائے دیوبند اہل سود کی حمایت میں | ۴۴ | مصطفیٰ کی تئیت بشری نہ تھی محض |

- ۴۵ دنیا بہتر نہیں ہے اتنے ہیں۔ محمدیہ ۴۵
 ۴۶ عقائد میں بہت کوفی غلط نہیں تھی ۴۶
 ۴۷ عقائد میں بریلوی کچھ کچھ امد بھی کچھ ۴۷
 ۴۸ حاضرہ ناظر کے عقیدہ میں بھی دو باتیں ۴۸
 ۴۹ ان کے کفری عقائد کو ملہ دیتی ہے ہرگز کفر کہا ۴۹
 ۵۰ دلائل پر صرف علم و جہالت کا دھوکہ ہے ۵۰
 ۵۱ دونوں میں ادنیٰ کی محبت باہم بغیر نہیں ۵۱
 ۵۲ دونوں میں ایک مشترک عنصر شخصیت ۵۲
 ۵۳ اس شخصیت کی لئے علماء دیوبند کے لیے ہیں ۵۳
 ۵۴ دلائل میں ملوثیت کا کوئی اشتقاق نہیں ۵۴
 ۵۵ اہل عقائد جن میں دونوں میں اختلاف نہیں ۵۵
 ۵۶ بریلوی علماء انہیں اہل حق بتاتے ہیں ۵۶
 ۵۷ وہ پانچ موز جہاں بریلوی علماء اپنے عوام ۵۷
 ۵۸ کو ایمان سے ہٹی دینا کرتے ہیں ۵۸
 ۵۹ بریلویوں کے عقائد بخیرہ دین کی پڑتال ۵۹
 ۶۰ پکار فرق کا سبب ۶۰
 ۶۱ مستند ۶۱
 ۶۲ مختصر و مفید ۶۲
 ۶۳ مستند علم مذہب ۶۳
 ۶۴ عقیدہ مختصر و مفید ۶۴
 ۶۵ بڑے لکھے لوگ بریلوی نہیں کہہ سکتے ۶۵
 ۶۶ بریلویت کا عام تعارف کیا ہے؟ ۶۶
 ۶۷ عقائد خمسہ اور بدعتات عشرہ ۶۷
 ۶۸ عقائد خمسہ کا عمومی پرچار ۶۸
 ۶۹ بدعتات عشرہ کی عمومی تفصیل ۶۹
 ۷۰ بریلویت تاریخی نقطہ نظر سے ۷۰
 ۷۱ ابتدائی پیندہ جمعی عقائد تھے ۷۱
 ۷۲ ایک قدرتی شکل نہیں بعد میں بنی ۷۲
 ۷۳ کیا عقائد خمسہ کبھی اسلامی سمجھے گئے ۷۳
 ۷۴ علماء حق کی ان عقائد پر کیا رائے ہے ۷۴
 ۷۵ علماء حق نے کبھی مذہبیت سے کام نہیں لیا ۷۵
 ۷۶ اسلام وہی ہے جو اسلام کی شانہ رکھے ۷۶

بریلویت علماء دیوبند کی نظر میں

- عقیدہ ماضیہ نامہ پر حضرت امام ترمذی کا قلم لے ۶۱
 حضرت مولانا رفیع احمد گنگوہی کے قلم سے ۶۲
 بریلویت حضرت محدث سہارنپوری کی نظر میں ۶۳
 بریلویت حضرت مولانا تھالوی کی نظر میں ۶۴
 ایمن حق پر بہتان باندھنے والے درسیاد ۶۵
 حضرت جلالیؒ کو خدا کے برابر ٹھہرانے کا عقیدہ ۶۶
 ۱۔ بریلوی الشکر سے تاویل کا نہ دانا جند ۶۷
 ۲۔ جہاں جہاں کو اپڑے جس دلوں کی قربت ہے ۶۸
 بریلویت کی تاریک کاری کا ایک منظر ۶۹
 حضرت تھالویؒ اہل تاریخ سے پڑے واقعات ۷۰
 ۱۔ اہل حیات و قسم ۱۔ بریلوی اور ۲۔ بریلوی ۷۱
 ۳۔ جہاں جہاں کے متعلق ٹھہرتے ہیں ۷۲
 نفی مہمیدہ پاؤں دکن کی کوششیں ۷۳
 حضرت محمد انصاریؒ جس جگہ بریلوی کی روایت ۷۴
 ۱۔ بریلوی حضرت تھالویؒ کی نظر میں مضمر تھے ۷۵
 ۲۔ مولانا احمد رضا خاں جہنم کے واروہ ۷۶
 ۳۔ بریلوی عقائد بر خرافات کے علاوہ کچھ نہیں ۷۷
 ۴۔ بریلوی رسائل میں جو حق کی بات دیکھی نہ گئی ۷۸
 ۵۔ ایک نکتہ اور ایک مستحق میں تعریفی ۷۹
 حضرت اہل حق کے سامنے عظمت بالذات کا تصور ۸۰
 کوئی حوالہ جسے ترجمہ میں تحریر نہ کیا ۸۱
 ۱۔ عقائد و یونین کی باتیں کیا اسلاف میں نہیں تھیں ۸۲
 ۲۔ مولانا احمد رضا کے ہزاروں کے ساتھ دودھ ۸۳
 ۳۔ مولانا احمد رضا خاں بالآخر کھٹے نیکے پیو تھے ۸۴
 ۴۔ مولانا احمد رضا نے حضرت تھالویؒ کو جھک کر سلام کیا ۸۵
 ۵۔ مولانا احمد رضا کو کسی وجہ سے محض نہیں سمجھا جاسکتا ۸۶
 ۶۔ مولانا کو شہنشاہی کی ایک روایت پر تنقید ۸۷
 ۷۔ مولانا احمد رضا کے صوفیان کیسے دیکھتے تھے ۸۸
 ۸۔ بریلویوں کے ضامین ہونے میں ۸۹
 ۹۔ بریلویوں کی بدھیمی جلالت کی عظمت کی وجہ سے ۹۰
 ۱۰۔ بریلویوں پر مفتی کاغذیہ اندر عرش مہدی کا فتویٰ ۹۱
 ۱۱۔ مولانا احمد رضا فرما کر انھوں نے ذلت اوریت ہیں ۹۲
 ۱۲۔ مولانا احمد رضا غیب جاننے والا کا خواہ ۹۳
 ۱۳۔ بریلویوں کی وہ تکبر میں احتیاج کی جائے ۹۴
 ۱۴۔ حضرت نہ سب میں اس عقیدے پر مزید کلمہ خیر ہے ۹۵
 ۱۵۔ مولانا احمد رضا پر دشمنی سے سبب بنے کا تو نے ۹۶
 ۱۶۔ بریلویوں پر مولانا حسین احمد مدنیؒ کا فتویٰ ۹۷
 ۱۷۔ یہ مولانا احمد رضا کا کلمہ و ضرب تھا ۹۸
 ۱۸۔ ایک بدلو کی گالیاں اور خرافات ۹۹
 ۱۹۔ بریلوی رد انھوں کے نفس قدم پر ۱۰۰

- ۹۰۔ عمار حرمین میں کی باتوں میں کیسے لگتے۔
 ۹۱۔ حضرت عثمان غنیؓ کے علماء کا ردِ عمل
 ۹۲۔ مولانا ابن عربیؒ میں چاند پر روشنی
 ۹۳۔ احمد رضا خاں کے شاگرد ہیں۔
 ۹۴۔ حکیم الاسلام قادری محمد طیب کی رائے گزائی
 ۹۵۔ احمد رضا خاں کی گالیوں کے لئے دعا
 ۹۶۔ بھی ملاحظہ نہیں۔
 ۹۷۔ خدیب الغزنی کے حضور حضرت عثمانؓ کی بددعا
 ۹۸۔ مولانا مفتی عبدالرحیم راجپوری کی رائے
 ۹۹۔ لڑائے دیں بعد حاجی امجد الشریفؒ کی نظروں
 ۱۰۰۔ حضرت حاجی امجد الشریفؒ کا حلقہ درلوت
 ۱۰۱۔ عبدالمصعب راجپوری آپ کے حلقہ عقیدت میں
 ۱۰۲۔ جناب میر میر علی شاہؒ آپ کے حلقہ عقیدت میں
 ۱۰۳۔ کا بطلان دیوبند حاجی محمدؒ کے حلقہ عقیدت میں
 ۱۰۴۔ مولانا ناتونیؒ حضرت حاجی محمدؒ کی نظروں
 ۱۰۵۔ مولانا ناتونیؒ کی مولانا روم سے تشبیہ
 ۱۰۶۔ مولانا امیر شاہ خاں کی روایت
 ۱۰۷۔ حضرت حاجی محمدؒ کی مولانا اسماعیل شہید پر رائے
 ۱۰۸۔ شاہ فضل الرحمن گنج مرادؒ کی روایت
 ۱۰۹۔ سراجی محمدؒ کی وفات کا مولانا گنگوہیؒ کا اثر
 ۱۱۰۔ حضرت گنگوہیؒ کی مسوک کی منزل ایک بندہ میں
 ۱۱۱۔ مشائخ کے طریق علاج کے مختلف نسخے
 ۱۱۲۔ حضرت حاجی امجد الشریفؒ کی طبیعت
 ۱۱۳۔ حضرت گنگوہیؒ حضرت شاہ محمد راجپوریؒ کے جانشین
 ۱۱۴۔ حضرت حاجی محمدؒ مولانا تھانویؒ کی نظروں
 ۱۱۵۔ حضرت عثمان غنیؓ سے مرشد کی نظروں
 ۱۱۶۔ شیخ کا فیض دوسرے بھی پہنچتا ہے
 ۱۱۷۔ حضرت عثمان غنیؒ کا میدان اہل تفسیر اور تصوف
 ۱۱۸۔ حضرت حاجی محمدؒ کا چارہ سوسوں میں شرح صدر
 ۱۱۹۔ حضرت حاجی محمدؒ کی حضرت عثمان غنیؒ سے نسبت
 ۱۲۰۔ حضرت عثمان غنیؒ کے پاس سے مولانا گنگوہیؒ کی رائے
 ۱۲۱۔ حضرت حاجی محمدؒ کے ایک خط کا کس
 ۱۲۲۔ پنجاب کے مشائخ میں احمد رضا خاںؒ
 ۱۲۳۔ مسلک کی پذیرائی نہ ہو سکی
 ۱۲۴۔ بریلویوں کے عقائد خمسہ
 ۱۲۵۔ بدعت فی العقائد کے مجرم
 ۱۲۶۔ قرآن میں ائمہ کے مجرمین کی خبر
 ۱۲۷۔ اللہ سے کسی ذرہ یا گروہ کا علاوہ معنی نہیں
 ۱۲۸۔ فقہ احمدی سے پہلے فقہ اکبر پر حیا کی گنجے
 ۱۲۹۔ پہلے بریلوی صرف اعمال کے پہنچتے تھے

- ۱۱۲ در سری منزل میں دعوت فی العقائد کی تنظیم
۱۱۳ کو در بینہ میں کئے گئے جہیزوں پر پابندی
۱۱۴ برقیوں کو وہیں نماز باجماعت نصیب نہیں
۱۱۵ جنتی کو تو بیکی توفیق کرم ملتی ہے
- ۱۱۶ بریوی، احمد سید میں اہلسنت سے جدا ہو گئے
۱۱۷ عالمی شہرت میں بریوی احمد کا فتوہ کیا ہے
۱۱۸ انہما نیکو پڑے آف سلام کی شہادت
۱۱۹ بریویوں اور مشرکین عرب میں ایک فرق

اسلام کا عقیدہ توحید

پکار فرق الاسباب

- ۱۲۰ جہان کا سازا کردار اسباب سے وابستہ ہے
۱۲۱ جہاں اسباب قائم جاتے ہیں وہیں خدا یاد آتا ہے
۱۲۲ ایک ہی ہے جو فرق الاسباب پکارا جائے
۱۲۳ کسی دوسرے کو فرق الاسباب پکارنا شرک ہے
۱۲۴ مشرکین اسی تہذیب پر توحید والوں سے جدا ہوئے
۱۲۵ در برابر خداوند کا کسی کوئی قائل نہیں رہا
۱۲۶ عبادت صرف ایک کی پکار فرق الاسباب ہی ہو گئی
۱۲۷ بریوی صرف عبادت میں خدا کو ایک سمجھتے ہیں
۱۲۸ پکار فرق الاسباب کو خدا خاص نہیں کہتے۔
۱۲۹ فنان میں صاحبیں بہادری کے نام کی دہائی
۱۳۰ نامور میں حضرت مجاہد کی سزا پر طلب سمجھتے
۱۳۱ پکار فرق الاسباب ایک عبادت ہے
۱۳۲ اور عبادت صرف ایک خدا کے لیے ہے
۱۳۳ قرآن کریم کی دیکھ لی شہادت کہ صرف خدا
۱۳۴ ہے جسے فرق الاسباب پکارا جائے۔
- ۱۳۵ الہام الاولیٰ۔ اہلسنت کا عقیدہ توحید
۱۳۶ اللہ کی وحدانیت غفلت کی ایک عذر ہے
۱۳۷ اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کا بیان
۱۳۸ اللہ تعالیٰ کو ایک سامنے کی ضرورت
۱۳۹ اللہ تعالیٰ کی صفات ذاتیہ اور صفات فعلیہ
۱۴۰ کوئی مخلوق تراہو یا تھو نا اللہ کا شریک نہیں
۱۴۱ صفات ذاتیہ سات میں یا لا اللہ
۱۴۲ کائنات کو بنانا اور مرد و عورت اس کے ہاتھ میں
۱۴۳ خلق در مرد و عورت اس کے ہاتھ میں
۱۴۴ شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد امجد علی کا بیان
۱۴۵ اللہ کی ذات میں کوئی کسی کو شریک نہیں کرنا
۱۴۶ امام فخر الدین رازی کی شہادت
۱۴۷ میرائیل کا عقیدہ توحید۔ بائبل میں
۱۴۸ صلیب عیسیٰ کا صلیبی ملائقوں سے خدا کی کڑا
۱۴۹ مشرکین عرب کا عقیدہ توحید اللہ تعالیٰ

- ۱۳۸ قزوینی کو یہ کہی چار گھنٹی شہادتیں
- ۱۳۹ بہشت کے خاندان پہنچے سے کتابوں میں منتفع ہیں
- ۱۴۰ صورت حسین کی روایت قرنیہ کی سے
- ۱۴۱ بریلویوں کا نئے سرے سے اپنے خاندان طے کرنا
- ۱۴۲ ابن عباس کی روایت صحیح مسلم سے
- ۱۴۳ عثمانی مائتوں سے خدا کا شریک بننا
- ۱۴۴ الباب الثانی۔ بریلویوں کا عقیدہ و توحید
- ۱۴۵ اندکی حد تک معلومات میں تشکیک کرنا
- ۱۴۶ بریلویوں کے ان چار مضامین اس کی ذاتی
- ۱۴۷ سوانح محمد بن جعفر وی اس نے دو احکام کر دیں
- ۱۴۸ بریلوی مہموروں کا اپنے عوام کے ایمان کھینا
- ۱۴۹ بریلوی عوام کے پیچ پھٹنے کی ایک راہ
- ۱۵۰ بزرگوں میں شمار الہی سے خدا کی طاعت کا نظور
- ۱۵۱ قرنیہ اقصیات اسے دیا دالہ اس کے ہمت میں
- ۱۵۲ بریلویوں کے ایک اور ضمن کا جواب
- ۱۵۳ حضرت شاہ ربیع الدینؒ کی شہادت
- ۱۵۴ حضرت شاہ ولی اللہ کے تفرک کا دھوٹے
- ۱۵۵ قبول رکھا ہے جسکی مستقل بالذات ہیں
- ۱۵۶ بریلویوں کے شرک و مشرکین عرب کے شرک میں
- ۱۵۷ کہاں کہاں اتحاد پایا گیا ہے
- ۱۵۸ بریلویوں کی مہم کے عقیدہ توحید پر وضاحت
- ۱۵۹ بریلویوں کے اختلافات کا ایک جائزہ
- ۱۶۰ اختلاف صرف عقائد اور بعض رسوم میں
- ۱۶۱ بہشت کے خاندان پہنچے سے کتابوں میں منتفع ہیں
- ۱۶۲ بریلوی عوام اپنے عقائد پر اپنی خدمت کا دباؤ نہیں
- ۱۶۳ مرزا احمد رضا صاحب عقائد فیہ تھوڑے ہیں
- ۱۶۴ بریلویوں پر عثمانی چاروں کی ہمتی مان
- ۱۶۵ الباب الثانی۔ عقیدہ توحید کا ہمہ گیر دائرہ
- ۱۶۶ خدا کا شریک نہ بننے میں سب ٹھہرے ہوئے ہیں
- ۱۶۷ ابن عباس کی روایت میں صحیح ان کے الفاظ
- ۱۶۸ امام غامدیؒ کی ان الفاظ کی شرح
- ۱۶۹ عبد اللہ بن عمرؓ کی روایت میں بنی آدم کہاں کے الفاظ
- ۱۷۰ امام داؤد علی قاریؒ کی ان الفاظ کی شرح
- ۱۷۱ حضرت شیخ عبد القدوسؒ کی شہادت
- ۱۷۲ حضرت شاہ عبد الحزیز محدث دہلویؒ کی شہادت
- ۱۷۳ خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ کر کے
- ۱۷۴ کے مختلف قرآنی پیرائے
- ۱۷۵ خدا کی نعمت الٰہ توحید کا سرگزشتی نقطہ ہے
- ۱۷۶ اہدیت ربوبیت سننے اور دیکھنے کا ایک بہنا
- ۱۷۷ مارشیل بریٹانہ دوسرے اکابر پریشان حالوں
- ۱۷۸ کثرت آدمی کو تہجد و ربوبیت دیکھوں میں رہے دیکھنا
- ۱۷۹ یہ اگر نہ اور رفق دینا سب اس سے بچنے میں

- ۱۹۸ نزق لایب پکار کے مقلی عجب مدعی ہے ۱۵۴ حضرت ذکر یاتے ہیں بشارت اسے ہی انگا
- ۱۹۸ ذکر کے ساتھ کسی کو بھی شک کیے ذکر ہیڈ (جو پاچھڑنا ۱۵۴ حضرت عینی کہ بھی بن ہلپ پیرا گرنے والا اور ایک
- ۱۹۹ قرآن کریم کی آٹھ شہادیں ۱۵۴ حضرت عینی پرستے بننے کی حالت رکھتے ہیں ۱۹۹
- ۱۹۹ من دون اللہ کے قرآنی پیرائے ۱۵۵ ہر جگہ حقیر کا تحت پل بھر میں حضرت لیوان کے پاس ۱۹۹
- ۱۹۹ حضرت عینی کا من دون اللہ میں شمار ۱۵۶ حضرت موسیٰ کے دربار کا ایک کنبے پرست لال ۱۹۹
- ۱۹۹ سب پیغمبر من دون اللہ کے وارث ہیں ۱۵۷ بریوی مشاہدات حدیث کے سامنے ہیں ۱۹۹
- ۱۹۹ خدائی کو جس کے چند علی حیان ۱۵۷ میں اپنے ہند کے کان بن جانا ہوں ۱۹۹
- ۱۹۹ الیہ اللع - بریویوں کا مشاہدات مشک ۱۵۷ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا بیان ۱۹۹
- ① بریوی ہمارے فتویٰ اللہ و ملائکہ کے لئے ۱۱۲ امام علی قاری حوالہ و اختلاص کے خوف ۱۹۹
- ۱۹۹ امتیج احمدیہ کا علم آدم الاسما کیلئے ۱۵۷ { امام غلامی قدسی کی شرح حدیث ۱۹۹
- ۱۹۹ حضرت کے عجب پر استدلال ۱۵۷ { شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی شرح حدیث ۱۹۹
- ۱۹۹ ۲۔ وقت قیامت کا علم عطا ہونے پر ۱۹۹ { ۲۔ حدیث و اقسام علی اللہ تبارہ سے استہلال ۱۹۹
- ۱۹۹ عادی طریق سے استدلال ۱۹۹ { حضرت امام نووی کی شرح حدیث ۱۹۹
- ۱۹۹ ⑤ قرآنی حکمت کہ ایک طرف سے کہ ۱۹۹ امام غلامی قاری کی شرح حدیث ۱۹۹
- ۱۹۹ مشاہدات سے عقائد ترتیب دینا ۱۹۹ { ۱۹۹ حضرت امام جیدہ کہ اللہ کا نام ایسے کی بات ۱۹۹
- ۱۹۹ ⑥ بریوی ہمارے ان میں مشاہدات سامنے ہیں ۱۹۹ { شیطان حل میں لگا رہا ہے ۱۹۹
- ۱۹۹ ۱۔ حضرت جبریل بنا بیٹھا ہے کی حالت نہیں کئے ۱۹۹ ۳۔ حضرت کا رب کہ کہنا ایک کیا مالک ہے ۱۹۹
- ۱۹۹ حضرت عینی کا ایک نام جبریل کہش بتانا ۱۹۹ حضرت کی اس کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا ۱۹۹
- ۱۹۹ پیروں پیروں کا بیٹے بیٹیاں دینا ۱۹۹ ۵۔ حضرت کا کہنا کہ دوزخ میرے لیے ہے ۱۹۹
- ۱۹۹ بریوی ہمارے اس سے اگلی آیت کہوں نہیں پڑتے ۱۹۹ ۷۔ دوسری روایت سے اس کی تصحیح ۱۹۹
- ۱۹۹ کہ بیٹے بیٹیاں دیتے والا صرف خدا ہے و قرآن ۱۹۹

عقیدہ نور و بشر

- ۱۸۱ صحیح بخاری کی اجازت سے روایات
- ۱۸۱ وہ کہ تقدیر میں خود غلط ہے یا
- ۱۸۲ صحیح مسلم کی روایت سے بخاری کی تصحیح
- ۱۸۲ الزاب الخمس - تسلیم کے نام پر بدعت چھانی
- ۲۰۱ بریلوی لکھا: اپنے علم کو کیا نہیں دیتے ہیں
- ۲۰۱ تسلیم بخیر کے درجہ کے احکامات ہیں فرقہ
- ۱۹۳ عبادت اور تقسیم میں فرق
- ۱۹۳ ایک دغیب واقعہ کی یاد
- ۲۰۲ حبادت کے تین پیرائے اور عمل
- ۱۹۳ قیام دست بستہ رکوع مجید
- ۱۹۳ کیا یہ عمل تقسیم کی نیست سے ہو سکتے ہیں
- ۱۹۳ انہ پر بریلوی نہیں فرقہ: صاحب کچا
- ۱۹۳ جبروں و انوں میں کس نیکی کی معافی طاقت
- ۱۹۳ الماب سادس - حضرت شیخ رحمہ اللہ کا خفا کا جواب
- ۱۹۵ مشرکوں کا انجاء قرآن کریم کی روشنی میں
- ۱۹۵ مشرکوں کے لیے دعا خیرے میں کدو لگایا
- ۱۹۵ مستحق تر کے دو فرقہ: پیچھے چھوڑ رہا ہے
- ۲۰۰ مذکورہ آیت کا حرفہ وہ آخری ہے
- ۲۰۰ دینا ہے جو برکت کی بات ہے
- ۲۰۰ مل جو تھے اور ان کی دست
- ۲۰۰ بریلوی لکھا: اپنے علم کو کیا نہیں دیتے ہیں
- ۲۰۰ عبادت اور تقسیم میں فرق
- ۲۰۰ ایک دغیب واقعہ کی یاد
- ۲۰۲ حبادت کے تین پیرائے اور عمل
- ۱۹۳ قیام دست بستہ رکوع مجید
- ۱۹۳ کیا یہ عمل تقسیم کی نیست سے ہو سکتے ہیں
- ۱۹۳ انہ پر بریلوی نہیں فرقہ: صاحب کچا
- ۱۹۳ جبروں و انوں میں کس نیکی کی معافی طاقت
- ۱۹۳ الماب سادس - حضرت شیخ رحمہ اللہ کا خفا کا جواب
- ۱۹۵ مشرکوں کا انجاء قرآن کریم کی روشنی میں
- ۱۹۵ مشرکوں کے لیے دعا خیرے میں کدو لگایا
- ۱۹۵ مستحق تر کے دو فرقہ: پیچھے چھوڑ رہا ہے
- ۲۰۰ مذکورہ آیت کا حرفہ وہ آخری ہے
- ۲۰۰ دینا ہے جو برکت کی بات ہے
- ۲۰۰ مل جو تھے اور ان کی دست
- ۲۰۰ بریلوی لکھا: اپنے علم کو کیا نہیں دیتے ہیں

- ۱۰۔ اپنی گیر: براہِ لیلۃ کی شہادت ۲۰۷ حدیث میں اللہ کے نور کے اخراجات ۲۱۱
- ۱۱۔ صہاب کا عدل: ابن عباس کی شہادت ۲۰۸ ۱۔ ابوہریرہ: یخضر بنور اللہ ۲۰۸
- ۱۲۔ عروہ رضیؓ کی نقل کردہ ایک قوت ۲۰۹ ۲۔ بیورہ: اشوقت الاخر ۲۱۸
- ۱۳۔ تیسری صدی کی میں بھی مراد نور ہدایت کی گئی ۲۰۶ ۳۔ نوری ہدای ذل اللہ الا اللہ کلمتی ۲۱۴
- ۱۴۔ چوتھی پانچویں اور چھٹی صدی کی شہادتیں ۲۰۷ ۴۔ تفسیرہ: لیور من نور: خدا سے جہ ۲۱۹
- ۱۵۔ اللہ کی ذات کو نور ماننا ۲۰۸ ۵۔ فہو علی نور صفت ربہ ۲۱۹
- ۱۶۔ کسی طرح ممکن نہیں۔ ۲۰۸ ۶۔ اذا دخل النور القلب ۲۲۰
- ۱۷۔ ساتویں صدی کی دو شہادتیں ۲۰۹ چودھویں صدی کی عمومی شخصیت ۲۲۰
- ۱۸۔ نام زد ہوئی اور ۲۰۸ ۷۔ میثاق کی ۲۲۰
- ۱۹۔ تھوڑی سی کے مافظ ابن کثیر ۲۱۰ ۸۔ معنی: محمد یا چار یا توں میں گھر گئے ۲۲۲
- ۲۰۔ نویں صدی کے عروہ رضیؓ ۲۱۰ ۹۔ بریویرل کا: تفسیر کے نور ذات جسے برہنہ ۲۲۲
- ۲۱۔ دسویں صدی کے مجدد کی شہادت کہ ۲۱۱ ۱۰۔ نور ذات کا عقیدہ: ذکر نور ذل اللہ ۲۲۲
- ۲۲۔ اللہ کی ذات کو نور نہیں کہہ سکتے۔ ۲۱۱ ۱۱۔ نور من اللہ: اللہ کا عقیدہ کہاں سے آیا ۲۲۲
- ۲۳۔ علامی قاریؒ کی دوسری شہادت ۲۱۲ ۱۲۔ مولیٰ فضل رسول: جلالی کے گہانہ: نو پہلے ۲۲۵
- ۲۴۔ گیارہویں صدی کی علمی شہادت ۲۱۴ ۱۳۔ حضور کے شخص: وجود کا عقیدہ دشمن کر لیا ۲۲۵
- ۲۵۔ تیرہویں صدی کی علمی شہادت ۲۱۵ ۱۴۔ حضور کو دانہ مسکان میں رکھنا: حجت ہے ۲۲۶
- ۲۶۔ اٹاریل کی چند صورتیں ۲۱۵ ۱۵۔ نور صفت ذات: نہیر صفت لعل ہے ۲۲۶
- ۲۷۔ حضرت شاہ عبد القادر عجمیؒ کی شہادت ۲۱۶ ۱۶۔ حضور ذات: پہلی کا ہرگز جزو نہیں ۲۲۶
- ۲۸۔ حضرت علامہ محمد: موسیٰ کی شہادت ۲۱۶ ۱۷۔ صفت کے: جن حضور کے نور سچے کا مطلب ۲۲۶
- ۲۹۔ حضرت علامہ شافعیؒ کی شہادت ۲۱۶ ۱۸۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ کا ہرگز جزو رسول ۲۲۸
- ۳۰۔ سب کو نور وجود اللہ سے ہی طوبیہ ۲۱۶ ۱۹۔ صفت کا عقیدہ ۲۲۸

- ۱۳۸ { بغیر انسانیت، با عامہ مشرکین اند
۱۳۹ { محمد رضا خاں کی حضرت امام دہلوی کی گستاخی
۱۴۰ { خواجہ حمید ندیم کی سباز شریعت کا عقیدہ
۱۴۱ { صیانتیں اور مسلمانوں میں واضح فرق
۱۴۲ { علامہ ابوالبرکات آگوسی کا عقیدہ بشریت
۱۴۳ { بریلوی عقیدہ کہ عقیدہ کی بشریت اور سرگرم
۱۴۴ { انسانوں کی بشریت سے مختلف ہے
۱۴۵ { بشریت انسان کی نسبت سے کوئی
۱۴۶ { انسان اپنی ذات سے نہیں نکل سکتا
۱۴۷ { دلی کے وقت جب کی حالت کا منیر
۱۴۸ { ہونا
۱۴۹ { محبت پر عمل دلی قادی کی شہادت
۱۵۰ { علامہ شبیر احمد عثمانی کی شہادت
۱۵۱ { امام محمد بن احمد کی شہادت
۱۵۲ { حافظ ابن حجر کی شہادت
۱۵۳ { عیسیٰ یوسف اور دلی کی شہادت
۱۵۴ { اولیٰ ماخلق اللہ نوری کا مطلب
۱۵۵ { نور محمدی میل البشر پر اثر ہوا
۱۵۶ { سایہ نہ ہونے کے تشابہ میں
۱۵۷ {
- ۱۳۸ { بریلویوں کی اسکان و حجب کو جمع کرنے
۱۳۹ { علی کی ایک اسکان و حجب کو جمع کرنے
۱۴۰ { کی ایک کرشمہ
۱۴۱ { حضور کی ذات نور نہیں نور آپ کی
۱۴۲ { صفت ہے
۱۴۳ { نور سے بالا ایک اور درجہ روشنی
۱۴۴ { الصلوٰۃ فردا الصدقہ برہان
۱۴۵ { علامہ بہلولی کی لفظ حق الہی کی شہادت
۱۴۶ { خدا کا نور کسی ایک فرد میں محدود نہیں
۱۴۷ { یسعی نور محمد بن ابی بکر یا یا محمد
۱۴۸ { زمین طرے کے در سے جگمگا اٹھے گی
۱۴۹ { حضور کی بشریت کا یزین
۱۵۰ { قرآن کریم کی لغوی تفسیر
۱۵۱ { حدیث میں حضور کا بیان
۱۵۲ { صحابہ کرام کا عقیدہ بشریت
۱۵۳ { حضرت ام المؤمنین کا عقیدہ بشریت
۱۵۴ { اہلسنت کی کتب فقہانہ کی شہادت
- ۱۳۸ { حقیقہ انکسور وانظہر
۱۳۹ {
- ۱۳۸ { عابد بنی ایک جگہ کے قریب ہیں
۱۳۹ { مقدمہ

۱. اشیائے محدثہ کے خواص ان کی { صفات ذاتیہ۔ ۲۵۵
۲. خدا کے ہر جگہ موجود ہونے سے انکار ۲۶۴
۳. سرشن کہنیا کا سیکڑا دل جگہ حاضر و ۲۶۴ {
۴. باطن ہونا تسخیم کرنا ۲۶۴ {
۵. اللہ رب العزت جو ہر جہ عرض سے ۲۵۵ {
۶. بان ذات ہے۔ ۲۶۴
۷. ہر حادث چیز ساقی ہے اور بگ ۲۵۵ {
۸. گھیرتی ہے۔ ۲۶۴ {
۹. جو چیز بگ گھیرے اس میں کوئی درست ۲۵۵ {
۱۰. جبر قائم نہیں ہوتا۔ ۲۶۴
۱۱. ہر حادث چیز لہانی ہے۔ ۲۵۵
۱۲. ہر حادث تغیر پذیر ہے۔ ۲۵۵
۱۳. عالم مرکب پذیر اس میں بھی مداخل نہیں ۲۵۵
۱۴. انسان اور جن ۲۵۵
۱۵. انسان اور فرشتے ۲۵۵
۱۶. فرشتے اور جن ۲۵۵
۱۷. کائنات کے مختلف دائرے ۲۵۵
۱۸. عقائد کائنات کے نو اصولی پیرائے ۲۵۵
۱۹. کیا قیاسات سے عقائد ثابت کیے ۲۵۵ {
۲۰. کیا ممکن ہیں ۲۵۵ {
۲۱. ہر جگہ حاضر و باطن ہونا ۲۶۴
۲۲. مولانا عبدالمسیح رامپوری کا شیخان کے ۲۶۴ {
۲۳. ہر جگہ حاضر و باطن ہونے کا حقیقہ۔ ۲۶۴ {
۲۴. ۱. ہر جگہ ایسا کافرا ۲۶۴
۲۵. ۲. لا تحزن ان اللہ معنا۔ ۲۶۴
۲۶. اللہ تعالیٰ کے لیے حاضر و باطن کا فائدہ ۲۶۴
۲۷. امام ربانی مجدد الف ثانی کی شہادت ۲۶۴
۲۸. مولانا عبدالمسیح رامپوری کی ۲۶۴ {
۲۹. بات ۲۶۴
۳۰. بریلویوں کے عقیدہ حاضر و باطن کی تفسیر ۲۶۴
۳۱. گواسکو کا ایک تاریخی واقعہ ۲۶۴
۳۲. حضور اللہ کے رسول میں بارسل تھے ۲۶۴
۳۳. خلقی پر سبقت کرنے خالق کی مثال لا ۲۶۴
۳۴. جگہ ہر جگہ موجود ہے یا صراح یا دوافل ۲۶۴
۳۵. جب بیت المقدس میں ظہر پڑنے کا رہا ہے ۲۶۴ {
۳۶. تھے حضور و پاں موجود نہ تھے یا تھے ۲۶۴ {

- ۱۲۳۔ خراج حکام میں جو ٹلے ہے اخبار میں نہیں
- ۱۲۴۔ حضرت یوسفؑ پر جو واقعات گزریے
- ۱۲۵۔ حضرت ان بنو تمیم میں ساتھ نہ گئے
- ۱۲۶۔ حضرت عقیل بن عاصمؑ کی روایت اور بیٹا
- ۱۲۷۔ آپؐ کے مرنے فیصلہ کرنے سے شرمناک
- ۱۲۸۔ حافظ ابو یوسفؑ کا روایت
- ۱۲۹۔ صحابہؓ پر حضورؐ کے شفقت کی کہ نہیں
- ۱۳۰۔ بریلوی عقیدہ بھی حاضر نہیں جو کہنے کا نہیں
- ۱۳۱۔ حاضر ہوا مسلمانوں کی ایک مسجد میں بھی
- ۱۳۲۔ پادری حاضر کا ترجمہ قیام لانگ سے ہیں
- ۱۳۳۔ بریلویوں کا عقیدہ حاضر نہ نظر سے
- ۱۳۴۔ کھانا نکال
- ۱۳۵۔ حضورؐ کا اپنے لیے لفظ غائب کا استعمال
- ۱۳۶۔ حضرت علیؑ نے حکم کیا کہ جو مرد و عورت
- ۱۳۷۔ حضورؐ نے فرمایا غائب دیکھ نہیں پاتا
- ۱۳۸۔ حضرت علیؑ کو غزوات میں جس کے لئے پر
- ۱۳۹۔ حضرت نے تو کہا نہیں
- ۱۴۰۔ حضرت سعید بن مسیبؑ کا حضورؐ پر
- ۱۴۱۔ لفظ غائب کا استعمال
- ۱۴۲۔ حضورؐ سے دور کے معانات پر قوت پہنچے
- ۱۴۳۔ نے سب سے غائب سمجھے تھے ہیں
- ۱۴۴۔ اصل قاری کی تخریج حدیث
- ۱۴۵۔ جو نہ تخریج نقایہ
- ۱۴۶۔ نماز جنازہ میں غائب پر بھی دعا
- ۱۴۷۔ حضورؐ کا دعائیں دعا میں کیا
- ۱۴۸۔ حضرت کا خطبہ عربیہ
- ۱۴۹۔ حاضر آپؐ کا بیٹا ہر آپؐ سے غائب
- ۱۵۰۔ تکبیر پہنچا نہیں
- ۱۵۱۔ قرآن ازل اللہ کی ذات ہے
- ۱۵۲۔ امت کو علم حضورؐ سے واسطہ ملا ہے
- ۱۵۳۔ حضورؐ کی حدیث کو تقسیم مذوق
- ۱۵۴۔ خدا کی طرف سے ہے
- ۱۵۵۔ حضورؐ کی حدیث کہ دینی چیلر کی
- ۱۵۶۔ خدا خدا کے متفق کرنے سے ہے

عظیم شہید

۲۸۹	حضرت عبد قہر بن عباسؒ کی شہادت	۲۸۹	غیرت حمیدہ محمد خلیفہ
۲۸۹	عائدہ بن جریر بصریؒ کی شہادت	۲۹۲	مقدمہ
۲۹۰	شیخ ابو منصور عثمانیؒ کی شہادت	۲۹۳	غیب اور شہادہ کے حروف معنی
۲۹۰	طاہر رعب اعظمیؒ کی شہادت	۲۹۳	غیب و شہادہ پر دلالت کی نسبت سے ہیں
۲۹۰	امام محمد اسیرینؒ کی شہادت	۲۹۴	غیب و شہادہ دو ایسی نسبت سے ہے
۲۹۰	ابو یحییٰ ناصر مصریؒ کی شہادت	۲۹۴	گفتہ میں غیب سے پردہ نکلتا ہے
۲۹۱	ابو یحییٰ سیناویؒ کی شہادت	۲۹۴	غیر میں غیب کی طاہرہ معنی ہے
۲۹۱	امام اسفندیؒ کی شہادت	۲۹۴	خوار علی غیب و شہادہ میں غیب
۲۹۲	عائدہ بن سیرینؒ کی شہادت	۲۹۴	عالم غیب کی گفتنی حکایتیں
۲۹۲	عبد القادرؒ کی شہادت	۲۹۴	اسرار حق سے دلچسپی پر کائنات
۲۹۳	عائدہ بن زید بن العسکریؒ کی شہادت	۲۹۵	بغیر وہ صورت کی شہادتوں کا غلط
۲۹۳	علامہ خطیب شہرستانیؒ کی شہادت	۲۹۵	مور و تیز میں محبت کی بھینک دیکھی
۲۹۳	شہاب الدین سطلانیؒ کی شہادت	۲۹۵	بہرینہ پر استغاثہ پر نور کا شہادہ ہونا
۲۹۳	نصرت کبیر علی قاریؒ کی شہادت	۲۹۵	غائب شہادت کے معنی جہاد
۲۹۳	امام صدیق جہد شیخ عسکریؒ کی پہلی جہاد	۲۹۵	اس شخصہ و نور کا فرضہ ہونا معنی روح
۲۹۳	حضرت مجدد مہد ہاشمیؒ کی دوسری جہاد	۲۹۵	ہر گاہ کہ حق ثابت باری تعالیٰ کی ایک کجی تھی
۲۹۵	بابر میں صدیق جہد کی شہادت	۲۹۵	۱۔ حضرت میرزا علی شہرشتہ نے جان کیوں
۲۹۵	تبریز میں صدیق جہد کی شہادت	۲۹۵	۲۔ میرزا علی شہرشتہ کے ہاتھ میں
۲۹۵	ابو یحییٰ سیناویؒ کی شہادت	۲۹۵	غیب وہ ہے جو نہ دیکھا نہ سنا نہ

۳۸	۴. صاحب ہزار کی شہادت	۲۶۶	۱. احمد میں غیب کے اُترنے کی علامتیں
۴۰	مولانا احمد رضا کے ترجمے پر نغز	۲۶۷	۲. ایمان اور غیب کا آپس میں تعلق
۴۱	علم کا لفظ مطلق ہو تو مراد ذاتی علم	۲۶۸	۳. پیغمبر بھی ایمان رکھتے ہیں
۴۲	مولانا احمد رضا کا ایک اہم حوالہ	۲۶۹	۴. بریلویوں کی ایمان نبی کی نفی
۴۳	عطائی علم کو محض غیب کہنے کی غلطی	۲۷۰	۵. انبیاء کو مومن ماننا ضروری ہے

عقیدہ علم غیب تاریخ نبیاری روشنی میں

۴۴	۱. حضرت آدم علیہ السلام	۲۷۱	۶. حضور کے بعد اللہ کو اپنے کا اقتدار
۴۵	۲. حضرت نوح علیہ السلام	۲۷۲	۷. علم غیب اور علم محیط اللہ کا خلاصہ
۴۶	۳. حضرت ابراہیم علیہ السلام	۲۷۳	۸. حضور کی غیبی علوم سے سب جزئیات
۴۷	۴. حضرت یعقوب علیہ السلام	۲۷۴	۹. غیب کے مبادی و مآخیز ہیں
۴۸	۵. حضرت موسیٰ علیہ السلام	۲۷۵	۱۰. حضور کا دوسری غیب جاننے کا نہایت
۴۹	۶. حضرت دؤد علیہ السلام	۲۷۶	۱۱. ذاتی اور عین ذاتی میں ایک سا انجام
۵۰	۷. حضرت یونس علیہ السلام	۲۷۷	۱۲. سائنسی اکتشافات میں غیب پر علم
۵۱	۸. حضرت یحییٰ علیہ السلام	۲۷۸	۱۳. قاضیات کا دائرہ تنگ ہو رہا ہے
۵۲	۹. حضرت زکریا علیہ السلام	۲۷۹	۱۴. پرہیز اچھے پر ایمان کا اعتبار نہیں
۵۳	۱۰. حضرت عیسیٰ علیہ السلام	۲۸۰	۱۵. ایمان غرور یا ایمان آس
۵۴	۱۱. حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم	۲۸۱	۱۶. یومنون یا غیب کی زمانی مدت
۵۵	۱۲. حضور کے دامن غیب جاننے کا اجتماعی انفراد	۲۸۲	۱۷. غیب کے پرہیز رکھنے پر قیامت کا دعو
۵۶	۱۳. حضور کو بھی لامتناہی علوم سے بلا کیا گیا	۲۸۳	۱۸. ایمان اسی وقت تک ہے جب تک پرہیز ہے
۵۷	۱۴. کیا ایسے بھی علوم ہیں جو آپ کے خلاف شان ہیں	۲۸۴	۱۹. غیب کی خبریں علم غیب نہیں ہوتیں
۵۸	۱۵. علم لایعنی	۲۸۵	۲۰. ارشاد دلی اللہ کی شہادت
۵۹	۱۶. علم لایعنی	۲۸۶	۲۱. بلا شرعی حکم کی شہادت

۴۲۸	حضرت ابو سعید خدریؓ کی شہادت	۴۲۹	۲۔ علم خود بخود
۴۲۸	حافظ ابن کثیرؒ	۴۲۹	۳۔ علم خود کیجئے کا حکم
۴۲۹	موفق احمد رضا خاںؒ	۴۲۹	علامہ بخاریؒ کی شہادت
۴۳۰	نفر یہ عزت کے تحت شہر کیجئے کی شہادت	۴۳۰	۴۔ علم غزالیؒ
		۴۳۱	قاضی عیاضؒ
۴۳۱	۱۔ حضرت کو بعض دستاویز نہ بھائی گئیں	۴۳۱	۵۔ علم خودیؒ
۴۳۱	بعض رسدوں کے واقعات نہ بتا سکے گئے	۴۳۲	علامہ ابن خلدونؒ
۴۳۰	نہ بتایا گیا تب بعد از تقریریں ہی تھے؟	۴۳۲	حافظ ابن سہامؒ
۴۳۰	حضرت کو رسدیںؒ کی شہادت	۴۳۳	حافظ ابن سلیمؒ
۴۳۱	شاہ عبدالعزیزؒ	۴۳۳	قاضی قادریؒ
۴۳۱	علامہ عبدالجبارؒ	۴۳۳	علامہ بخاریؒ
۴۳۱	۳۔ علامہ علی اود علم قضا و قدر	۴۳۳	شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ
۴۳۱	علامہ علی کا تعلق دوسرے احکام	۴۳۵	شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ
۴۳۲	قضا و قدر اور مدح و اسر کی اہمیت	۴۳۵	علامہ ساجد خاںؒ
۴۳۲	پہلے اسٹھنے کی جھلک علم یعنی نہیں	۴۳۶	علامہ محمود اکویؒ
۴۳۲	قضا و قدر اور سبب الغت کے برابر ہیں	۴۳۶	مولانا احمد رضا خاںؒ کی شہادت
۴۳۲	امام محمد اویؒ کی شہادت		
۴۳۲	امام خودیؒ		
۴۳۲	حافظ عسقلانیؒ	۴۳۶	۱۔ حضرت کو علم شعر نہ دیا گیا
۴۳۲	شیخ قاسم بن قطلوبغا کی شہادت	۴۳۶	آپ کے پیرو جہتوں میں نہ کہ فائدوں
۴۳۲	قاضی شہار اشہرؒ کی شہادت	۴۳۸	حضرت ابو بکر صدیقؓ کی شہادت

دو علوم ہر حضرت کو نہ دیئے گئے

- ۳۵۸ کاپڑوں کی جلانے کی مہم جوئی کا انداز ۳۵۸
 ۳۵۹ غیب سلطان کب غیب اٹھائی ہو جاتا ہے ۳۵۹
 ۳۶۰ ریاضت اور عبادت میں فرق ۳۶۰
 ۳۶۱ وحی کے بغیر علم یقین کوئی رہ نہیں ۳۶۱
 ۳۶۲ علمات جو کوئی یقین نہیں لیتے ۳۶۲
 ۳۶۳ انبیاء تھے وہ قدرت کی تختیاں نہیں پڑھتے ۳۶۳
 ۳۶۴ وقت قیامت جلنے کی نہیں خبر پہنچیں ۳۶۴
 ۳۶۵ { مسند علم غیب }
 ۳۶۶ { مسند علم غیب }
 ۳۶۷ { مسند علم غیب }
 ۳۶۸ { مسند علم غیب }
 ۳۶۹ { مسند علم غیب }
 ۳۷۰ { مسند علم غیب }
 ۳۷۱ { مسند علم غیب }
 ۳۷۲ { مسند علم غیب }
 ۳۷۳ { مسند علم غیب }
 ۳۷۴ { مسند علم غیب }
 ۳۷۵ { مسند علم غیب }
 ۳۷۶ { مسند علم غیب }
 ۳۷۷ { مسند علم غیب }
 ۳۷۸ { مسند علم غیب }
 ۳۷۹ { مسند علم غیب }
 ۳۸۰ { مسند علم غیب }
 ۳۸۱ { مسند علم غیب }
 ۳۸۲ { مسند علم غیب }
 ۳۸۳ { مسند علم غیب }
 ۳۸۴ { مسند علم غیب }
 ۳۸۵ { مسند علم غیب }
 ۳۸۶ { مسند علم غیب }
 ۳۸۷ { مسند علم غیب }
 ۳۸۸ { مسند علم غیب }
 ۳۸۹ { مسند علم غیب }
 ۳۹۰ { مسند علم غیب }
 ۳۹۱ { مسند علم غیب }
 ۳۹۲ { مسند علم غیب }
 ۳۹۳ { مسند علم غیب }
 ۳۹۴ { مسند علم غیب }
 ۳۹۵ { مسند علم غیب }
 ۳۹۶ { مسند علم غیب }
 ۳۹۷ { مسند علم غیب }
 ۳۹۸ { مسند علم غیب }
 ۳۹۹ { مسند علم غیب }
 ۴۰۰ { مسند علم غیب }

۱۔ ام المومنین حضرت عائشہؓ کی روایت ۴۶۸
غزوہ بنی المصطلق میں مدد گشتہ گی ۴۶۹

۲۔ ام المومنین حضرت عائشہؓ کی روایت ۴۶۸
غزوہ خندق کے نتیجہ میں رکھ دینا ۴۶۹

۳۔ ام المومنین حضرت عائشہؓ کی روایت ۴۶۸
عمرؓ کی خدمت میں ۴۷۰

۴۔ ام المومنین حضرت عائشہؓ کی روایت ۴۶۸
کعبہ میں داخل ہونے کی بات ۴۷۱

۵۔ ام المومنین حضرت عائشہؓ کی روایت ۴۶۸
بہرہ فیہ کا ذکر میں داخل نہ ہونا ۴۷۲

۶۔ ام المومنین حضرت عائشہؓ کی روایت ۴۶۸
غزوہ بدر کے واقعہ ۴۷۳

۷۔ ام المومنین حضرت عائشہؓ کی روایت ۴۶۸
پہلے اہمیت میں سے تھک میں ۴۷۴

۸۔ ام المومنین حضرت عائشہؓ کی روایت ۴۶۸
نکاح نامہ کی تاہرہ میں ۴۷۵

۹۔ ام المومنین حضرت عائشہؓ کی روایت ۴۶۸
۱۔ ام المومنین حضرت عائشہؓ کی روایت ۴۷۶

۱۰۔ ام المومنین حضرت عائشہؓ کی روایت ۴۶۸
۲۔ ام المومنین حضرت عائشہؓ کی روایت ۴۷۷

۱۱۔ ام المومنین حضرت عائشہؓ کی روایت ۴۶۸
۳۔ ام المومنین حضرت عائشہؓ کی روایت ۴۷۸

۴۔ حضرت زیدؓ کی کنفہ میں ۴۶۹
رحمی سے تہذیب ۴۷۰

۵۔ حضرت عائشہؓ کی کنفہ میں ۴۶۹
۱۔ ام المومنین حضرت عائشہؓ کی روایت ۴۷۱

۶۔ حضرت عائشہؓ کی کنفہ میں ۴۶۹
۲۔ ام المومنین حضرت عائشہؓ کی روایت ۴۷۲

۷۔ حضرت عائشہؓ کی کنفہ میں ۴۶۹
۳۔ ام المومنین حضرت عائشہؓ کی روایت ۴۷۳

۸۔ حضرت عائشہؓ کی کنفہ میں ۴۶۹
۴۔ ام المومنین حضرت عائشہؓ کی روایت ۴۷۴

۹۔ حضرت عائشہؓ کی کنفہ میں ۴۶۹
۵۔ ام المومنین حضرت عائشہؓ کی روایت ۴۷۵

۱۰۔ حضرت عائشہؓ کی کنفہ میں ۴۶۹
۶۔ ام المومنین حضرت عائشہؓ کی روایت ۴۷۶

۱۱۔ حضرت عائشہؓ کی کنفہ میں ۴۶۹
۷۔ ام المومنین حضرت عائشہؓ کی روایت ۴۷۷

۱۲۔ حضرت عائشہؓ کی کنفہ میں ۴۶۹
۸۔ ام المومنین حضرت عائشہؓ کی روایت ۴۷۸

۱۳۔ حضرت عائشہؓ کی کنفہ میں ۴۶۹
۹۔ ام المومنین حضرت عائشہؓ کی روایت ۴۷۹

۱۴۔ حضرت عائشہؓ کی کنفہ میں ۴۶۹
۱۰۔ ام المومنین حضرت عائشہؓ کی روایت ۴۸۰

۱. علامہ بدر الدین العینی کی شہادت	۴۶۲	چودھویں صدی کی شہادت
۲. حافظ ابن حجر عسقلانی	۴۶۳	۱. محمد علی صوفی
۳. نور محمد جلالی مالکین انصاری	۴۶۴	۲. سید قطب مصری
۴. علامہ عمر عین بن صفی	۴۶۵	علم و وقتیت یا مسکت کے مدعی کا حکم
۵. علامہ جمال الدین سیوطی	۴۶۶	۱. حضرت عبداللہ بن عباس کی شہادت
دسویں صدی کی شہادتیں	۴۶۷	۲. حضرت علامہ خازن
۱. علامہ شمس الدین کی شہادت	۴۶۸	۳. حضرت علامہ عینی
۲. خطیب شرمینی	۴۶۹	۴. حضرت علامہ شمس الدین
۳. نور احمد البصرہ	۴۷۰	علم و وقتیت یا مسکت نہ پر نے پر چودھویں شہادت
۴. امام علی قلی	۴۷۱	حدیث: المسلمون جنبوا عن السائل
گیارہویں صدی کی شہادتیں	۴۷۲	اس حدیث کے پہلے دس گروہ
۱. امام ہمامی مجدد العصر ثانی	۴۷۳	۵. المسلمون جنبوا عن السائل
۲. شیخ عبدالحق محدث دہلوی	۴۷۴	حدیث جبریل کے تین اہم مباحث
بارہویں صدی کی شہادتیں	۴۷۵	۱. کیا حضرت جبریل کی توقیف پر پہچان ہونی چاہی؟
۱. شیخ خیر الدین کی شہادت	۴۷۶	۲. یہ جبریل کی آمد رسالت کے گیسو میں ہوئی؟
۲. شہ ولی شہر	۴۷۷	۳. مسائل اور مسائل میں بڑبڑاتی نظریں
۳. شیخ اسماعیل قلی	۴۷۸	۴. امام نووی کی شہادت
تیرہویں صدی کی شہادتیں	۴۷۹	۵. حافظ ابن کثیر
۱. قاضی ثناء اللہ کی شہادت	۴۸۰	۶. حضرت عطاء الدینی
۲. شاہ عبدالقادر	۴۸۱	۷. حضرت ملا خضر دہلوی
۳. علامہ محمد امجدی	۴۸۲	۸. حضرت غنی قادری

بریلویوں کا عقیدہ مختار کل اور اسس کا علی جائزہ

- ۱۔ مختار کل دو مسئلہ میں ۴۴۹ عقیدہ مختار کل اور اسس کا علی جائزہ
- ۲۔ پڑھا ہوا اور ۱۰۰ ہر چیز کا اختیار رکھنے والا ۴۵۰ دس نور طلب نمود
- ۳۔ کیا اسی اختیارات کی بددراستی ممکن ہے ۴۵۱ کیا آپ کو وہی نہ پہنچانے کا اختیار تھا
- ۴۔ دنیا کے کھراڑوں کو ناسب کی ضرورت ہے ۴۵۲ کیا آپ کو فرض نماز چھوڑنے کا اختیار تھا
- ۵۔ حکم دینے اور اختیار دینے میں فرق ۴۵۳ کیا آپ کو ترکان میں کسی تہہ کی کما اختیار تھا
- ۶۔ فرشتے کھراڑی گئے، مذہبی مختد نہیں ۴۵۴ کیا آپ سے مسلولیت کا حکم کچھ چکا
- ۷۔ قتل و کتلوں کا ایسا ہی کیا ملک میں فرق ۴۵۵ قرآن پاک میں قدم طہیرین کی مسلولیت کا ذکر ۴۵۶
- ۸۔ الہی اختیارات سپرد نہیں ہوتے ۴۵۷ قیامت کے دن تمام نبی اکرام سے ایک سوال یہ ہے
- ۹۔ اموں کافی گئے اب جعفرین کا ذکر ۴۵۸ اپنی مجلس سے سب کو نکالنے کا اختیار ۴۵۹
- ۱۰۔ مدائن مجتہدین یہ قفرین کا ذکر ۴۵۹ جعفران ہیل اور حادثہ سے بے دردا ۴۶۰
- ۱۱۔ بربر و زکی اللہ درک میں کاموں کی تقسیم ۴۶۰ میت بس لاف من الا من تخی وکافر تراج ۴۶۱
- ۱۲۔ مسئلہ قفرین سے بلا اور حریم پر قبضہ ۴۶۱ جعفر کہ جانشین مقرر کر سکتے۔ وک دیگیا ۴۶۲
- ۱۳۔ حضرت ام، بر حنیفہ کا مسئلہ اور تحقیق ۴۶۲ نظائر کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا ہے ۴۶۳
- ۱۴۔ سورج کا طلوع پر جہاں کی عبادت ہے ۴۶۴ جہاناب کھونا نہ گیا کیا آپ نے امتیاز میں تھا ۴۶۵
- ۱۵۔ مدبر کی عقیدہ و بارہ مدبر عالم کیا ہے ۴۶۵ کیا کا ذکر ہے جب آپ کو دعا حضرت کی تیار تھی ۴۶۶
- ۱۶۔ آپ جس پر چاہیں تو بیکار و بارہ بندہ کر دیں ۴۶۷ کچھ کو کچھ حلال چیز سے مدد گئے کا اختیار ۴۶۸
- ۱۷۔ قفرین امور میں شیعوں کا عقیدہ ۴۶۸ حدیث سے ایسے علت و علت کے اختیارات ۴۶۹
- ۱۸۔ تاریخ عبداللہ و جیلانی کی تفریح ۴۶۹ کتے در تہہ آپ نے اپنے جلیا سے حلیم کچھ ۴۷۰
- ۱۹۔ حضرت مولانا سبیل الدین اجمعی دایان ۴۷۰ کیا مثنوی میں محمد کی اپنی استخراج مثنوی ۴۷۱

- ۴۹۰ بحیرہ بن زکریا درخت نما درخت کے بنے ہوئے۔ ۴۹۱ مروز و توشے کا گناہ مکرر کیا یا اس کا کب
- ۴۹۲ آپ کا صحابہ گوشت لایا وہ وہ بھی نکالیں گے۔ ۴۹۳ بریوں کے پاس جس کے ساتھ کھانے پر کوئی دین نہیں
- ۴۹۴ خانہ بھی نہیں گئے۔ ۴۹۵ درختوں کی روایت میں کفارہ ساتھ بنے کام
- ۴۹۶ اسلام محمدؐ کی سب سے پہلی جہیز کا اعلان۔ ۴۹۷ ذکر ہے تو وہ ہر مترجیجے کو کھانے پر نکالے
- ۴۹۸ حضرت کے لیے غاروں کی صفائی کا حق اور شہادت۔ ۴۹۹ کفر اٹھ غلہ نہ دے تھے نہ ہر جی کا اور جبے
- ۴۹۹ کھانے میں کچھ پر بھی نہ کر مذہب صحابہ کے۔ ۵۰۰ حافظ جاز الدین نے زلیخا کی شہادت
- ۵۰۱ حضرت بن مسعودؓ کی وجہ نمانعت کے بنی میں سے۔ ۵۰۲ حافظ ابن حجر متعلق کی شہادت
- ۵۰۲ یہ روایت ابو جہر و ابن ابی شیبہ ضعیف ہے۔ ۵۰۳ فقہ حنفی کا مسئلہ کہ تکرار میں کن رہا تو فرہر کتاب ہے
- ۵۰۳ اشرف کچھ چھری و پیش کردہ روایت بھی صحیح نہیں۔ ۵۰۴ امام ہرشی (۵۸۲ھ) کا بیان
- ۵۰۴ حضرت نے روایت کئے وہ جھوٹ نہ پڑا چہیے۔ ۵۰۵ فقہ بدر الدین یحییٰ کا بیان
- ۵۰۵ حافظ نے صحیحہ عمر و حدیث کا ذکر۔ ۵۰۶ امام بن حبان کا بیان
- ۵۰۶ کسی صحابی کو نام نہ بنے تو آخرت میں فلاح نہ پڑا۔ ۵۰۷ عمر بن حادین دمشقی
- ۵۰۷ درختی ٹھکانے میں کہاں سے ملے۔ ۵۰۸ اس کا عمر شریف نے نصیحت کے فیصلے کی روشنی میں ہے
- ۵۰۸ مرم مر میں کسی روایت اور پورو کو نہ کا جسے دہم۔ ۵۰۹ نسبت بجا مات اور بریوں کی جس میں اختلاف ہے
- ۵۰۹ حضرت بن مسعودؓ نے حضرت بن عباسؓ سے کیا تھا۔ ۵۱۰ بریوں کے مریخی دانہ کے ساتھ تھوڑے
- ۵۱۰ محبتیں اس تشدد کی کہ شہید کرتے تھے۔ ۵۱۱ (تو دیر میں امام حمید بن اشعث)
- ۵۱۱ فخر دینی سے کا انکار نہ دے دغا دے۔ ۵۱۲ چھ ماہ کی بچہ کی قربانی ابوہریرہ کا تشدد
- ۵۱۲ حافظ بدر الدین یحییٰ کا بیان عمرو بن لویان۔ ۵۱۳ مرم مر میں کی شرط سے حضرت خزیمہ کا تشدد
- ۵۱۳ اختلاف دینی اور اجتہاد میں۔ ۵۱۴ مرم مر میں کی شرط سے حضرت خزیمہ کا تشدد
- ۵۱۴ اختیار میں نہیں۔ ۵۱۵ مرم مر میں کی شرط سے حضرت خزیمہ کا تشدد

مسئلہ نمبر اول - اہلسنت عقیقہ کی ترسے

۵۰۸

۱۔ حضرت کے بعد اور کثرت کا جمع کرنا ہم حرکت سے بھارت ۵۱

۲۔ حکام کے لیے کثرت لینا حضرت مولانا کے لیے بھارت ۵۱

۳۔ بدین شریعت حق و سحر حضرت مولانا کا خدا کو ہم حرکت ۵۰

قرآن کریم

۱۔ کجا بابت ۵۱

۵۰۹ { ۱۔ زمین میں جنگ نکالنا یا اس میں پرہیز صی لگانا
کجا یہ آپ کے یس میں تھا؟

۱۔ اہلسنت کے عقیدہ میں حضرت کے بابت
افن الہی سے کیا ۵۰۱ {

۵۱۰ { ۲۔ سب کے کا کل بنا اور اس میں چڑھنا
کھڑوں کا صلاح کہ سب کے دیکھیں

۱۔ توحید میں سلام کہتے ہیں اس کی
عام جادوت حق ۵۰۲ {

۵۱۱ { ۳۔ عقیقہ کر کے دیکھنا اس کے ہو کر کی نہیں
وہ فضل قوم کے ترسے مائو کر فی نہیں

۱۔ ہر روز کے لیے چہ ماہ کی بکری کا قربانی
باقی رہتی تھی ۵۰۳ {

۵۱۲ { ۴۔ ہر ہفتہ کے روز میں نہیں کرنا کیا کیا جائے
وہ کوہ کر پائیں یا ادب میں جائیں

۱۔ حضرت خیر کی ایک جی دیکھ کر برابر بنائی تھی
۲۔ یہ انشاء صوفیہ کے لیے نہیں حضرت حنیفہ

۵۱۳ { ۵۔ خدا کو ہم انفس دیکھتے ہیں کہ کچھ نہیں کر سکتے
۶۔ آپ صلا کر ہیں میں اپنے خیر و نفع کا مالک نہیں

۱۔ حضرت سحر اور جادو بنائے تھے جی ہستی
۲۔ اہلسنت میں کہتے ہیں کہ اس کی دم بابت حق صحت

۵۱۴ { ۷۔ سب کہہ دیں میں ہندو کے نقش و نشان
کا بھی ملک نہیں

۱۔ ابن جی نہیں بلے میں پر حضرت کا سب باندھا ہے ۵۰۴

۵۱۵ { ۸۔ کوئٹہ آپ نے کسی شہر میں کیا بنا دیا ہے نہیں بھانا ۵۰۵
۹۔ میرزا قراقرم کے کہیں آپ کا ساتھ ساتھ بھانا ۵۱۱

۱۔ پہلے سب کے کثرت بھی تھی ۵۰۶
۲۔ حضرت کے نام اور کثرت کر چھ کر انہی طرح ترسے تھا ۵۰۷

۵۱۶ { ۱۰۔ لا تقولن شئاً الی فاعل و لا تعدا ۵۰۸
۱۱۔ عاقبت ۵۰۹

۱۔ ہم جعفر علیہ السلام کی شہادت
حافظ ہر مدینہ عینی کی شہادت ۵۰۹

۵۱۷ { ۱۲۔ سب کے دن کہیں گے لا املک الا شہدا ۵۱۲
۱۳۔ خیرات کے کہیں گے لا املک الا شہدا ۵۱۳

۱۔ حضرت نے حضرت مولانا کی نصیحت کی
۲۔ اس کے اختیار است پر مسئلہ ۵۰۹

ایک تاریخی ہسکری اور تحقیقی جائزہ

مطالعہ بریلویت

ڈاکٹر علامہ خالد محسود، ایم۔ ف، ایچ۔ ڈی

ڈائریکٹر اساتذہ کتب، کتب خانہ، جامعہ اسلامیہ

حافظی بک ڈپو دہلی بک ڈپو
۲۲۷۵۵۴ جی

دس سال پہلے کا

اعلان و انتباہ

دیوبندی، بریلوی اختلاف پر پہلی کتاب "انوار ساطعہ" حوام کے
ساتھ آل تھی حضرت مولانا خلیل احمد صاحب مکتبہ سہارنپوری مدظلہ
نے "انوار ساطعہ" کو متن بنا کر ذیل میں بڑا بین ساطعہ "کے نام سے اس
کا جواب لکھا تاکہ مطالعہ کرنے والا دونوں طرف کی بات ایک ہی وقت
میں دیکھ سکے۔

فضیلۃ الاستاذ ملا محمد متحالیہ محمود صاحب نے نزاع کو
ختم کرنے اور غلط فہمیوں کو دور کرنے کے لئے کتاب ہذا ہدیہ قارئین کی ہے
مگر کوئی صاحب اس کا جواب لکھنا چاہیں تو وہ اس کتاب کو متن بنا کر
ساتھ ساتھ جواب تحریر فرمائیں۔ کتاب ہذا کے لفظ لفظ کو سلٹنے لائنے بغیر
اس کا جواب ناکافی اور ناقابل اعتبار سمجھا جائے گا۔

جب تک کوئی جواب کتاب ہذا کے پورے متن کا حامل نہ ہوگا اسے کتاب
کا جواب نہ سمجھا جائے گا۔

مرتب کتاب ہذا۔

حافظ محمد سلیم صاحب مدظلہ

ساکن ڈاکٹر انگلیش، فاضل جامعہ رشیدیہ ساہیوال پاکستان، ۱۵ دسمبر ۱۹۵۷ء

مقدمہ

تاریخ زوالِ امت

الحمد لله وسلاماً على عباده الذين اصطفى اما بعد :

مغیر سلطنت کے زوال اور ۱۸۵۷ء کے معرکہ کے بعد ہندوستان میں باقاعدہ انگریزی سلطنت قائم ہوئی ۱۲ اگست ۱۷۵۷ء کو شاہ عالم نے پنجاب، بہار، اڑیسہ اور بنگال کا دیوانی نظام ایسٹ انڈیا کمپنی کے حوالے کر دیا تھا۔ ۱۸۵۷ء تک ہندوستان میں سلطنت کے نام سے صرف دو ہی فرقے تھے۔ ۱۔ اہل امت و ابھائے اور ۲۔ شیخ۔ پھر شیخ میں دو فرقے تھے۔ ۱۔ اثنا عشری اور ۲۔ اسماعیلیہ لیکن اہل امت و ابھائے بالکل ایک تھے اور سب حنفی المذہب تھے، انگریز حکومت نے ۱۸۵۷ء کا معرکہ دیکھنے کے بعد فیصلہ کیا کہ مسلمانوں کی جنرل باڈی حجاب بھی ایک ہے ایک نہ ہے، جس طرح ہوسکے ہندوستان کے سنی مسلمانوں کو مختلف فرقوں میں تقسیم کیا جائے اور ان کی آپس میں تقسیم انہیں اتنا کمزور کر دے کہ پھر حکومت کو کسی اور منصوبے کا سامانہ کرنا چاہے۔ یہ حالات چل رہے تھے کہ پہلی جنگ عظیم ۱۹۱۴ء - ۱۹۱۷ء کا سانحہ پیش آیا اور مسلمان اس میں عالمی سطح پر طوط ہوئے۔ اس وقت مسلمانوں میں خلافت عثمانیہ موجود تھی اور ٹرکی مسلمانوں کی سب سے بڑی طاقت تھا، ٹرکی اور جرمنی ایک دوسرے کے حلیف بنے اور انگریزوں نے مسلمانوں کو عالمی سطح پر اپنا دشمن خیال کیا اور اس کے نتیجے میں ان کی ٹوری محنت اس پر لگی کہ جس طرح بن پڑے ہندوستان کے اہل سنت مسلمانوں کو مستقل طور پر دو حصوں میں تقسیم کر دیا جائے۔

برطانوی ہند میں مسلمانوں میں نئی فرقہ بندیاں

پہلی جنگ عظیم کے کھنڈرات سے مسلمانوں میں ایک نیا فرقہ ابھرا اور اس نے آگے چل کر ایک باقاعدہ دین و مذہب کی صورت اختیار کی یہ کاش اہلسنت مسلمانوں میں ہوئی اور انہیں مستقل طور پر دو ٹکڑے کرنے میں مولانا احمد رضا خاں کے پچاس سال لگے۔ مولانا احمد رضا خاں کے حنفی مولانا قادی احمد چلی بھٹی کہتے ہیں کہ۔۔۔

مولانا احمد رضا خاں صاحب پچاس سال اسی جدوجہد میں پہنچے
رہے یہاں تک کہ دو مستقل مکتب فکر قائم ہو گئے برطانوی
اور دیوبندی۔

انگریزی ریاست نے کس طرح فرقہ بندی قائم کی

جنگ عظیم اپنی پہلی سطح میں انگریزوں اور جوہنوں کے مابین تھی ان دونوں ممالک عالمی سطح پر انگریزوں سے ناکام تھے۔ انہوں نے اس موقع کو غنیمت سمجھتے ہوئے جرمنوں کا ساتھ دینے کا فیصلہ کر لیا۔ خلافت عثمانیہ ان دونوں ممالکوں کی اجتماعی قوت تھی سو ترکوں نے جوہنوں سے اتحاد کر لیا۔ حجاز میں ان دونوں خلافت عثمانیہ کا نائب شریف کو تھا اور گورنر اور پاشا تھا۔ انگریزوں نے شریف کو ترکوں کے خلاف بغاوت کرا دی اور اس راز سے حجاز میں کالی مداخلت حاصل کر لی۔ اب انگریزی سلطنت کا تقاضا تھا کہ ہندوستان کے مسلمانوں میں سے کوئی طبقہ شریف کو کی حمایت میں کھڑا کیا جائے جو کھل کر ترکوں کے خلاف کھیں

نے سوانح اعلیٰ حضرت ص ۵۷

اور انگریزوں کی حمایت میں ہندوستان میں مسلمانوں کا ایک نیا قہن پیدا ہوا۔

ہندوستان میں جو مسلمان ۱۸۵۷ء میں انگریزوں سے فیر آزاد ہونے
تھے ان کے جانشینوں و علمائے دیوبند نے ہندوستان میں ترک کی خلافت کی حمایت
کا اعلان کر دیا اور کہا خلافت جس درجے میں بھی ہو اس کا قائم رہنا ضروری ہے۔
اسلام کا نقش سیاست و خرافت کے بغیر پورا نہیں ہوتا۔ مسلمانان ہند کو کھن کر ترکوں
کا ساتھ دینا چاہیے۔ انگریزوں کو اس بات کی فکر تھی کہ اگر ترکی ہندوستان پر
رجوع انگریزوں کی عملداری ہونے لگے۔ حملہ کرنا ہے اور یہاں کے مسلمان اس کے
ساتھ ہو جاتے ہیں تو انگریز شاید ہندوستان میں ترکوں کا سامنا نہ کر سکیں۔ اس صورت
حال سے بچنے کے لیے ہندوستان میں ایک ایسے طبقے کو اٹھانے کی ضرورت
تھی جو ترکوں کے خلاف شریعت کے حامی ہو اور ہندوستان میں علماء دیوبند کے
خلاف اٹھ سکے۔ یہیں سے ہندوستان میں بریلوی دیوبندی فرقہ بندی کا آغاز
ہوا۔ اس اختلاف کی ابتدا کی سطح سیاسی تھی مگر اس نے آہستہ آہستہ ایک مذہبی
اختلاف کی صورت اختیار کر لی۔ انگریز مفکرین کی رائے تھی کہ سیاسی اختلافات تو
وقت گزرنے پر ختم ہو جاتے ہیں مگر مذہبی اختلافات کا بیج جب پھوٹتا ہے تو
وہ بالآخر شرمندہ بہرہ و زخمت بنتا ہے جس کو ہر فرد میں کچھ نہ کچھ پرستار مل ہی
جاتے ہیں۔ مولانا محمد رضا خاں کو بھی کچھ نہ کچھ لوگ ہاں میں ہاں ملانے والے مل ہی
جائیں گے۔ اس دور میں ہندوستان میں اکثریت خلافت کے حامیوں کی تھی۔ یہاں
ایک کہ یہ دور ہی ان کا تھا اور بریلوی ایک بہت مختصر کی جماعت تھے اور ایک قبیلہ
سی اقلیت تھے مولانا محمد رضا خاں خود تسلیم کرتے ہیں :-

نازیل کا دور تھا اہل بل رہا تھا تو رکھا
قم کو دیکھا ہو گیا تھکا اکلیدہ نور کا

محمد ابراہیم بخشش حصہ دوم ص ۱۰

کہاں میں بریلوی علماء جو ہمیشہ جھوٹ بولتے ہیں کہ ہم اکثریت میں ہیں، اس وقت مولانا احمد رضا خان کیسے کی جہن کو صرف خواب دیکھ کر ہی ٹھنڈی ہوتی تھی۔ ڈاکٹر اقبال مرحوم بھی شریف مکر کے سخت خلاف تھے۔ وہ ترکوں کی حمایت میں عملے دیوبند کے ساتھ تھے۔ بیان شریف کے خواجہ منیا، اندین صاحب نے اس موقع پر عملے دیوبند کا گھل کر ساتھ دیا۔ ڈاکٹر اقبال شریف کو پریش کر رہے تھے کہتے ہیں وہ

بیچتا ہے ہاشمی، ناموس دین مصطفیٰ
خاک و خون میں مل رہا ہے ترکمن سخت دشمن

شریف مکر بھی دیے گئے وعدوں کو نہ پاس کے

عرفت کوٹنے کے بعد شریف مکر بھی زیادہ دیر اختیار پر نہ رہ سکے۔ وہ آل سود نے اس کو مار چکا۔ شریف نے اپنا وعدہ پورا کیا مگر انگریز اس سے کیے گئے وعدے پورے نہ کر سکے۔

شعبہ بھی مل جاتی ہے پروانہ سے ملنے کے بعد

انگریزوں نے وہاں تو شریف کی کوئی مدد نہ کی لیکن ہندوستان میں بریلویوں کو نہ تھ میں رکھنے کے لیے ایک عہدہ تعزیر آل سود کے خلاف پورے مہم چلی دی۔ عملے دیوبند نے اس محاذ پر بریلویوں کی ڈمٹ کر مقابلہ کیا اور آل سود کے حق میں ختم ٹھونک کر سکے۔ بریلویوں نے آل سود کا نام وہاں دہلی اور دیوبند میں کانام گلابی دہلی رکھا تھا۔ حجاز کے اس نقاب پر آستانہ بریلیوں کی طرح پا تھا۔ اس کا جواب مولانا ظفر علی خان نے ان الفاظ میں دیا ہے کہ
کاش کی کیوں تیرے خچر بنے بھر حجاز یہ گناہ وہ ہے بھی جو جس میں سکن مست

زندگی مکی ہے منت کے لیے پیغام کو کر رہا ہے جو بجائے حبِ قبروں کا صراف
شریف کہ حجاز میں قبر پرستی کی کوئی راہ نہ نکال سکا تھا۔ اس لیے انگریزوں
نے وہاں اس کی طرف سے کوئی مداخلت نہ کی لیکن ہندوستان میں برطانویوں کا
کھل کر ساتھ دیا کیوں کہ انہوں نے اپنے چار ہر ہر گاؤں میں مسجدوں کے لیے
قبریں بنا رکھی ہیں۔

ہر فرقہ بندی کے پیچھے پہلے سیاسی ہاتھ رہا ہے

اس تفصیل سے پتہ چلتا ہے کہ مسلمانوں میں جب کہیں فرقہ بندی ہوئی اس
کے پیچھے کوئی نہ کوئی سیاسی ہاتھ ضرور نظر آیا اور نہ کتب و سنت کے ذریعہ
چلتے بھی فرقہ بندی سے مدد نہ ہو سکتے تھے۔ یہ مسلمانوں کی نادانی اور جہالت
تھی کہ وہ غرض مند موزیوں کے چکر میں آکر صحیح آزما سیاست دانوں کے ارادہ کا نہ
ہے اور ان موزیوں کے اندازت کو اختلافات سمجھ بیٹھے۔ اختلاف وہ
ہوتا ہے جس کو وہ سرِ فرقہ بندی بھی مانے اور وہ اسے ہٹا کر وقف اور عقیدہ تسلیم
کرے اور نہ وہ کبھی کسی بات الزام کی سرحد سے آگے نہ جانے لگی اور ظاہر ہے
کہ صرف الزام سے کچھ ثابت نہیں ہوتا۔ قانون کی نظر میں منظم و منجر میں ہمیشہ
فرق کیا جاتا ہے۔

ابتداء میں سنی اور شیعہ اختلافات بھی سیاسی تھے

شیعہ ان میں ابتداء میں صرف ایک سیاسی جماعت تھے شیعہ مذہب کی
باقاعدہ تشکیل اس کے بہت بعد کی ہے اثنا عشری شیعوں کے بارہویں امام ہدوہ علیہ
السلام جو تھے سونو ظاہر ہے کہ اثنا عشریوں کا بارہ اماموں کی فاضلت پر معنی عقیدہ کہیں

تیسری صدی کے آخر میں بنا جوگا۔ ان کی حدیث کی پہلی کتاب الحاکمی پونچھی صدی
ہجری میں مدین ہجری اس کا معروف محمد بن یعقوب النخعی تھا جس نے ۳۲۸ھ میں
وفات پائی۔

سوپہی دو صدیوں کے دو بہت حدیث میں اگر کسی کے نام کے ساتھ شیعہ
کا غلط آجاتے یا اس کے بارے میں رومی یا حنیف کے الفاظ میں قرآن سے وہ
شیعہ مراد نہیں ہوتے جو ختم نبوت کے بعد آسمانی امامت کا عقیدہ رکھتے ہیں
یا وہ ایمان شیخین کے منکر ہیں یا تحریف قرآن کے قائل ہیں۔ یہ مذہبی اصطلاح
تیسری صدی کے آخر میں بنی اور اس سے اثنا عشری یا سہلی مراد ہے جسے محدثین
لگے۔ شیعہ یا مصحاح قدیم ہرگز کوئی موجب جرح بات نہ تھی اس لیے محدثین
ان کی روایت قبول کرتے رہے۔ سو یہ نہ کہا جائے کہ اہل سنت کی حدیث کی
کتابوں میں شیعہ راوی موجود ہیں۔

ابتداء میں شیعان علی کوئی علیحدہ مذہبی گروہ نہ تھا

حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنی زندگی میں کبھی اپنے آپ کو سوادِ خلم اہل سنت
سے جدا خیال نہ کیا تھا۔ جب آپ خلیفہ بنے تو بھی اپنی خلافت کو پہلی تین خلافتوں
پر مبنی بلا فصل خلافت کہا یہ نہ کہا کہ مجھے خلافت چوبیس سال کے فضل سے ملی
تھے اور میں خلیفہ بالفصل ہوں۔ آپ کی خلافت حضرت عثمان سے اسی طرح بلا فصل
ہی جس طرح حضرت عثمان کی خلافت حضرت عمر کی خلافت سے بلا فصل مسلسل رہی
آپ نے اپنے دورانِ حکومت نماز تراویح اور نماز جمعہ کی دو اذانوں کو اسی طرح
قائم رکھا جیسا کہ یہ دونوں عمل پہلے سے چلے آ رہے تھے۔ آپ نے کبھی حضرت عمر
یا حضرت عثمان کی خلافت کے خلاف کوئی بات نہ کی۔ آپ کی حضرت معاویہ سے

مخالفت خلفاء ثلاثہ کی مخالفت سے مخالفت کے طور پر نہ تھی۔ آپ جانتے تھے کہ عام لوگوں کے دلوں پر بھی تک حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ کی حکومت ہے۔ حواریوں شیعیان علیؓ کا لفظ امیر معاویہؓ کے مقابلے میں آپ کے کسبیا ہی مایلوں کے لیے بولا گیا اور اس سے حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کا اسلام بالکل ایک تھا۔

حضرت علیؓ خود بیان فرماتے ہیں۔

وكان بدءا من انا انتقم والقوم من اهل الشام والظاهر
ان ربنا واحد ونبينا واحد ودعوتنا في الاسلام واحد
ولا فضل زيه احد في الايمان بالله والتصدق بمرسول له ولا
يتنبدوننا الا مرداه الا ما اختلفنا في دم عثمان ودين
منه برادر ہے

ترجمہ: ہمارے گھر کی ابتداء یوں ہوئی کہ ہم واپس شام آپس میں لڑ پڑے اور ظاہر ہے کہ ہم ہمارے ایک خدا اور ایک رسول کے ماننے والے تھے اور ہماری ممانعت کے لیے نہ تو ہم ایک تھے نہ ہم ایمان بالقرآن و تعزیر و رسالت میں تین کے لیے نہ تھے نہ وہ ہم سے اس میں لگے تھے اور لوں کا دینی معاملہ ایک ما ہے مرنے اس کے کہ ہم خون عثمان کے بارے میں مختلف لڑی ہو گئے (وہ اس میں بھی قصہ روا کر سیکھ) لہذا ہم اس سے بری ہیں۔

ذہبی اختلافات بھی اتنے لمبے نہیں جتنے الزامات قائم ہو گئے

اختلاف کے کہتے ہیں جس میں الزام کے ساتھ الزام موجود ہو کسی عبارت سے

جو بات لازم بنے کہنے والا اسے تسلیم کرے کہ ہاں میں نے یہی بات کہی ہے اور
 اگر ہم بات کو دوسرا فرق نہ مانے تو یہ محض الزام ہے اس کے ساتھ الزام نہیں
 ایسے مواقع میں نزاع فطری ہوتی ہے خود عرض لوگ اسے بڑھ چڑھا کر پہاڑ بنا
 دیتے ہیں۔ اہل سنت اور شیعہ میں واقعی اختلافات ہیں، اہل سنت اور اہل حدیث
 دو اصطلاح جدید ہیں بھی واقعی اختلافات ہیں لیکن دیوبندیوں اور برہمنوں
 میں اختلافات اتنے نہیں جتنے الزامات ہیں۔ بدیشی حکمرانوں نے ہندی رعایا
 کو مختلف گروہوں میں تقسیم کرنے کے لیے ان میں ایسی باتیں چلائیں کہ بہت سے
 نادان لوگ ان کی باتوں میں آگئے اور آج آپ کو کئی لوگ ایسے ملیں گے جو واقعی
 ان دو کو مستقل فرقہ سمجھتے ہیں۔

بم پیچھے کہہ رہے ہیں کہ اہل سنت محدثین جب کسی شیعہ راوی کی روایت
 قبول کرنے میں توبہ دہی شیعہ تھے جو باہمی جنگوں میں حضرت علیؑ کے ساتھ تھے
 تھے نہ کہ وہ جو حضرت ابو بکر و عمرؓ کے ایمان کے منکر ہوں یا قرآن کو غلوں سمجھتے
 ہیں یا اسے خوف سمجھتے ہوں اور عقیدہ رجعت رکھتے ہوں کہ قیامت سے
 پہلے ایک دفعہ پھر اس دنیا میں سنا ہے۔ ان عقیدوں کے حامل دیوبندیوں کی
 روایت۔ اہل سنت محدثین کے ہاں کبھی قبول نہیں کی گئی۔ اب شیعہ سے مراد
 شیعہ بمضراح جدید ہیں جنہوں نے باقاعدہ ایک مذہبی شکل پائی، اور ان کے
 مذہب کی ان کے اپنے علمی محققوں میں باقاعدہ تشکیل ہو گئی ہے ان کے عقائد
 اور فرقہ کی کتابیں عام مسلمانوں سے مختلف نکلی

گئیں۔ اثنا عشری لوگ بارہویں امام پر آکر رک گئے اور سماجی شیعہ بنے حاضر امام کے وزیر تھیں۔
 کے ساتھ ساتھ چلتے رہے۔ یہ اب چاندیسویں حاضر امام کے وزیر تھیں۔

عبداللہ ابن سبا یہودی اثناعشری شیعہ نہ تھا

یہ جو کہا جاتا ہے کہ شیعہ مذہب کا بانی عبد اللہ بن سبا تھا اس کی بنیاد اس کا یہ اجماعی عقیدہ تھا کہ حضرت علیؑ خدا ہیں اور یہ کہ حضرت عثمانؓ کی خلافت درست نہ تھی۔ حضرت علیؑ نے اس کو ان عقائد پر توند لیا قرار دیا اور اسے زندہ ہو دیا۔ اس کا نام ان عقائد کے تعامل اولی ہونے کی حیثیت سے بے شک دیا جاتا ہے لیکن یہ بات صحیح نہیں کہ اس نے اثناعشری عقائد کی باقاعدہ تشکیل کی تھی۔ موجودہ شیعوں کی تاریخ بارہ سو سال سے پیچھے نہیں جاتی۔ عبد اللہ بن سبا حضرت عثمانؓ کی مخالفت کا ٹوکس ضرور ہے لیکن وہ اثناعشری عقائد کا بانی نہیں ہے۔

سیاسی اختلافات کس طرح مذہبی اختلافات میں ڈھلتے ہیں

شیعوں کی اس تاریخ سے ہم اپنے قارئین کو صرف یہ سمجھانا چاہتے ہیں کہ جس طرح شیعہ پہلے مرحلہ میں محض ایک سیاسی گروہ تھے مذہبی تشکیل انہوں نے بعد میں پائی۔ بریل کی بھی اپنی پہلی وضع میں ایک سیاسی گروہ تھے جو انگریزوں کی حمایت اور ترکی خلافت کے خلاف اٹھے اور پھر آہستہ بہستہ انہوں نے ایک مفیدہ دین و مذہب کی صورت اختیار کر لی۔ مولانا احمد رضا خاں سے پہلے مولانا فضل بریل بدایینی کے اس عقیدے کی واضح سیراں ڈال دی تھیں وہ اسے ایک باقاعدہ دین و مذہب کی شکل نہ دے سکے تھے۔ مولانا احمد رضا خاں پہلے شخص ہیں جنہوں نے اپنی وصیت میں لکھا کہ آپ کو ایک خاص دین و مذہب کے بانی کے طور پر پیش کیا اور اپنے پیروؤں کو حکم دیا کہ وہ ان کے دین و مذہب پر چلیں۔

سیاسی فضاؤں میں پیدا ہونے والے مذاہب

سیاسی فضاؤں میں پیدا ہونے والے مذاہب کبھی حقیقی فرقے نہیں بنتے انہیں کبھی کچھ کہنا پڑتا ہے۔ در کبھی کچھ۔۔۔ نہیں ایک طرف سننے والے انہیں مستقل فرقہ سمجھ لیتے ہیں دونوں آوازوں کو سننے والے ان کے سیاسی حدود جزر کو سمجھ پاتے ہیں شدید جو اپنی اصل میں صرف سیاسی اختلاف کے لوگ تھے انہوں نے اپنی دونوں آوازوں کے مابین تفریق کا ایک ثقافت قائم کر لیا۔ ان سے یہ دونوں آوازیں نکلے جتنی رہیں اور وہ اپنی ان دونوں باتوں میں تجمیع پیدا کرتے ہیں تفریق ان کا وہ سفید سجالت ہے جو انہیں بھرپور برسرِ بقا کا سہارا دیتا رہا ہے۔۔۔ بریلوی لوگ بھی ہر اختلافی موضوع پر دو طرح کی بولیاں بولتے رہے۔ ان کی ایک آواز اپنے آپ کو پہل سنت ثابت کرنے کے لیے غلط دعوے بندھنے کے موافق ہوتی رہی اور ایک مخالف۔۔۔ جب وہ کسی علمی صحیح پر بات کرتے ہیں تو وہ محض دیندہ کے قریب ہو جاتے ہیں اور جب وہ اپنے غور میں ہوتے ہیں تو اختلاف قائم رکھنے کی خاطر وہ اپنی تصویر کا دوسرا رخ اختیار کرتے ہیں اور ان کے غرام سمجھنے میں کہ ان کا واقعی وہی عقیدہ ہے جس سے بریلوی غور میں غور پر متعارف ہیں۔ بریلویوں کی مذہبی خود کشی کی حوصلہ دہستہ کتاب، اس کتاب کی چوتھی جلد میں پڑھ سکتے ہیں۔

قادیانی بھی اپنی پہلی کوشش میں ایک سیاسی گروہ تھا

انگریز حکومت کو اپنے سیاسی استحکام کے لیے مسلمانوں کے جذبہ جہاد کو ٹھنڈا کرنے کی سخت ضرورت تھی۔ یہ سیاسی ضرورت نے پھر اس مذہبی مسئلہ

کہ سامنے لا کھڑا کیا کہ کس طرح اس دور کو وقت مسیح قرار دیا جائے جس میں کسی وحشی جنگ کی مزدورت نہ ہے۔ پھر اسس وقت کو دوسری مسیح غمہ زنی کے لیے کسی شخص کو مسیح بنانا ضروری تھا۔ اب ظاہر ہے کہ وہ مسیح بن مریم نہ ہو گا اس لیے مثیل مسیح کا تصور پیدا کیا گیا اور اسی مزدورت نے ایک نئے فرقے کو جنم دیا۔

بریلوی حقیقۂ اہلسنت کے ہیں یا یہ صرف ایک ظاہری ڈرامہ ہے

بریلوی عوام ایک بھیڑ ہیں ایک قوم نہیں۔ وہ چھینے ہیں مگر ایک دیا نہیں یہ لوگ عقل دشمنوں سے بہت کم کام لیتے ہیں اور وہ واقعی ان عقائد پر ہیں جو ان کے علماء اور مفتین دن رات انہیں تلقین کرتے رہتے ہیں اس صورت میں وہ واقعی اہل سنت سے کٹ گئے ہیں۔ ان کے علماء ان کے اس جرم کے یقیناً ذمہ دار ہیں کہ انہوں نے مسلمانوں کی ایک بھیڑ کی بھیڑ کو نہ صرف شرک و بدعت میں لکھ دیا کہ رکھا ہے بلکہ انہیں اہل سنت (علماء و زہد) کے بالمقابل ایک علیحدہ فرقے کی شکل دے رکھی ہے اور ان عقائد پر جب کہ ان کا پیر و کار و نیاز سے رخصت ہوتا ہے تو وہ ان گندے عقائد کو ساتھ لے کر مڑا ہے جن کا ان علماء نے اپنے عوامی جلسوں میں انہیں تلقین کی ہوئی ہے اور وہ بد قسمت اپنے عقیدوں کے اس ٹرنک سے ناواقف ہوتا ہے جو بریلوی علماء بحث و تحقیق کے وقت علماء و پیوند کے سامنے افتاد کرتے ہیں کہ

① ہم حضور کی بشریت کا انکار نہیں کرتے اور

② آپ کو بے نفس نفیس پر مگر حاضر و ناظر نہیں سمجھتے۔

ان حالات میں ہمارے لیے ضروری ہو جاتا ہے کہ ہم کتب عقائد اہلسنت کی مدد میں بریلوی عوام کو ان عقائد کی تعلیم دیں جو ان کے بریلوی ان سمجھاتے

ہیں۔ ہمدردی تمنا ہے کہ کوئی بریلوی جہالت کے مانے میں نہ رہے اور نہ ان عقائد پر غرے جو بریلوی علماء اپنے سسٹم پر بیان کرتے ہیں۔ سو اس کتاب میں ہمدردی تحقیقات کا رخ ان کے عقائد کی طرف نہیں ان کے حرام کی طرف ہوگا۔

نامناسب نہ ہوگا کہ ہم اپنے قارئین کو بریلویوں کی دو طرفہ آواز کی ایک جھلک بھی دکھادیں۔

بریلویوں کی دو طرفہ آواز کا افسوسناک منظر

انبیاء علیہم السلام سب ذریعہ انسانی ہیں۔ نئے اور حقیقت و ذات میں سب متحد۔ سب حقیقت انسان تھے۔ اس طرح کے انسان نہ تھے جیسا کہ حضرت جبریل علیہ السلام بعض اوقات تجدد بشری میں ظاہر ہوتے تھے۔ یا جیسے کہ موسیٰ علیہ السلام کا عصا کبھی اژدہ کی صورت اختیار کرتا مگر وہ حقیقت کمزری کا بنا عصا ہی تھا مناسب نہ تھا۔ برعکس طہر پر دوسری شکل میں آنا ایک وقتی بات ہوتی ہے۔ انسان مستقل طور پر ایک انسان ہے اور ذرشتہ مستقل طور پر ذرشتہ ہی ہے انسان نہیں۔ عصا سامپ کے تجدد میں آنے کے باوجود اپنی اصل میں عصا ہے سامپ نہیں اور یہ ایک وقتی روپ ہے جو اسے خدا کی طرف سے ملا اسے قتل کئے ہیں۔

اب ہمدردی علماء کی ایک آواز سنئے اور اندازہ کیجئے کہ ان کے مکتبہ عوام اس جیت سے پھرے ہوں گے؟ خدا دل تمام کران کے اس عقیدہ کو بڑھائے اور دیکھئے کہ یہ کتاب وسنت اور مذہب اس سنت کا کھلا بخار نہیں اور کیا ہے مولانا محمد عمر پھر دی اپنے عوام کو یہ سبق زبانی یاد کرتے تھے۔

مصطفیٰ کی حقیقت بشری نہ تھی بلکہ

① مصطفیٰ کی حقیقت بشری کی نوعی کی دوسری دلیل یہ ہے.....

② حضرت احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نور اللہ سے حاملہ ہوئیں۔

اسلام میں یہ بات قطعیات میں سے ہے کہ حضرت احمد اپنے خاوند
حضرت عبد اللہ بن عبد المطلب سے حاملہ ہوئی تھیں اور وہ ایک انسان تھے اللہ
کا نور کسی مجسمہ بشری میں ان پر ظاہر نہ ہوا تھا۔

ہر مسئلہ بشریت پر یہ دلیلوں کی دوسری آواز سن لیجئے۔
انبیاء جنس بشر میں سے آتے ہیں اور انسان ہی ہوتے ہیں۔

اب ذرا انور فرمادیں جو ربی عوام اسی عقیدے پر مڑے جو مولانا محمد عمر
بھیروی بیان کرتے رہے کیا وہ اہل سنت عقائد پر مڑے ہوں گے؟ مگر نہیں
ان کے علماء نے ان کو چوائی کے نور سے کس سے ددی سے بے نور کر کے دنیا
سے رخصت کیا ہے۔ جب علماء دیوبند انہیں کہتے ہیں کہ تم اپنے عوام کو کیوں
محمود ایمان کر کے مارتے ہو تو وہ کہتے ہیں کہ ہم نے حق بات بھی تو کہہ رکھی
ہے کہ انبیاء جنس بشر سے آتے ہیں اور انسان ہی ہوتے ہیں۔ عوام کو چلبیسے کہ
چمادی ان باتوں کو بھی تو پڑھ لیا کریں صرف ہماری تشریح پر نہ جائیں۔

نور کیسے عقائد جیسے نازک معاملہ سے کھلا منہ کر گیا جا رہا ہے اور یہ لوگ
نہیں سمجھتے کہ ان کے عوام اپنی وفات تک اسی عقیدہ پر جوتے ہیں کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم ہرگز بشر نہ تھے اللہ کا نور تھے اور حضرت احمد کے پیٹ میں اللہ
کا نور اتر آتا تھا۔ یہ کئی بشری جسم نہ تھا جس نے انسانوں کی طرح ولادت پائی
ہو۔ اب یہ فیصلہ آپ انہی علماء پر چھوڑیں کہ کس عقیدہ پر مڑنے والا آگ میں

جہنم کا یا مشرقت پاتے گا۔ عقائد میں جہالت کوئی عذر نہیں بنتی نہ یہ کوئی فتنہ کا موضوع ہے کہ غلط کرنے والا بھی ایک اجر کا مستحق ٹھہرے۔

عقائد میں بریلوی کبھی کبھی کچھ

آپ نے بریلویوں کا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر جگہ حاضر و ناظر مانتے کا عقیدہ بار بار ان کے عوام سے سنا ہو گا۔ نہیں تو ان کو پوچھ کر دیکھ لیں پھر آپ ان کے علماء سے یہ باتیں بھی سنیں اور اور غور کریں کہ کیا ان کے علماء حضور کے ہر جگہ حاضر و ناظر ہونے کے قائل ہیں؟ جو ان کے عوام میں آپ کو حضور یا بت دین کے درجہ میں نظر آ رہا ہے۔ ان کے مفتی احمد یار لکھتے ہیں:

ایک شخص بدعت خواں تھا اور حق بھی پتہ تھا اس نے خوب شیادین کا دیکھا کہ نبی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب تم مولود شریف پڑھتے ہو تو ہم روئی افروز ہوتے ہیں (یعنی اس سے پیسے جمادیاں موجود نہیں ہوتے) مگر جب حقہ اچھڑتا ہے تو ہم فز (مجلس سے واپس) ہو جاتے ہیں۔

اس میں مفتی صاحب خود بے نظروں میں قرار کر رہے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر جگہ ہر وقت حاضر و ناظر نہیں ہوتے۔ بلکہ کبھی کبھی کا آنا جانا یہ اور بات ہے اس میں ہمہ دانی حضور و نظردہ نہیں ہے۔

بریلویوں کے کفری عقائد کو علیحدہ دیوبند نے ہمیشہ کفر کہا ہے

انبیاء علیہم السلام کو ہر جگہ حاضر و ناظر ماننا کفر ہے۔ علیہ و آلہ نے حضرت

مولانا محمد قاسم نانوتوی سے ہے کہ حضرت مولانا مفتی نذیر احمد دین تاجک سب سے گھر
 کہا ہے۔ بشریت ابنی کے نکاح کو بھی سب نے گھر کہا ہے۔ اقلتالی کے ماسوا
 کے لیے علم غیب کا قرار یہ بھی سب کے نزدیک گھر ہے۔ سواس میں کوئی شک نہیں
 کہ علما دیوبند نے بریلویوں کے گھری علاقہ کو ہمیشہ گھر کہا ہے۔ لیکن ان حضرات کا
 بریلوی جماعت پر گھر کا فتوہ مذہب ان کی اسی دو طرفہ بولی کی وجہ سے ہلکا بھی
 کسی بات کا قرار کرتے ہیں اور کبھی انکار۔ سو ان حالات میں ان پر قطعی گھر کا فتویٰ
 نہیں دیا جاسکتا۔ لیکن چونکہ ان کو نام طور پر اپنی عقاید پر پایا جاتا ہے اور انہی کی
 وہ دن رات تبلیغ کرتے ہیں تو اس پر متغیر میں ان کے پیچھے نماز پڑھنے کا خطرہ
 مول نہیں لیا جاسکتا۔ ان پر حکم گھر گانے میں احتیاط اور چیز ہے اور ان کے پیچھے
 نماز پڑھنے کو جائز قرار دینا۔ در بات ہے۔ اس میں احتیاط یہی ہے کہ ان کے
 پیچھے نماز نہ پڑھی جاسکے۔ ورنہ ان کے جو عقائد حرام میں سرورفت ہیں انہیں کھلے
 طور پر گھر مانا جائے۔

جہاں تک ہم نے اس صورت حال پر غور کیا ہے دونوں جماعتوں میں
 دیوبندیوں اور بریلویوں میں معلم اور جہانت کے سوا کوئی فرق نظر نہیں آتا بریلوی
 علماء لوگوں کی جہالت سے فائدہ اٹھا کر انہیں اپنے کھانے میں لڑاتے ہیں۔
 اور علماء اہل سنت (علمائے دیوبند) ان پر فتوے گھڑ دینے کے بجائے انہیں
 علم کے نور سے منور کرنے کی پامی اختیار کرتے ہیں یہ ان کی اسی احتیاط کا نتیجہ
 ہے کہ بریلویت کا گراف بڑی تیزی سے گہرا ہے اور بریلویوں کا دہندہ
 پڑھے کھئے لوگ (مردہ دنیوی) تعلیم ہی کیوں نہ ہو کبھی بریلوی کہنا نا پسند
 نہیں کرتے۔

انبیاء و اولیاء کی محبت میں غلو اور اعتدال مابہ الفرق نہیں ہے

بعض لوگ دور سے اس اختلاف کا جائزہ لیتے ہیں اور ان دونوں میں درجہ اولیاء و اولیاءِ بندہ ہوں میں غلو اور اعتدال کا فیصلہ کرتے ہیں یہ درست نہیں ہے۔

مختلف صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں غلو کرنے والا حضور کا حق اپنے کسی مولوی یا پیر کو کبھی نہ دے گا۔ ہمیں شریعت حضور نور علی اللہ علیہ وسلم سے ہی ہے۔ سو چاہیے کہ ہم شریعت کو ایسا چشمہ صافی رکھیں کہ اس میں کسی بدعت کی آلودگی نہ ہوئے پائے یہ حضور کی عزت کا تقاضا ہے۔ یہ حق آپ کا ہی رہے۔ اس میں کسی دوسرے کو شریک ہونے کا موقع نہ دیا جائے مگر یہ بروی ہیں کہ انہوں نے سسکندوں بہادت کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت میں داخل کر رکھا ہے اور جب نہیں لیا جاتا ہے کہ یہ تو حضور کی تعلیم نہ تھی تو محبت چہ دیتے ہیں اس میں ترحم کیلئے؟ بھلا حضور کی محبت میں غلو کرنے والا کبھی عجب کی سی بے دینی کر سکتا ہے کہ وہ شریعت کی یقین جو حضور کا حق تھا وہ اگر میں دوسروں کو دخل دے دیتے یا موقع دے۔ ان لوگوں نے اپنے مودوں اور پیروں کی سسکندوں بدعتات حضور کے دین میں داخل کر رکھی ہیں بھلا کئی حضور کی محبت میں غلو کرنے والا حضور کی ایسی گتھی کر سکتا ہے یہ علما و دیوبند پر انتہا ہے کہ وہ مولوی احمد رضا خاں کو محبت رسول میں غالی سمجھتے تھے اس لیے وہ ان پر جرح ذکر کرتے تھے۔ ایسا گہر نہیں علماء دیوبند نے کھل کر مولانا احمد رضا خاں کی امانت اور دیانت پر تفتیش کی ہے۔ اس لیے آپ کو اس جگہ میں ایک نہایت مفید بحث و بر جریت علماء دیوبند کی نظر میں آسکے ہم سے ملے گا۔

علماء دیوبند اور بریلویوں میں ایک مشترک محترم شخصیت

ہندوستان میں حضرت حاجی محمد اودلہ مہاجر کی ایک ایسی شخصیت ہیں جن کا احترام و دروں عقروں میں پایا جاتا ہے۔ آپ سب اکابر دیوبند کے شیخ ہیں، اسی طرح آپ پیر مہر علی شاہ صاحب سجادہ نشین خاںقاہ گولڑہ، مولانا عبدالمصعب رامپوری، مؤلف انوار ماضیہ اور مولانا انوار اللہ ناردقی حیدرآباد دکن کے بھی شیخ ہیں۔

حضرت حاجی صاحب کا اپنے مریدوں اور معتقدوں کی اصلاح اور انہیں اللہ رب العزت کی محبت میں کھینچنے کا عجیب طریق تھا۔ مشائخ جب اپنے مریدوں کو اللہ کے رنگ میں رنگین کرتے ہیں تو اسے اصطلاحاً خان کا علاج کہنا سکتے ہیں۔ مشائخ اپنے مریدوں کی اصلاح کے لیے جو پیرائے اختیار کریں وہ انہیں علاج کا درجہ دیتے ہیں۔ شریعت کا نہیں۔۔۔ عزیمت میں کسی کو کئی ہستی کہہ سنے کا اختیار نہیں ہوتا۔ مگر علاج کے بعد ہر مختلف پیرائے اختیار کرنے کی اربابِ حال کو اجازت ہوتی ہے۔ لیکن بس پس پیرائے علاج سے ان حضرات نے ہمیشہ اجتناب کیا ہے۔ جن کی شہرت زیادہ بطور ایک عالم یا فقیہ کے ہوئی۔ اور جن کا زیادہ تعارف بطور ایک مبلغ کے ہوا۔ وہ اپنے اپنے طریق علاج سے اپنے مریدوں اور معتقدوں کی اصلاح کرتے رہے ہیں۔۔۔ حضرت حاجی صاحب نے اس علاج میں کئی ایسے پیرائے بھی اختیار کیے جن کی آپ کے اجل غلغلا، مثل حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ نے اجابت نہ دی کیونکہ یہ حضرات بطور مشائخ معروف ہونے کے مقابلہ میں عالم اور فقیہ ہونے کی شہرت زیادہ رکھتے تھے۔ انہیں پتہ تھا کہ ان کی بات عام لوگوں میں شریعت سمجھی جائے گی مگر یہ ان کے استنباط اور استخراج پر مبنی ہو۔ تاہم بگڑ نہیں اس طرح علاج نہ کھیں گے جس طرح وہ حضرت حاجی صاحب کے طریقوں کو بطور علاج اپنائے رہے ہیں۔

علماء دیوبند اور بریلویوں میں مسائل طریقت میں اختلاف نہیں

مولانا احمد رضا خان کی علماء دیوبند سے لڑائی ان کے عقائد اور ان کی سیاسی نظریات کے باعث رہی۔ یہ لڑائی مشائخ طریقت کے پیروی کے علاج پر نہ تھی حضرت مولانا محمد شفیع احمد گنگوہیؒ نے اگر حضرت حاجی صاحبؒ کے کسی پیروی علاج کو شریعت مذہبیہ دیا اور خود شریعت کی پاسداری کے لیے ان اعمال پر نہ آئے تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ عقائد کے باب میں بھی حضرت حاجی صاحبؒ کا ان اور باب درس و تفریح سے کوئی اختلاف ہوا اور فریقین ایک دوسرے کے ساتھ نہ تھے اور یہ کہ حضرت حاجی صاحبؒ کا کوئی فیصلہ ان دوسرے کے لیے قابل قبول نہ تھا ایسا ہرگز نہیں۔

جن جزئی اختلافات کے باوجود حضرت قبلہ حاجی صاحبؒ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کو ذیہ شریعت فرماتے تھے اب اس کے ہر تھے ہوئے مولانا احمد رضا خاں کے لئے ان اذات کا گہرا وزن رہ جاتا ہے جو آپ نے حضرت مولانا گنگوہیؒ پر لگائے اور خواہ مخواہ انہیں عقائد کا اختلاف بنا ڈالا۔

ہرگز کہ بایں خیر صحبت و عقیدت و اخوت وارد مولوی رشید احمد صاحب ملہ مولوی

محمد قاسم صاحب ملہ ما کہ جامع جمیع کلمات علوم ظاہری و باطنی اندہ بجائے من راقم

ادراک بلکہ بدراج فوق از من شائد۔ اگرچہ بظاہر معاملہ برعکس شد مگر اداشان بجائے

من دین بتمام اداشان شدم و صحبت اداشان را غنیمت دانند کہ ای چیز کسان

دینی نہ مانایاب اند و از خدمت بہر کمیت ایشان فیض یاب بودہ باشند بطریق

سلوک کہ در ہی رہا و ضیاء القلوب مژدہ شدہ در نظرشان جمعی نہ شائد۔

مولانا رشید علی خاں شریف۔ خیال شریف۔ ترمزہ شریف اور خواجہ جگن پست کی کسی گہی کے

مردین اور سترشدین صمد دیوبند پر کسی قسم کا کوئی اعتراض نہ ہونا چاہیئے مشرب کے

اختلاف کے، دجہ یا سب سائین ایک ہی گھاٹ پر چنی چار گھنٹہ گیارہ بجے تھے۔

اسلام کے اصولی عقائد جن میں فریقین میں اختلاف نہیں

اسلام کے بنیادی عقائد جنہیں ضروریات دین کہنا جاتا ہے ان میں علماء دیوبند احمد بریلوی ایک دوسرے سے مختلف نہیں۔ بریلویں کا یہ عقیدہ کہ دیوبندیوں کے کچھ اور ہیں۔ ان کی یہ بات کسی بھی درجے کی نہیں۔ ان کے ذاتی عقائد انہیں دُور سے ہیئت کی ایک مسجد بنانے پر مجبور کرتے ہیں اور ان کے ہاتھ میں اختلافات کی بجائے برائیات کی فہرست کے سوا کچھ نہیں بگڑ بریلویوں کے مولانا ابو الحسنات محمد خلیفہ مسجد وزیر خان لاہور جسٹس پیر محمد شاہ بیکھروٹی، مفتی مختار احمد گجراتی اور مولانا عبدالستار نیاز کی اور ان کے کئی دوسرے اکابر بارہا اس قسم کے بیانات دے چکے ہیں کہ وہ جن میں اسلام کے اصولی مسائل میں مڑ کر کوئی اختلاف نہیں ہے۔

جناب پیر جماعت علی شاہ صاحب علی پوری نے ۱۹۷۱ء میں لاہور کے ایک جلسہ عام میں شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر اعلان کیا تھا کہ جہاد نہیں ہے، اساسی عقائد میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

بریلوی علماء عوام میں انہیں اصولی باتیں ہیں

ان تمام اصناف اور جماعتوں کے باوجود بریلوی علماء کی اپنے عوام میں زبان کچھ اور جوتی ہے اور وہ اپنے عوام کے خیال پر دُرُوس نہیں کہتے اور علماء دیوبند سے اختلاف باقی رکھنے کی بنا پر اپنے عوام کو ان عقائد کی راہ بتاتے ہیں جو صریحاً ہی سنت کے عقائد نہیں اور ان عقائد پر مرنے والے کبھی نجات کا سقم نہیں جوتا۔ تطبیق کی دہائی تو جبر جو ان علماء کے سینے ذہن میں جوتی ہے وہ ان کے علم کے ذہن میں نہیں جوتی اور وہ نہیں کہتے عوام پر غرور و تکبر و برائیات

کی محبت میں پھینک دیتے ہیں۔

سہارے نزدیک یہ بریلوی خواہم بہمدردی اور خیر خواہی کے مستحق ہیں ان کے عیال اور بزرگم کرتے ہیں جو انہیں حق کی بات نہیں بتاتے اور محض اپنے اہل خانہ کو قائم رکھنے کی خاطر وہ اپنے خواہم کو صبر و کفر و شرک کی تعلیم دیتے ہیں ان جنات میں پہلے لیے یہ عذر دے دیا جاتا ہے کہ ہم ان کے ایمان کو بچانے کے لیے ان پانچوں میں سے کو چوری دغا دہست سے بیان کریں جنہیں بریلوی عمار نے فریقین میں حدیث صبر بنا رکھا ہے۔

وہ پانچ موثر جہاں بریلوی علماء اپنے عوالم کو بچانے سے ہمتی دامن کرتے ہیں

- ① پکار لڑی اور سباب کو جائز کرنے کے لیے سدوم کے عتبہ وہ توحید میں
شرک کی تائید رہیں بچنا قبروں سے فریادیں کرنا اور اپنی دنیوی شکوات اور
مصائب میں انبیاء و اولیاء کو پکارنا اور ان سے مدد مانگنا۔
 - ② بشریت الغی صلی اللہ علیہ وسلم کا نکار کر دیکر اپنے عوالم کو نص قرآن کے بجائے
پرانا اور حضرت نبی بلی سمنہ کو تبع کے طور سے حاکم ہونی بتانا حالانکہ وہ حضرت
عبد اللہ بن عبد المطلب کے نکاح میں تھیں اور اپنی سے ماں ہوئی تھیں۔
 - ③ نبیاء کے لیے علم غیب کا عقیدہ کہ خدا نے انہیں یہ برکت دے رکھی
تھی کہ غیب کی جو بات چاہیں جب چاہیں کسی کے بتائے بغیر خود بیان کریں۔
 - ④ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بذات خود بر وقت اور ہر ملکہ و ضرورت وغیر
بھنا اور بر وقتاً اور کھانا کہ سب ہمیشہ سے اسس محضت سے موصوف ہیں
آ رہے ہیں۔
 - ⑤ اللہ تعالیٰ نے اپنے تمام اختیارات جیسے کہ جہاں بنا دینا اور حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کو سونپ رکھے ہیں اور آپ کائنات کے نظام کو چلانے میں
مقتدا بن کر ہیں، بیماری اور شفا، ورنہ زندگی اور موت سب آپ کے ہاتھ میں ہے۔
- یہ عقائد تیار کر بریلوی علماء اپنے عوالم کو شرک کی اس دلدلی میں لے
جاتے ہیں جہاں سے کوئی شخص ایمان کی سلامتی کے ساتھ واپس آتا نہیں کیا
گیا جہاں عقائد کو تسلیم نہ کرے اسے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ستاخ اور بے ادب

بتایا جاتا ہے۔

بہم نہیں وقت ان پانچ مسکوں میں ان کے علماء کی اصلاح کے واسطے نہیں، ہم صرف ان کے عوام کو درس عقائد اور سنت پرانا چاہتے ہیں، بہترین ہوتے ہیں کہ شاہراہ اہل سنت پر سب سے بغیر آفت میں کسی کی نجات نہ ہو سکے گی، فرقہ نما ہے صرف ایک ہے اور وہ اہل سنت و جماعت ہے، ہماری یہ غیر خواہش ہے کہ ہمیں چھوڑے۔ اہل سنت و جماعت میں اس کے ایک مخلصانہ دعوت ہے۔

یہ بے پردے اپنے علماء کی خدمت بھی بڑھ چڑھ کر کرتے ہیں، اپنے دشمن پسپے کی کافی دن پر بچھاؤ کر کے ہیں گمراہ کی قیادت میں دیکھتے کہ ہمیں ایمان سے ہٹا دیں گے اور ہمیں بدعات کے نہجوں میں لے جانے کے خواہش کے یا کسی اپنے عوام سے حسن نیت کی کوئی رہ نہیں، جو ہماری کوئی شخص فوت ہو یا بغیر تعلیم ترکہ کے اس کے مال سے ختم قل وصول کر سکتے ہیں، اور ہمیں یہ قسموں کے مال سے اپنے حقوق بھر گھرے جس نے میں کوئی عام عوام نہیں ہوتی اور نہ ہمیں ان قسموں اور مصیبت زدگان پر کچھ رحم ہے۔

الذین یحکمون اموال بینائی ضلما بما کون فی بطور قوم
مذا و مصیبتوں سے بڑھ (کچھ لفظ ۱۰)

ترجمہ: جو لوگ بغیر حق کے قسموں کا مال کھاتے ہیں وہ اپنے دشمنوں میں ہلکے ہمارے سب سے بڑھ، اور مقرب وہ ہلکے ہیں جیسے

ہم اندھنی سے دعا کرتے ہیں کہ وہ اہل سنت کے عقیدہ سے نکلے، ان جہولی بھائی بھائیوں کو مجھ سے اہل سنت و جماعت میں داخلہ نصیب فرمائے۔
ہر طریق علماء کے پاس گود میں کا علم نہیں لیکن ان کی نئی سنوں کا وہ طبقہ جو کچھ دلوں

تعلیم سے بہرہ ور ہے۔ بہت جلد دن کے چٹکل سے نکلنے والا ہے۔ چم اندر بے حرکت کی عاجز لڑائیوں سے مایوس نہیں۔ ہمارے پاس اس سوجائی کی قوی شہادتیں موجود ہیں کہ بریویٹ کا گراف بڑی تیزی سے گر رہا ہے۔

پڑھے لکھے لوگ بریویٹ کہلانے میں عار محسوس کرتے ہیں

بریویٹ حوام میں اگر کسی گھر کے بچے تعلیم میں آگے نکل جاتے ہیں تو وہ بریویٹ پینے کے لیے کبھی تیار نہیں ہوتے نہ وہ کبھی قبروں پر اپنی مشکلات حل کرنے کے لیے صافری دیتے ہیں۔ وہ بریویٹ کہلانے میں ایک عارضی محسوس کرتے ہیں۔ لوگوں کے باپ دادا ان بریویٹ لنگروں کے پروردہ ہی کیوں نہ ہوں — یہ کس سے؟ محض اس لیے کہ لوگوں میں مشہور ہے کہ مولانا احمد رضا خان توجا چل کے پیشوا تھے۔

میر تقی میر نے کہا کہ مولانا احمد رضا خان کا یہ قصہ سناؤ غنہ تو بڑی حد تک

بہن نامہ ہے چونکہ ایک مجلس میں جنس بدنامی موجود تھی ایک پڑھے لکھے صاحب نے کہا کہ

مولانا احمد رضا خان کے پروردہ تو زیادہ تر سچائی میں گویا آپ بوجوں کے پیشوا تھے۔

غیر سادہ سلسلہ کے مشہور بزرگ عارف باقر حضرت مولانا عبدالحق دہلوی

کی رائے بھی مولانا احمد رضا خان کے بارے میں کچھ ایسی قسم کی رہی ہے۔

اب اگر پڑھے لکھے لوگ بریویٹ کہلانے میں عار محسوس کرتے ہیں تو ان کے

گھروں کے بڑوں کو انہیں زبردستی بریویٹ پر نہ چاہیے۔ اب جوں جوں دنیوی

تعلیم پر وہ جو رہی ہے جیانت خود اپنی موت مر رہی ہے۔

میرزا یحیٰ علی دہلوی کے بارے میں مرشد عالم حضرت حاجی عبداللہ صاحب

کی رائے گواہی کریں گے۔ اس سے آپ کو مولانا احمد رضا خان کے علم و دیانت کی

آخری سطح نظر آجائے گی۔ اس کے ساتھ ہم اس پر بھی تبصرہ کریں گے کہ بریویٹ

نے فاضل بریویٹ اور تہذیب و ادب صوفیہ کی مجلس رضا

اکابر علماء و دیوبند کی نظر میں کیا ہے۔ اسی سے واضح ہو جائے گا کہ عقیدت علیہ دیوبند
 راجحیت کے بارے میں کسی خوش فہمی میں مبتلا نہیں ہیں۔ وہ اپنی اپنی پوری عقلی بصیرت
 سے یہودیوں کو راہ حق سے ہٹکا رہے سمجھتے ہیں اور ان کی عقیدتوں میں اس بات
 کا کوئی نوٹ نہ ہے کہ وہ انہیں انشراحوں کے تحت میں راہ حق سے ہٹا کر سمجھتے ہوں
 کفر کا ہے وہ عداوت کی راہ سے آئے یا محبت کی راہ سے۔ اس سے بے کوئی
 خوف نہیں۔ یہ صرف ایک تہذیب ہے جس نے جس السنہ و انجیل پر استقامت
 اور پروہتوں میں تقسیم کر رکھا ہے تاکہ باطل قوتوں کے مقابلہ میں اس تہذیب
 ایک ہیئت اور ہم پر جمع نہ ہو سکے۔

خلاف کا حل اکی اکثریت پڑتا ہے یا اکثریت کے لئے ہا کر رکھنے میں نہیں

جنس لوگوں کی رائے ہم جسے کہ ان اختلافات کو جتنا سمجھیں یہ اختلافات اور
 بڑھیں گے چھوڑ دے۔ اس کے برعکس جب یہاں اختلافات زیادہ ہیں تو
 انہیں اختلافات ہی لازمت ہیں تو بات چوں چوں چلے گی اختلافات کے دور
 چلتے جائیں گے اور وہاں جس دے گی اختلافات پر چلتے جائیں گے۔ ہمارا جدید
 تقسیم ہونے والا ماحول اس وقت کے ہے ان مسائل اور نزاعات کی گتیتہ است میں
 اس سے اور پھر جو ان کا حاصل معاملہ ہوا ہے اکثریت سے چھوڑ دیا جائے تو ہم سمجھتے
 ہیں کہ دیوبند ایک سال کے اندر اپنی ساری فہم سوچا ہے کی اور اس سنہ
 واجتماعہ مسیحیوں کی سب سے بڑی قوت ہوں گے۔

یہاں نے پہلے بھی یہودیوں کو پھر سے بہت ہیں۔ اس کے دیوبند کی
 میں اور ہمارے یہ خدا بھی اپنی ایک کوششوں کا ایک حصہ ہے ہم تہذیب انجیل
 کی عاجزوں میں سے ہیں۔ انہیں اپنی سنہ واجتماعہ ایک دن ضرور ایک جو کر

رہیں گے۔

۲۔ سہان چوگا سحر کے نور سے تیز پوش
اور ظلمتِ رات کی سیماں پا پر جلنے لگی

ان شاء اللہ العزیز ہم اس جلد میں اسلام کے ان عقائد خمسہ پر تفصیل سے بحث کریں گے۔ اس میں ہمارے پیش نظر بریلویوں کے علمائے دینی ان کے حوالوں گئے۔ اس میں بھی تفہیم پیش نظر ہے تردید نہیں، یہ تاہم کہ کثرتِ مضامین یہ جویت ہے و بریلویت نہیں

بریلوی علماء ہمارے حق میں لکھ کر رہے تھے

ہم جن کے ذہن کھانے کے مرد ہوتے ہیں اور دکھانے کے اور — ہم یہ تو نہیں کہتے کہ بریلوی علماء بھی اس طرح دوسری چال چلتے ہیں لیکن ہم یہ کہہ سکتے ہیں، کہ ان کے بڑے بڑے لوگوں نے ان عقائد خمسہ میں بہت کچھ ہمارے حق میں لکھ دیا ہے۔ نامناسب نہ ہو گا کہ ہم ان کی یہ تصویر تپ کے سامنے پیش کر دیں جسے وہ اپنے حوالہ سے چھپانے میں اور جب وہ علماء حق کے سامنے آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ بھولی قناد میں تو یہ ہم بھی دہی کہتے ہیں جو تم کہتے ہو۔ ہمارا اور تپ کا مجھڑا تو چند عداوت کے سراکبیں نہیں۔

① پکار فوق الاسباب

مولانا محمد رضا فرنگی پوری نے لکھے ہیں کہ ان کی مرادیں دینے والا صرف اللہ ہے لہذا اسی پر ہم دوسرے کو اور دسی کو پکارا — ان فرقائی کو مخاطب کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔
تو یہی بلند و بالا کہتا ہے لطیف و عطا
کبھی پر ہم رو رہے نجی سے وفا

دعا بالے اور آواز دینے اور پکارتے کو یہ کہتے ہیں اگر اسی پر بھروسہ اور اسی کی پکارت ہے تو پھر یہ قبروں سے مرادیں مانگنا کس لیے۔

خدا کسی کو وسیلہ نہیں بناتا وہ ہر وقت ہر ایک کی منتاہ ہے اسے کیا ضرورت ہے کہ کسی کو وسیلہ ٹھہرائے وہ اس حاجت سے پاک ہے جو مانا احمد رضا خان لکھتے ہیں۔

اللہ اکبر حکم حقیقی عز وجلہ پاک ہے اس سے کسی سے توسل کرے وہی اکیلا حاکم ہے۔ اکیلا مدبر ہے۔ سب اس کے محتاج ہیں وہ کسی کا محتاج نہیں۔

گناہنے عوام کو یہ بتاتے ہیں۔ کار عالم کا دبر بھی ہے عبدالقادر (مدنی) اللہ عز وجل کے دینے بزرگ کوئی ایک جہ نہیں دے سکتا۔ ایک خوف نہیں سن سکتا۔ چک نہیں لاسکتا اور بے شک سب مسلمانوں کا یہی اعتقاد ہے۔

② بشریت النبی

- ۱۔ نبی اس بشر کو کہتے ہیں جسے اللہ نے ہدایت دینے کے لیے رکھی ہو۔
- ۲۔ انبیاء سب بشر تھے اور مرد۔ نہ کوئی عورت۔ نہ عورت۔
- ۳۔ اجماع اہل سنت ہے۔ بشر میں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے سوا کوئی نبی نہیں ہے۔

۴۔ بہت بڑے ہیں وہ ٹوٹ جرجی کی بشریت کے منکر ہیں۔ خارج از اسلام ہیں۔ وہ جہانے گروہ سے نہیں۔

جناب پیر مراد علی شاہ صاحب گروہ جرجی نہ تھے تاہم عام برہوی علماء ان کی کئی مخالفت

نہ انہیں بشریت سے خارج نہ تھا نہ انہیں بشریت سے خارج نہ تھا نہ انہیں بشریت سے خارج نہ تھا۔
نہ انہیں بشریت سے خارج نہ تھا نہ انہیں بشریت سے خارج نہ تھا نہ انہیں بشریت سے خارج نہ تھا۔

کی جہت نہیں کرتے آپ ڈالتے ہیں ۔

میرزا قاضی رائے میں نقد بغیر حقد و اصدافا سخن ساز ہے ۔
 بے شک حسنِ صلی ، اضر علیہ وسلم بشریہ ، در بے شک اللہ تعالیٰ کا تمام مخلوق
 سے بہتر ہے ۔

۴۱ اکشور والنظور

سونا عبد الباقع در پوری کی کتاب ، انوار باعد پر بائیں علماء کے ساتھ مرادنا احمد ضلعان
 کی بھی ترقی ہے اس میں لکھا ہے ۔

کوئی کیا نہیں جو عرض سے کرنا تحت ، اشیائی ہر ممکن جزو من بہر
 میں اللہ کی عروج حادہ و ناظر ہے ۔

مرنے کے بعد کائنات جہاں دفن کیے جاتے ہیں کیا حضور ان کی قبروں میں بھی موجود
 ہوتے ہیں ؟ اس پر مولانا احمد رضا خاں لکھتے ہیں ۔

نہ مصروف نہ سرگزیہ خود تشریف آئے ہیں یا ، وہ ہر قدر سے پردہ اٹھایا جاتا
 ہے شریعت نے کچھ تفصیل نہ جانی ۔

جب چاند شہر میں ہر جگہ موجود ہے ، وہ ہر جگہ زمین پر شیعہ خاں موجود ہے ، وہ
 نہ ، ملک انور ہر جگہ موجود ہے ، نہ ، جو سب شخص میں دروزہ میں

تمام جگہ پاک و ناپاک عزم نہ کی ، وغیرہ یہی ہیں حاضر ہونا ، مولانا اضر علی
 اضر علیہ وسلم کا نہیں دیکھ کر گرتے ۔

مفتی احمد رضا گجراتی لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ مسجد نبوی میں حضور کے مرنے میں حاضر آیا
 ایک عمامہ اتار دیا تو وہ اسے اتار کر اس کے سر پہ گرنے لگا مفتی صاحب لکھتے ہیں حضور

نعتیہ جہر پر مرنے سے پہلے ، انوار باعد سے ۱۲۰۰۰ حروف تہجید سے پہلے ، انوار باعد سے ۱۲۰۰۰

سنے اس عجب کو گویا دو لڑچھاسی رہی ہے اجانت ہمارا موندہ کیوں اٹھایا اس نے کہا۔

حضرہ میں سے موندہ میں نہ پب اٹھیا پو کو کس پر حضور کو مطلع کر دینا

اگر آپ بے گنجی میں سے پہن نہ ہیں اور صاحب سے یاد نہ پائیں اس

خللہ کے یہ میرے ہاتھ پر کیا نہ

اس سے پتہ چلا کہ حقیقی صاحب کے عقیدے میں آپ اپنے موندہ کے ساتھ ہونا خوش ہے

وہ نہ سنا آپ کیسے اس میں آجانا اور پھر عجب آپ مطلع کرنے کے حضور شکیوں کو سام کرنا

کیا اسے علم نہ تھا کہ حضور ہر گز خوش نہ دانا چہا۔

بنامہ شد قادر کی ہر صاحب کھتے ہیں۔

ہم اس بات کے نہ کی یہیں کہ حضرت حل الد علیہ وسلم ہر شخص میں شریف

رہتے ہیں۔

موندہ یاہ علی شاہ لوی کی کہتے ہیں۔

لفظ حاضر نہ ہے اگر اسے دانا و مذاات فائل حضور و حضور بار کی تعانی

بروقت و علامہ ہر ہے تو یہ عقیدہ محض غلو و غلو الی اللہ ہے یہ صاحب

یہ عقیدہ کہ میں و میں کا کہی نہ دانا سکے

عقلم غیب

جم نہ ہم اپنی سے سر دات مافیر نہ ہو کہ جسے علم نہ ست جانیں اور مفا

اپنی سے بھی بعض علم ہی مفا نہ ہے ہر نہ کہ جمیع اس سے بجا کہ جس کا

اعتقاد میری طرف کو فی مصوب کہ سے حقیر کی کتاب ہے اور اس کے پاس

ہر کا صاحب سکے

سے ہوا عقلم غیب ہر اس کے زلزلا مفا سکے ہر اس کا ہم نہ سکے حقیر اعتقاد نہ اس کے پاس

- ۱۔ محمد غیب کی اور باتذات فی سبیل اللہ مستور خاصہ قدرتی ہے: اس پر — اور
محمد غیب علی قدر اناظر و ناظر، سخت کوشش ہو رہی ہے۔
۲۔ محمد غیب اورین و خیرین کا نمونہ ہیں کی ہلکے تو، سرِ علم کو علم، اپنی ہی نسبت پر
نہیں پہنچتی جو ایک تھوڑے سے گروہ میں محمد کو گروہ میں محمد کو اس سے ہے۔
۳۔ مفتی احمد یار بولائی صاحب ذرا لکھے ہیں۔
ہم بھی بعض ہی جانتے ہیں کس ماکون و ماکون کا علم بھی بعض محمد غیب
سے ہے۔

⑤ مسئلہ مختار کل

مولانا محمد رفیع خاں فرماتے ہیں۔
خدا جو کچھ چاہے کرتے کوئی اس سے سوال کرنے والا نہیں کہ تو نے ایسا
کیوں کیا، وہ فاعل غما ہے بفضل مایشتاد و بحکمہ مایریداد، نہ کہ
جو کچھ کریں، اس سے سوال ہو گا۔
وہ اللہ تعالیٰ ہر وقت اپنی قدرت کے شانِ نظامِ خرقا ہے کسی کو روزی
دینا ہے کسی کو مارنا ہے کسی کو جلا تا ہے کسی کو عزت دینا ہے کسی کو ذلت
کسی کو غنی کرتا ہے کسی کو محتاج کسی کے مٹنا ہر شے ہے کسی کی تکلیف
رہے کر تلک

دعائی علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے چچا ابوحنیفہ کے دیکھے ہوئے چچا بھتیجے
کو وہ اسلام لائیں اور ظہور میں آیا نہ آیا جس سے صاف پایا جاتا ہے کہ

۱۔ مکاتبات غیبیہ ص ۱۹ فتاویٰ مہر بہ ص ۱۹ مکاتبات محمد رفیع خاں ص ۱۹
۲۔ سوانح خیر علیہ ص ۱۹ مکاتبات محمد رفیع خاں ص ۱۹ سوانح خیر علیہ ص ۱۹

جب بی لگی عقیدہ نہیں تو لی کو کس طرح ہر بل

بریلوی علماء کا اپنے عوام کے سامنے دوسرا نسخ

بریلوی علماء جب اپنے عوام کے سامنے آئے ہیں تو ان مسائل کو اس طرح پیش نہیں کرتے جس طرح کتھے ہیں مگر یہ اپنے عوام کو بھی اسی طرح سمجھاتے جیسا کہ یہ لکھ کر نہیں دے چکے ہیں تو بریلوی عوام اپنے اور اہلسنت میں ہرگز کوئی فرق محسوس نہ کرتے اور سب اہل سنت و اجماع کو عفو ایک بیان مروج ہوتا ہے۔ پہلے دونوں گروہوں کو ایک دوسرے کے قریب کرنے کی بہت کوشش کی ہے اور جہاں تک ہر سکا پہلے ان کی صفائی پیش کر کے میں بھی کوئی کمی نہیں کی۔

سردار محی پکاں اب باسم بھی صدادی

میں کہاں کہاں نہ پیچھا تیری دید کی لگن میں

ہمیں انہوں نے کہ بریلوی علماء نے ہماری اس محنت کی قدر نہیں کی اور وہ اپنے عوام

کو اپنے مذکورہ بالا الفاظ میں اسلامی عقائد اپنے کے لیے تیار نہ پوائے۔ اگر وہ ان سے

کرا بھی مہر دی کرتے تو انہیں عقائد و مشابہات میں لگا کر محرم الایمان نہ کرتے۔

ہم اس پر اس مقدمہ کو ختم کر رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے اس تنگ قرار ایک

راہ کو کامیابی سے عبور کرنے کی دعا کرتے ہیں۔ واللہ المستعان وعلیہ التکلان۔

مولف مفتاح اللہ علیہ

بریلویت علمائے دیوبند کی نظر میں

بالحمد لله وسلام علی عباده الذین اصطفى اما بعد ..

بریلویت کا عام تصدق چند عقائد اور چند افعال سے ہے جس میں سے کسی میں آگیا وہ بریلوی سمجھا جاتا ہے۔ مگر اس نے اپنی مذہب کو لانا احمد رضا خاں کا نام بھی رکھنا ہے۔ بریلوی سے اس راہ میں آنے والا بریلوی ہے اور ریلے کے طور پر اس بھیڑ میں شان جو لے والا بریلوی — بریلوی ہوں یا بریلوی صاحب کوٹوں میں ان کا تعارف ان پانچ عقائد سے ہوتا ہے۔ اسی طرح چند اہل میں جن سے یہ قوم عام لوگوں میں متعارف ہوئی ہے۔

مولانا احمد رضا خاں کے دین و مذہب کے پانچ ارکان میں ہیں :-

① اللہ تعالیٰ نے اپنے خدائی اختیارات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اور آپ کے حضرت شیخ عبد اللہ عیسویؒ کو تعین (عطا) کر رکھے ہیں۔ اب کوئی اس کا یہ سارا نظام حضرت پیران پیر ہی چھوڑ سکتا ہے۔ بس اب اپنی ضروریات میں اپنی کچھ بڑا اور حاجات میں اپنی سے مدد مانگو۔

② آنحضرتؐ حقیقت میں انسان نہ تھے صرف ظاہری شکل میں بشر تھے اللہ سے نڈھتے اور خدا کے نور میں سے نڈھتے نور من نور اللہ قرآن شریف میں تو آپ کو بشر کہا ہے وہ حقیقت پر مبنی نہیں۔

③ آنحضرتؐ ہر وقت ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں کسی ایک جگہ پر نہیں ہر آن ہر جگہ بافضل موجود ہیں اور آپ ہر چیز کو خود دیکھ رہے ہیں کوئی چیز آپ سے مخفی نہیں۔

④ اللہ تعالیٰ نے آنحضرتؐ کو علم غیب کی پانی عطا کر رکھی ہے کہ غیب کی کوئی بات جب چاہیں جو کسی کے ہونے جان لیں اسے یہ عطا کی علم غیب گنتے ہیں۔ یہ نہیں کہ ایک ایک چیز میں وہ موقع پر علوم الہی کے محتاج ہوں۔

﴿۷﴾ آخرتِ زندگانی میں کامیابی کے لیے جب چاہیں اور چاہیں سب کر سکتے ہیں آپ کو نصیحت دینی کے لیے پورے اختیارات دے رکھے ہیں جس طرح وہ ہیں کامیابی میں تصرف فرمائیں۔
 عقائد میں بریلوی ان عقائدِ غلط سے پہچانے جاتے ہیں اور اعمال میں بدعاتِ غلط سے ان کا حذف ہوتا ہے۔

- ﴿۱﴾ ان کو انفرادی عقائد و مسلمات کا عقائد کیا گیا ہے۔
- ﴿۲﴾ ان سے یہ اپنے انگوٹھے پونے ہیں اسخرف کا نام دیتے وقت
- ﴿۳﴾ مذہب و ملت کے لیے ٹیکر کے جھوٹے قلمت صلاوات سے پہلے کھڑے ہوئے کو نابالغ سمجھتے ہیں۔
- ﴿۴﴾ وہ انفرادی کے بعد یہ ذکر کرنا واجب نہ کرنا پڑتے ہیں
- ﴿۵﴾ اسخرف کے تصور میں کھڑے ہو کر غلطیوں انجام کرتے ہیں
- ﴿۶﴾ ان کے ذہن میں یہ بریلوی کا قلم سرتا ہے۔
- ﴿۷﴾ ہر سال میں دینی کا ہوس نکالتے ہیں
- ﴿۸﴾ مریات اور عبادت کو ہم پر سادہ عرس کرتے ہیں اور بڑے بڑے چڑھا لے سہا پتے ہیں
- ﴿۹﴾ کھانا ہٹنے کے بعد کھانے کے لیے قرآن پڑھتے ہیں اور ذکر لیتے ہیں۔
- ﴿۱۰﴾ مذہب و ملت کے بعد اجتماعی دن مانگتے ہیں۔

بریلویت کا یہ عام عقائد ہے جس سے یہ علماء میں یہ پہچانے جاتے ہیں۔ ان کو بدعات کو ایک طرف رکھتے جو اہم اصول ہیں، سمجھتا ہے وہ یہ کہ عقائد کے پہلو سے ان کا حکم کیا ہے۔ اس وقت یہ سوال ماننے سے کہ بریلویت عمار دیوبند کی نظر میں کیا ہے،

بریلویت تا یہ کنی نقطہ نظر سے

تاریخہ طریقہ بریلویت سے وہ دین و مذہب مراد ہے جو مولانا محمد رضا خاں نے چوبیس صدی ہجری میں اپنے پیرزادہ اسکے نیچے ترتیب دیا اور اپنے چوبیس کو اس پر چھپنے کو متین فرمایا۔

مورانا احمد عرف خاں سے پہلے بریلویت بھروسہ ایک مذہبی فرقے کے تئیں ناخوشی انتہائی تھی۔ ان کے عقائد غلط بریلوی عقول میں کہیں کہیں پائے جاتے تھے۔ دارالافتاء دیوبند مورانا احمد عرف خاں سے پہلے کو ایک علمی و سرگاہ علمی جنی کانس رشتہ بریلویت سے مذکور طرح کا تقابل تھا۔ اس حیت سے دیوبندیت کوئی نیا فرقہ تھا۔ ساتھ دیوبند اپنے کسی نئے مذہب یا فرقے کا بانی نہ کہتے تھے۔ عقائد اہلسنت کی یہ تجدیدی درسگاہ، اسکی دین و مذہب کی دائمی رچی جو چودہ سو سال سے اس کثرت میں مشورہ و مشورہ چلا رہا ہے۔ علماء فرقے یہاں فقہ حنفی کے مقلد بن دیتے تھے۔ دراب تک سیاسی چور چور ہے۔

بریلویت علماء دیوبند کی نظر میں کیا ہے؟ اسے پہلے صرف عقائد غلط کی روشنی میں دیکھ کر تک بریلویت ایک فرقہ نہیں بنا تھا۔ اس وقت تک علماء دیوبند کا ان عقائد غلط کے بارے میں کیا فکری تھا؟ کیا یہ عقائد و کفر اسلام میں کچھ جاتے رہے؟ ان میں دور اسلامی عقائد میں کفر و اسلام کا فاصلہ تصور کیا جاتا تھا۔ پھر جب بریلویت ایک گروہ کی شکل میں منظم ہوئی تو اس وقت ان کے ہاں مورانا احمد عرف خاں کے عقیدہ اور کس فرائض اور کردار کے شخص سمجھے گئے ان تمام پہلوؤں پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔

علماء دیوبند عام لوگوں میں علماء حق کے نام سے معروف ہیں۔ انہیں اخلاق میں جب سے حق کا تصور اور جو ترس سے ملل دیوبند ہی مرد لیے جاتے ہیں اور لوگ علماء حق انہی کو کہتے ہیں۔ مرقی یہ ہے کہ حق کی حمد ہمیشہ انہی کی پاک زبانوں سے اُجھکتی ہے۔

آپسے یہاں ہم اس بار کا جواب دیتے ہیں کہ بریلویت علماء دیوبند کی نظر میں کیا ہے؟ حق نے اس باب میں ہمیشہ حق سے کام لیا ہے کبھی بدعت نہیں کی کفر کو ہمیشہ کفر بتایا اور اسلام کو اسلام کہا۔ اسلام میں کسی کو کہا تو کتاب و سنت کی راہ جو وہ ان کی صحیح مرد برادر و ملاقات کی شاہجہان جو جس پر امت کا فائدہ جو وہ سو سال سے چلا رہا ہے وہی امت میں ایک تسلسل ہے۔ یہ امت کی جو وہ سو سال کا رشتہ ہے علماء دیوبند نے کبھی یہ سوچا کہ

اسلام میں یوں نہیں دی۔ نہ انہیں نے دین کے دائرہ میں کبھی کبھی جھٹ کر داخل ہونے دیا ہے۔ خشکوانہ
 مساجد، خانقاہیں، دیریں، عمارتیں اسلام کی ایسی بات مانع عقدہ ہمیشہ بن رہی ہے۔
 آئیے پہلے اپنی ذرا معلوم دیوبند حقہ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ سے منقولہ
 کے بارے میں جو بریلوی عقائد لکھے جاتے ہیں قیید نہیں کرنا، انھیں خان کا دوران سے بعد
 کا ہے۔ اس لیے ہم ان سے بریلویت کے نام پر کچھ مراد نہیں کر سکتے۔ صرف ان عقائد کے بارے
 میں ہی معلوم کر سکتے ہیں جن سے بریلویت آج کلوں میں متعارف ہوئی ہے۔
 عقیدہ حاضر و ناظر کا حضرت ہر وقت ہر جگہ حاضر بالوجود ہیں اور ہر ایک چیز و عمل کو خود
 دیکھ رہے ہیں۔ اس کے بارے میں حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ (۱۲۸۹ھ) لکھتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر و ناظر نہ سمجھنا چاہیے۔ ورنہ اسہم کیا ہوگا
 کفر ہو گا بل

ان کے ہاں جب یہ عقیدہ کفر ہے تو ظاہر ہے کہ ان کے ہاں جس کا یہ عقیدہ ہو اس کے
 پیچھے نماز جائز نہ ہوگی، سوئی، اطلاق یہ کہہ کر دیوبندیوں کی نماز بریلویوں کے پیچھے ہو جاتی ہے
 قلعہ شہر ہے، اس میں خاصی تحقیق کی ضرورت ہے۔ عام بات یہی ہے کہ نہیں ہوتی۔
 قطب اور شد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ لکھتے ہیں۔

فخر عالم علیہ السلام کو مجلس بریلوی میں حاضر جانا بھی چیز ثابت ہے اور اگر باطل
 اور عقائد ماننا ہے تو خیرک نہیں ہے۔ ورنہ شرک ہے۔

یہ حاضر باطل ہونے کی صحت میں ہے کہ باطل ماننا بھی گویہ ثابت نہیں مگر یہ شرک
 نہ ہوگا۔ مضر بالوجود ماننا تھا کہ تا ہے کہ آپ خود ہر چیز کو دیکھ رہے ہوں۔ یہاں اسلام
 الہی کی کوئی صحت نہیں۔ اسلام میں اس کی گنجائش نہیں۔ بلکہ کفر اور مرتد شرک ہے۔
 آپ یہ بھی لکھتے ہیں۔

صاف نہ ہو چڑھا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچا جو غیب نہیں مگر میر
 قند الطلاق نہی جو نے تو خلافت اس کے یہ عقیدہ رکھنا کہ نبی علیہم الصلوٰۃ
 والسلام سب غیب کو جانتے ہیں شرک فیہ علی ہود سے گاہٹ
 پھر یہ بھی کہتے ہیں۔۔۔

حفاظ اللہ۔ حق تعالیٰ سب کلموں کو ایسے عقیدہ ہر دہ سے بڑھتے دیر سے
 ۲ میں نہیں ایسا عقیدہ وار مشرک برائے
 پھر یہ بھی کہتے ہیں۔۔۔

جب انجیل صلیب اللہ علیہ وسلم کو علی غیب نہیں قرار دیا۔ قول اللہ کہنا بھی
 ہاں نہ ہو گا۔ اگر یہ عقیدہ کر کے کہے کہ وہ خود سے سنتے ہیں سب علم غیب
 کے تو خود کہتے ہیں اور جو یہ عقیدہ نہیں دیکھ سکتا ہے کہ فرشتے پہنچتے ہیں
 تو کفر نہیں مگر کہ مشابہ کفر ہے۔ بلکہ
 ایک اور جگہ کہتے ہیں۔۔۔

یہ عقیدہ کہ آپ کو علم غیب تھا مشرک شرک ہے بلکہ
 اب ظاہر ہے کہ مشرک علی کے شرک اب اور دنیا کے جو غیب کا عقیدہ رکھنے والے کے
 پیچھے کسی مسلمان کی ناساز نہیں ہو سکتی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تو نہ برہمنوں
 کے پیچھے ہو جاتی ہے کسی طرح درست نہیں ہے۔

دیوبند کے شیخین کہ میں نے ذکر وہ باتانہ برہمنی عقیدہ دل کو واضح طور پر کفر قرار
 ہے یہ ممکن ہے کہ اس برکت تک برہمنی مذہب نہ جانتا نہ منہج تھا۔ اس لیے یہ حضرات اس
 پر بطور فرقہ حکم کفر نہ دے سکے لیکن اس سے یہ نہ نہیں ہوا کہ برہمنی جو یہ عقیدہ رکھتے ہیں
 وہ کفر نہ نہیں تھے اور ان کے پیچھے نماز نہ تہ ہے۔ (استغفر اللہ)

حضرت گنگوہی ایک در تمام پر مکتے ہیں :

جو شخص ائمہ جہل شانہ کے سوا علم غیب کسی دوسرے کو ثابت کرے اور
اللہ تعالیٰ کے بار کسی دوسرے کا علم جانے لگو تو اسی اور عطائی کا فرق کرنا ہو
وہ بے شک کافر ہے اس کی امامت اور اس سے میل جہل محبت و مردوت
سب حرام ہیں۔

بریلویت حضرت مولانا خلیل احمد محدث سہارنپوری کی نظر میں

مولانا احمد رضا خاں نے علما، دیوبند کی عداوت میں تحریف کی اور ان پر کفر کے فتوے
دیئے حقیقت کھلی قرابت نہ نکلی حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری جو شیخ الحدیث حضرت مولانا
محمد زکریا کے شیخ طریقت بھی ہیں، انہوں نے مولانا احمد رضا خاں کی پوری جہالت کو نشیوان کا
قد و بڑ ہے۔ آپ کہتے ہیں :

چونکہ ہمارے مشائخ تیسرے سنت میں رہی کرنے والے اور بدعت کی آگ
بجھانے میں مستعد رہتے تھے اس لیے شیطانی لشکر کا ان پر غمہ آیا اور
ان کے کلام میں تحریف کر ڈالی اور ان پر بہتان باندھے ہر طرح کے
بس مبتدعین جو اختراع بدعات میں نہ ہنک اور شہادت کی جانب مائل ہیں
انہوں نے خرابی نفس کو اپنا معبود بنایا ہے اور اپنے آپ کو ہاکست میں
ڈال دیئے ہیں۔

اب آپ لوہ کر میں کہ جو لوہہ دیوبند کے عقائد میں کبھی یہ بات سمجھتے تھے ہاتھ پر
مولانا احمد رضا خاں نے مشورۂ رسالت کے جویش میں مولانا دیوبند کے خلاف فتوے دیئے تھے پھر
سے نہیں کسی نہ خلاف واقعی ہے انکار علما، دیوبند تو انہیں سب طاعن کے لشکر ہیں اور یہ ان
نے فتوہ دیوبند پر دیا ہے

بہترین دولت میں بہت کمینوں و بدنامیوں بعد

حضرت مولانا خلیل احمد فرکسی نے ذات پستی کی کہ مولانا دستگیر آپ کا فرزند ہیں آپ نے فرمایا وہ جوٹ لڑتے ہیں اس لئے کیا آپ انہیں کیا کہتے ہیں آپ نے فرمایا کہٹ کا بڑا جوٹ ہے۔ انہیں مسلمان کہتے ہیں جو نہ ہوتے تھے برعکس کو کبھی مسلمان کہا رہا اس کی نیلی سے ہے۔ حجاز بہت سیلہ مشہا آپ نے فرمایا۔

غلام ہشتنگر کا فرم خواندہ طماع کذب را ہر روز نامے
مسلمان گفتار اندر مکافات دور سے دیر با سہ دور سے
حضرت محدث سہارنوی کے بعد حکیم برکت حضرت مولانا شرف محمد تھانی سے ان کے بارے میں معلوم کیجئے آپ فرماتے ہیں۔

بہترین ہے۔ یہ سہارنوی احمد علیہ السلام کی مشرک تہمت قدرت باری تعالیٰ دیکھنے
بائیں دیکھنے والوں سے دست و کرار ہوتے تھے اور باطل اور قدرت خاں اور علی
کو حق و ایمان کی کتب کے نام سے شہرت دے کر جا بولہ کو مسلمانوں میں
جھگڑا کرتے پھرتے ہیں۔ حضرت شیخ عبدالستار دہلویؒ نے امیر احمد کی شان میں یہ
میں وہ اقرا کرتے ہیں کہ مولانا احمد نے ان کو مشرک کہہ دیا ہے بلکہ اپنے سے
بھی بڑھ کر بنا دیا ہے۔ خیر صریح ہے یہ سہاراں لوگوں کو ان کے بڑا بنایا کو
وہ سے لے کر انہوں نے باوجود حضرت مولانا دین کے کہ انہوں نے
مولانا خلیل احمد کے بارے میں یہ سہاراں کا تھرا جا مل گیا تھا۔

سراو الود فی الودین کا مطلب کیا ہے؟ یہ کہ علماء حق پر فخر و اہمیت سے دلوز گار نہ ہوں
دوڑوں جہانوں میں کا ہے۔ دنیا میں اس لیے کہ حقیقت کہنے پر ان کی باتیں قسط نکلیں اور بہت
میں سمجھے کہ انہیں اپنے کی گناہ سے توبہ نصیب نہ ہوئے۔

شہ تذکرۃ الخلیل ص ۱۱۱ قادیانی مدد یہ جلد ۱ ص ۱۱۱

پھر آگے جا کر لکھتے ہیں۔

علم حقانہ و کرم سمی کی رو سے تو یہ امر قضا و خلق پر چکا ہے گزشتہ دو صفحات ہادی
تھائی اس قدر مطلق کے احاطہ قدرت سے باہر ہیں اور کسی لیے خدا تعالیٰ کو پسینے
مثل کی بجائے قادر نہیں مانا جاتا۔ پس مزید دلیل سے

بنالغیا ہے سلطان آپ۔ ساجدین پر عنایت ہو

فد سے کہ نہیں بزد و مجاہد۔ میں دین کے سلطان کا

نور قرار دینے جانے کے بعد یہ معتبر نہ رہتا ہے کہ العباد خداوند حضرت شیخ علیہ الرحمۃ
فد تعالیٰ کے ہمسر اور مثل ہیں اور یہ صریحاً ثابت ہے اور اس صورت میں میں
شکر کا بتانے والا مشرک اور خارج از اسلام سمجھے جانے کے قایل ہے۔
دوسرے شعر میں لغو مالک فدا کے معنوں میں مستحقال بڑا ہے اور اس صورت
میں شعر کا مطلب صاف غلطوں میں یہ ہوگا حضرت شیخ محمد عبید اللہ ہیں اور محمد حبیب
و محمد ہیں کوئی فرق نہیں ہوتا لہذا حضرت شیخ محمد عبید اللہ خدا کے لئے اور
میں تو خواہ کچھ ہی ہو خدا کی کھیل گا۔

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہر مالک کے حبیب

کہہ سکے محبوب و محب میں نہیں تیرا میرا

آپ: ہر داعی و داعی مشرب کا وجہ سے بھی۔ ہر فتنے کے مستوجب ہیں جو شعرا و
کے متعلق وہ چکا ہے اور کسی تاویل سے یہ حکم بدل نہیں سکتا بلکہ

وہ فتویٰ کیا ہے جو حضرت حکیم بزمستان نے پیسے شعر پر دیا تھا وہ یہ کہ اس شعر کا کہنے والا مشرک

اور خارج از اسلام ہے۔ آپ نے اب وہی فتویٰ اس دوسرے شعر کے قائل پر دیا ہے۔

وہ شعر کس کا ہے؟ محمد بن عبد الرحمن کا کہ

میں نے اپنی حالت پر یہ شعر کہے ہیں

اس میں منظر میری کوئی کہہ سکتا ہے کہ حضرت تھانویؒ؟ احمد رضا خاں کے بارے میں کسی خوش فہمی میں مبتلا تھے یا سمجھتے تھے کہ شاید احمد رضا خان عشرت برسات میں فتنہ کے باعث ملائے حق پر سفر کے فتنے کا راجہ ہو۔ واقعات کی روشنی میں دیکھنا تو یوں نہ کہ ہاں اس خوش فہمی کے لیے کوئی جگہ نہیں ہے۔ صورت تھانویؒ بہ علت سے اس قدر مشتعل تھے کہ وہ بدعتی کو درپردہ بدعتی، بدعتی بدعتی قرار دیتے تھے۔ آپ فرماتے ہیں۔

جو شخص احمدیابی الدین کرتا ہے وہ درپردہ بدعتی بدعت کا ہے کہ مجھے بھی شریعت میں ضابطہ کرنے کا حق ہے۔ تو کس داز کو تو سمجھتے نہیں خواہ مخواہ علماء سے جھگڑتے ہیں کہ ناسمجھ بدعتی بدعتی ہیں کیا خرابی ہے؟ اب آپ غور کریں کہ کیا مولانا تھانویؒ کے ہاں بدعتیوں کے لیے کوئی نرم گوشہ تھا؟ مولانا احمد رضا خاں نے الامن بدعتی میں دعا سمیع کی بہت تعریف کی اس پر حضرت تھانویؒ نے فرمایا:-

یہ حضرات پنجتن کے نام مبارک ہیں اگر کچھ بدعتیوں کی جہنم تو اس کا مستحق شرک ہے۔ اور تامل کی جائے تو دعا کا ادب یہ ہے کہ شرف میں جو ہے

مولانا احمد رضا خاں شیعہ کی حریت میں نہ دیکھائے بہت تامل تھے اور حد کے لیے حضرت علیؑ کو بجا کرتے تھے۔ یہ ان کے ہاں ایمان کی جان تھی۔ اس پر حضرت تھانویؒ نے فرمایا:-
مادعیہ کا مستحق شرک ہے اسے قہر دینا چاہیے نہ

بریلویت کی تاریخ کا ایک منظر

حضرت تھانویؒ کے بارے میں یہ سمجھنا کہ آپ بریلویت کو، رینکسے واقف نہ تھے یا

احمد رضا خاں کے بارے میں دل میں زہر گزشتہ دیکھتے تھے ہرگز نہیں نہیں۔ ہرپ کو بھی طرح معلوم تھا کہ علیٰ حق کے خلاف یہ کیسی بے جا بیہ بدیوں سے دور پھرنے لگی ہے۔ مولانا فضل سہیل بدایونی (۱۹۰۶ء) سے پہلے عادی تھے جو کہ غیر ذہلی کے خلاف آئے تھے اور حضرت شاہ محمد اسحقؒ کی کتاب ہائے مسائل کا جو بے تعلیم انسان کی کوئی چیز مولانا احمد رضا خاں (۱۹۰۶ء) نے حضرت شاہ عباسیہؒ کے خلاف گزرا وہ انتہائی برکتوں سے حضرت خاںؒ کی گھنٹے ہیں۔

حضرت مولانا شاہ علیہ العزیز علیہ الرحمۃ نے فرقہ داروں کے خلاف ایک کتاب تھوڑے دنوں میں شریف لکھائی تھی جس سے انہیں فرقہ پرستی سے سخت پرہیز ہو گئی۔ چونکہ سب ذہنی رنگ اور وہ ہیں۔ یہ فرقہ داراں میرزا کدورت تھے۔ مولانا فضل سہیلؒ جس میں بدیوں اور سولی ہوا تھی ہیں اور وہ کی صنعت میں شامل تھا لہذا ہمسندگان، اداویں اور میری: گھر کا رخشاں پیدا کرنے کے لیے مجبور تھے۔ لکھنؤ شاہ عبدالعزیز کا جواب لکھنے سے ممانعت اور وہ کہ تاہل شخص کی ضرورت تھی تو انہیں ایک شخص اور شخص رسول نام کا راستہ وہ بدیوں، بدیہہ، گیارہ برس وقت لکھنؤ میں عزم تھا، اس شخص نے فرمایا کہ کے مجتہدین کو تھوڑے دن غرض یہ کہ جواب لکھنے میں مدد دی اور حضرت مولانا مفتاح شاہ عبدالعزیزؒ اور ان کے خاندان کے مشہور علماء (شاہ محمد اسحقؒ اور شاہ سجادؒ) مشہد کے پالان کردہ مسائل پر بھی جوڑے اعتراضات شائع کیے اور بدیوں کو اپنا بوجھ دیا کہ: چونکہ ایک کبلا گمانہ فرقہ پرانی سے

اگر اس فرقے کو ایک یا متعدد دین و مذہب کی شکل مولانا احمد رضا خاں نے دی تھی اس سے

ملے خدا دی۔ مدد دیہہ؟ مدد؟ مولانا احمد رضا خاں نے اپنے بیٹوں کو وصیت کی تھی کہ میرے دین و مذہب پر چلے یہ کسی بات کا ثبوت ہے کہ مولانا فضل سہیلؒ کی تحریک کو ایک نئے باوجود مذہب کی شکل مولانا احمد رضا خاں نے دی تھی۔

جی بات ضرور واضح ہو رہی ہے کہ حضرت محمدؐ کوئی بریلویت کی تاریخ سے ناواقف نہ تھے نہ نہیں
 کہتے کہ پھر سب اہل بدعت اس نئے دین و مذہب میں آگئے تھے تاہم یہ صحیح ہے کہ سب اہل بدعت
 میں توین و بدعت پر ضرور اپنی دگر کا غیب نہ جہاں جن کے خلاف کفر سے کیے گئے
 تھے عقائد غلط تھے وہی اب بھی لوگ ہیں

اہل بدعت دو قسم کے ہیں

ایک اہل بدعت تہذیبی و مذہبی ہیں جو نہ صرف محمدؐ نہ خدا کی پیروی میں عقائد غلط کے داعی و بدعت
 شرع پر عمل کیے ہوئے ہیں بلکہ دوسرے وہ جو اگے دیکھو جو اہل بدعتوں کو روک رہے ہیں
 حضرت محمدؐ کوئی دو دن کو حق سے جہاں اہل بدعت ہیں جہاں ہوا سمجھتے تھے۔ آپؐ نے فرمایا
 بدعت بھی لوگوں کے نزدیک تین چار نہ تھی ہیں غلط یا نہ ہو مگر شرعاً
 گناہ بھی دو چار ہیں۔ خدا پروردگار نے سب عاصیوں پر بدعت
 کا دھبہ پڑا ہوا ہے۔ بریلوی اور دہلوی نے

بدعتی و ذرخ کے مستحق ہیں

حضرت محمدؐ فرماتے ہیں :-

ایک مرد کی صاحب نے عرض کیا کہ بیعت کے رشتہ غلاب سے یہ چھٹی کو
 یہ شرع کرتے ہیں کہ ہشتی زبردست دیکھنا فرمایا کہ یہ شرط ان کی سات گئے ہیں
 مناسب ہے وہ تو ذرخ کے مستحق ہیں۔ ان کو ہشتی زبردست سے کیا نقص
 پھر فرمایا کہ یہ وہ ہے جسے قتل میں کو ہشتی زبردست پر اعتراض کرتے ہیں حالانکہ
 اس میں درغلاہ شامی وغیرہ کے مسائل ہیں جن کو وہ مانتے ہیں۔

خبر کیجئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو دوزخِ حلق کا مستحق سمجھتے تھے کیا ان کے بارے میں یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ حضرت ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ میں سرشار لکھتے ہیں ان کے بارے میں طبع میں کوئی عزم گزرا کرتے ہیں گے، ہرگز نہیں حضرت کو پورا چہرہ تھا کہ یہ لوگ بدعتی کی راہ سے علماء دیوبند کے خلاف اٹھتے ہوئے ہیں۔ یہ نہیں کہ مولانا احمد رضا خاں نے مفتی رسول کے جوٹ میں علماء دیوبند کے خلاف گٹھڑا فتنہ دیا ہے حیدرآباد میں ان لوگوں نے آپ سے جو سبکدلی کیا ہے آپ خود ان کے اپنے الفاظ میں دیکھیں۔

نظام حیدرآباد کی مصالحت کرانے کی کوشش

مقدمہ اعلیٰ حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب آپ سے تعلق کرتے ہیں۔
 فزایا حیدرآباد میں تین دفعہ ہوئے جن سے وہاں کے مشائخ میں بڑے مجمع ہوئی
 کہ اگر یہ چند روز اور نہ تو لوگ خواب ہو جائیں گے چنانچہ وہاں کے مشائخ اور
 ان کے متبعین نے یہ تدبیر کی کہ کسی طرح نظام کو دس حرف سے بخلو کیا جائے
 اور تو ان کو کچھ نہ ملا کر دیکھا کہ ایک فقرہ ہی تیار کیا جس میں خط الامان کی عبارت
 نکال کر کفر کا فقرہ ہی لکھا گیا۔ اچھا ضرر کہ ان لوگوں کو خط الامان میں صرف
 ایک فقرہ ایسی ملی جس پر اعتراض کر سکیں اور وہ بھی عبارت کا ایک فقرہ جس کہ
 وہ زبردستی نظام اسلحا اپنے مطلب کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ یہ فرقہ نظام
 کے پاس پیش کیا گیا اور درخواست کی کہ ریاست میں اس کا وہ غلط حکومت کی
 طرف سے بند پڑا جائیے۔ نظام نے جواب دیا کہ جب تک طرفین کی بات نہ
 سنوں کچھ نہیں لکھا تا یہ فقرہ اس کے پاس بھیج دو مولانا اشرف علی کے پاس
 وہ اس کا کیا جواب دیتا ہے۔ پھر وہ لکھ کر دیکھو تو یہ فرمولہ احمد علی صاحب
 کے ہاں جزدادہ کر لی۔ وہ خط الامان اور سبط الامان دونوں نظام کے پاس

کی نسبت سے ایک ذبحہ بنائے ہوئے ہوں آپ نام مسموم کر چکے۔ اب حضرت قضاوی سے بیٹھے
ایک خان صاحب نے خوب دیکھا کہ روزِ پنجہ کی گئی میرے ہاتھ میں رکھی گئی ہے
ان کے متنبہین اور مقتدیہ بن گئے اس سے یہ مطلب نکلا کہ اب حضرت جبریل کو پناہ
لگے اپنے فتوے سے ورنہ میں ورنہ قتل کر دیں گے میں نے عرض کر کہا اب میرے
نقطہ کسی کو پہنچاؤ۔ خان کر: اسی کے غیظ میں ہے، اگر اس کی جہت ہے
کہ یہ لوگوں کے عقائد تباہ کر کے ناسخ کرے ہیں ابوبہار کے در حضرت ختم
کے دروازے کھلنے والے ہیں۔

علامہ محمد قاضی کو خواب کیا آیا تھا آپ نے اس کی تفسیر دونوں کے سسلی ہے اب
آپ فرمادیں کہ میری حضرت مراد تھی توئی مراد اتحدہ قاضی کو کیا کچھ ہوں گے۔ اس طرح
کہ بعد کی اس کا کہنا۔ انی قسرد علی ہر مکتا ہے کہ شاید حضرت قضاوی خان صاحب کو دشمنی ہو
میں کفر کے فتوے لگانے میں مدد کر سکتے ہیں۔ خیر، بالخصوص کہجے۔ یہ عدم الیس منکر
وحدان رشید۔

بریلوی عقائد میں خرافات کے سوا کچھ نہیں

حضرت قضاوی نے فرمایا۔

بریلوی قاضی صاحب کے ایک شاگرد نے ایک کتاب تفسیر کے لیے بھیجی میں
نے کچھ دیکھا۔ حسن دیکھنے کی فرصت نہیں۔ اس میں مولے میں خرافات کے
درجہ پر لگا۔ اس کا ایک ادنیٰ سا جزہ دیکھ کر بھی دے گئی جا سکتی تھی۔ یہ
دجستہ نہیں بھیجی وہ دے دیں تو یہی ذرا ترسے شرمندہ آئی، مگر کی ترقی کلاماں
دی: اب تفریق کھرانے بیٹھے ہیں۔

۱۔ ایمان خرافات مسموم ۲۔ ۱۰۰ ایمان مسموم ۳۔

شعبہ حفاظت پر دایا اولیٰ البصائر۔

حقیقی عزت صرف اللہ رب العزت کی ہے۔ فان العزة لله جمیعاً اس کے مانگے بھگنے
دقت کسی اللہ پر توجہ بانہ صانع کو اب صرف اسی کا خیال رہے ہرگز جائز نہیں۔ بریوی، اپنے عقیدہ
میں غلامی میں حضرت پر توجہ بانہ سمجھتے ہیں آپ پر صرف بہت کرتے ہیں، موصفا، اسماعیل شہید نے کہیں
کہا تھا کہ اللہ رب العزت کے سوا کسی مدد پر توجہ بانہ صانع تو نہیں اس پر بریوی بہت کڑھتے
ہیں، اس سے یہ سمجھیں آتا ہے کہ غلامیہ غلامی میں حضرت کو صرف عزت (توجہ بانہ صانع)
کے ہوں گے، ورنہ اسی مسئلہ فقہ پر وہ اس قدر ہیں بریوی نہ سمجھتے۔
اب یہ کیجئے حضرت قتالویؒ آپ پر کن الفاظ میں تنقید کرتے ہیں۔

عظمت الہی کے سامنے کسی کی عظمت باقی نہ رہے

الفاظ اللہ بالعرض کا لفظ ہے۔ بالذات کے معنی میں سامنے حق تعالیٰ کے کسی
کی بھی عظمت نہیں۔ انسان چاہے کتنا ہی بڑا حلیم ہو اس کی عظمت بالذات نہیں
بلکہ بالعرض ہے جو کہ عظمت الہی کے سامنے سلب ہو جاتی ہے، میں تو وہ
ہوت ہے جس کو مولانا شبیرؒ نے بیان فرمایا تھا میں پر آج احقر عرض ہو رہے
ہیں انہوں نے بھی مہر کی کہل ہے جو فان العزة لله جمیعاً سے مفہوم ہو رہا ہے
حق تعالیٰ کے حق تعالیٰ نے فان العزة لله جمیعاً عربی میں فرمایا ہے اور
مولانا شبیرؒ نے اس معنی میں اور میں کہہ دیا ہے۔

جس کے خلاف بدگمانی کی جائے اس کی اصل سحریرہ دیکھو

میرے متعلق بعض لوگوں نے یہ مشہور کر رکھا ہے کہ حضورؐ پر ایمان لانے سے منع کرنا

ہے یہ نیکو کریں، جو حرمینہ ہرگز ثابت ہو سکتی تو یہی جبر سر کوئی جنوں پر نہیں
 کر سکتا کیونکہ میرے چند غلط کاموں کے لیے یہی تھوڑا۔ نصیحت۔ نصیحت۔
 اللہ در ان رما کی کو دیکھ کر کسی سچے دانا در نہیں شخص کو یہ شبہ ہی نہیں رہ
 سکتا کہ میں حضور کی کوئی بے ادبی یا کسی شریک خود یا خدا تعالیٰ پر کھتا ہوں۔
 نیک۔ بد بگو فرماتے ہیں۔

کسی کے کام کی شہرت کرنے کے لیے اس کی مراد سے واقفیت ضروری ہے۔

عماد دیوبند کی کہی باتیں کیا سلف میں نہیں ختمیں ؟

اب جنت لہا دیوبند کی جن باتوں کو قابل اعتراض سمجھتے ہیں سلف کے کتابوں میں وہ
 باتیں بھی صحیح موجود ملتی ہیں بریلویوں کو ان کے غلوں کو بت کہنے کہ بہت نہیں ہوتی علت
 دیوبند کو یہ بھی نشانہ بنائیے ہیں جنہوں نے مولانا غلام غفران صاحب دہلوی سے کہتے ہیں۔

یہ کہتا ہوں خط الامان کی عبارت دہ بار کسے علم غیب پر جو اہل جنت
 کے شمار کیا ہے۔ اس کی جگہ بھی اصل ہے۔ مضمون غلام غفران کی کہی ہے جو
 شرح معاصرہ و شرح مودت وغیرہ میں سلف نے بیان فرمایا ہے۔ ... مگر
 سلف نے عربی میں کہا تھا اس لیے ان پر کچھ اعتراض نہ ہوا در خط الامان
 میں وہی مسئلہ زرد میں ظاہر کیا گیا تو خود در شب ہونے لگا۔

اب آپ بخیر فرمائیں کیا حضرت غلام غفران کی بات سے بے خبر ہوں گے؟ مولانا احمد رضا

خان اردو : در بقیہ صفائے دیوبند کی عبارت پر اعتراض کر رہے ہیں اور ان کی اس تحریک کے
 پیچھے انگریز حکومت کا ہاتھ ہے۔ در بریلویوں کو بد فہم سمجھ کر کسی وجہ میں مفسد سمجھتے تھے۔
 یہ در سری صورت ہرگز نہیں ہے۔

نہ وہ خانات بعد تولد علیہ السلام نہ وہ خیر بادشاہ کامیاب نہ

حضرت اور اختلافی سے یہ بات ڈھکی چھپی نہ تھی کہ بریلوی کی جنگ صرف بت نہیں بلکہ بریلوی علما، تہذیب و ثقافت میں ترم کر پھر سے ہندو بناد رہے ہیں، مشرکین کا طرز زندگی، نہیں پسند ہے اور وہ مسلمانوں کو پھر سے اس تہذیب میں بھینکنا چاہتے ہیں۔

کیا آپ نے مسلمانوں کو کبھی دیکھا کہ میت کو قبرستان لے جاتے ساتھ کھا پیے کی چیزیں بھی لے جا رہے ہیں کیا بریلوی مولانا، محمد رضاؒ کے جنازہ کے ساتھ دردھ لے کر نہ گئے تھے؟ پھر دردھ کا کیا بنا اگر پر اب تک پردہ پڑا ہوا ہے اور بریلوی علماء کیسر خاصا میں۔

اس بات سے کرن ناراض ہر گز نہ شریکین اپنے مردوں کے جنازے میں نہ کاغذ نہ پلندہ نہ کھانا لے کر جاتے تھے۔۔۔ یعنی۔۔۔ وہ لے کر جاتے تھے کہ ہر وہ کس کی ایک لمبی چٹائی تیار لگی ہوتی ہے۔۔۔ ہندوؤں کے ہاں بھی یہ طریقہ موجود ہے۔۔۔ مولانا، محمد رضاؒ نے اپنے مرنے سے دو گھنٹہ قبل جن کسانوں کی خدمت تیار کی تھی ان کے غلام اور مریدوں نے بڑی پابندی کے ساتھ اس کا اہتمام کیا اور ان کے جنازے کے ہوا وہ کچھ چیزیں لے بھی گئے۔ البتہ دردھ کا نہ پتہ چل سکا تھا کہ وہ کدھر گیا۔

مولانا، محمد رضاؒ خان کے جنازہ کے ساتھ ہر عامل ضلع ہندو لکڑی کے کچھ لوگ بھی لائے ہوئے تھے انہوں نے یہ باخبر دیکھا تو بڑے حیران ہوئے۔۔۔ کچھ حصہ کے بعد حضرت حکیم الامتؒ کا لانا تھا تو یہ یہاں ہندو کے لیے قہریم لائے تو ان لوگوں نے حضرت محمدؐ کی سے درخواست کی کہ موت کے حکام و مسائل کے بارے میں درخط فرمادیں حضرت حکیم الامتؒ نے موت اور بحس کے متعلق جتنی باتیں موجود تھیں ان کی مدد یہ فرمائی اور آخر میں بڑی کے جنازے پر پہننے والی اس ٹھکی رستم کے بارے میں فرمایا کہ۔۔۔

ایک دھرم ہے کہ مردے کے ساتھ الناحیہ فیہ لے جاتے ہیں۔

میں خیال نامزد: کی قیمت ہوتی ہے اگر کوئی اس قیمت کا انکار کرے تو اس

علمائے دیوبند انہیں کافر نہیں کہتے۔ اس کا حاصل صرف یہ ہے کہ جب مولانا احمد رضا خاں صاحب نے
 حرم اعرین شائع کی، اور علماء دیوبند کی عبادات کاٹ چھٹ کر ان پر کفر کے فتوے لگائے تو اس
 کے جواب میں علامہ دیوبند نے احمد رضا خاں کو کافر نہ کہا۔ یہ اس لیے ہوا کہ مولانا احمد رضا خاں نے
 جو کتابیں علماء دیوبند کی طرف منسوب کیے تھے وہ مولانا احمد رضا خاں کا کذب و افتراء تھا، وہ علامہ
 دیوبند کے عقائد نہ تھے۔ اب معلوم یہ بنا کہ کسی مسلمان پر جو بحث لگانا نہ بہتان ہا نہ ضلالت ہے یا کفر
 فتح کی رو سے یہ کفر نہیں ہے لہذا اس ارتکاب پر مولانا احمد رضا خاں پر کفر کا فتویٰ نہیں آیا
 جاسکتا تھا۔ دیوبند مولانا احمد رضا خاں کے اس گھٹیل سے جو انہوں نے انگریزوں کے اشراروں پر
 کیا سخت نکالیں تھے مگر انہوں نے جواباً انہیں ان کے اس جرم پر کافر نہ کہا۔

اس وقت مولانا احمد رضا خاں کے اپنے فتوے زیر بحث نہ تھے نہ انہیں کسی صاحب مد
 علماء دیوبند کے سامنے پیش کیا تھا نہ ان دنوں مولانا احمد رضا خاں کی اپنی کوئی اہمیت تھی کہ انہیں
 کا تعاقب ہر کسی کو ہر انداز پر کوئی آپس کے عقائد سے لگھی رکھتا ہو۔ خان صاحب کا بری کا دوسرا بگا
 دن ورنہ نہ تھا تھا اس پہلو سے ملک میں مولانا احمد رضا خاں کی کوئی شہرت تھی۔ اس حال دیوبند
 ان حضرات فہر پر شرم سے کفر کا فتویٰ دیتے تھے ہیں جو بعد میں بریلوت کے امتیازی عقائد بنے
 سید فیصلہ آپ کہیں کہ عقائد کا مقتضی مسلمان ہے یا نہیں۔

مولانا احمد رضا خاں نے بالآخر گھٹیلے ٹیک دیئے

مولانا احمد رضا خاں نے علماء دیوبند کے خلاف جتنے ترچے سب نام لگائے یہاں
 تک کہ ایک مرتبہ بریلی، جو سے کشمیر پر حضرت مولانا عثمانی اور مولانا احمد رضا خاں کا آمنہ سامنا ہو گیا
 اور مولانا احمد رضا خاں نے حضرت عثمانی کو جھک کر سجدہ کیا۔ حضرت عثمانی نے فرمایا۔
 ایک مرتبہ بریلی کشمیر پر بن خان صاحب سے مواجہہ ہو گیا معلوم نہیں ان کو
 کیا دھوکہ ہوا۔ انہوں نے جب کو دوسرے سلام کیا اتفاق سے میں نے دیکھا بھی

نہیں اس لیے جواب بھی نہیں دیا۔ پھر ان کو کسی سے معلوم ہو گیا کہ یہ تو شریف بنی ہے۔ اس قدر غصہ ہوا کہ پیٹ فارم چھوڑ کر باہر نکلیں۔ جیسے... لوگوں نے کہا کہ اسی قرابے مرعوب ہوئے کہ جھک کر سبام بھی کر لیا۔ ان کے عقیدین نے جواب دیا کہ چونکہ انہوں نے لوگوں سے کہہ کر سے وردہ چیتے بچے تھے۔ کہ یہی مادہ تھا۔

اس واقعہ سے یہ تو واضح ہو گیا کہ اشراف خانی نے حضرت تھانویؒ کو یہ وجہ بت دی۔ کہ مولانا احمد رضا خاں بھی نہیں جھک کر سبام کرتے تھے۔ اور یہ بات لوگوں نے تسلیم نہ کی تھی کہ انہوں نے حضرت کو پہچانا نہ تھا۔ رہی یہ بات کہ خود مولانا احمد رضا خاں کے بارے میں حضرت تھانویؒ کی اسے کیا تھی؟ سر میں کچھ تفصیل درکار ہے۔ بعض لوگوں نے یہ بات بنا کہی ہے کہ ایک مولانا احمد رضا خاں کو میر حسنؒ کی افراط میں مصدور سمجھتے تھے۔ بات اس طرح نہیں۔ مولانا احمد رضا خاں نے حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ پر کفر کا فتویٰ لگانے سے پہلے ان کی کتاب محمد برائیاں کے تین مختلف مقامات سے تین فقرے لے کر انہیں ایک عبارت بنا کر جو حقیقت کی: اس کا حضرت تھانویؒ کو کذب معلوم نہ تھا، کیا خاں صاحب کی یہ حرکت میر حسنؒ کے تقاضا میں تھی؟... حضرت مولانا غفر علی محمد سہارنپوریؒ نے انہی چند علی محمد اور حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ نے اشہاب ان کتاب میں محمد برائیاں کی ان عبارتوں پر جو بحث کی ہے کیا وہ حضرت تھانویؒ کی نظر میں نہ تھی؟ اگر کھلی حیانت کے بعد کیا مولانا احمد رضا خاں کو کسی درجے میں مصدور سمجھا جاسکتا ہے؟ حضرت گنگوہیؒ پر خاں صاحب نے جو بہتان، اندھا وہ کذب باری کے موصوفہ پر تھا، اس میں سرے سے حضرت کی ذات گرامی زیر بحث نہ تھی۔ اب یہ کس طرح باور کیا جاسکے کہ مولانا احمد رضا خاں کی یہ سب حرکات محض میر حسنؒ کے جہد و فراط سے ہوئی ہوں گی۔ یہ سب گز نہیں۔

مولانا احمد رضا خاں کے مُریدِ ان سے کیوں اُڈورہوتے رہے

یہ صحیح ہے کہ بعض لوگ مولانا احمد رضا خاں کی غائبی سن کر اس مخالف کا انکار ہو جاتے
 رہے کہ شاید ان کے دل میں حضورؐ کی محبت ہو جن پر، لیکن آپ کے قریب ہونے سے پتہ چلتا ہے
 کہ ان سے اس ہم کے بنیادی عقائد کچھ نہیں ہوتے ہیں، حقائق باطن میں مقدارِ امدادِ عبادت میں سرشار
 ہیں، اس پر وہ اس مخالف سے نقل لے کر دیرینہ سے قویٰ رہتے۔

حضرت محمدؐ کی قیادت میں :-

پچھلے دنوں ایک خطِ احمد رضا خاں صاحب کے مرید کا آیا تھا جس میں لکھا تھا
 کہ میں پچیس سال سے مولوی احمد رضا خاں صاحب سے مرید تھا، اب چھٹا
 باطن سے توبہ کرتا ہوں اور حضرت سے بیعت کی درخواست کرتا ہوں۔ یہ میرے
 جواہر میں لکھ دیکر قہر میں ماسب نہیں لے

یہی ایشیا میں حضرت محمدؐ کی قیادت میں تسمیہ فرمایا ہے کہ مولانا احمد رضا خاں کے عقائد عقائد
 شرعہ کے عقائد باطنی تھے، وہ آپ اس شخص کو لکھ بھیجتے کہ احمد رضا خاں عقائد باطن پر نہیں
 آپ کا اس پر پتہ نہ گزرتا، اسے حقیقت تسمیہ نہ ہے، آئی یہ جو کہا کہ قہر میں ماسب نہیں، یہ اس لیے
 تھا کہ وہ یہ دیکھے کہ حضرت کو مریدوں کی ہی طلب اور یہ اس پر توجہ ہے کہ آپ اسی انتظام میں بیٹھے
 ہیں، پہلے مستحقِ امت و کھدہ توجہ پر بیعت کرو۔

برہنہ خولوں کے دلِ مسخ ہو چکے ہیں

آپ کے ایک دفعہ فرمایا :-

ایک بہنو جو نئی تمام بڑے بڑے اکابر دین اور بزرگوں کی ٹھیکر کرنا ہے

مذہبِ اہل حق پر مبنی، خدا

— کرم تو دل کی یہ مشعل ہے کہ ہم اس کو بھی کچھ نہیں کہہ سکتے۔ ہمارے لیے یہاں
اور مجاہدے ہیں ایک مجاہدہ یہ بھی ہے کہ وہ ہم کو کافر کرتا ہے ہم اس کو کافر
نہیں سمجھتے۔ اور یہ دعویٰ تو اکثر بدین بھی ہونے میں۔ خوف خدا خدا
بھی ان کے قلب میں نہیں رہتا غروبِ مسخ پر جاتے ہیں بلکہ

اس سے بڑھتا ہے کہ مولوی احمد رضا خاں امدان کے پیرو ب علمائے دیوبند کی ٹھیکر کرتے
فرصت تھا تو ان کے دل میں ایک لمحہ کے لیے بھی یہ دوسرے مذہب تھا کہ بڑا بدعتِ بدسل کے لڑ
میں کافر کہہ رہے ہوں۔ ماشا۔ ایسا ہرگز نہیں کہ کافر خیال دیتا۔ آپ شروع سے کہتے
تھے کہ بریٹریوں کے دل مسخ ہونے لگے ہیں۔

بدعت کی عظمت علم کا رنگ چڑھنے نہیں دیتی

حضرت عظیم الامتؑ نے ایک دفعہ یہ بھی فرمایا :-

یہاں بدعت اکثر بدہم ہوتے ہیں بدعتِ بدعت کے علوم و مذاہن سے
کوڑے ہوتے ہیں۔ ویسے ہی نصیحت دینے سے بچتے ہیں جس کے سر پر
شفقِ حضرت اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو علمِ منیب محیط ہے اور یہ کہ حضرت کا معاملہ پیدا
کرنے کی اللہ تعالیٰ کو قسمت نہیں۔ اس قسم کے ان کے عقائد ہیں اور اب تو
اکثر بدعتی شریعہ بکرم فاسق ظاہر ہیں۔

اس سے واضح ہے کہ بریٹری ہرگز عشقِ رسول کے سائے میں ملنا دیوبند کی ٹھیکر نہیں کرتے
وہ اپنی طرف سے ہر گز نہیں گھڑے ہوتے ہیں جن میں اکثریت ضائق و غبار کی ہے۔ یہ حضور کا علم مجھلاتے
ہیں، اللہ کی قدرت میں نقص پیدا کرتے ہیں مگر چونکہ یہ سب کچھ جمالت کے سائے میں جوتا ہے اگرچہ
علماء حق ان کی ٹھیکر نہیں کرتے۔ وہ نہ جہنم کے لیے علمِ منیب محیط کا اقرار اصولاً کر سکتے ہیں۔

بریلوں میں صرف وہی کفر سے بچتا ہے جو ایسی باتیں بد دل ان باتوں کا معنی جاننے کے لیے نہیں ان میں جو معمولی ہوں مدد وہ جان بوجھ کر حضرت کے لیے علم غیب محیط کا عقیدہ رکھیں ان کے کفر میں حضرت مخالفی ہو کر بھی کوئی تردد نہ تھا اسے وہ پہلے کفر کہہ آئے ہیں۔

عقیدہ کی بنی کے بغیر اگر کوئی شریعت کے تقاضے سے بہرہ دہائی بہتا ہے نفس کے خوش کننا ہے وہ عمل کا غلط ہے کُتب کا ہے بدعتی نہیں بدعتی تھی ہے کہ اسے عقیدہ اللہ تعالیٰ ہاں نیکی سمجھے خواہشات کے پیرو اہل ہوا تو ہوتے ہیں اہل بدعت نہیں بدعت کی بنائی اغراض و اہماکی پیروی سے بھی بڑھ کر بُری ہے۔ اِذَا مَا لِلّٰہِ مِنْ شَیْءٍ

حکیم الامت حضرت مولانا تھانویؒ کے بعد تاج العلماء حضرت مولانا مفتی کفایت الرحمن صاحب محدث و پڑھنے کی رائے معلوم کریں۔ آپ بریلوی عقائد کے بارے میں لکھتے ہیں...

اگر ہر مجلس میں آپ کی روح مبارک کو حاضر مانا جائے تو اس میں شائبہ شرک بھی ہے کہ ان حاضریں مجالس مقدودہ میں حاضر و ناظر ہونا آپ کے لیے ثابت کیا جاتا ہے۔ حالانکہ ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا خود اس ذات احدیت میں ہے۔ ایک اور جگہ لکھتے ہیں:-

حنفی نے تو اس کو تصریح کر دی ہے کہ جو شخص یہ عقیدہ رکھے کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم عالم غیب تھے وہ کافر ہے کیونکہ اس کا عقیدہ حضرت رضی اللہ عنہما قل لا یسلم من فی السموات والارض اللعین لا اللہ کے مخالف ہے۔ اس کا انکار ہے اور حضرت قرآن کا انکار کفر ہے۔

ایک اور جگہ یہ بھی لکھتے ہیں:-

جو شخص اس عقیدت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہر جگہ حاضر و ناظر سمجھے اور عقیدہ سے اس عقیدہ کی بنا پر استقامت رکھے وہ ایک طریح شرک میں مبتلا ہے لیکن پھر میں عقیدہ کی حاجت

ان دوسو بزرگوں نے عقیدہ حاضر و ناظر کی تشریح میں حاضر و ناظر ہونے کی تشریح کرتی شروع کر دی تھی۔ اسی لیے آپ نے تکفیر میں امتیاز کا مشورہ دیا۔ ورد کا پکے پکے ہر بزرگ حاضر بالوجود ہونے کا عقیدہ ایک متفق علیہ کفریہ عقیدہ ہے۔

حضرت مفتی محمد حبیب رشت و فرماتے ہیں :-

حضرت علیؑ، ائمہ عہدِ مسلم کے متعلق عالم الغیب ہونے کے عقائد کو کذب و بڑا ہے اور یہ بات مفتی مذہب کے خلاف ہی ہیں، تشریح مروجہ ہے۔

مولانا محمد رضا خاں دشمن اسلام بنے رہے

حضرت مفتی کفایت احمد صاحب مرحوم کا تخر۔ مولانا محمد رضا خاں کے بارے میں کیا عقائد اسے ان کے مندرجہ ذیل تقریر میں ملاحظہ کریں حضرت مفتی صاحب کہتے ہیں :-

مولانا شرف علی صاحب ایک باخدا حاضر و خفی مذہب کے بزرگ ہیں ان کو کافر بنانے والا دشمن اسلام ہے کہ ایسے بزرگ عالم کو کافر کیا ہے جس کے فیض سے تمام ہندوستان کے مسلمان سیراب ہو رہے ہیں۔

اب آپ ہی خود کریں حضرت مفتی صاحب کے ہاں مولانا محمد رضا خاں صاحب رسول کے جندِ مہارحم ہیں، فراطفا کا شمار ہے، یہ اسلام دشمنی انہیں اس مقام پہلے آتی تھی، حضرت مفتی صاحب نے بات کھیل کر سب کے سامنے رکھ دی ہے۔

حضرت مفتی کفایت احمد صاحب کے بعد شیخ الاسلام حضرت سیدنا محمد بن احمد مدنی قدس سرہ العزیز کی رائے بھی ملاحظہ کریں۔ آپ کے نزدیک مولانا محمد رضا خاں گمراہ کے آدمی تھے، کیا آپ رسول اکرمؐ کو بھی ان کے پاس جھٹکی ہو گی؟ کبھی نہیں۔ انہوں نے ملنا، دو بوند کی حقیر عشق رسالت میں مخلوب اس بزرگ کی ہوئی۔ ان کی اس ہندی کاروائی میں محمد فریب کے سراپے

ہم نے آپ کو بھیجے ہیں۔

مولانا احمد رضا خاں کا مکر و خریب

عجب و خریب جان مکر و خریب کے پھیرنے اور ہمارے زمین شریفین کو زراعت
ازراعت کے تیار نہ کر سے دھوکہ دینا جو لوگ نادانستہ و دہونہا تھے وہ جھٹکا
ان کے دامن تیز و پیر ہو گئے۔

ایک بدگوئی گالیاں اور غزوات

شیخ اسرار حضرت سید حسین احمد مدنی فرماتا ہے کہ غزوات کے بارے میں لکھتے ہیں۔
کے بدگوئی گالیاں اور غزوات کو جو جسے نصیحت کا دوسرے نکلی جانے پر مجبور
ہو گیا، چونکہ تاجروں کی بھی تھی، مکان شریف عثمانی تھوڑے سے بدوز نہیں
کرنا، اور پھر مضافات میں باب میں ان کا وہی کر سکتا ہے جو زمین نصیب و
قبیلہ، دشمن ہوں اور نمبر دہو کر یہ بھی نامہ ہمالا، محمد رضا حب میں لکھا
میلنے گا۔

بریلوی روافض کے نقش پا پر

یہ تقریباً مکر و خریب کا ہے اور کس قدر پامالیانہ، جس میں کوئی
چپ دا اللہ عجیبی دیکھ، اشتیاق، دریں طریقہ ان لوگوں کا ایسا ہے جیسا کہ
روافض نے، جیسا کہ ادا کا بدستورین کر دے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور
عائشہ ماجدہ میں شہر کیا ہے۔

۱۔ انشاء اللہ ۲۔ انشاء اللہ ۳۔ انشاء اللہ ۴۔ انشاء اللہ

یعنی جس طرح شیخہ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما پر حضرت علی رضی اللہ عنہ علیہ السلام کی
رہنمائی کا الزام لگاتے ہیں اور وہ الزام ہر اس خطبے حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ پر لگا کر حضرت
ابوبکرؓ کی ذریعہ ظاہرہ کے دشمن بنیں۔ اس طرح مولانا دیوبند پر بھی گستاخی رسول کا الزام ہر باغی و
عالماءِ حریمین احمد رضا خاں کی باتوں میں کیسے آئے؟

حضرت مدنیؒ کی رائے یہ ہے کہ مولانا احمد رضا خاں نے علماء دیوبند کی مخالفت میں انسانیت
اور شرافت کی سب حدیں چھاندی تھیں جب جیسا ہی مذہب تو جو چاہے کہتے جاؤ۔ لہذا تم قسطنطین
فاصلہ ماضی۔ حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ کہتے ہیں:-

جب بے حیاء و خوف مولانا احمد رضا خاں نے یہ عقیدہ حضرت مولانا محمد قاسم
نانوتویؒ کا غلط ہر کیا اور کمال شقاوت اور افترا پر دلی اور قہمت سے الزام لگائی؛
کا اعلیٰ انہز دکھایا تو اہل حریمین نے کفر کا غدی دیا۔

اس کا حاصل اس کے سر کیا ہے کہ مولانا احمد رضا خاں کی یہ سب اشتی تھکیر کوئی حجت ہو
کے جذبے نہ تھی بلکہ یہی کمال بے حیائی کے سبب تھی اور اس وقت انہیں آفت کی کوئی فکر نہ تھی
مذہب جہاں کسی باز پرس کا ڈر تھا بلکہ آفت کی شقاوت اور بد بختی ان سے یہ سب افغانی بزم کرا
رہی تھی کہ جس طرح بھی بن پڑے ہر اس مسئلہ و الجھاد کو وہ مولانا میں تقسیم کر کے دیکھ دو

حضرت تھانویؒ کے خلفاء کا رد عمل

عزت بھٹاویؒ کے خلفاء میں حضرت مولانا مرتضیٰ حسن چاند پوریؒ، مخم قلیات، ذوالحرم
دیوبند کا نام، اور حضرت مولانا خیر محمد بوندہ صوفیؒ، مگر مجلس شوریٰ دارالعلوم دیوبند کا نام کس نے
نہیں سنا مولانا مرتضیٰ حسنؒ نے مولانا احمد رضا خاں کے خلاف جیسٹش رسائل نہایت پختہ

قلم سے تصنیف فرمائے اور انہیں بار بار مناظرہ کے لیے لٹکارا۔ مگر مخالف صاحب نے ان کا سامنا کرنے کی ہمت نہ کی۔ آپ مولانا چاند چوہدریؒ کے رسائل کا نام بھی پڑھ لیں تو معلوم ہو جائے گا کہ مولانا احمد رضا مخالف علماء دیوبند کی نظریں کیا تھے۔ مگر وہم العلماء حضرت مولانا خیر محمد پلانی دھڑیؒ نے ذرا معلوم طلب الاخوان لاہور کے مولانا، ابراہیم کات مستیاد احمد کہ تعویذ کے مناظرہ میں عبرتناک شکست دی، اس سے پتہ چلتا ہے کہ تھانویؒ اور ان کے مخالف کی نظریں بریلویت کس حد تک ناقص تھیں۔ حضرت تھانویؒ کے مخالف میں سب سے زیادہ اعتدال حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ میں پایا جاتا تھا۔ آپ بریلویوں کے بدلے میں ان کی رائے بھی لے لیں۔

حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحب خلیفہ ارشد حضرت حکیم الاسلام

حضرت حکیم الاسلام اپنے علم، فہم، حکمت و عدالت، راسخ تہذیب و فکر اور مستقل پیرایہ بیان میں جو ہمیں مدنی سچری کی مستقل شخصیت تھے۔ دیوبند میں آپ کی زندگی کا زیادہ حصہ شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ کے مشترک عمل گزارا۔ آپ کو یا حضرت تھانویؒ اور حضرت مدنیؒ دونوں کے باہم ایک مرکزی نقطہ اجتماع ہے۔ بریلویت آپ کے تجربہ و مشاہدہ میں کیا رہی؟ اور اس کے بدلے میں کیا یہ سچا اختیار کیا جاسکتا ہے۔ کہ ممکن ہے مولانا احمد رضا مخالف عشق و رسالت کے غلبہ میں علماء دیوبند کی چند غلط فہمیوں پر برسرے ہوں؟ آئیے اسے حضرت حکیم الاسلام کے نقطہ نظر میں دیکھیں اور معلوم کریں کہ بریلویت آپ کی نظر میں کیا تھی؟

حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ مکہ شہید صاحب بی۔ ایس سی و انجینئرنگ (علی گڑھ) کے ایک فنون کے جواب میں لکھتے ہیں۔۔

یہاں ہمارے ملک میں ایک مخصوص طبقہ ہے جس کی سربراہی مولانا احمد رضا مخالف بریلوی کے حصہ میں آتی ہے۔ اس طبقہ کو خصوصی طور پر علماء دیوبند سے بغض و عناد

ہے۔ اس غبت میں چند گیتے چنے دھما ناہم ہوتے ہیں، جنہوں نے ملک کے تمام مسلمانوں پر بڑی بے حدی سے کفر کا فتویٰ لگایا اور کہنا چاہتے تھے انہوں نے کفر سلائی کی مشین بلکہ کاغذ تافر کو دیا، ان کا دین رات کا شغل اکابر اسلات اور عوامی دیندگی شان میں گالیاں برفہ۔ ان پر کفر کے فتوے لگائے۔ اور اٹھے بیٹھے انہیں برا بھلا کہنا ہے۔ حد یہ ہے کہ اس مخصوص طبقہ کے سربراہ مولانا بریلوی کی گالیوں سے غور و خیر و اتفاق بھی غور و خیر نہیں ہے۔ حالانکہ کوئی مذہب دس کی عبادت نہیں دیتا اور نہ کوئی سنجیدہ و متین شریف و صالح کس لب و لہجہ اور انداز کو پسند کرتا ہے۔ اس غبت کے کسی غلام کی تقریر میں بیٹھ جائیے وہ اس سے ہنر تک علماء و دیندگی شان میں بکوس کہے کے سنائی دیں گے۔

حضرت نیکم الامت نے جو کھل چکے مولانا احمد رضا خاں کی گالیوں سے غور و خیر و اتفاق بھی غور و خیر نہیں رہے۔ اس سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ کیا حکیم الاسلام اس پر کوہ کے مولانا کو سمجھانے چاہتے ہوں گے؟ اگر آپ نے اپنے شیخ و مرشد حضرت مولانا عتقویٰ سے ایک مرتبہ بھی سنا ہو یا نہ ممکن ہے مولانا احمد رضا خاں نے مشرق و ممالک کے غلبہ میں علماء و دیندگی کی کسی ظاہری تعبیر پر گرفت کی ہو تو کیا آپ اس شیخ و مرشد کے ختم عقیدت میں رہ سکتے تھے۔

ہاں حضرت نیکم الامت کے اس بیان سے یہ ضرور ثابت ہو چکا ہے کہ آپ بریلوی، علی رکو، علماء دیوبند کے جذبہ مخالفت میں خود ساختہ سمجھتے تھے اور ان کی لائینی باطل کو بکواس سے سگے کسی اور درجے میں نہ دیتے تھے، لیکن مولانا احمد رضا خاں کو جو آپ کے دشمن و نفرت کی شان میں بکلائی کا شرکب بتوایا ہے اس سے شاید ان کے چر ان کے لیے عجب اسامہ میں کوئی جگہ نہ رہی ہو اور کوئی ایذا عالم الشریعہ کی شان میں بکلائی کرنے والے کو مسلمان نہیں سمجھ سکتا۔ مولانا احمد رضا خاں نے شریعت کے بارے میں کیا زبان استعمال کی ہے اسے ان کی اس عبادت میں غلط گیری یہ ہر جہہ پر دے رہے ہیں۔

حضرت مولانا مفتی عبد الرحیم صاحب لاجپوری

① جہنمی کو بڑا بڑا گھر خنک ناپاک کمر کشش اور بن کے متعلق لوگوں کے دلوں میں نفرت پیدا کرنے کی ناجائز حکمت کوئی تھی چیز نہیں ہے ہمیشہ سے اہل باطل اور نفس پرستوں کا طریقہ یہ ہے ... ۱

② رضا خانیوں کا پر دہ بگینہ غلط اور گریبی میں ڈالنے والا ہے علمائے دیوبند پر رضا خانی جو بہتان تر لیتے ہیں اس سے وہ حضرات بالکل نفی اور پاک ہیں۔ وہ لوگ کچے کھان اور کچے اہل سنت و جماعت اور کچے حق ہیں۔ تو عید الفتنی اور رسالت محمدی کے مبلغِ نبوت کے مخالف اور انبیاء علیہم السلام کے خصمی و کدرت ہیں۔ قرآن و حدیث اور فتنی خدمت کے زندگیاں وقت کیسے جوڑتے ہیں۔ معلوم دیجئے کہ یونیورسٹی دارالعلوم دیوبند کے فیض یافتہ لاکھوں علماء و حفاظ و قراء و مفسرین محدثین و مؤلفین و خطباء و مبلغین و نیکے ہر گھ کے چھپے چھپے میں مسجد کی تبلیغ اور دین و نہ سب کی اشاعت کو رہے ہیں ... خدا کے لیے مقبول اور صالح بندوں اور دین کے کچے غلام اور تابعین رسولی انصاری نے خود میر و سلم کو کافر کھینا اور اسلام سے غارت و خوار کرنا جہالت بے دینی و ظلم و دشمنی اور گریبی کی دلیل ہے اور اپنی طاقت خراب کر رہا ہے ... (یہ لوگ) اسلام کے دشمن اور مسلمانوں کے بہ نواز اور بن کے دین کے ذمہ دار ہیں ۲

③ مسلمانوں میں فیض ڈالنے اور ناقصی پیدا کرنے اور اپنی مطلب برائتی کے لیے رضا خانیوں نے اپنی حق کے مقابلے میں رضا خانی جماعت کی بنیاد ڈالی ہے اس کے علاوہ اور کوئی مقصد دشمن میں نہیں رہتا ۳

اس سے پہلے کہ کار بلاء دیوبند کی نظر میں بربریت کیا ہے اور اس کا اہل حق کے مقابلہ میں طریق و ادب کیا رہا ہے۔

اہل حق تو اپنی جگہ رہے خود حق تعالیٰ کے بارے میں احمد رضا خاں کی زبان: "جنت ہو مولانا ہمیں شہید" کے کہا تھا کہ نہ تعالیٰ کی قدرت ہر چیز کو شامل ہے اس پر مولانا احمد رضا خاں وہ چیزیں شمار کرتے ہیں جو قدرت میں ہونی چاہئیں اور انہیں اہل حق تعالیٰ کے بارے میں یہ بات بولتے کچھ جہالت آتی۔

چاہتے تو اہل بے۔ ایسے کو جس کا سینا بھون سونا، اونگھنا، غافل رہنا، غلام بننا، حتیٰ کہ مر جانا سب کچھ ممکن ہے کھانا، پینا، چٹا کرنا، پاخانہ سنا، اپنا بھرنا، نٹ کی طرح کلا کھینا، عورتوں سے جماع کرنا، لواطت جیسی خبیث بے حیائی کا سر تکب، بھنا، حتیٰ کہ غفلت کی طرح خود مفلول بننا، کوئی خیانت کوئی نصیحت اس کی شان کے خلاف نہیں، وہ کھانے کا سہہ اور بھرے کا پیٹ اور مردی بد مذہبی کی علامتیں بالفعل رکھتا ہے۔۔۔۔۔ اور یہی نہیں اپنے آپ کو مل بھی سکتا ہے ڈوب بھی سکتا ہے، دہر کھا کر یا اپنا گلا گھونٹ کر یا بندھتی مار کر بھی خود کشی بھی کر سکتا ہے۔

پھر اس وقت بھی امت چمک رہی ہے۔ شیعوں کے ساتھ قوصابہ کو ائمہ پڑھاتے تھے، بریلویں خود ضد غمخیز تہمت کو بری اہانت کے دروازے پر دھکیں، ایک متنازع شخصیت بنا دیا۔ یقین کیجئے کار بلاء دیوبند کی نظر میں بربریت حب رسول کے کسی ضد افراط کے باعث نہیں اٹھی یہ اہانت کہ دو مڑدن گیر تہمید کرنے کے لیے انگریز حکومت کی پیہ کردہ ایک چال تھی۔

۳۵ داکے ناکامی متابع سکا رواں جاتا رہ

کا رواں کے دل سے احساس نیاں جتا رہ

علماء دیوبند حاجی امداد اللہ صاحب کی نظر میں

الحمد لله وسنة عم على عباده الذين اصطفى امجدہ -

جب آپ حضرت کوکب بریلویت کا برہمہادیہ بندی نظر میں کیا ہے، باز استغاب سے خود فرما چکے ہیں کہ یہ سب سے آگے صرف یہ سون باقی رہ جاتا ہے کہ خود ملہ دیوبند بن بزرگوں کی نظر میں جن کے سامنے خود بریلوی علماء کی جہین حقیقت بھی خم کی کیسے تھے، ہر دانا صاحب السمع و بصری نوافل نے برہمہادیہ کی بریلویت ترکیبی سے ڈھکی چھپی نہیں سنا، محض وہاں صاحب ہند پر اپنا بڑا بھائی کہتے ہیں حضرت حاجی صاحب کے ہی ساتھ روت ہر سے تھے جناب پیر بہر علی شاہ صاحب گزروٹی، گو بریلوی نہ تھے مگر یہ حقیقت ہے کہ ہزاروں بریلوی آج بھی گزروٹی میں ان کے استاذ پر مبنی دیتے ہیں۔ یہ پیر بہر علی شاہ حضرت خواجہ فیاض الدین صاحب سیالوی اور حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر کی دو دوزخ کے شرک فیتہ تھے اور دوزخ کے نفع کے مجمع بحرین۔

جب آپ حضرت حاجی صاحب، پیر بہر علی شاہ صاحب کے بھی شیخ ٹھہرے تو فرما ہے کہ ان کا نظریہ دہرہ علیہ دیوبند فرقہ بندی کی ہر لاش سے پاک۔ وہ ہر سید و شہ و جزو سب سے پاک ہوگا، حضرت حاجی صاحب حضرت کوکب محمد بن اسماعیل کوئی، حضرت مولانا کشیدہ محمد گنگوہی اور حضرت مولانا مشرف علی مٹھانی کے شیخ تھے اور ان میںوں بزرگوں نے فرقہ فسادت نہیں سے بنا تھا۔ یہ عینت مسلمان اور ہر زبان و ہر لہجہ کی زبان جہاں دیگر فرقہ جگہاں جہاں ہر سب سے کی دوزخ سے بھی شک نہیں پڑتی وہاں حضرت حاجی صاحب کا ذکر بھی ان کے دلوں کی دھڑکن سے دیکھتے ہیں کہ ان میں کوئی ایسا نہیں ہے کہ وہ برہمہادیہ بندی حضرت حاجی صاحب کی نظر میں نہ تھے،

مولانا محمد قاسم نانوتویؒ اور مولانا رشید احمد گنگوہیؒ حضرت حاجی صاحب کی نظر میں

حضرت حاجی امداد اشرف صاحبؒ مہاجر کی تحریر فرماتے ہیں :-
 جو آدمی کہ اس فقیر سے محبت اور عقیدت رکھتا ہے مولوی رشید احمد صاحب کلہ
 اور مولوی محمد قاسم صاحب کلہ کو جو تمام کمالات علوم جاہری و باطنی کو جامع
 ہیں بجائے میرے بلکہ مجھ سے بڑھ کر جانے اگرچہ معاملہ برعکس ہے وہ بجائے
 میرے اور میں بجائے ان کے ہوتا۔ ان کی صحبت غنیمت باغی چاہیے ان جیسے
 آدمی اس زمانہ میں نایاب ہیں۔

آپ نے ایک موقع پر یہ بھی فرمایا :-
 اترن قتالی مجھ سے دریافت کرے گا کہ امداد اشرف کیلئے کرم یا نور مولوی
 رشید احمد اور مولوی محمد قاسم کو پیش کردہ گا کہ یہ بے گناہ ہیں۔

مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کی حضرت مولانا آدمؒ سے تشبیہ

مولانا آدمؒ کی مغربی شخصیت سے کون واقف نہیں۔ آپ کی شہزی میں قرآن کے اصول
 گفت و شنید سے سمجھ گئے ہیں کہ کہنے والے بچار کئے۔
 مشہوری مولوی حسدوی بہت قرآن و حدیث پر پہلی
 مولانا آدمؒ کے مرید ہندی نے بھی آپ سے کہا اور آپ چھا تھا
 زندہ ہے مشرق تری گھڑا سے اچیں مٹی میں کس کا دار سے
 وہاں سے جوب لا تھا
 ہر بلا کہ امت پیس میں کو بود فرامکہ بہ جندلؒ مان بہ دند عود

حضرت حاجی صاحب نے حضرت مولانا محمد قاسم کو اپنی نسبت سے مولانا دم غفرنا۔ اس میں یہ بات بھی بھیجی تھی کہ ایک وقت اُسے گا کہ آپ کے علوم سے بھی پُر دانش بن جائے گا جس طرح کسی وقت مولانا دم سے مشرق کو درگاہ لایا۔ حضرت حاجی صاحب نے حضرت مولانا قاسم صاحب کو علم کی زبان میں ساقیِ ولایت فرمایا ہے۔

حق تعالیٰ اپنے مقبول بندوں کو جو اصطلاحی عالم نہیں چرتے ایک لسانِ حلا کرتے ہیں۔ چنانچہ حضرت شمس تبریزیؒ کو مولانا درویشی علی ہونے تھے جنہوں نے شمس تبریزیؒ کے علوم کو کھول کھول کر بیان فرمادیا۔ اسی طرح مجھ کو مولانا غوثیؒ صاحب لسانِ حلا ہونے ہیں۔

جناب میر شاہ خاں صاحب کہتے ہیں کہ حضرت حاجی صاحب نے یہ بھی فرمایا۔ مولانا حق تعالیٰ کے اہم علیم کے ساتھ آپ کو خضر صی نسبت ہے امدادی نسبت خضر صی کے یہ آثار میں جن کا یہ تجربہ وہ شاہدہ آپ کو کیا جا رہا ہے۔ حکیم الامت حضرت مختار فریادہ فرماتے ہیں۔

یہ وہ زمانہ تھا کہ مولانا کے علوم و عقائد میں ایک سطر بھی نہیں لکھی تھی اس وقت کون سا ایسا فاضلہرِ قرینہ موجود تھا جس سے اندازہ کیا جاسکے کہ اس کی تفسیر ہے امداد یا ہونے والا ہے۔

ایک مرتبہ حضرت حاجی صاحب کی مجلس میں حضرت مولانا اسماعیل شہیدؒ کا ذکر ہوا کہ مولانا کے مناقب بیان کیے جا رہے تھے حضرت حاجی صاحب نے حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا۔

مولانا اسماعیل فرماتے ہی سکوئی ہمارے اسماعیل کو بھی دیکھئے۔

یہ صفت حضرت حاجی صاحب کی ہی شہادت نہیں بلکہ وقت کے ستر خدا نکل قطب اور اس

مختصر اور کجا بے اضافات جلد ۳۴ سے مزین قاسمی جلد ۱۰۰۰ کے حفظ اور استعمال کے لئے اور احقر کے لئے

راہ کے مشہور راجہ حضرت مولانا شاہ فضل الرحمن گنج مراد آبادی نے بھی اس کی شہادت دی ہے کہ ..
مولانا محمد قاسم کو کسی بھی میں وراثت مل گئی تھی

یہ نہ سمجھا جائے کہ ان حضرت علماء نے حضرت حاجی صاحبؒ پر کوئی عمل کر رکھا تھا کہ اتنا
بڑا علمی درویشان ان کا اس درجے میں متقدم ہو رہا ہے۔ نہیں۔ ایسا ہرگز نہیں ہے۔ حضرت حاجی صاحبؒ
کی وفات کے بعد خردوان کی بھی یہ حالت تھی کہ یہ حضرت ان میں گھرنے لگے نظر آتے تھے۔ مدد و تقاضا
کے بعد قریباً اسی صورت میں وہ بات نہیں رہتی۔ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ تو حضرت حاجی
صاحبؒ کی زندگی میں سفرِ اہمیت پر جا چکے تھے۔ اب آپؒ کی وفات پر حضرت گنگوہیؒ کا ہاں ملاحظہ
فرمایا۔ مخیر ہاں امت حضرت تھا تو ہیؒ فرماتے ہیں :-

جس وقت حضرت گنگوہیؒ کو حضرت حاجی صاحبؒ کی وفات کی خبر ملی تھی مدد تک
حضرت مرزا گنگوہیؒ کو دست آستہ پہنچا۔ اس قدر درجہ مدد ہوا تھا کہ

حضرت گنگوہیؒ اپنے شیخ کی تقریر میں

حضرت مولانا رشید محمد گنگوہیؒ نے سلوک کی منزل ایک ہفتہ میں طے کی۔ یہ حضرت حاجی صاحبؒ
سے آپؒ کو مدد کے کفر دیا :-

اللہ تعالیٰ آپؒ کو کھردہ و پخت و ادین سے محفوظ رکھے کہ قربِ مرتب و درجہٴ عالیہ
عطی فرمادے اور آپؒ کی ذات بابرکات کو قریہ و ہدایت نصیب فرمائے۔ آمین ...
پھر حضرت آپؒ کی کیفیات باطنی اور حالاتِ مقصدہ میں سرگورہ کر دے کہ در مشکر اللہ
تعالیٰ کا بجا لایا۔ اللہ تعالیٰ آپؒ کے درجات اور قربِ کرمی بالائے ترقی بخشنے
اور ہم پر بہرہوں کی بہتات کا وسیلہ بنا دے۔ آمین
ایک اور خط میں لکھتے ہیں :-

نہ کلماتِ رحمانی نہ آئے قصص الا کا بر صحت کے مکاتیب رشیدہ ص ۱۷۱

آپ کو صبر و شکیں کی تعلیم کی حاجت نہیں جو آپ محمد سرنا پاشکو میں ہیں۔
یہ وہاں ہے کہ خداوند کی آپ کو کمال، جو خدا فرمائے۔ در آپ کو تاویسے بچوں
کے سر پہ نہرو رکھے۔ بعد آپ کے فیض سے، اہل ہندو کو مستغنی کرے۔ ایں
لغات قرآن و تہذیب روح الامین آئین ہدایت

حضرت حاجی صاحب نے اپنے نچلے درجے کے متوسلین کے لیے کچھ ایسے طریقے بطور علاج
تجزیہ کر رکھے تھے جن سے حضرت گنگوٹی کو یہ بریاد ہوئی، اختلاف تھا۔ حضرت گنگوٹی صیانت شریعت
کا خلاف ان کے فقہی جواز کے حق میں نہ تھے۔ اس پر بعض حامدین نے حضرت حاجی صاحب کے پاس
کچھ باتیں کہیں۔ اس پر حضرت حاجی صاحب نے فرمایا :-

غریبی جناب مولوی یحیٰی احمد صاحب کے وجود مبارک کو ہندوستان میں فضیلت
کبریٰ و نسبت غلطی سمجھ کر اس سے فیض برکات حاصل کر لیں کہ مولوی صاحب
مردود جامع کی امت علامہ ہری و باطنی کے ہیں اور ان کی تحت تعلقات نفسانیت
کی ذمہ سے ہیں۔ ہرگز اس میں شائبہ نفسانیت نہیں ہے۔
پھر آپ نے یہ بھی تحریر فرمایا کہ :-

جو صاحب اس فقر سے محبت و عقیدت و ادب رکھیں وہ مولوی رشید احمد
صاحب ملتان اور مولوی محمد قاسم صاحب محمد کو جو کلمات علامہ مولوی و دہلوی کے
جامع ہیں، میری جگہ جگہ ملحق ہیں، مجھ سے فوق سمجھیں، اگرچہ ظاہر میں معاملہ برعکس
ہے کہ میں ان کی جگہ پر ہوں۔ وہ میری جگہ پر ہیں، اور ان کی صحبت و فضیلت سمجھیں کہ
ان کے ایسے لوگ، اس زمانے میں، نایاب ہیں۔

اس میں کو بریلوی ملتا۔ یہاں پھر لفظ "اہ" اختیار کرتے ہیں کہ یہ حضرات علم میں بہت ادا پچھے
تھے حاجی صاحب کو منہ لفظ و بیانات کے باتیں ہاتھ کا کام تھا۔ دت یہ نہیں ہے حضرت حاجی صاحب

ویسے موصوفی پر جو بات کہتے تھے اذروئے الہام کہتے تھے۔ آپ اپنے متوسلین کے لیے یہ عنوان فرماتے ہیں کہ :-

از فقیر اعداد اللہ حیاتی۔ بحضرت محبان مکرما۔ ان دونوں بعض غلط فہم و تہاں سے
اس بغیر کے پاس گئے۔ اس میں یہ تحریر تھا کہ مروی بر مشیہ احمد صاحب کے ساتھ بعض
تلمذ شئے غلوں رکھتے ہیں کہ ہم مروی صاحب کو کیا سمجھیں؟ لہذا فقیر کی جانب
سے مشہور گراؤ اور طبع گراؤ کہ مروی بر مشیہ احمد صاحب عالم ربانی داخل تہائی
جس سلف صالحین کا نمونہ ہیں۔ جامع بین اشراف و اطراف ہیں۔ شب و روز خدا
اور اس کے رسول کی رضا مندی میں مشغول رہتے ہیں۔ حدیث پر چھانے کا شغل
رکھتے ہیں۔ لہذا مروی محمد اعلیٰ صاحب کے جو نمونہ ستار ہیں اس قسم کا فیض ہم دین
کا مروی صاحب سے جلدی ہر سہ ہے۔

ایک اور جگہ فرماتے ہیں :-

میں نے جو کچھ خیال اکتوب میں لکھا ہے وہ الہام سے لکھا ہے میرا وہ الہام
ہے بلا شبہ۔ اور کچھ کو تم سے اللہ کے لیے محبت ہے اور جیسے اللہ کو بقاء ہے ویسا
جی صاحب فی اللہ کو بھی بقاء ہے تم بے فکر ہو کچھ پر ان شکایتوں کا کچھ اثر نہیں ہے۔

حضرت مولانا بر مشیہ احمد صاحب لکھتے ہیں کہ ہر حضرت حاجی صاحب کی فدیہ سب سے
زیادہ حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ میں پائی جاتی ہے۔ آپ ایک دفعہ میں فرماتے ہیں :-

و اللہ رحمت الحق تعالیٰ کو اس زمانے میں ایسے حضرات پیدا فرمائے حضرت
و حاجی صاحب کی صحبت کے وقت سے زیادہ کچھ کہ مشغول شریعت کی شرح
لکھتے وقت حضرت کے علوم و معارف کی قدر معلوم ہوئی وہاں پہنچیں کھلیں
حضرت ہی کے علوم ہی کی بدولت یہ دقیق کتاب سمجھ میں آئی ورنہ ناممکن تھا۔

نہ اقرار و مشاہدہ شائبہ۔ "نہ انداخت ہمدرد"۔ "نہ تہ زنی نہ دھور"۔

ایک مرتبہ فرمایا :-

ایک صاحب نے مجھ سے پوچھا کہ حضرت حاجی صاحبؒ تو عالم بھی نہیں، پھر علماء ان کے پاس کیوں جاتے ہیں۔ میں نے ایک مثال سے ان کو اس کی حقیقت سمجھائی میں نے کہا کہ ایک شخص تو ایسا ہے جس کو تمام سٹھائیوں کے نام یاد ہیں مگر کبھی کبھانا نصیب نہیں ہوا۔ اور ایک شخص ہے جس کو ہم تو کسی ایک سٹھائی کا بھی یاد نہیں لیکن ہر قسم کی سٹھائی اس کو مل جاتی ہے اور وہ روزوں و عقیقت حسب پٹ بھر کر اور مزے لے لے کر کھاتا ہے مگر بائیک تو شخص صاحب اخلاقیات ہیں اور ایک کو صاحب انظاہ نہیں لیکن صاحب معانی ہیں۔ اب بتاؤ کہ وہ محتاج اس کا ہے یا یہ محتاج اس کا ہے۔ انہوں نے کہا واقعی یہی صاحب صاحب انظاہ محتاج ہے صاحب معانی کا۔ میں نے کہا کہ اس میں فرج ہم تو مگر ان کو سٹھائیوں کے صرف نام یاد ہیں اور حاجی صاحب سٹھائیوں کو کھاتے ہیں تو علماء جو حاجی صاحب کے پاس جاتے ہیں وہ سٹھائی کھانے کے لیے جاتے ہیں یہ سن کر کہنے لگے کہ یہ حقیقت مجھ کو راجح تک کسی نے نہیں سمجھائی اب مجھ کو باطل اطمینان ہو گیا۔

حضرت حاجی صاحب مولانا تھانویؒ کی نظر میں

حکیم الامت حضرت مولانا شرف علی صاحب تھانویؒ حضرت حاجی صاحب کو اللہ تعالیٰ کی رحمت سمجھتے تھے۔ آپ فرماتے ہیں :-

① حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ نے ایک رحمت پیدا کیا تھا۔ ان کو اگر حق تعالیٰ نے لایا تو ان کو کھانے کی ضرورت نہ ہوتی۔

① حضرت حاجی صاحب اپنے زمانہ میں حجۃ اللہ فی الارض تھے۔ جو علوم حدیثیں سے گہنی تھے اللہ تعالیٰ نے ان کی زبان سے ظاہر فرمادینے ان کی سب سے بڑی دولت طریق تربیت تھا۔ کوئی آدمی ایسا نہ دیکھا کہ جس نے حضرت سے اپنی حالت بیان کی اور اس کی پریشانی و غم کو دہر گئی ہو۔

② حضرت حاجی صاحب اپنے فن کے امام تھے مجتہد تھے مجدد تھے محقق تھے محقق کی ذات بابرکات سے عالم کو بڑا فیض ہوا۔ بے شمار کم کردہ راہوں کو راہ حل گئی حضرت کی بدولت فن سلسلہ کی درس گاہیں مکمل گئیں۔ آپ کی دھڑکی کچھ سے صدیوں کا ترنہ طریق زندہ ہو گیا اب صدیوں ضرورت نہیں ہے۔

③ حضرت اپنے فن کے امام تھے مجتہد تھے حضرت کی بدولت مدرس کے بعد یہ طریق زندہ ہوا۔ یہ خدا کا فضل ہے کہ جس سے چاہے اپنا کام بے سلسلہ بظاہر دیکھنے میں بخاند بھٹان کے ایک شیخ زندہ معمولی حیثیت کے معلوم ہوتا ہے۔ مگر باطن و اند کے نور سے معمور تھا۔

حضرت تھانویؒ اپنے مشید کامل کی نظر میں

ایک دفعہ حضرت حاجی صاحب نے فرمایا اگر میں اب تھانہ ہجرت جاتوں تو کہاں ٹھہروں؟ پھر خود ہی ارشاد فرمایا کہ انشرف علی کے یہاں ٹھہروں۔
اس میں اشارہ تھا کہ ہندوستان کے اب کے حالات میں میری رہائش کدھی ہوگی جو مولانا تھانویؒ کی ہوگی۔

حضرت خواجہ عزیز الحسن مجدد وقت لکھتے ہیں:-

حضرت بڑی پیرانی صاحب رحمہ اللہ اپنے خالہ کے حضرت دادا کے دواؤں قیام میں کراستل

ہر گئی بغیر خال صاحب نے حضرت حاجی صاحب سے حضرت دانا کے متعلق عرض کیا کہ ان کے لیے صاحب اوداد ہو سکے گی دعا کر دیجئے۔ حضرت حاجی صاحب نے باہر آکر حضرت دانا سے فرمایا کہ تمہاری خال صاحبہ عجم سے دعا کے لیے کہتی تھیں کہ تمہارے اوداد ہو، سودا کار میں لے کر دی ہے لیکن بجائی میرا قومی چاہتا ہے کہ جیسا میں چاہوں ویسے ہی تم بھی رہو جو حالت میری ہے وہی حالت تمہاری بھی رہے۔ حضرت دانا نے عرض کیا کہ جو حالت حضرت کو پسند ہے وہی حالت میں بھی چھوٹے پسند کرتا ہوں میں بڑے اوداد رہنا۔ حضرت حاجی صاحب یہ سن کر بہت مسرور ہوئے۔ اس سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت حاجی صاحب کو حضرت دانا سے گہرے جو شخصیت تھی کہ چہاات کے اعتبار سے حضرت دانا کی اپنے ساتھ مشابہت چاہتے تھے۔

ع۔ تاکر نہ کر یہ بعد انیس من دیگرم تو دیجی

حضرت تھانویؒ یہ بھی فرماتے ہیں۔

① میں حضرت حاجی صاحب سے نہ نصرت ہو کر ہندوستان واپس سننے لگا تو فرمایا کہ وہاں بھی انشاء اللہ فیض پہنچتا رہے گا کہ یہ کچھ جمل فیض پہنچنے والا تو اللہ تعالیٰ ہی ہے اور شیخ محضر واسطہ اور ان کے رحم و کرمی کا نصیب ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کے فیض زمان و مکان کی تہ نہیں رکھتے۔

② حضرت حاجی صاحب نے بشارت دی تھی کہ تم کو دو چیزوں سے اللہ تعالیٰ مناسبت عطا فرمائے گا تغیر اور تصرف۔ اب خیال ہوتا ہے کہ حدیث اور فقہ کے لیے بھی اگر دعا گرا لیتا تو اس میں بھی مستند بہ مناسبت پہنچ جاتی۔ اب یہ بزرگچہ ہے یہ سب حضرت ہی کی وہی ذہن کی برکت ہے۔

① حضرت حاجی صاحب جب کسی مسئلہ کی تقریر کو ختم فرما دیتے اور کوئی شخص دوبارہ دریافت کرتا تو فرماتے اس سے (یعنی حضرت تھانویؒ) سے دریافت کر لیں یہ سمجھ گئے ہیں۔

② حضرت حاجی صاحب جن کی علمی شان پر محض کہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ چار برسوں میں کچھ کو شریعہ صمد حاصل ہے تقدیر، روح و دست آور جو مشا جرات و معایب جو مسائل غصیب ہیں۔ یہی شان دے کر اس ناکارہ کی طرف، یہاں توجہ فرمادیا کہ اگر حضرت فرمایا کرتے تھے کہ اگر کسی کی سمجھ میں نہ آ یا ہو تو اشرف علی سے کہہ لیں۔

حضرت تھانویؒ سے حضرت حاجی صاحب کی نسبت اس حوالہ پر بھی کہ حضرت تھانویؒ کی بات کو آپ اپنی بات سمجھتے تھے۔ سب کی کسی تقریر یا تقریر کو دیکھنے اور سننے کا اتفاق ہو تا تو خوش ہو کر فرماتے۔

جزاکم اللہ، تم نے تو میں میرے سینہ کی شرح کر دی۔

مرد متشرعہ کی آپس میں مناسبت کا یہ حال تھا کہ حضرت حاجی صاحب میں متشرعہ فرماتے ہیں تم پورے پورے میرے طریق پر چلو گے

اب آپ کے غلطوں کو بعض عبارات میں لیں ان سے بخدا ہر گاہ حضرت حاجی صاحب

کو حضرت تھانویؒ سے کس درجہ تعلق تھا۔

① محبت اور خیال آپ کا یہاں کہ حاجت نہیں بل کہ دل سے راہ ہے۔

② آپ کے غلط کا بہت انکار تھا اور تفسیر قلبی بھی زیادہ ہے۔

③ آپ کی خیریت و کیفیت معلوم ہونے کی وجہ سے تعلق خاطر ہے۔ بلکہ تالی

اپنی خداداد محبت میں رکھے۔

۴) آپ کے محبت نامہ کا بہت دوری سے استفادہ تھا اور خود میں استفادہ میں پسپا نہ رہے

مگر نہایت ہی خوش جواب تھے

۵) ہمیشہ نیاں آپ کا رہتا ہے اور تعالیٰ آپ کو درجہ بہ درجہ ترقی عطا فرما دے اور فیض

آپ کا ہمیشہ جاری رہے گا

یہ حضرت تھانویؒ کے بارے میں پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑاویؒ کے مرشد کی رائے ہے۔ اب پیر مہر علی شاہ صاحب کے خلیفہ راجیہ شیخ الجارہؒ بہ سہو جاسید ہندو پیر مرادنا غلام محمد گھوڑیؒ کی رائے بھی پڑھیں۔

آج سے تقریباً ساٹھ سال پہلے مائتہ الحدیث جلالت مولانا محمد عبد القدر روضا علی نے پنجاب کے اہل علم حضرات سے حضرت مولائے دیر بندہ کے متعلق استفسار کیا تھا اور پھر ان کے جوابات تین مکتوب بریلویہ کے نام سے شائع کیے تھے یہ جوابات آپ تک حضرت مولانا روضا علی کے پاس خانہ بدوی محفوظ رکھے ہیں، حضرت مولانا غلام محمد گھوڑیؒ کا جواب یہ تھا:-

میرا اعتقاد ان بزرگوں کے متعلق یہ ہے کہ یہ سب حضرات علمائے دین تھے اور ان کا شمار اہل سنت و جماعت میں ہوتا ہے۔ مگر کہ بعض مسائل میں ان سے اختلاف بھی ہے مگر اعتقاد یہی ہے اور اس اعتقاد کے اختیار کرنے کا سبب ان کا تصانیف کا مطالعہ اور استفادہ اور ان کا قبول عام ہے بالخصوص مولانا اشرف علی تھانویؒ صاحب دامت برکاتہم کی خدماتِ حقیقت پر نظر کر کے بہتر ہوتا ہے کہ شاید وہ اس سلسلے کے مجدد ہیں

نقطہ ۱۴ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ

آج بھی آپ کو جامع بیرونی اور چند مشرانِ مجاہدوں کے سوا علماء دیوبند کے خلاف کبھی کوئی بات سنائی نہ دے گی۔ اہل تشدد اور ذاکرے شاملِ جسم کے بزرگوں کی آراء ہمیشہ علماء دیوبند کے ساتھ ہی ہیں

مکتوبات: امدادیہ مکتوب ۱۲ مکتوبات ۱۳

ہر مہینہ کا وہ مشہور سلاطینہ جو تاریخ کے ہر دور میں افراد و قہرمانوں کی دولتوں و مہربانی سے بچ کر رہا ہے۔ پنجاب میں حضرت پیر محمد علی شاہ صاحب کا موقف اس میں مولانا احمد رضا خاں کے دین و مذہب سے ہمیشہ مختلف رہا ہے۔

جواب پیر میر علی شاہ کے غلط فہم مولانا غلام محمد گھمٹوی صاحب کے مولوی محمد یار و جس جند و ستار میں رہے
ہے حضرت کی بشریت کا انکار یا شکیو لکھا ہے شکیو کس طرح برہانت کو سمجھتا ہے اسبہت ایک جو کر ہی قصہ کے فیہ پل گشتہ
مولا ناسیہ مبارک علی شاہ مجددی نے اسی وقت گزری دہلی کے جواب میں دہلہ سنیہ بشیر لکھا۔ اس
پر مولانا غلام محمد گھمٹوی نے برقعہ بن لکھی اسے ان کے اپنے مولوی مخرم میں ملاحظہ فرمائیں۔

[illegible]

پیر مہر علی شاہ صاحب کے پیر تو ایسے شخص کو شیعہ کہیں جو حضور کی بشریت کا منکر ہو اور مولانا احمد رضا خاں کے پیر مولانا احمد سعید کاظمی اس محمد یار گڑھی والے کے دیوان محمدی کا مقدمہ لکھیں تو کوئی کدہ مستلک ہے اگر کوڑا شریف کے لوگ کسی پیر ہیں احمد رضا خاں کے متفقہ ہو سکتے ہیں پنجاب کے کسی محمد میں مولانا احمد رضا خاں کو جناب پیر مہر علی شاہ صاحب کے برابر نہیں سمجھ جاتا۔

حضرت حاجی صاحبؒ نے حضرت مولانا احمد علی سہبائیؒ (۱۲۹۷ھ) اور حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ (۱۲۹۷ھ) کی وفات پر جو تعزیتی خط لکھا وہ اصل مکتوب میں غلام محترم حضرت مولانا سید ادریس شاہ صاحب نقیہؒ رقم سے مل گیا ہے۔ ہم یہاں اس کا کبھی فرقہ بدینہ قارئین کیلئے دیتے ہیں۔ تمارے سطر حضرت شاہ صاحب کے قلم سے ملاحظہ فرمائیں۔

سوادِ تحریر شیخ العرب العجم حضرت حاجی امداد اللہ صاحبؒ

مذہبنا مولانا سید شیخ العرب العجم حضرت حاجی امداد اللہ صاحبؒ کی قدس سرہ (مستند) کے خاندانِ حنفیہ کا سوا ذکر نہیں ہے۔ حضرت والا نے یہ مکتوب لکھی اُس ستارہ اُحد میں حضرت مولانا احمد علی ٹنڈت سہبائیؒ کی وفات طویل کے بعد حضرت تالیث (۱۷۰۰) پر لکھی (۱۲۹۷ھ) پرانے کے صاحبزادے حضرت مولانا خلیل الرحمن صاحبؒ کے نام کو فرمایا ہے اس میں قاسم العلوم حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کی وفات مبارک (۱۲۹۷ھ) کی طرف اشارہ ہے۔ یہ بھی غم و اندوہ کا اظہار فرمایا ہے۔ یہ ۱۲۰ سال پہلے کی غیر طبعی تحریر ہے یہ مکتوب مبارک حضرت مولانا احمد علی صاحب سہبائیؒ کی قدس سرہ کی مولد تھا کے پاس محفوظ رہا۔ اس خاٹن کے ایک فرد ہمارے کافی دوست جناب محمد سلیم الرحمن صاحب (ابن محمد عقیل الرحمن بن محمد علی الرحمن بن حضرت مولانا احمد علی صاحبؒ) نے چند سال پیش رقم سطر سے اسی والا تذکرہ کیا۔ عید میں انھیں نے بکمال ہوشیاری خود یہ یاد مکتوب اچیز کر عنایت فرمایا۔ **حَسْبُكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَيْرَاتِ** یہ تبرک امانت جناب سلیم الرحمن صاحب (مقیم لاہور) کے شکریہ کے ساتھ علامہ اہلسہیں کی خدمت میں پیش کی جا رہی ہے۔ یہ مکتوب مبارک پہلی تریب اشاعت پر ہے۔

۱۵۔ ذوالحجہ ۱۴۱۷ھ

ناچیز فقیر المسیح مولانا سید

فدا کا شکر ہے کہ پنجاب میں جتنا اثر و نفوذ حضرت فراجہ غلام الدین ترمذی شریف و انور کا
یا حضرت فراجہ ضیاء الدین صاحب سیال شریف و انور کا یا خراجہ پیر میر علی شاہ صاحب گزہ شریف
و انور کا ہے مولانا احمد رضا خاں کا نہیں اور ان تینوں حضرات کے ہاں علم و تربیت کی اسس و ہم
پذیرائی ہے کہ بریلویں کے ہیں اس کا وہی تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ پنجاب میں صوفیہ تہذیب و اخلاق
میں مولانا احمد رضا خاں اور ان کے متوسلین کی آواز سننی چاہتی رہی۔ اس ایک عمدہ و مطلق کے ہوا
ہاں اہم موجد پاکستان میں اہل اہستہ و ابھارتہ ہمیشہ سب مل کر چلے ہیں۔ صرف الاختلاف ناہرہ کی
بھی تیغ کھینچنا اب کفہ ہے۔ حد یہاں جہاں خوارم و اگر ہم حضرت پیر میر علی شاہ صاحب علیہ السلام حضرت حاجی
مدظلہ صاحب کا پایا جاتا ہے وہ مولانا احمد رضا خاں کا نہیں۔

علاحدہ اہل اسلام کی خدمت میں عرض ہے کہ علم و تربیت کے بارے میں کسی غلط فہمی میں
مبتہد نہ ہوں۔ ان کے بارے میں جب کوئی رائے قائم کریں تو پیر میر علی شاہ صاحب اور حضرت حاجی
صاحب کے بیانات کی روشنی میں کریں۔ سب غلط تفہیمات و تصورات جو جائز لگیں۔ انشاء اللہ سب اہل ہم
نے علم و تربیت کے بارے میں حضرت حاجی صاحب کے ارشادات و جہت قیادت میں
سکھیں گے۔

جن نیک جنوں کے نصیب میں مسلمانوں کے جہتوں کے احکامات کی بھی پہچان رہی ہو وہ حق تعالیٰ سے
افرت کی بھی سعادت پائیں گے اور یہاں تک کہ ان کے دل و جان میں مسلمانوں میں
محبت و اخوت کی فضا پھیلے گی اور مولانا احمد رضا خاں کی درویشان میں مگر کی جاتی ہوئی و دیوار کھینچ
و طرز ام سے نیچے آگے کی مہ

آسمان ہو گا سحر کے ذریعے ۲ غینہ پرورش
اور عظمت رات کی سیلاب پا ہو جائے گی

عقائد خمسہ

عقائدِ خمسہ

الحمد لله وسلام علی عباده الذین استقاموا علی ما رآوا من

حکمت میں جو عقائد ہیں سنت و اکھبات کے نام سے معروف تھے ان میں ہیں سنت
کا بن چلت سے جہی، عقائد کے نام سے منقول دیکر امید، سرحد و جمہور، مدافعی و دواعی، قدیم و جبروت
اور واحد و باطنی پر سب فرماتے ہیں کہ یہ عقائد کے جوہر ہوتے ہیں جنہوں نے اسلام سے خدا کی
راہ سے نہیں، ایمان کی راہ سے مدد دی، اختیار کی۔

انہی عقائد کے کوئی اور جوہر نہیں ہو سکتا۔ وہ خدا کی راہ سے جبر و کاد کتاب کر لے یا اسعاد
کی ذمہ سے۔ جبرم جرم ہے اور انہی میں اس کی منزلت ہے۔

ان الذین یلحدون فی آیاتنا لا یحفظون حلیت اقدس یلحق فی النار عذیبت

من یألفی امنا بدھر العقابہ۔ (پتہ، امر مجدد و تیس، ہم)

ترجمہ: بے شک ہر گناہی آیات میں کی گونا گوتے ہیں وہ جبر پر مبنی نہیں رہتے
کیا جبر ان میں خود ناجائز ہے بہتر ہے یا وہ جبر قیامت کے دن، من سے آئے تم
جو چاہو کہ تم سے ہے انہی عقائد کے تمام کاموں سے پوری طرح باخبر ہے۔

جب انہی عقائد کے کسی فرد یا جہت کا ایمان مبنی نہیں، مدعو، اپنے بندوں کے گفر کے

و کتاب پر مبنی نہیں تو وہ اپنے نیک بندوں کے دلوں میں ڈال دیتا ہے کہ وہ اسلامی عقائد
کی سرحد پر پہنچا رہے ہیں، اور حق و باطن کی کوئی غلط فہمی نہ ہونے دیں، اعتقاد ہی عقائد کا پہلا مرکز
مذاہب عقائد میں سے شیطان نے سبک بنگالے تو انہی عقائد نے نہیں، انہی عقائد کے نام
حضرت انہم عقائد و مبنیہ زہادہ کے دلوں میں بات ڈالنے کے لئے، مفسر مسائل کے استمرازی، ہے

پہلے فقہ اکبر (عقائد کے متفقہ) کی فکر کریں۔ وہ آپ نے عقائد اہل سنت پر ایک نہایت مختصر اور جامع پہنٹ لکھا جس کی بڑے بڑے علماء و شریعین نے غلط گئے۔ لیکن حق یہ ہے کہ حضرت امام کی یہ وہ مہر کی صدی کی مختصر تالیف آج بھی عقائد کے ہر فرقے کے علماء کے ہمسامہ کی باگبند رہے۔ پھر اس عہ پر امام جعفر الطحاوی (د ۲۴۰ھ) لکھے اور آپ نے عقیدہ و علم و یہ لکھ کر عقائد اہل سنت کے گرد ایک اور حصار کھڑا کیا اس کی بھی مہائے کبار نے شرحیں لکھیں۔ آخر قیامت نے اس آخری دور میں محمدی حکومت کو یہ توفیق بخشی ہے کہ اس نے عقیدہ و علم و یہ کو پورے عالم اسلام میں اس محنت اور محبت سے پھیلایا ہے کہ خلاف میں بھی اس کو نفی نہیں ملتا۔

اس زمانے کے برجی و ابتداء صرف برکت فی الاماں کے غم تھے برکت فی عقائد سے اہل السنۃ و اجماع سے نہ گئے تھے۔ لیکن تعصب بے جا حضور یا ست دین میں ملاں اور امتداد دہانے دن میں سے بہت کراب برکت فی عقائد کے محاذ پر لڑکھا کیا ہے مولانا محمد خاں خاں کے پیشرو مولانا عبدالمصعب دہلوی (د ۱۰۰۰ھ) نے اہل السنۃ و اجماع سے فاصلہ اختیار کرنے کے لیے، اندازہ سالو کے نام سے جو کتاب لکھی وہ صرف برکت فی اعمال کی راہ پر ہمارے کہنے کے لیے تھی، بنو زبیریوں نے برکت فی عقائد کا محاذ بنایا تھا۔ مولانا جیسو خاں نے بھی اہل السنۃ و اجماع کے دوسرے دیرینے فاصلہ اختیار کرنے کے لیے ان پرچہ عبارت کے لیے جابجا ازادات لکھنے تاکہ اہل السنۃ و اجماع سے عقائد کے فاصلے وہ بھی قائم نہ کر سکے۔ علماء دیرینہ کے کوئی ایسے تصورات وہ سامنے نہ آئے کہ جنہیں علماء دیرینہ بھی تسلیم کر سکیں اور وہ واقعی اختلافات ہوں بعض ازادات نہ ہوں۔

تاج محمد علی جے کو مولانا احمد رضا خاں نے علماء حق و اہل السنۃ و اجماع سے مکمل علیحدگی کے لیے اچھے طریقے پر ایک نئے دین و مذہب کے طور پر پیش کیا اور ان کے معتقدوں کو "شاگرد" کے نام سے یاد کیا۔ اس کے بعد اپنے عقائد کے لیے محاذ بنایا کہ بریلوی جماعت مشتعل ہو کر اہل السنۃ و اجماع سے کشت گئی اور بیچ در کشتہ اور کشتہ کشتہ کے جو مٹی مرکز میں مگر کھو اور مدینہ منورہ میں خلاف

پکار ما فوق الاسباب

پکار فوق الاسباب

الحمد لله وسلاماً على عباده الذين اصطفى : ما بعد :

جہاں کا کاروبار اسباب سے وابستہ ہے

اللہ تعالیٰ نے اس جہاں کا سارا سلسلہ اسباب سے وابستہ فرمایا ہے۔ جہنم کی آگ میں جو اور سے کوئی بجھت نہیں آئے تو وہ ہاں کی طرف دوڑتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہاں کو اس کی ضروریات پورا کرنے کے لیے سبب بنایا ہے اور ہاں کی برادر سخت اور اسباب شکار کی جلتے کی پھر جو شکایت ہاں سے بھی دور نہ ہوں تو وہ اپنے باپ کی طرف رجوع کر سکے گا اور جہاں باپ بھی اس کے در دکھائیں نہ جو سکے وہ حاکم کی طرف رجوع کر سکے گا اور جہاں حاکم بھی اس کے کام نہ لگیں اور جنہ اسباب اس کی ضروریات پوری نہ کریں تو پھر اس کی مدد رح اندر سے جاگ پڑتی ہے اور ایک ذات ہے جسے وہ فوق الاسباب پکارتے ہیں اور اس ایک کے براہ کوئی نہیں جسے فوق الاسباب پکارتے ہیں۔ پکار فوق الاسباب یہ فرق اللہ کے لیے ہے۔ وہی ہے جو در و نزدیک سے ہر ایک کی منت ہے اور ہر چاہے کرنے کی حاجت رکھتا ہے اس وقت اس کی یہ پکار اس کے حقیقہ توحید کا قرعہ اور نتیجہ ہے جو شخص اللہ رب العزت کو وعدہ یا شریک بنیں کرے گا وہ اس ایک ذات کے بر کسی کو فوق الاسباب نہ پکارے گا اگر کوئی کسی اور کو فوق الاسباب پکارے گا تو یہ اس لیے اللہ رب العزت کے ساتھ کسی دوسرے کو شریک کیا۔

کسی دوسرے کو فوق الاسباب پکارنا شرک ہے

یہ پکار فوق الاسباب ہی وہ نکتہ اختلاف ہے جس پر مشرکین تو حید کے قائلین سے جدا ہوتے ہیں۔ دوحہ کے عنوان سے کوئی کبھی موحدین سے جدا نہیں ہوا۔ امام فخر الدین رازوی فرماتے ہیں کہ اب تک کوئی مشرک در برابرہ کے خداؤں کا قائل نہیں گزرا۔ جو بھی شرک کی تاریک وادی میں گرا بڑے خدا کے ایک ہرے کے اقرار کے ساتھ اور یہ اس طرح کہ محسوس نے تصور کر لیا کہ یہ اس کے پیورے معبود ہڑے خدا کی عطائی قوتوں سے اس کی مشکل کشائی اور حاجت روائی کرتے ہیں وہ اپنے نفع و نقصان کی امیدیں ان سے لگائے رکھتا ہے اور سمجھتا ہے کہ وہ کوئی شرک نہیں کر رہا بلکہ وہ سمجھتا ہے کہ ان بزرگوں کو مصیبت زدگان کی مدد کے لیے پہنچنے کی طاقت دیا نے دے رکھی ہے اور ان کی پاک مدد میں اس طرح فوق الاسباب مصیبت زدہ کی مدد کے لیے پہنچتی ہیں کہ انسان حیران رہ جاتا ہے۔

اسلام میں جس طرح عبادت کے لائق ہذا صوفی اضراب، اعزت کی شان ہے فوق الاسباب کسی کی مدد کو پہنچا یہ بھی بس اسی کا کام ہے۔ قرآن پاک کی تعلیم ہے کہ ہم عبادت بھی اسی ایک کی کریں اور فوق الاسباب مدد بھی اسی ایک سے مانگیں۔

اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ .

ہم تجھی ایک کی عبادت کریں اور تجھ سے ہی (فوق الاسباب) مدد مانگیں۔

بریلوی لوگ عبادت میں ترقی کر کے ہیں کہ ایک خدا کے سوا کوئی اس کے لائق نہیں لیکن قبر دار سے مدد مانگتے اور اپنے نفع و نقصان کی امیدیں باندھنے

میں وہ باقی مسلمانوں کے ساتھ نہیں ہیں اور یہ شرک کی وہ گہری دلدل ہے جس میں یہ رہتے ہیں۔ چلے جا رہے ہیں اور اب بھی انہیں اس دلدل سے نکالنے کی کوشش کر کے اسے کہتے ہیں کہ یہ بزرگوار کون ہیں مائتا ان قبروں و لوں کلبے ادب ہے اور گستاخ ہے۔

عزیزانِ مومن! بات میں طرح نہیں یہ جن بزرگوں کے مزارات ہیں یہ سب اپنی عقیدوں پر بستے جنہیں آج قوم دیوبندی عقائد کہتے ہو یہ حضرات شرک سے کوسوں دور تھے آپ کو یقین نہ آئے تو ان حضرات کی کھلی کتابیں پڑھیں یہ میں وقت بھی نہ تمام نکاحوں سے سب سے زیادہ جان کی قبروں پر یہ برجوی کر رہے ہیں اور ان کے نام کی دعویٰ دے رہے ہیں۔

آپ تین حضرات شہیدِ احمدیہ کے دوبارہ چائیں تو آپ کو دوسرے ہی زمانہ میں سُنانی دینی گئی، ثناء بہادری، میرزا ذہک، حضورِ حضرت بیٹے شاہ گئے مزار پر حاضری دیں تو وہاں بھی حاجت مند اپنی حاجتیں بے مزد کے سامنے کھڑے نظر نہیں گئے۔ لاہور آئیں تو حضرت علی، بھیروی کے مزد پر آپ کو یہی نقشہ سے گا، پاکپتن جائیں تو مزار سے باہر بیٹھے تنگ بپ کو دکھائی دیتے ہی حضرت بادِ فرید الدین سے فریادیں کرتے سُنانی دیں گے۔ ہر خانے ہر شہر اور ہر بستی میں یہ بزرگوار کی قبریں ہیں جہاں بچا، فوق اور سبب کی عداوتیں لگی ہیں اور پھر وہ ان قسمیں کھانڈواؤں کی بھی کوئی کمی نہیں جو اپنے ہر بول پر یہ قسمیں کھاتے ہیں کہ ہماری دین و دنیا کی حاجتیں تو اپنی قبروں نے پوری کی ہیں۔

پکار فوق ان اسباب صرف خدا کے لیے ہے

قرآن کریم میں پکار فوق اسباب بندے کی اپنے مسبود سے وابستگی بتاتی گئی

ہے۔ جب اس لئے کسی کو قرآن الہی بابت پکارا تو گویا اس نے اسے اللہ و معبود بنانے لیا۔ قرآن کریم کہتا ہے :-

① قُلْ اٰمَنُوْا بِرَبِّیْ وَلَا تَمْلِكُوْا لَہٗ اَشْیَآءَ۔ (آل عمران ۸۰)

ترجمہ۔ آپ کہہ دیں میں تو اپنے رب کو ہی پکارتا ہوں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا۔

② وَمَنْ یَّدْعُ مَعَ اللّٰہِ اٰلٰہًا اٰخَرَ ذَہٰیۡکَ لَہٗ بِہٖ فَاٰمَنَ حَسْبَہٗ

عند ربہ۔ (آل عمران ۱۱۴)

ترجمہ۔ اور جو کوئی خدا کے ساتھ کسی اور الہ کو پکارے اس کے پاس اس کی کوئی دلیل نہیں ہو اس کا حساب اس کے پروردگار کے ہاں ہوگا۔

③ وَالَّذِیۡنَ لَا یَدْعُوۡنَ مَعَ اللّٰہِ اٰلٰہًا اٰخَرَ۔ رَبُّہُمُ الْفَرَقَآءَ (۲۸)

ترجمہ۔ اور جو اللہ کے سوا کسی اور معبود کو نہیں پکارتے۔

④ فَلَا تَدْعُ مَعَ اِلٰہِہٖۤ اٰخَرَ فَمَنْ یَّکُوۡنُ مِنَ الْمُعٰذِیۡنَ۔

(آل عمران ۲۱۳)

ترجمہ۔ اور آپ اللہ کے سوا کسی اور کو معبود نہ پکارتے۔ در نہ آپ بھی پکارتے۔

⑤ قُلْ اَتَدْعُوۡنَ مِنْ دُوۡنِ اللّٰہِ مَا لَا یَنْفَعُکُمْۤ اَشْیَآءَ وَلَا یَضُرُّکُمْۤ اَشْیَآءَ۔ (انعام ۱۰)

ترجمہ۔ آپ کہہ دیں کیا ہم مسلمانانِ شر کے سوا کسی ایسے کو پکارتے جو ہمیں نہ کوئی نفع دے سکے نہ نقصان ؟

اس سے صاف پتہ چلا کہ پکارا جانے کے حق وہی ہے جو ہمارے نفع و نقصان کا مالک ہو۔

⑤ وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَا يَخْلُقُونَ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُونَ رَبِّهِمْ

ترجمہ: اور جن کو یہ مشرکین اللہ کے سوا پکارتے ہیں وہ کوئی چیز پیدا نہیں کر سکتے وہ تو خود پیدا شدہ ہیں۔

مسلم سمجھو کہ پکارنے کے لئے صرف وہی ایک قدرت ہے جس میں دوسروں کے پیدا کرنے کی طاقت ہو۔ پھر اسی صورت میں آگے فرمایا۔

⑥ وَنَعْبُدُ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَكُمْ رِزْقًا فِي السَّمَوَاتِ وَ

وَالْأَرْضِ شَيْئًا۔ (پہلا آئینہ ۸۱)

ترجمہ: اور وہ ایک اللہ کے بعد ان کی بھی عبادت کرتے ہیں جو ان کے لیے آسمانوں اور زمینوں میں کسی رزق کے مالک نہیں۔

یہاں پکارنے کا لفظ نہیں ملتا کہ وہ کون سے کون سے ہیں۔ اس صورت کی ریت

۱۔ میں کس کو بدعونوں میں دوزخ لکھتے بیان کیا جا رہا ہے۔ ان سے یہ بات علم

کرتے آئی ہے کہ پکار فوجی اسباب ایک عورت ہے اور بندہ عیب سے

فوجی اسباب پکارتے ہیں اور زیادہ اسے کہتا ہے کہ وہ اس کی عبادت کر رہا ہے۔

⑦ إِنَّمَا كُنْتُمْ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ۔ (پہلا آئینہ ۸۲)

ترجمہ: اور فرشتے کہیں گے کہاں گئے وہ تم جن کو اللہ کے سوا پکارتے تھے۔

⑧ قُلْ دَعُوا اللَّهَ فِي دَعْوَاهِ مِنْ دُونِهِ فَلَا يَمْلِكُونَ كَيْدًا مُخْتَرِعًا

عِنْدَكُمْ وَلَا تَخْذِلُوهُ۔ (پہلا آئینہ ۸۳)

ترجمہ: آپ کہیں اللہ کے سوا کہ جن کو معبود بنائے شیخے جو ان کو پکارو دیکھو وہ تم سے بڑا کونسی حکیم کو دور نہ کر سکیں گے اور نہ اسے کچھ

ہل گئے۔

معلوم ہوا پکارنے کے لائق وہی ہے جس کے ہمتی معاملات بدلنے کی قوت ہو۔ ورنہ انسان کے فطری نقصان کا مالک ہو جس کو یہ مشرکین پکارتے ہیں۔ وہ تو انسان کی موت و حیات یا خود نقصان کے مالک نہیں ہیں۔

(۱) من یحب المصطر اذا دھاہ و بکشف لثواء . ۱۰ اللہ

مع اللہ۔ بٹ اٹھل (۱)

ترجمہ: کون ہے جو کسی بے قرار کو سنے جب وہ سے پکارے اور وہ اس کے دکھ کو دور کرے کہا خدا کے ہوا کوئی اور

بھی نہ ہے۔

قرآن کریم کی یہ درس آیتیں پکار کر کہہ رہی ہیں کہ پھر فرق اسباب کے لائق صرف ایک ٹھہرے وہی ہے جو پکارنے والے کے دکھ کو دور کر سکتا ہے۔ ورنہ فرق مجموعہ ہے جسے فرق اسباب پکارا جائے۔ ورنہ کسی کو کسی درغزوہ کی پکار سن سکے۔

نہایت تعجب کی بات ہے کہ بریلوی خد کے ایک ہونے کے دعوے میں تو ہمارے ساتھ ہیں لیکن جب پکار فرق اسباب کی بات آجائے تو ان کی نفرت پھیلانک ان قبروں کی طرف پھر جاتی ہیں جو ان کے عقیدہ میں اپنے اپنے علاقے میں ایک بڑے خد کی نگرانی میں بریلویوں کی حاجت روائی کر رہی ہیں۔

اس اختلاف پر میں حیرت سے نگر کر رہے ہوں۔ معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے بریلوی دوستوں نے بھی تک اسلام کے عقیدہ کو حید کو نہیں سمجھا، ورنہ وہ خد تعالیٰ کی وحدانیت اور اسی ایک کے فرق اسباب پکارا ہونے کے یقین ہونے میں کوئی تفرق محسوس نہ کرتے۔ ورنہ وہ کہتے کہ فرق اسباب پکارا جانے کے لائق نہیں ہے۔

وہی ایک ہے جو ہم سب کا خدا ہے اور وہی ایک ہے جو عبادت کے رفق ہے اور وہی ایک ہے جسے ہم فرق الاسباب بکار سکتے ہیں اور وہ ہمیں کسوں کی سنتا ہے اور ہمارے دکھ درد کو سکتا ہے۔

جب کوئی سبب اور ذریعہ دکھائی نہ دے

سبب اسباب ڈھنکے کی کان ترین صورت ہے جو حضرت یونس علیہ السلام کو پیش رفتی رات کو تاریکی و تاریخی کو آنکھوں سے دھیل کرنے کے لیے کافی تھی پھر زمین سے اور انسان کو کوئی سبب سچائی دے سکتا ہے لیکن دنیا کو تاریکی میرے غور جانے ہوئے اور وطن بھی گھٹے صحر پر نہیں آپ تجھیں کے پیٹ میں تھے سبب اور ذرائع کے نوٹ جانے کا اس سے زیادہ واضح منظر کیا ہو گا؟ کوئی ذریعہ و سبب نہ ہوے کے اس حال میں اور ان تہ درجہ اندھیرا میں حضرت یونس علیہ السلام پر دیکھ لے کس کو بکار آتے ہیں یہ پکار فرق اسباب کی اس کے زیادہ رتہ و تہ تصور ہو گیا ہوگی قرآن کریم میں ہے۔

وَاُولَئِكَ اَصْحَابُ الْاُفْئَامِ لَا يَخْلِقُونَ اِلَّا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ اِذَا قَامُوا

فَلَمْ يَخْلُقُوْا اِلَّا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ اِذَا قَامُوا

فَلَمْ يَخْلُقُوْا اِلَّا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ اِذَا قَامُوا

فَلَمْ يَخْلُقُوْا اِلَّا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ اِذَا قَامُوا

فَلَمْ يَخْلُقُوْا اِلَّا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ اِذَا قَامُوا

فَلَمْ يَخْلُقُوْا اِلَّا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ اِذَا قَامُوا

فَلَمْ يَخْلُقُوْا اِلَّا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ اِذَا قَامُوا

نوع علیہ السلام نے فرق الاسباب کس کو بکار آتا تھا؟ حضرت یونس علیہ السلام کے فرق الاسباب کس کو بکار میں سمیت سے پہلے بیان ہو چکا اب اس جملے واسطے کی پکار فرق اسباب بھی ناظر فرمائیں آیات مذکورہ کا ترجمہ پڑھیے۔

نہ جہر اور یاد کیجئے اس پھلی دے کو۔ جب وہ غصہ میں نکلا اس نے سمجھا کہ ہم
 اس بستی کے بلبر، اس پر کوئی دار و گیر نہ کریں گے۔ پھر اندھیروں میں اس
 نے سزاوردی کو اسے اللہ تیرے سو کوئی معبود نہیں تو پاک ہے ہرگز نہ ہوئی
 ہے میں قصور وار تھا۔ پھر من کی ہم نے اس کی پارہ اندھے، اس غم
 سے نکالا اور اسی طرح (فوق السباب) ہم جو زمین کو بچانے ہیں اور زکریا
 کو بھی یاد کیجئے جب اس نے پکارا اپنے رب کو اور بخشا ہم نے اس کو کوئی
 اور اچھا کر دیا اس کے لیے اس کی زبردہ کر یہ وہ لوگ ہیں جو نیک کاموں
 میں پہل کرتے تھے اور پکارتے تھے جب کو نصیب اور خوف میں گھبرے ہو
 جاتے آگے وہ رہتی، عاجزی ظاہر کرتے رہے۔

پکار فوق السباب کی مثال دریا کے پیٹ اور پھر پھلی کے پیٹ سے اور زور دینے
 سے بڑھ کر اور کیا ہوگی۔ حضرت زکریا کی بیوی اگر باخجہ نہ ہوتی تو بیٹے کی پیدائش اسباب
 عادیہ میں سے تھی اور رب جی کو آپ پر بڑھنا یا غائب ہے ہر مان گذر پڑ چکیں سرغیوئی
 کے شے اور ہے بیوی باخجہ ہو چکی ان حالات میں آپ کی اللہ رب العزت کے حضور جئے
 کی پکار واقعی پکار فوق السباب ہے۔ یہ صرف ایک در زمین کی بات نہیں اس صورت کا
 نام ہی صمد الایمان ہے۔ سو اس میں کوئی مستبر نہیں رہتا کہ تمام جہاد گرام فوق السباب
 صرف اسی ایک کو پکار رہے ہیں اور حضرت دوش تے اس فوق السباب پکار میں اللہ رب العزت
 کو معبود کہہ کر ذکر کیا ہے۔ اس سے یہ بات کہیے غم پر سمجھ میں آتی ہے کہ پکار فوق السباب
 واقعی ایک عبادت ہے اور جو شخص اپنی کسی مصیبت میں اسباب عادیہ سے بالکسی دل نہ
 نئی کر پکارتا ہے وہ اسے خدا کے ساتھ شریک نہ دے کہ اس کا جو حال صرف ایک
 رب سے ہونا چاہیے تھا اس نے وہ ان زمین اور زمین سے قہر کر رکھا ہے حضرت
 زکریا نے بھی جب فوق السباب: چنے رب کو پکارا تو اسے رب کہہ کر پکارا اگر شراں عبادت

۱۔ شانِ ربوبیت صرف ایک ذات ہے، مدد یہ اس کا حق ہے کہ اسے فوق الاسباب پکارا جائے۔

مشرکین پر شرک کا حکم کیسے لگا

مشرکین پر شرک کا حکم صرف اس پر ایسا نہیں لگا کہ وہ بتوں و دھتوں پتھروں یا گنگ اور پانی کی عبادت کرتے تھے۔ قرآن کریم نے ان کی فوق الاسباب پکار کو بھی ایک پر ایسا عبادت قرار دیا ہے اور مشرکین کے اس عمل کو شرک کہا ہے۔

دیکھئے پۃ الانعام ج ۱، پکا اگج ج ۱۱، پۃ السبأ ج ۲، پۃ الزمر ج ۴، جن الاتعاف ج ۱ قرآن کریم میں، یہیں مقامات میں مشرکین کا شرک یہ بتایا گیا ہے کہ وہ سچی شکلات اور مصائب میں اور اپنے نفع و نقصان میں اپنے بندگان کو حاجت و اور مشکل آشا سمجھتے تھے اور وہ انصرت نے ان کی اس فوق الاسباب پکار کو شرک قرار دیا ہے۔

ذکرکم اللہ ربکم لہ الملتک والذین تدعون من دونہ ما یحکون من تصمیر

ان تدعوہم الایہ معواذہم لکم ولو معہوا ما استجابوا لکم و یومر القلیۃ

یکفرون بشرککم ولا یبتلک مثل غیبیہ (پۃ الزمر ج ۲)

ترجمہ یہ اللہ ہے رب تمہارا، یہی کی بادشاہی ہے، اور جن کو تم اس کے سوا اپنے نفع و نقصان (فوق الاسباب) پکارتے ہو وہ گھٹی کے ایک چھلکے کے پیدا کرنے کے بھی مالک نہیں بنائے گئے، اگر تم ان کو پکارو وہ تمہاری پکار مدٹن سن سکیں گے، مدٹن بھی لیں تو تمہاری بات کو نہ پہنچ سکیں گے، اور قیامت کے دن وہ تمہارے اس شرک سے، تعلق ظاہر کریں گے، اور تجھے کوئی یہ نہ بتا سکے مگر اللہ غیب تمہیں بتا دے گا۔

اس اہمیت میں ان مشرکین کے اپنی تکالیف اور مصیبتوں میں اس فوق الاسباب پکارے کو صریح اور پر شرک کہا ہے۔

پکار فوق الاسباب عقیدہ توحید کا جزو ہے

مناسب و ہرگز کہیم اس پکار فوق الاسباب کے مسئلے کو واضح کرنے کے لیے۔ علوم کے عقیدہ توحید کو کچھ بیان کر دیں جس کا حاصل یہ ہے کہ جس طرح انسان عبادت کے لائق صرف ایک خدا کو جانتا ہے وہ فوق الاسباب مدد کے لیے بھی صرف اسی ایک کو پکارے اور وہی ایک ہے جو ہر ایک کی ضرورت فوق الاسباب دور اور قریب سے بڑبڑاتا ہے اور اس کی مدد کرتا ہے۔

بریلویوں کی تاویل کہ بڑا خدا تو واقعی ایک ہے لیکن اس کی عطائی قوتوں سے ہر ملاتے میں کچھ قریب ہیں جو ان قوتوں کے نفع و نقصان موت و حیات اور تندرستی اور بیماری کی دھمک ہیں اور وہ بڑے خدا کی عقل سے بریلویوں کی مدد کو پہنچتے ہیں یہ ہرگز صحیح نہیں۔

عالمی حیثیت میں بریلویوں کا یہی تعارف ہے۔ انسانی کو پیڈ یا اسٹ اسلام میں ہے۔

اور چونکہ آپ عاجز و ناظر۔ عام الغیب اور نور میں ہمیں لیے بریلی حضرات کے نزدیک آپ سے مدد مانگنا۔ آپ کو پکارنا اور یاد دلانے کا نعرہ لگانا جائز ہے آپ کو مدد کے لیے جو پکارتا ہے اس کی آپ سنتے ہیں اور مدد کو پہنچتے ہیں۔

اب ہم اسلام کے عقیدہ توحید کو کتاب و سنت کی روشنی میں بیان کرتے ہیں۔ اس روشنی میں شاید ہی بریلوی آپ کو نہیں نظر آئیں۔ تاہم اس سے ہمارے

قائِمین آسانی سمجھ پائیں گے کہ برہمچاریوں کے عیندہ توحید میں ذرہ شکیں کہ کے عیندہ
 توحید میں شاید ہی کوئی فرق ہو۔ البتہ امتیازی شان جو قرآن میں ذکر کی گئی ہے،
 آپ کہ ان میں تلمیے کی گئیں ان کو آپ اسرار عالم میں بھی کسی نہ کسی بدرگ سے
 اپنا بڑا پلہ کراتے پائیں گے۔ قرآن کریم میں ان کے غلام کو اس طرح ذکر کیا
 گیا ہے کہ:

فَاذْكُرُوا الْفَلَاحَ دَهْرًا اللَّهُ مَخْلَصِينَ لَهُ الدِّينَ.

وَلَا الْعَبْكَوَتِ ۛ ۛ

ترجمہ: جو جب وہ کشتی میں سوار ہوتے ہیں تو ایک اللہ کو ہی پوئے
 اغوا سے بچا رہتے ہیں۔

نگران کی کشتی جب کہیں گھر جائے تو یہ اس وقت بھی اہل ہزار کو بچا رہتے
 ہیں خدا کو نہیں سے

بگرد آب بل افتاد کشتی مدد کن یا معین الدین چشتی

ترجمہ: میری کشتی بلاؤں کے مجھ میں گھر چلی ہے نہ خواہ معین الدین میری مدد فرمائیں

وَمَا آتَا شَرَحَ فِي الْبَيَانِ دَهْرًا الْمُسْتَقَانِ وَعَلَيْهِ الْمَكْلَانِ

اسلام کا عقیدہ توحید

الحمد لله وسلاماً على عباده الذين اصطفى آمين

الباب الاول - اہلسنت کا عقیدہ توحید

اسلام کا سب سے اہم اور ممتاز عقیدہ توحید باری تعالیٰ ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اعلان ہے اور یہی نبوت کی وہ صول ہے جس کے سامنے دنیا کی تمام قوموں نے ٹھٹھنے ٹیک دیئے۔ اسلام کے اس عقیدے نے ہندوستان کی قدیم اقوام کو وہ اجرام فنیکی پوجنے والے چلن یا آگ اور پانی کے پوجنے والے — یعنی ہوں یا بدھ — ہندو ہوں یا اور کوئی مشرک قوم، تارکخ کے ایک مختصر دور میں اپنی اپنی انا فانی اصل سے دور اور اسلام کے عقیدہ توحید سے برقرار کر دیا تھا اور پھر بعد ہر بھی وہ مسلمان اپنی اس فطری صدا کو لے کر گئے مقبولیت عام کرنے کے تمام چڑے اور دیکھتے دیکھتے اسلام ہندوستان کا ایک عظیم مذہب بن گیا اس کا طرہ امتیاز یہی عقیدہ توحید تھا جس نے ہندوؤں کو مجبور کیا کہ وہ مسلمان دھرم میں زیریم کیں۔ ہندوستان میں آریہ سماج نے جنم لیا یہ وہ دور ہے کہ ابھی اسلام اور دوسرے جاہلی مذاہب کے اختلاف سے مسلمانوں میں اتنے فتنے نہ بنے تھے جو صحیح پیر اسلام بننے کے لیے ضروری ہے کہ مسلمان اپنے عقیدہ توحید کو اس کے اھول و خروغ اور احکام و رموز سے سمجھائیں اور علم و عمل کا کوئی ایسا پیرا پر ایہ اختیار نہ کریں جس سے اسلام کا یہ چشمہ گملا ہو سکے کے خطرہ میں نہ۔

اس وقت ان مباحث میں بہارائے غیر مسلم قوموں کی طرف نہیں ہے۔

ہمارے پیش نظر زیادہ وہ لوگ ہیں جو اپنے سب کو مسلمان کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے مدعی ہیں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کا آخری پیغمبر مانتے ہیں اور تائیدِ کلام کا اپنا امتیازی نام اہل سنت و الجماعہ دل و جان سے قبول کرتے ہیں اور نہ صرف قبول کرتے ہیں بلکہ اس پر ناز کرتے ہیں۔ لیکن دین کے کی بوقلمانی اور مغربی سیاست کے سامنے انہیں کہاں سے کہاں لے گئے ہیں یہ بات سب پر آگے کھینچی

② اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات کا بیان

اللہ تعالیٰ ایک ذات ہے اور اس کی کئی صفات ہیں وہ ذات واجب ہے اور اس کے سوا جو ہے وہ ممکن الوجود ہے کہ نہ اس کا ہونا ضروری ہے اور نہ نہ ہونا ضروری ہے لیکن ذات واجب کے بارے میں ایسے تصور کو کوئی راہ نہیں۔ واجب الوجود صرف اسی کی ذات ہے اور باقی ہر چیز کے وجود میں صرف اسی کا ہونا ہے۔ ہم سب اپنے وجود اور بقا میں اس کے محتاج ہیں اور وہ سب سے بے نیاز ہے اسے کسی کا احتیاج نہیں۔ بادشاہ اپنی حکومت چلانے میں وزیروں اور اپنے عملے کا محتاج ہوتا ہے۔ مگر خود بخود اپنی حکومت چلانے میں لیکن اللہ تعالیٰ اپنا نظام چلانے میں کسی کا محتاج نہیں یہ اس کی کمینیں ہیں کہ اس نے فرشتوں اور انسانوں کو اپنے اپنے کلام پر لگا رکھا ہے۔ کائنات کا نظام چلنے میں اس کی صفات کا غور ہے اور اس کے اسماء حسنی کی مطابقت سے یہ کائنات کے کارخانے چل رہے ہیں۔ قرآن کریم کی نور سے مٹی صرف اسی کی ذات ہے۔ ہم سب فقراء ہیں اور اس کے محتاج اور سراپا احتیاج۔

صلى حسب الاسماء تجري امورهم وحكمة وصف الذات للحكم اجوف

یہ صفات اس کی ذات کا غیر نہیں۔ اور یہ کائنات ان کا ظہور ہے۔ یہ بتا رہا ہے
 کہ وہ ایک ہے جس کے بے شریک و متعلیٰ میں کائنات کی تدبیر ہے۔ یہ بڑا لڑکھن
 بن العباد الخ لا یزال من کی شان ہے۔ اس کی ذات ایک ہے اور ایک بطور ایک ہے
 بطور ایک یونٹ کے نہیں۔ مبنائی خدا کو ایک یونٹ کے طور پر ایک مانتے ہیں جس میں
 باتیں افہوم میں کس لیے ان کا عقیدہ توحید کہنا ہے
 یحییٰ اسلام کی رو سے اللہ رب العزت ایک ذات ہے اور ہم سب انسان اس کی
 میں یقین کرتے ہیں۔ رہیں اس کی صفات تو وہ متحدہ ہیں۔
 لیکن وہ سب ایک پیرائے میں ہیں اس کا غیر نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ذات میں اس
 کی صفات ہیں اور اس کے اعتبار میں کوئی اس کا شریک نہیں ہے۔

③ اللہ تعالیٰ کو ایک ماننے کی ضرورت ہے

اللہ تعالیٰ نے یہ دنیا کو اسباب سے بھرا ہے۔ انسان کی عام ضرورتیں
 یہ اسباب پوری ہوتی ہیں اور انسان ان اسباب کو صحیح طور پر ترتیب دینے اور
 ان کے ذریعہ اپنی ضرورت کو پورا کرنے میں ان بات کا مدد کر رہے ہیں لیکن بار بار نہیں
 ایسے حالات کا بھی سامنا کرنا پڑتا ہے کہ اسباب سبب رہ جاتے ہیں اور وہ صراحتاً
 محتاج ایک ہے کہ قاصد ہو کر رو جاتے ہیں۔ ایسے حالات میں انسان ایک ایسی سہتی
 کی طرف دیکھتا ہے جسے وہ فوقی اسباب آواز دے سکے وہ ماننے نہ بھی نظر
 لئے تو وہ اسے پکارے کوئی سننے والا نہ ہو تو بھی وہ اسے آواز دے۔ یہ ان ہے جو
 میں بے سہارا ہو رہے ہیں اور بتلا رہے ہیں کہ کوئی سننے والا ہے۔ وہ اسے
 کھینچنے والا ہے۔ یہ فرق اسباب و سبب اس ایک ذات سے ہی منتقل ہو سکتا
 نہ جس کا کوئی شریک نہ ہو۔ انسان تمام دنیوی اسباب کو اس کے ماتحت سمجھے

اور وہ خود کسی سبب اور واسطے کے ماتحت نہ ہو۔

جو انسان کسی ایسی شے پر اعتقاد نہ رکھتا جو جسے وہ اسباب سے بالا ہو کر سمجھتا ہے پکار کے تو وہ زندگی کے مایوس محض ہیں سر یا صحت ہو گا اسے جس زندگی میں اللہ نہ سمجھا جائے گا۔ یہ بھرت امید کی ایک کرن ہے جو اس کا رخ اللہ رب العزت کی طرف پھرتی ہے اور وہ اس میں جی کر جیتا ہے اور اسے چھوڑ کر مرنے لگتا ہے۔ اس وقت پتہ چلتا ہے کہ انسانوں کو واقعی ایک بستی کی طرف راہ چاہیے جسے وہ اسباب سے بالا رہ کر بھی آواز دے سکیں اور وہ ان سب کی سنتا ہو۔ انسان کی یہ فریاد دنیا صرف ایک ایسے پوری ہوئی ہے اور یہ والہانہ نیاز مند کی صرف ایک ذات سے ہی متعلق ہو سکتی ہے یہ فرق اسباب نیاز مند کی اور مولے اعتقاد خود ایک عبادت ہے اور اسے اَبَاکُ عَصَبِ دَايَاکُ صَنَعِیْنِ میں عبادت کے ساتھ ہی رکھا گیا ہے۔ جو شخص ضرورت کے وقت کسی مخلوق کو مافوقی اسباب پکارتا ہے اور اسے اپنا فریاد میں اور حاجت ادا جانتا ہے وہ یقیناً اسے اللہ رب العزت کے ساتھ شریک کر رہا ہے۔ کیونکہ یہ مقام صرف ایک اللہ کے لئے ہے کہ بندہ اسے مافوقی اسباب اپنی مدد کے لیے پکارتا ہے۔

یہاں بروہی عوام عقیدہ 'ہلقت سے یکسر ہٹ جاتے ہیں جب ان کے علماء انہیں یہ رہ دکھاتے ہیں کہ وہ فوقی اسباب ان لوگوں کو بھی آواز دے سکتے ہیں جو خود آج قبروں میں آرام فرما رہے ہیں اور وہ دوسرے ان کی فریاد فوقی اسباب سنتے ہیں۔

یہی وہ تاریک نام ہے جو ان ہمارے اپنے عوام کو سمجھاتی ہے۔ یہ علماء کوئی باریک بینی تاویل کر کے خود اس کی تاریکی سے نکل جاتے ہیں لیکن عوام تو ان باریک تاویلات کے متحمل نہیں ہوتے۔ اور یہ لوگ انہیں اپنے اسی درجے میں

پھر پڑتے ہیں جس میں آج سینکڑوں خزانہ محمد بن ابی بکر قبروں میں جا رہے ہیں اور ان کے علماء کو ان پر کوئی رحم نہیں ہوتا۔ یہ ان کے جنازے بھی پڑھاتے ہیں اور یہ نہیں سمجھتے کہ ہم نے ان کے کندھوں پر کفر و شرک کا تہ بوجھ لاد کر نہیں بسس دینا سے رخصت کر رہے ہیں۔ یہی کی بھی ہرگز کرتی نہ ہوتی ہے۔

④ اللہ تعالیٰ کی صفات ذاتیہ اور صفات فعلیہ

قدرت کی کچھ صفات ایسی ہیں کہ ان کی مدد اس میں نہیں پائی جاسکتی وہ اس کی صفات ذاتیہ جیسے اس کی صفت علم، حیات، قدرت، ارادہ، کلام، اور سمع و بصر ہے اب ان کی مدد جیسے جبل، دریا، حیوان، حجر وغیرہ ان کو کچھ مدد سے میں اقرار نہیں کیا جا سکتا اور کچھ ایسی ہیں کہ ان کی مدد بھی اس میں موجود ہے۔ حیوان اس کی صفت ہے توانا مت بھی اس کی صفت۔ وہ زندہ کرتا ہے تو موات بھی ہے۔ مٹا دیتا ہے تو مزین بھی کچھ ہے۔ یہ اس کی صفت فعلیہ ہیں۔

جب ہم یہ سمجھتے ہیں کہ کوئی مخلوق بڑا چوڑا چھوٹا کوئی کسی صفت میں اس کا شریک نہیں تو لازم ہے کہ ہم ہمارے لئے والا اور خدا دیکھنا والا اور نہ ہونے دینے والا اور موت دینے والا، ولاد دینے والا اور نہ لینے والا۔ کسی ایک کو بھیجیں جسے ہم خدا کہتے ہیں اور اس کی عبادت کرتے ہیں۔ وہ اگر ہم یہ سمجھیں کہ اس نے معالیٰ امور پر اپنی پرہیزگاری اپنے پیارے بندوں کو بھی دے رکھی ہیں تو پھر کھسے غور ہمارے عقیدے کا اعلان کر دینا چاہیے کہ نبیاء و ادیان اللہ تعالیٰ کی صفات فعلیہ میں اس کے شریک ہیں اور اس نے خود ہی ان کو یہ طاقتیں بخش رکھی ہیں۔ وہ معالیٰ طور پر اس کے ان صفات میں اس کے شریک ہیں۔

استغفر اللہ من جمیع معال الشریک والذاتہ۔

⑤ کائنات کو بنانا اور مخلوقات کو دلوں میں قدرت خدا کی قدرت میں

کائنات کو پیدا کرنا جو اس کی صفت خلق کا ظہور ہے، اور پھر اس میں اپنا تصرف کرنا اس میں امر و حکم و اذن و نافذ کرنا یہ دونوں کام ایک اللہ رب العزت کے ہاتھوں میں ہیں۔ جن امور کو اس نے اسباب سے وابستہ فرمایا ہے ان میں بیشک اسباب معلوم ہیں جسے جس مگر ان میں بھی اللہ تائید فرماتا ہے تو یہ معلوم ہوتا ہے۔ ورنہ اسباب و محرک کے دھرے رہ جاتے ہیں اور کچھ نہیں ہوتا۔ یہ تائید اللہ نے صرف اپنے ہاتھ میں رکھی ہے بندے عمل کرتے ہیں (عدوہ ان کے عملوں کو تخلیق بخشنا ہے۔ قرآن کریم میں ہے۔

خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُونَ۔ (رَبِّ الصَّافَاتِ ۶۰)

ما تَعْمَلُونَ کا حلف کم کی ضمیر مشغول پر ہے۔ ہمارے کام اچھے ہیں یا بُرے اگر ان کا کسب کر لے والے ہم ہیں مگر ان سب کا خالق اللہ ہے اور وہی ایک ہے جو ہر چیز کا پیدا کر لے والا ہے۔ اللہ خالق کل شئی و۔ (رَبِّ الزُّمَرِ ۶۲)

بریلویں کا یہ حقیقہ کہ کائنات کو پیدا تو خدا نے کیا ہے لیکن نبی اسے بربری جاری ہی میں اعد پر علاقے میں بڑے درویشی زیر زمین یہ سارا کاروبار کر رہے ہیں اور انہی کے تصرف سے دنیا پل رہی ہے قرآن در حدیث کی روشنی میں بالکل غلط ہے اور ہر جگہ مشکوک ہے۔

خلق اور امور دونوں اس کے ہاتھ میں ہیں

قرآن کریم میں ہے۔

اِنَّ لَهُ الْخَلْقَ وَالْاَمْرَ اِنَّ رَبَّ الْعَالَمِينَ۔ (رَبِّ الْاَعْرَافِ ۵۸)

ترجمہ: من لو اسی کا کام پیدا کرنا ہے، اور اسی کا کام مکر کرنا ہے بڑی برکت
وہاں ہے اللہ جو سب جہانوں کی ربوبیت فرماتا ہے۔

ہاں سے پہلے زمین و آسمان کی پیدائش کا ذکر ہے پھر عرشِ الہی کا ذکر ہے پھر
ملکات اور دن کے آگے پیچھے آنے کا بیان ہے اور سورج چاند اور ستاروں کی شہزادہ
بیان ہے پھر اعلان ہوتا ہے کہ خلق اور امر و نہی کے ہاتھ میں ہیں۔ یہ یہ کیسے
تسبیح کیا جا سکتا ہے کہ کائنات کی پیدائش تو صرف اس کے ہاتھوں میں تھی اور اب اس کو
صرف قبروں والے چلا رہے ہیں اور خدا (سبحانہ) ایک طرف بٹھ چکے ہیں۔
اور اس کے ہاتھ اب بند ہیں جس کے لینے دینے سے فارغ ہو چکے ہیں (استغفر اللہ)
غلت باید یجد بلیداء مہسوطان۔

نامناسب نہ ہو گا کہ ہم یہاں، اہل السنۃ والجماعۃ کا عقیدہ بھی لکھ دیں کہ اللہ
تعالیٰ نے اس جہان کو چلانے کا کام ہرگز کسی کے تفویض نہیں کیا۔ وہی اسے بنانے والا
ہے اور وہی اسے چلانے والا ہے۔ پہلے ہم یہاں حضرت الشیخ عبدالقادر جیلانیؒ
کا بیان لکھتے ہیں کہ میں اور پھر شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کا۔ اس سے یہ
بات بالکل واضح ہو جائے گی کہ اہل السنۃ والجماعۃ کے عقیدہ میں اور برہمچاریوں کے عقیدہ
میں کتنا بڑا فرق ہے۔

حضرت الشیخ عبدالقادر جیلانیؒ (د ۵۹۱ھ) شیعوں کے فرقہ منورہ کے بارے میں

لکھتے ہیں۔

.. واما المنفوخۃ نھم القائلون ان اللہ تعالیٰ فوض تدبیر الخلق

الی الامۃ و ان اللہ تعالیٰ قد اقد ر النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی

علی خلق العالم و تدبیر الخلق و ان کان ما خلق اللہ من ذلک

شیئاً و ذلک قالوا فی حق علیؑ

سنة غیث، العلما بین محمد امجد

ترجمہ: شیعوں کے فرقہ منصفہ کے نگران اس بات کے غافل ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تدبیر کائنات اہل کلمہ کے سپرد کر رکھی ہے اور اللہ تعالیٰ نے تعین جہاں اور تدبیر کائنات پر اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت دے رکھی ہے مگر اس میں کچھ پیچیدگی اس نے یہی پیدا کر رکھی ہے اور وہ حضرت علیؑ کے ہاتھ میں ہی محبہ رہتے ہیں۔

شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ: ”اس بحث میں کہ خلق و امر کا نظام کیا اس کیسے کے ہاتھ میں ہے۔“

لفظ امر قرآن کریم میں جیسوں جگہ آیا ہے اور اس کے معنی کی تفسیر میں علامہ نے کافی کلام کیا ہے۔ آیت اللاہ الخلق والامر میں نعمت کو امر کے مقابل رکھا ہے جس سے ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ خدا کے یہاں دو تدبیر بالکل علیحدہ علیحدہ ہیں۔ ایک خلق اور دوسرا امر اور دونوں میں کیا فرق ہے اس کو ہم سابق آیت سے بہرہ رست سمجھ سکتے ہیں کہ پہلے فرمایا: ان ربکم اللہ مے خلق السموات والارض فی سبۃ ایام (اعراف رکوع ۷) یہ تو خلق ہوا اور درمیان میں استواء علی العرش کا ذکر کر کے جبرئیلؑ کو ظاہر کر رہا ہے۔ فرمایا: فی اللیل النہار یطنبہ حیثۃ الشمس والقمر والمنجم مسخرات بلعمرہ (اعراف رکوع ۸) یعنی ان مخلوقات کو ایک معین و حکم نظام پر چلتے رہتا جسے تدبیر و تصرف کہہ سکتے ہیں یہ امر ہوا: اللہ الذی خلق سبع سموات ومن الارض مثلهن یتنزل الابرصین (طہ رکوع ۲) گویا دنیا کی مثال ایک برے کار خاں کی سمجھو جس میں مختلف

قسم کی مشینیں لگی ہوں کوئی کپڑا بن رہی ہے کوئی کٹا نہیں رہا ہے کوئی کتاب چھاپتی ہے کوئی شہر میں روشنی پہنچا رہی ہے کسی سے ہنکے چل رہے ہیں وغیر ذلک۔ ہر ایک مشین میں بہت سے کل پڑے ہیں جو مشین کی عرض و غایت کا لحاظ رکھ کے ایک مہینہ انداز سے ڈھالے جاتے اور لگائے جاتے ہیں۔ پھر سب پینڈے جوڑ کر مشین کو فٹ کیا جاتا ہے۔ جب تمام مشین فٹ ہو کر کھڑی ہو جاتی ہیں تب الیکٹرک دیجنی کے خزانے سے ہر مشین کی طرف جدا جدا رستے سے کرنٹ پھوٹ دیا جاتا ہے۔ ان واحد میں ساکن دغا موٹن مشینیں اپنی اپنی ساخت کے موافق گھومنے اور کام کرنے لگ جاتی ہیں۔ یہ بجلی ہر مشین اور ہر پردہ کو اس کی مخصوص ساخت کے مطابق چھاتی ہے۔ حتیٰ کہ جو قلیل و کثیر کپڑا بن رہی ہو مشین کے میپوں اور قسموں میں پہنچتی ہے وہاں پہنچ کر ان ہی قسموں کی ہتھیات اور رنگ اختیار کر لیتی ہے۔

اس مثال میں یہ بات واضح ہو گئی کہ مشین کا ڈھانچہ تیار کرنے اس کے کل پردوں کو ٹھیک اندازہ پر رکھنا پھر فٹ کرنا ایک سلسلہ کے کام میں جس کی تکمیل کے بعد مشین کو چالو کر کے کے لیے ایک دوسری چیز (جیبل یا سٹیم) اس کے خزانہ سے جانے کی ضرورت ہے اسی طرح سمجھ لو کہ حق تعالیٰ نے اول آسمان و زمین کی تمام زمینیں بنائیں جس کو خلق کہتے ہیں ہر چھوٹا بڑا پردہ ٹھیک اندازہ کے موافق تیار کیا جسے تعدیر کہتے ہیں۔ قدرہ تعدیر اسب کل پردوں کو جوڑ کر مشین کو فٹ کیا جسے شمار کہتے ہیں۔ خلفاً کم خدہ صود نا کھہ (اعراف رکوع ۲) یہ سب افعال خلق کی تدبیر میں تھے۔ اب ضرورت

یعنی کہ جس مشین کو جس کام پر لگانا ہے لگا دیا جائے۔ یہ مشین کہ
 پالو کر کے کے لیے اسرائیلی کی بجلی چھوڑ دی گئی۔ شاید اس کا تعلق
 اہم باری سے ہے۔ الخاق لبائی المعتقد (المشرک کریم) مرقی
 الحمد لله خلق الخلق وبرا النعمة وفي سورة الحديد من قبل ان
 شرأنا اي انفس كما هو مروى عن ابن عباس وقتادة والحسن
 غرض اور صریح حکم ہے یٰٰ عٰل فوزا چلئے لگو۔ اسی اسرائیلی کو فرمایا انما امرؤ
 اذا اراد شيئا ان يقول له كن فيكون (یعنی اگر چاہے وہ کسی
 چیز نہایت و خاصیت کے ساتھ، مرکن کو خلق جبہ پر سب کر کے
 ہوا اشارہ ہوا خلقہ من نواب ثم قال له كن فيكون (آل عمران کوٹا)
 بلکہ تیس سے ظاہر ہوتا ہے کہ قرآن کریم میں کن فیکون کا منہرنا جتنے
 مواضع میں آیا عموماً خلق و بذریعہ کے ذکر کے بعد آیا ہے جس سے
 خیال گذرتا ہے کہ کون کن کا خطاب خلق کے بعد تہمیر و خوف کے
 لیے ہونا ہو گا۔ و انشاء اللہ

یہ حال میں کہنا چاہتا ہوں کہ یہاں امر کے معنی حکم کے ہیں اور وہ حکم یہ ہے
 جسے لفظ کن سے تعبیر کیا، وہ کن جس کلام سے ہے جو حق تعالیٰ کی صفت قدیم ہے جس
 طرح ہم اس کی تمام صفات و مثل حیات سمیع و بعدد غیرہ کو بلا کیف تسلیم کر کے اس
 کلام اللہ اور کلمہ اللہ کے متعلق بھی یہی مسلک رکھنا چاہیے۔ (تفسیر عثمانی ص ۱)

اگر باطل ہفت حضرت شیخ جلالی اور حضرت علامہ عثمانی کو ان تشریحات سے
 واضح ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ کے خلق و امر پر ایسی کا قبضہ ہے۔ اسی نے جہان کو بنایا ہے اور
 وہی اکیلا اسے چلا رہا ہے۔ اس کے پیدا کردہ اسباب سب اس کے ماتحت ہیں
 اس نے جہان کی تدبیر کئے اور چلانے کی چابیاں کسی کے سپرد نہیں کیں۔ سو بریلوئیں
 کا دعویٰ و صحیح نہیں کہ اس جہان کو سب قبروں والے ہی چلا رہے ہیں۔

خدا کے ساتھ برابر کا شریک کرے اسے وہ جہد میں قدرت میں علم میں اور حکمت میں اس کے برابر نہ ہے ایسا شرک اب تک کہیں نہیں پایا گیا۔
 جو مشرکین بھی اب تک ہوئے وہ عیسائی ہوں یا مشرکین عرب سب ایک گو
 بڑا خدا مان کر دوسروں کو اس کی عطا شدہ ذاتی ذلک دیتے تھے۔ اب یہاں عیسائیوں
 اور مشرکین عرب کا کردار ناخدا پرادیں اور پھر مریض کہ کیا بریوی ان سے کچھ چننا چاہیں
 چھپے ہیں؟ آپ سوچتے سوچتے خشک جانتے گئے اور ان میں سے ایک بھی آپ کو اس
 شرک سے باہر نظر نہ آئے گا۔

عیسائیوں کا عقیدہ توحید بائبل کے الفاظ میں

- ① اور ہمیشہ کی زندگی یہ ہے کہ وہ تجھ نہ اے واحد اور برحق کو اور میرا
 بیس کہے تو نے بھیلا ہے جاتیں وہ جو کام تو نے مجھے کرنے کو
 دیا تھا اس کو تمام کر سکے میں نے زمین پر تیرا جلال ظاہر کیا۔^۱
- ② میں اپنے آپ سے کچھ نہیں کر سکتا عیسائیتا ہوں عدالت کرتا ہوں
 اور میری عدالت درست ہے کیونکہ میں اپنی مرضی سے نہیں بلکہ
 اپنے بھیجنے والے کی مرضی چاہتا ہوں۔ اگر میں خود اپنی گواہی دلاں
 تو میری گواہی سچی نہیں ہے۔

عطائی قوت کی تاویل سے شرک کی آبیاری

اس نے عدالت کا سارا کام بیٹے کے سپرد کیا ہے تاکہ سب لوگ
 بیٹے کی عزت کریں جن طرح باپ کی عزت کرتے ہیں۔

۱۔ تفسیر کیریلز ص ۱۱۱۔ ۲۔ اچیل یوحنا باب ۱۷۔ ۳۔ یوحنا باب ۵۔ ۴۔ یوحنا باب ۵۔ ۵۔ یوحنا باب ۵۔ ۶۔ یوحنا باب ۵۔ ۷۔ یوحنا باب ۵۔ ۸۔ یوحنا باب ۵۔ ۹۔ یوحنا باب ۵۔ ۱۰۔ یوحنا باب ۵۔ ۱۱۔ یوحنا باب ۵۔ ۱۲۔ یوحنا باب ۵۔

مشرکین عرب کا عقیدہ توحید ان کے اپنے الفاظ میں

① وَلِلّٰهِ الْمُلْكُ مِنْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لِيَقْرٰنَ خَلْقَ مِنَ الْعَرٰبِ

انعمید۔ (پہلے الزخرف ۱)

ترجمہ: اور اگر آپ ان سے پوچھیں کہ بے بسوں اور زمین کو پیدا کیا وہ ضرور کہیں گے بے شک انہیں سے ایک ذات نے پیدا کیا جو طاقت والا بھی ہے اور غم والا بھی۔

② قُلْ لِّلّٰهِ الْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهَا لَا يَسْخَرُ قَعْدٰتُوْنَ سٰبِقُوْنَ ۗ لِلّٰهِ

(پہلے المؤمن ۴۹)

ترجمہ: آپ ان سے پوچھیں اگر تم جانتے ہو تو بتاؤ یہ زمین اور جس میں جو بھی ہیں ان کا مالک کون ہے یہ وہ نہیں گئے یہ سب اللہ کی ملکیت ہیں۔

③ قُلْ مَنْ يَّرِثُكُمْ مِنْۢ بَعْدِیْ ۚ لِلّٰهِ السَّمْعُ وَالْاَبْصٰرُ

وَمَنْ يَخْرُجُ الْاٰمِیْ مِنْ عِبٰدَتِیْ ۚ يَخْرُجُ الْاٰمِیْ مِنْۢ بَعْدِیْ ۚ فَيَقُولُوْنَ لِلّٰهِ۔ (پہلے یونس ۱۰۹)

ترجمہ: آپ ان سے پوچھیں کون ہے جو تمہارا جانشین ہوگا زمین سے تمہیں نفی دیتا ہے اور کون کا نزل اور تمہیں کا مالک ہے اور کون ہے جو مردوں کو زندہ دل سے پیدا کرتا ہے اور مردوں کو زندہ دل سے نکالتا ہے اور کون ہے جو کائنات کی تدبیر کرتا ہے یہ سب کہیں گے ایک خدا۔

④ مَا سَعٰیْهِمْ لَا يَقْرَءُوْنَ اٰیَ اللّٰهِ ذٰلِیْہِ۔ (پہلے انعام ۶۴)

ترجمہ: ہم ان جھوٹے خداؤں کی عبادت اس لیے کرتے ہیں کہ یہ
 ہمیں اللہ تعالیٰ کے قریب لے جائیں۔

مشرکین کے اس عہدے کی تائید اس روایت سے بھی ہوتی ہے جسے امام
 ترمذیؒ نے حضرت حسینؑ سے نقل کیا ہے۔ آپ ایک دفعہ اپنے دورِ جاہلیت میں
 حضرت کی خدمت میں گئے تو آپؐ نے پوچھا تم کتنے معبودوں کی روزانہ عبادت
 کرتے ہو؟ انہوں نے کہا سات کی۔ ایک آسمان پر ہے اور چھ زمین پر ہیں۔ آپؐ
 نے ان سے پوچھا کہ جب تم امید ورگور میں نکلے ہو تو اس اضطراب میں تم کسے کام
 بنانے والا سمجھتے ہو۔ حسینؑ نے کہا اہل ان کے کہ مسلمان ہو اگر وہ بھی اس ایک کو ہی
 اپنا بڑا اللہ سمجھتے تھے اور باقی سب اس کی معاسی اس کا کاروبار چلانے تھے
 آپؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسینؑ سے پوچھا تھا۔

فَبَايَعَهُمْ تَحْتَ بَرَكَتِكَ وَرَحْمَتِكَ قَالَ لَنْ يَكُونَ فِي السَّمَاوَاتِ

آپؐ نے فرمایا اگر مسلمان ہو چاؤ تو میں تمہیں ایسے موقعہ کے لیے دے سکے گا
 وہیں۔ آپؐ جب مسلمان ہوتے تو حضورؐ نے انہیں وہ دے دے بتا دیے۔ اسے
 امام احمد اور امام نسائیؒ نے روایت کیا ہے۔

حج کے موقع پر مشرکین یہ تمہیں پکارتے تھے۔

لَبِيتَ بِذَخْرِيكَ لَكَ الْأَشْرِيكَ سَتُنْكَ دَعَا مَلِكٍ بَيْتَهُ

ترجمہ: ہم حاضر میں تیرے پاس ہیں اے اللہ تیرا کوئی مشرک نہیں مگر
 درجہ کہ تو ان کا بھی مالک ہے اور ان کے تمام انوک کا بھی۔

اہل السنۃ و الجماعہ کے ہاں اللہ تعالیٰ کی صفاتِ ثنات یا اذنیہ میں ۲ ٹھوس صفت
شکورین ہے۔ اول سورہ اس کو ارادہ کے ساتھ متل کرتے ہیں۔ برطوریں کا عقیدہ ہے کہ
اللہ تعالیٰ کی چار صفات ہیں جو اس نے کسی مخلوق کو نہیں دیں یعنی احمدا برحق کہتے ہیں۔
چار صفات خالصہ انہیں کہ ان کا کوہیت کا ہذا ہے۔ ۱۔ وجوب
۲۔ قدم۔ ۳۔ خلق۔ ۴۔ نہ مرنا۔ دیگر صفات کی تجلّی مخلوقات میں بھی
ہر کسے سے ملے

حضرت یحییٰ علیہ السلام میں دونوں عظمت موجود ہیں۔ حضرت خضر بھی ۵۰۰ ر. ۲. اور حضرت حیات بھی ۱۰

فِي خَلْقِكُمْ مِنَ الصَّيْرِ كَهَيْئَةِ الْعِيدِ فَإِنْفُخْ فِيهِ فَيَكُونُ طَيْلَرًا
بِإِذْنِ اللَّهِ - (رَبِّكَ آيَةُ الْيَوْمِ ٥٤)

۱۲۴ تاریخ معاصر ایران

ظاہر ہے کہ یہاں لفظ اخلاق پیدا کرنے کے معنی میں نہیں بننے کے معنی میں ہے۔ حضرت عیسیٰ مثنیٰ سے صرف عورت بنانے تھے پرندے پیدا نہیں کرتے تھے۔ وہ مومنوں اگر پرندے بنتیں تو اللہ کے حکم سے اور نہ ان کا پیدا کرنے والا یقیناً ایک خدا ہی ہو سکتا ہے۔ پیدا کرنے کی قوت اور کسی چیز کو عدم سے وجود میں لانے صرف اللہ کی صفت ہے۔ حضرت عیسیٰ ان چیزوں کو پیدا کرنے والے تھے۔

ہم برنجی، غور، کم کو اس عزت سزا دیتے ہیں وہ دیکھیں اور سوچیں کہ ان کے سروی، انہیں کس طرح محروم الایمان کرنے کی تمک ددو میں لگے ہوئے ہیں۔ وہ خود تو سمجھتے ہوں گے کہ یہاں لفظ اخلاق (میں پیدا کرتا ہوں) اپنے اصلی معنی میں نہیں صرف عورت بنانے کے معنی میں ہے لیکن وہ اپنے عوام کو یہ سمجھا رہے ہیں کہ دیگر خدا نے اپنی صفت خلق بھی اپنے پیادوں کو (سے رکھی ہے۔ اب ان کے جو حکم تسلیم یافتہ لوگ ان کتابوں کو پڑھتے ہیں ان کے ایمان پر کیا گزرتی ہوگی اسے ان کے یہ بے رحم علماء شاید کبھی سوچتے بھی نہ ہوں۔ پھر اس آیت میں ان مورتوں کے پرندہ بننے کے لیے مزاح طور پر یا ذین اللہ کا لفظ موجود ہے۔ اسے یہ برہمنی علماء بے دردی سے حذف کر جاتے ہیں ان کے کھانا تعلیم لادیں ملو آبادی حضرت عیسیٰ کے بارے میں لکھتے ہیں :-

لوگوں نے درخواست کی کہ آپ ایک چمکاڑ پیدا کریں، آپ نے مثنیٰ سے چمکاڑ کی عورت بنائی پھر اس میں چمکاڑ ماری تو وہ اڑنے لگی یہ

دیکھئے آپ نے کس بے رحمی سے یہاں لفظ یا ذین اللہ کے معنی چھوڑ دیئے

ہیں تاکہ بریلوی حرام یہ بھیجیں کہ حضرت حبیبی علیہ السلام واقعی پیروں کو پیداکرنے کے مدعی تھے اور یہ کہ وہ خدا کا نام لیے بغیر لڑا کر دکھائے تھے۔ غور فرمائیے ایک عامی بریلوی اس سے کیا سمجھے گا؟ یہی تاکہ حضرت حبیبی علیہ السلام مشنِ خلافت رکھتے تھے، اور جب کوئی اس پر ثبوت مانگے تو وہ کہے کہ آپ اس طرح ان اشیاء کو پیداکر دیتے تھے اب آپ انصاف کریں کہ بریلوی حرام کا ان عقائد پر ہونا کیا اسلام پر مزاحم سمجھا جاسکتا ہے؟ ان کے ایمان کے منافع جانے کا سبب کون ہوئے؟ یہی ان کے بے رحم علماء جو انہیں محروم الایمان کیسے بغیر ان کا جنازہ تک پڑھنے کے لیے تیار نہیں۔

② بزرگوں میں عطا الہی سے خدائی طاقتیں

بریلویوں کا عقیدہ ہے کہ بزرگوں میں عطا فی طور منابت خداوندی کی جھلک پائی جاتی ہے۔

مفتی، محمد یار صاحب تعمیر روح البیان کے حوالے سے بزرگوں کے بارے میں یہ عقیدہ قائم کرتے ہیں:-

شیخ صلاح الدین فرماتے ہیں کہ مجھ کو قدرت نے طاقت دی ہے کہ میں آسمان کو زمین پر گردوں اور اگر میں چاہوں تو تمام دنیا و آسمان کو ہلک کر دوں اللہ کی قدرت سے بہت بچر آگئے ہا کر یہ بھی کھتے ہیں:-

انبیاء اولیاء سے مرد مانگنا یا ان کو حاجت روا جاننا نہ شک ہے اور خدا کی بغاوت، جبر عین قانون اسلامی، اور منشاء الہی کے مطابق ہے۔

منفی صاحب بزرگوں سے مافوق السبب مدد مانگنے کو کسی خاص عمل یا
 کیفیت سے وابستہ نہیں کرتے۔ وہ دنیا میں اپنے کام بنانے کے لیے اسے
 جان بوجھ کر استعمال نہیں کرتے ہیں۔ گویا اللہ تعالیٰ براہ راست کسی کو کچھ دیتا ہی نہیں۔ جس کو
 بھی کوئی دولت ملتی ہے ان خبروں سے ہی ملتی ہے اور منشاء الہی بھی یہی ہے کہ لوگ
 اپنی عاجزی اور ضرورتوں کو ان خبروں سے مانگیں۔ استغفر اللہ العظیم
 منفی صاحب تو شاید اس میں بھی کچھ تاویل کر لیں لیکن ان حرام کاریوں کا کیا بھنے گا جو اپنے
 طامع سے یہ قانون اسامی لے کر جاری ہے۔ کیا یہ حوام اسی عقیدے کے باعث دنیا
 سے محروم الایمان ہو کر نہیں جا رہے اور جو باقی ہیں وہ بھی کیا وہی کفر ہے نہ جانیں گے؟
 منفی صاحب نے یہ ان سے کیا نیکی کی گئی ہے جم غفیر عطائی کی ادھ میں جہنم کو بک
 کرادیئے۔

③ عطائے الہی سے بدول کو کوئی اختیارات کا ملک سمجھنا

برغیری مذہب کے بانی مولانا احمد رضا خاں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے بارے
 میں کہتے ہیں کہ اب کوئی اختیارات حضرت پر صاحب کے ہاتھ میں ہیں۔
 سے احمد سے احمد اور احمد سے سچہ کو

کن اور سب کن کن حاصل ہے یا عزت

اس کا حاصل اس کے سوا کیا ہے کہ مولانا احمد رضا خاں کے حشرے میں اب
 کو بن کی مادی کردیں اور کن ٹیکون کے سادے اختیارات حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی
 کے ہاتھ میں ہیں۔ خدا اپنی خدائی میں ان کے حق میں دستبردار ہو چکا ہے اور مصطفیٰ
 اپنی مصطفائی کی پادشاهی میں انہیں اڑھ چکا ہے۔ اب کائنات کا سارا کاروبار آپ ہی چلے

لے رہا ہے جسٹش صدوم

ہے ہیں۔ مروج بھی آپ کو سلام کہہ کر نکلتا ہے۔ اور چاند کی جگہ نماز بھی آپ کے
حکم کن سے بدلتی ہیں، حتیٰ نوع انسان کی جگہ جنسیں آپ کے ہاتھ میں اور ان کی موت
و حیات پر بس آپ کا ہی قبضہ ہے۔ دستغفران و خیر!

(۴) مکیہ کی عقیقہ و تہنیں جو مشرکین و کفار کا تہوار ہے، تو صحابی کی اوش میں یہ تہوار
شرک کا کاروبار کہہ سکتے۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی لکھتے ہیں:

ان الله هو اسيد و هو المبرك و الله يخلق على بعض عباده لباسا لشره
و الله له و يحفظه و تصور في بعض الامور الخاصة و يقبل شفاعته
في عبادہ بمقراته مختلف المملوكات يبحث على كل قطر و يقبله و تبارك
المملوكه فيها عداى احوال عظمى

ترجمہ: بیشک وہی سبکدوش ہے اور وہی ہے جو تہذیب کا ناسخ کرتا ہے وہ اپنے خدا کو
بندوں کو بزرگی۔ وہ معبود ہونے کی غفلت پیدا دیتا ہے اور اسے غافل بنائے
کاموں میں تصرف کرنے کے امتیازات دے دیتا ہے اور اپنے بندوں کے
دعائے میں اس کی شفاعت قبول کرتا ہے ہر نظر پر کثرت کا اثر ہوتا ہے وہ
وہ اسے بے نیلے کاغذ کے اسے تدبیر محکم کی ذمہ داری دیتا ہے۔

مشرکین و کفار کا عقیدہ یہ تھا کہ جہاں کا وہ رقبہ شمس ایک خدا ہی ہے
لیکن وہ اپنے خاص بندوں کو دیتا ہے کئی حصوں پر تصرف اور تاثر
کے امتیازات بھی دیتا ہے۔
چراغے جا کر یہ بھی لکھتے ہیں۔

والخلاص من منافقین دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم فی یوم هذا
ترجمہ: منافقین کے دین میں آگئے۔ ان کے منافق بھی تہذیب کی عقیقہ پر نہیں

بریلویوں کے ایک اعتراض کا جواب

یہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا عقیدہ ہے ان کے غائدان کے دوسرے محدثین کا یہ عقیدہ نہ تھا۔ شاہ مخصوص اللہ محدث دہلوی اس عقیدے کے نہ تھے اور اپنی ساری حاجتیں قبروں سے پوری کر لیتے تھے۔

اگر آپ حضرت شاہ مخصوص اللہ کے والد حضرت شاہ رفیع الدین محدث دہلوی (۱۱۳۳ھ) بخا ہی بات لکھتے ہیں اور اسے شرک مرتکب لکھتے ہیں۔ سو اسے حضرت شاہ صاحب کافر کہنا محدثین دہلی کے دس پورے سلسلے کے خلاف ہے۔ یہ سب حضرات ایک ہی عقیدے کے تھے۔ حضرت شاہ رفیع الدین محدث دہلوی لکھتے ہیں۔

و نفوت در کائنات جز یہ باندگشادہ کردن و زرق و روان اولاد و دفع و دفع از روح و اندازیں بکار سے آرمند آیں خود شرک مرتکب است و دریں مقام طرے نیست۔

ترجمہ۔ کائنات میں جزئی امور میں تصرف کرنا جیسے کسی پر بزرگ کے دروازے کھول دینا اور کسی کو اولاد دینا اس کی مصیبتوں کو دور کرنا و دھول کو ماتحت کرنا اور ان جیسے دوسرے کئی کام کرتے ہیں یہ شرک مرتکب ہے اور یہاں معذرت کی کوئی ضرورت نہیں۔

پھر بے عالم میں تصرف صرف اللہ تعالیٰ فرمائے اور کہیں کہیں ادبیار اللہ یہ خدمت سرانجام دیں۔ لوگوں کو اولاد دینا یا بزرگ دینا خدا نے انہی کے سپرد کر رکھا ہے یہ عقیدہ بھی شرک مرتکب ہے اور اس میں کوئی تاویل لائق سماعت نہیں ہے۔ شرک شرک ہے خواہ وہ کسی چمیانے میں ہو۔

⑤ عطاسے بھی یہ قبروں والے مستقل بالذات دانا ہیں

ایک لکڑی سے دوسری لکڑی جلی: امداس میں آگ آتی یہ لکڑی آگ لیسے میں تو پہلی لکڑی سے مستغیر ہے لیکن اب وہ آگ ہوئے میں اور جلائے میں مستقل بالذات آگ ہے اسٹ پہلی لکڑی کی محتاج نہیں۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ برطری جب اپنے پیروں فیروں کہ خدا کی عطاسے مستقل بالذات غلامی طاقیت رکھنے والا سمجھتے ہیں۔ اثبات قدرت میں تو وہ خدا کے محتاج ہیں لیکن اپنے عمل و تصرف میں وہ مستقل بالذات ہیں۔ اب ہر مرحلے پر وہ خدا کے اذن اور اس کی مدد کے محتاج نہیں ہیں۔ مشرکین عرب بھی بڑے خدا کو ایک خدا کہتے تھے مگر وہ اپنے معبودوں کو نفع و نقصان پہنچانے میں مستقل بالذات تصرف کا مالک جانتے تھے۔ یہاں غلامی کا معنی صرف یہ ہے کہ یہ طاقت ان کی خاصہ ذمہ نہیں غلامی ہے۔ تاہم اب وہ اس کے استعمال میں کسی کے محتاج نہیں۔ کائنات میں تصرف و تدبیر کرنے میں وہ مستقل بالذات ہیں ہی اختیار سے اب یہ قبروں والے اس دنیا کو چارہ رہے ہیں۔

اب تب ہی انصاف فرمائیں کہ یہ یو فیض کے اس شرک میں اور مشرکین عرب کے اس شرک میں آپ کو کچھ ماہ الفرق نظر آرہے ہے۔ یہ ناکہ کہیں کہ ہم شرک سے کلیتہً بیزار ہیں لیکن یہ حقیقت ہے کہ ان کے واقعات ان کے اس دعویٰ کا ساتھ نہیں دیتے۔ یہ تو ممکن ہے کہ ان کے مولوی کوئی تاویل کر کے اس بھروسے سے عمل جائیں لیکن ان لاکھوں برطری عوام کا کیا بچے گا جنہیں ان کے بے رحم علماء نے جیسی طرح کفر و شرک کے جاول ہیں اور لشکروں کے مالوں میں بکڑ رکھا ہے۔

۵ ضوف ترعنب اذا انكثف لھار

اُفوس نحت رجلك ابرالمھار

⑥ بریلوی عوام کے بچ نکلنے کی ایک راہ

جو بریلوی عوام اندھا دھند اپنے ان مولویوں کے پیچھے چلتے ہیں ان کو اچھی آہستہ نصیب ہو جس کی کوئی راہ نہیں اس کے لیے ان کا اپنا جرم » اندھا دھند ایک گروہ کے پیچھے چلے جانا « کوئی کم جرم نہیں ہے لیکن جو بریلوی عوام اپنے ان علماء کو ان کے قریب سے بھی دیکھ چکے ہیں اور پھر بھی وہ صرف ان کے لنگروں میں شریک ہونے کے لیے ان کے ساتھ گئے ہوئے ہیں۔ وہ سوچیں کہ بریلوی عقیدہ کسے بانی مولانا احمد رضا خاں کے پیدا ہونے سے پہلے کیا ہندوستان میں اسلام نہ آیا تھا۔ اس وقت کیا یہاں اہل السنہ و اجماع موجود نہ تھے۔ کیا ان بڑے گول کی کتابیں دنیا سے تاپید ہو چکی تھیں؟ کیا ان کے تراجم طرانِ امت کی ملاحظہ کی گئی تھیں؟ کیا بریلویت کوئی ایسا ہی فوخیہ بودا اور ایک نیا دین و مذہب ہے جس پر چلنا ہر فرض سے باقراض ہو گیا ہے؟ اگر وہ اس جہت سے سوچیں اور حضرت امام باقی مجدد الف ثانی (م ۱۰۲۴ھ) حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی (۱۰۵۲ھ) حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (۱۰۴۲ھ) حضرت قاضی ثناء اللہ ربانی پتی (۱۲۲۵ھ) حضرت شاہ عبدالقادر محدث دہلوی (۱۶۳۶ھ) حضرت مولانا رفیع الدین محدث دہلوی (۱۶۸۹ھ) کی تعزیرات کی روشنی میں غور مولانا احمد رضا خاں اور اپنے ان بریلوی مولویوں کا جائزہ لیں تو بہت ممکن ہے کہ وہ پھر سے اہل سنت کی شاہراہ پر آجائیں اور اپنے عقیدہ کو جبہ کولن آلائشوں سے آلودہ نہ کریں جن کا رکھنے والا کبھی جنت کی ہوا نہ پاسکے گا۔

الباب الثالث

① خدا کا شریک نہ ہونے میں چھوٹی اور بڑی مخلوق سب برابر ہے

ہر طرح انسانی مخلوق جیسے پانی، لکڑی، اور پتھر خدا کی مددائی میں شریک نہیں۔ انسانی مخلوق جیسے، انبیاء و اولیاء اور فرشتے بھی اس کی مددائی میں نہ۔ بھر شریک نہیں ہے۔ ربیوی سمجھنے میں کہ مٹی اور پتھر توبے، شک خدا کی مددائی میں شریک نہیں۔ لیکن یہ اونچی قبروں والے اس کی عطا سے بے شکہ، سسر کے بعض کاموں میں شریک ہیں۔ اب لوگوں کو روق دینا یا اولاد دینا یا صحت دینا اب بس اپنی مزارات کے سپرد ہو جوا ہے۔ اب یہ قبروں والے ہی ہیں جو ان صاحب منہول کی حاجت روائی، اور مشکل کشائی کرتے ہیں۔

اہل السنۃ والجماعہ نے خدا کے ساتھ شریک نہ ہونے میں انبیاء و اولیاء کو عام مہم کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ انحضرتؐ کے ساتھ گھوڑے پر روایت کے حضور پر بیٹھے تھے۔ آپؐ نے انہیں فرمایا :-

جان لو کہ سب لوگ بھی جمع ہو جائیں کہ تجھے کوئی نفع و نقصان ہیں :-

میں سے سب کچھ گم ہو جائے جو کچھ اللہ تعالیٰ نے میرے ہاتھ لکھ دیا ہے

تقدیر کے تم ٹھہر چکے اور تقریریں خشک ہو چکی ہیں :-

اس حدیث میں یہ جو نقطہ ہے سب لوگ اس کے حل ربی انما لجمع الامۃ

ہیں اس میں سب عام و خاص شامل ہیں یہ نہیں کہ بڑے حضرات عطا کی قدرتوں سے دور ہیں کہ نفع و نقصان دینے والے ہوں اور چھوٹے لوگ ان حضرات کو حاجت روا اور مشکل کشا سمجھ کر ان سے مدد لینے والے ہوں۔ ایسا ہرگز نہیں۔ امت کے نفع و نقصان کا ملک

نہ ہونے میں یہ سب چھوٹے بڑے برابر ہیں۔ ہر عیون کا حیدہ ہے کہ صفائی طور پر یہ
 قبروں والے ہی لوگوں کے فریادیں ہیں اور ان کی حاجتیں پوری کرتے ہیں مگر ہفت
 اس صف میں ساری مخلوقات کو لاتے ہیں وہ بڑے ہوں یا چھوٹے ہر ایک کا فقدان
 اور نقص میں ایک خدا کے ہاتھ میں ہے۔

اہل سنت کے عظیم بزرگ دسویں صدی کے مجدد امام ملا علی قاری (م ۱۰۱۴ھ)
 حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی مذکورہ بالا حدیث پر جمیع ائمہ کی شرح پر لکھتے ہیں:-
 ای جمیع الخلق من المخلقة والعامة والانبیاء والاولیاء وسائر الامة
 ترجمہ یعنی سب لوگ وہ خاص درجے کے ہوں یا عام درجے کے تیار و اولیاء ہیں یا
 کے سب افراد

حضرت عبداللہ بن عمروؓ (م ۷۱۶ھ) نے حضرت انسؓ سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا
 سب اولاد آدم کے دل اللہ کے قبضے میں ہیں۔
 یعنی کوئی اس کی قدرت اور تصرف سے باہر نہیں اس میں عربی الفاظ ان قلوب
 بقی آدم کے بعد بین احببین من اصحاب الرحمن میں ان پر بھی امام ملا علی قاری لکھتے ہیں:-
 يشمل الانبیاء والاولیاء والفجرة والكفرة من الاشیاء
 ترجمہ یہ حکم شامل ہے تمام انبیاء و اولیاء کو اور فاجرین اور بد بخت
 کافروں کو۔

انہیں تو کسی برقی نے یہ نہ کہا کہ دیکھو انبیاء اور اولیاء کو خدا نہ ہونے میں کافروں
 فاجروں کے ساتھ شریک کر دیا۔ اس وقت تک ان لوگوں کے پاس کوئی ایفٹریٹ
 نہ تھے جو ان کی اس قسم کی غرافات کو علمی استناد مہیا کرتے۔
 اس سے کچھ صدی میں چلیں۔ حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی (م ۱۳۹۴ھ) بھی

اپنے ایک کترب میں ان سب کو ایک جگہ جمع کر کے ہے۔ آپ لفظ خلقاً، الانس فی کتبہ کی طرح یہاں کہتے ہیں۔

ایں جا اولیاء و اخیار خواص و عوام ہر ایک اندہ دنیا دلر محقق و در لہجہ بیان ایں مقام است بلکہ

دنیا کی ماحول میں صحت و کافر کے لیے برابر ہیں۔ مگر ہی و مردی سب کو ایک طرح
 ملتی ہے۔ اگر آپ نے غور و تدبیر اور خدا کا محتاج ہونے میں سب کو ایک جگہ ذکر کر دیا
 ہے تو اس میں آپ نے ہرگز کسی بزرگ کی بے ادبی نہیں کی۔ حضرت شاہ عبد العزیز
 رحمہ اللہ دہری بھی ان سب کو ایک جگہ ایک صف میں ذکر کرتے ہیں:-

نعمت ہوئے حاضر، نہ کہ تہی و تغیر و وضع و تزلزل و عالم و عیال و
مومن و کافر و صالح و فاسق، دریاں کیساں دریا پراندا۔

اہل تشیعہ کے اس حجتہ کے مقابل میں بریلویوں کا یہ حجتہ کہ بڑے لوگ
انبیاء و ائمہ علیہ السلام خود پر چھوٹے لوگوں کے غلام و سر اور محبت و دوا ہیں اور
اس اعتبار سے سب چھوٹے بڑے ایک صف میں نہیں بائبل غلط ہے کیا اللہ تعالیٰ
نے عیسائیوں کے اجداد و مہمان کو خدا ہونے میں عزت عیسیٰ بن مریم کے ساتھ ایک
صف میں کھڑے نہیں کیا ؟

○ خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنے کے مختلف قرآنی پیرائے

فرقان کریم نے اللہ تعالیٰ کی عجلہ صفات میں اس کی صفت اتر کر توحید کا مرکز بناتے ہوئے بتایا ہے اور جس طرح یہ کہا ہے کہ اس ایک کے سوا کوئی اور مالک نہیں، یہی پہلے میں کہا ہے کہ اس ایک کے سوا کسی دوسرے کے (حق) اسباب و وجہ ہیں، نہ پیدا و

۱۔ کتبہات میں، ۲۔ مکتوب مسلمانان، ۳۔ تفسیر فتح الغریبہ ص ۷۹، ۴۔ دیکھئے پل التبرأت ص ۴

اس سے پتہ چلتا ہے کہ اس طرح جس کو پکارا جائے اسے اس طرح پکارنا اسے اذیت
ماننا ہی ہے۔

① ایک عدل کے سوا کوئی اور اللہ نہیں۔

قرآن کریم میں چار پیغمبروں کی شہادت حضرت نوح، حضرت ہود، حضرت صاریح
اور حضرت شعیب علیہم السلام سورۃ احزاب سورۃ ہود اور سورۃ مؤمنون میں موجود ہے ان
سب نے اپنی اپنی بار اپنی قوم سے کہا۔
ما لکم من اللہ عیوہ۔

اس ایک سوا متبار کوئی اور الٰہ نہیں۔

یعنی نہ بری مخلوق میں نہ چھوٹی مخلوق میں اس ایک اللہ کا کوئی حصہ وار نہیں نہ
کوئی پیغمبر اور نہ کوئی فرشتہ۔ ان سورتوں میں نو مقامات پر ان حضرات کی یہ شہادت
ذکور ہے۔

④ اگر تمہارے کسی کو نشان بر بوبیت مان لی تو گمراہ اسے اللہ بھی مان لیا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسے ناممکن قرار دیتے ہوئے فرمایا کہ میں تمہارے
لیے کوئی اور افکار پیش کروں یہ میرے لیے ناممکن ہے قرآن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
وہی بات حضرت رب سے کہی جس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ کسی کو بوبیت کرنے والا
مان لینا اسے اللہ ماننا ہی ہے آئیہ کہ یہ بوبیت کھت: نامسباب ہو۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا بیان۔

أَعِزَّ اللَّهُ بِفَيْكُمُ اللَّهُ دَهُوْ فَضْلُكُمْ عَلَى الْعَالَمِينَ.

وہ: (احزاب: ۲۷)

حضرت خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بیان۔

أَعِزَّ اللَّهُ ابْنِي رُبَّاً دَهُوْ رَبِّ عَجَلْ شَيْءٌ. وہ: (الاحقاف: ۱۷)

④ جو تمہیں کان اور آنکھیں دیتے والا ہے وہی اللہ ہے۔

قل ارادیتان اخذ اللہ ممسکاً وابصارکم ... من الہ غیر
اللہ یا تنیکوہ۔ (رب العالمین ۲۴)
قل ارادیتان جعل اللہ علیکم الحیل سرحداً ... من الہ
غیر اللہ یا تنیکوہ بضیالہ۔ (رب العنصر ۱۰)

دن آیات نے یہ بھی بتا دیا کہ دن اور رات کربادی بارکی لانا جس کے ہاتھ میں جو
وہ اللہ ہے تم سمجھو یا نہ۔ دن رات کی گردش قبروں والوں کے ہاتھ میں دینا یہ کوئی
رانا ہی نہیں حماقت کی انتہا ہے۔

⑤ بارش برسانا اور بڑے آگام صرف ایک الہ کے ہاتھ میں ہے۔

امن خلق السموات والارض والازل لکم من السماء ماء فانبتنا
به حدائق ذات بہجۃ ... والہ مع اللہ (رب المثل ۶۱)
ترجمہ: بھلا کس نے بڑے آسمان اور زمین اور آواز مٹا سب سے بڑے آسمان سے
پانی پھر گلتے ہم نے اس سے بارش جو بڑی بڑی مد نفوس دے تمہارے لیے ہے
مٹھا نہیں دے گا کوئی اور بھی ہے اللہ خدا کے ساتھ؟

⑥ سب سے کس دہریشان صول کا فریاد رس اور ان کی تکلیفیں دور کرنے والا کون
ہے ؟ وہی تو اللہ ہے۔

امن یجیب المضطر اذا دعاه ویکتف السوء ... والہ مع اللہ (رب المثل ۶۲)
ترجمہ: بھلا کون سوچتا ہے کہ کس کا جب اسے کلامے اور درد کرے اس کو سمجھ گیا اور بھی؟ اور کس
ماتھ۔ بھلا کون سوچتا ہے کہ کس کو کھل اور کھانے کے اندر میں اور کھانا ہے خوشخبری کا
طی ہوا فیما ہی رحمت سے پہنچے۔ کیا اور بھی کوئی الہ اس کے ساتھ۔

⑦ بھلا کون سوچتا ہے کہ کس کے ہاتھ میں کھانے والا کون ہے ؟ وہ الہ ہی تو ہے۔

یہ تیرا واسع نہیں ہے۔

أَمِنْ يَدِهِ الْخَلْقُ ثُمَّ يَعِيدُهُ مَنْ يَرْزُقُكَ مِنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَاللَّهُ
مَعَ اللَّهِ. (پہ انجیل ۲۴)

ترجمہ: جو کون ہے جو بناتا ہے مخلوق کو سر سے پھر اس کو مگر لاتا ہے اور کون
ہمیں مدد دیتا ہے، اسی کا نام ہے اللہ زمین سے کیا کونئی اور پہلے کے ساتھ۔

یہاں آسمان اور زمین کے اسباب ذکر کر کے اس پر بھی متغیر کر دیا کہ ان
اسباب کے پیچھے بھی اسی کا امر کام کرتا ہے اور وہی مسبب الاسباب ہے، جب
تک اس کا اذن نہ ہو پتہ نہیں چل سکتا۔

⑤ فوق الاسباب پکار کے لائق وہی ہے جس کو پکارو وہی تو الہ ہے گو تم
اسے الہ نہ کہو۔ جب آپ نے اسے فوق الاسباب پکارا تو گویا اسے اللہ مان لیا۔
اللہ تبارک نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا:-

قُلْ إِنَّمَا أَدْعُوا رَبِّي وَلَا آمِلُكُم بِهِ احْذَرُوا (پہ انجیل ۲۰)

ترجمہ: آپ کہو میری طرف: اچھڑ کر ہی (فوق الاسباب)
پکارتا ہوں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا۔

اس کا حاصل اس کے سوا کیا ہے کہ اللہ کے سوا جس کو بھی فوق الاسباب
پکارا جائے یہ اسے خدا کی حدائی میں شریک کرنا ہے۔

① خدا کے ساتھ کسی بھی شریک نہ کرنا وہ بڑا مخلوق ہو یا چھوٹا۔

وَابْعِدُوا اللَّهَ وَتَضَرَّكَوَابِهِ شَيْئًا. (پہ انجیل ۲۶)

اللاتشركوا به شيئا. (پہ انجیل ۱۵۲)

مَا كَانَ لِنَاسٍ أَنْ يَتَّخِذُوا لِلَّهِ مِنْ شَيْءٍ. (پہ انجیل ۲۸)

وَلَا تَشْرِكُ بِهِ شَيْئًا. (پہ آل عمران ۶۴)

يَعْبُدْنِي وَلَا يَشْرِكُونَ بِي شَيْئًا. (رُطَبُ الْمَعْرِفَةِ ۵۵)

وَلَا تَقْرَأُ لِبَرَاهِيمَ مِثْلَ الْبَيْتِ إِنَّ لَشُرَكَ بِي شَيْئًا (رُطَبُ الْحُجَّهِ ۴۶)

مَا كَانَ لَنَا أَنْ نَشْرِكَ بِاللَّهِ مِنْ شَيْءٍ. (رُطَبُ يُوسُفَ ۴۹)

إِنْ لَا يَشْرِكُكَ بِاللَّهِ شَيْئًا. (رُطَبُ الْفَتْحَةِ ۱۲)

مسلم میں یہ کہیں نہیں کہ وہ بچے و بچے کی مخلوق جیسے فرشتے اور انبیاء و رسل
انہیں تو خدا کی صفات میں شریک نہ کرے اور چھوٹے و بچے کی مخلوق جیسے مٹی اور پتھر انہیں
اس کے ساتھ شریک نہ کرے بلکہ فرمایا کہ کسی بھی مخلوق کو اس کے ساتھ شریک نہ کرے۔
(۱۰) مَنْ دُونَ الشَّرِكِ رَدِّسَ كُوفِي فَدَلَّيْ فِي شَرِكِي نَبِي۔

خدا کے سوا جو کچھ ہے ان میں کوئی نہیں جس کو خدا کی خدائی میں جگہ دی جاسکے
یہ سب خدا کے عاجز بندے ہیں اور مخلوق ہیں۔

یہ دونوں انہی خود مخلوق ہیں وہ کسی چیز کو کیا پیدا کر سکیں گے۔

وَاللَّامِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَا يَخْلُقُونَ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُونَ. (رُطَبُ الْفَتْحَةِ ۱۰)

ان دونوں فرکے قبضے میں کسی کو رزق دینا نہیں وہ کسی بھی درجے کے ہوں۔

وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَهُمْ رِزْقًا نَسْمُوتُ وَالْأَرْضِ

شَيْئًا. (رُطَبُ الْفَتْحَةِ ۸۹)

ان دونوں انہی کے لئے کسی کا کوئی نفع و نقصان نہیں۔

قُلْ أَعْدُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنْفَعُكُمْ وَلَا يَضُرُّكُمْ. (رُطَبُ الْإِنْفِ ۹۱)

ان دونوں انہی کو پکارنے والوں سے فرشتے سوال کریں گے۔

إِنَّمَا كُنْتُمْ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ. (رُطَبُ الْمَاحِزَةِ ۴۴)

انہی خدائی کا قرب دھونڈنے والوں پر بھی دونوں انہی کا نفع نہ ہو وہ بھی خدا

کے سوا ہیں یہاں از حد ہے۔

قُلْ دَعُوا الَّذِينَ زَعَمُوا مِنْ دُونِهِ فَلَا يَمْلِكُونَ كَيْفًا مُتَّضِعًا
عَنْكُمْ وَلَا يُغْنِيوْنَ عَنْكُمْ شَيْئًا ۚ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يَدْعُونَ يَبْتَغُونَ فِي رَهْمِهِمُ
الْوَسِيلَةَ أَتَيْتَهُمْ قُرْبَ بَرَجٍ مِنْ رَحْمَتِهِ ۚ (پہلی سورتہ ۵۰)
ترجمہ: آپ کہیں پکارو ان کو جنہیں تم سمجھتے ہو کہ ان کا واسطہ (خدا) ضرور بخیر
نہیں رکھے گا کہ ان کی تکیف تم سے اور وہ وہاں سے ہیں وہ نہیں پہنچا سکتے
ہیں وہ خود اس میں آئے ہیں اپنے رب تک وسیلہ کہ ان کا وعدہ اس کے زیادہ
قریب ہو سکے اور عید رکھتے ہیں اس کی رحمت کی۔

وَيَوْمَ يُخْرِجُهُم مِّنْ عِبَادَتِهِمْ إِلَىٰ دُونِ اللَّهِ فَيَقُولُ أَأُنْتُمْ ضَالُّتُمْ
عِبَادِي عَنَّا ۖ إِنَّهُمْ لَمُضِلُّونَ سَبِيلًا ۚ (پہلی سورتہ ۵۰)
ترجمہ: اور جب ان کو اپنے رب سے لگا کر دے گا کہ ان کو کہہ دے کہ تم نے خدا کے عبادت سے
جو تمہارے بھائی میرے بندوں کو یاد دلا رہے تھے تمہارے لئے
وہ گمراہ کر دیا ہے تمہارے لئے اور تمہارے لئے سو کسی کو اپنا
ہدایت گاہ بنائے گا

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا من دون انہم میں شمار

اتَّخَذُوا أَحْبَابَهُم مِّن دُونِ اللَّهِ وَالْمَسِيحَ

بَن مَرْيَمَ ۚ (پہلی سورتہ ۵۰)

ترجمہ: جنہوں نے ٹھہرایا اپنے غلاموں کو اور اپنے دوستوں کو اور مسیح کو اور
بن مریم کو اور مسیح بن مریم کو بھی اور کہہ ان کو کہیں خدا کو ایک اللہ کی ہر گز کریں۔

وَقَالَ اللَّهُ يَا عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ أَمْسِكْ ثَلَاثَ لَيَالٍ سَنَاتُكَ ۖ فَاتَّخِذْ إِلَهُكَ

إِلَهُم مِّن دُونِ اللَّهِ ۚ (پہلی سورتہ ۵۰)

ترجمہ: اور جب کہ گناہوں سے معافی چاہتے ہیں کہ کیا تو نے کہا تھا لوگوں کو کہ ہمارے
محبوب کو اور میری ماں کو دو اور محبوب اور گناہ کے سوا۔

تمام پیغمبر اپنی ذراعت میں اللہ کے سوا ہیں ان میں کوئی خدا نہیں سب میں وہی
کے ذیل میں ہیں۔

عَاكَانَ ابْنُ اَنَابُوتَہِ اللّٰہُ الْكَتَابُ وَالْحَكْمُ وَالنَّبُوۃُ فَمَ يَقُوْلُ لِلنَّاسِ
كُوْنُوْا عِبَادًا لِّیْ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ وَنَكُنْ كُوْنُوا زَبَانِیْنَ (پہلے سورہ اعراف ۷۹)
ترجمہ: اے نبی! کہہ دیجئے کہ خدا کے سوا اللہ کے سوا کتاب اور حکم اور نبوت اور وہ لوگوں
کو کہنے لگے کہ تم میرے بندے ہو جہاں اللہ کے سوا اسے چھوڑ کر، وہ تو یہی
کہے گا کہ تم سب ہو جہاں اللہ کے سوا۔

مذہب یا مذہبیت میں تمام انبیاء کے کہہ کر بشریت کے ذیل میں لایا گیا ہے۔
اور سب کا وہ جو دین و دامن اللہ میں شمار کیا گیا ہے اور حق بھی یہ ہے کہ جو پیغمبر ہوئے وہ
ہرگز خدا نہ تھے وہ خدا کے نامور تھے۔

اب دیکھئے کہ تمام مومن و دامن اللہ سے خدا ہونے کی نفی کی گئی، کوئی مخلوق
کتنی بڑی کیوں نہ ہو اور اس کی شان اپنی جگہ کتنی کیوں نہ ہو خدا کی خدائی میں کوئی شریک
نہیں اور نہ کوئی ان میں سے خدا کا میں ہے خدا خدا ہے اور بندہ بندہ گو وہ کتنی
بڑی شان کیوں نہ رکھتا ہو۔

خدائی کاموں میں کوئی اس کا شریک نہیں

قرآن کریم نے متعدد پیرایوں میں اس بات کی تعمید دی ہے کہ خدا کی خدائی میں
کوئی اس کا شریک نہیں۔ بڑی ہی اپنے پیروں فقیروں میں بن صفت (کوئی تصرفات)
کا طوع کرتے ہیں قرآن کی رو سے وہ سب اللہ خدا کی شانیں ہیں اور قرآن پادشاہ

ان کی مامری اللہ سے نفی کرتا ہے۔

پیدا کرنا کائن اور آگھیں دینا ملامت فرمانا (ممد ستیج پالنا) دین اور راست
کا آگے چلے جیسے اتنا روشنی اور تاریکی پر قبضہ بادشیں برسانا طرح طرح کے پھل
اور پھل اگانا بھریاں پیدا کرنا جیسے سوس کی فریاد سی ٹھیکینوں کو دور کرنا برہجر
کے اندھیروں میں ہوا میں چلانا اور رستے بتانا اور لوگوں کی موت و حیات ملامت جلدی
اور شکار قبضہ صرف اسی ایک ذات کا ہے اس کے سوا کوئی نہیں جس کو دانا فوق
زاد سبب (ان اندھیروں میں بکلا جلتے۔

قرآن کریم کا عقیدہ تو حید ہم نے ان دس پیرایوں میں آپ کے سامنے رکھ
دیا ہے اب آپ ہی خود فرمائیں کہ قرآن کریم کی آیات جو ہم نے پیش کی ہیں اور ان کی
دلائل اپنے موضوع پر ثبوت واضح ہے۔ ان کے سامنے بریلویوں کے ان قصوں و
کہانیوں اور مخالفتوں کی کیا حیثیت ہے جن سے وہ اپنے حرام کی متاع ایمان پڑا کر
ڈالتے ہیں اور جب تک وہ محرم الامان نہ ہو جائیں یہ انہیں چھوڑتے ہی چھوڑ
دیتے ہیں۔

○ بریلویوں کی اسلام کے عقیدہ تو حید پر واردات

نامناسب نہ ہو گا کہ ہم یہاں بریلویوں کے کچھ وہ زلزل بھی نوکر دیں جن کے
ذریعہ یہ اپنے حرام کو عقیدہ تو حید سے محروم کرنے میں اور اہل علم کے دل ان سے کچھ
ثابت نہیں ہو پاتا۔ یہ ایک نفی کہیں ہے جس میں بریلویوں کے علماء اپنے حرام و
محرم الامان کرتے ہیں۔

① بریلویوں کے اختلافات کا عمومی جائزہ

بریلویوں سے اہل ملت کا اختلاف تین طرح کا ہے۔

① عقائد پر ② بدعات پر اور ③ عبادات پر

یہ تیسرا اختلاف نہ چوتھے کے برابر ہے۔ کچھ عبادات اور اختلاف ہیں تو وہ لوں
صحت سے ہیں۔ ہر ایک کو دوسرے کی عبادت پر کچھ نہ کچھ اعتراض ضرور ہے لیکن غور سے
دیکھا جائے تو کس کا بار کی بہار صرف الزامات سے ہے۔ کوئی فرق نہ صرف کے
الزامات کو اپنے اختلافات تسلیم کر لے سکے یہ تیار نہیں۔ سوا میں اختلاف صرف عقائد
اور فردی اعمال میں ہے۔ بدعات میں بھی زیادہ نیت کی بحث چلتی ہے کہ اس نئے
کام کو دین سمجھ کر کیا جا رہا ہے یا نہ؟ سر بریلوں میں اور اہل سنت میں اگر کوئی اختلاف
ہے تو وہ عقاید پر ہے اور دونوں فرق مانتے ہیں کہ عقاید اہل سنت کی کتاب میں
دو لوں کے مدارس میں پڑھائی جاتی ہیں اور ان میں اہل سنت کے عقائد نہایت منع
کر کے کہہ دیجئے گئے ہیں۔

① بریلوں کا نئے سرے سے اپنے عقائد بنانا

چاہیے کہ یہ عقائد ہر دو فرق ان اختلافات میں اپنی کتب عقائد جیسے عقیدہ
طاہرہ، عقیدہ نقیہ، مائتہ شریعہ فقہ اکبر، شرح صحائف احمد، شرح مقاصد وغیرہ کی کلاں
جو جمع گوئے اور نہایت سادہ الفاظ میں عقائد اہل سنت ماننے لگے۔ بریلوں نے
نئے سرے سے عقائد اہل سنت قائم کیے اور نئے سرے سے انہیں قرآن و حدیث
سے ثابت کرنے کی ہمت شروع کی۔ حالانکہ عقیدہ اہل سنت قدیم سے طے شدہ
ہے اور کتابوں میں بار بار لکھا ہوا ہے۔

① کتاب و سنت سے براہ راست استدلال مجتہدین کا قصہ تھا

مجتہدین کتاب و سنت سے استنباط کریں اور اسے عوام کے سامنے لائیں

نویہ کو شش بہ شش تک دن کو زیادتی ہے لیکن مقتولین جن کا حق نہیں کہ براہ راست
کوئی حقیقہ قرآن و حدیث سے کشید کریں۔ وہ جب قرآن و حدیث سے براہ راست
بستہ مال کرنے لگیں گئے تو کیا ان کے پورے مذہب کا کبارہ نہ جو جائے گا۔
یہ وہ نازک موڑ ہے کہ اگر بریلوی عوام سمجھ جائیں تو کبھی اپنے بے رحم علماء کو نئے
نئے اجتہادات نہ کرنے دیں۔

② بریلوی عوام اپنے علماء پر اپنی قدامت کا دباؤ ڈالیں

بریلوی عوام کو چاہیے کہ اپنے علماء کو کھٹے ہندوں جیسا کہ چارہ مذہب کوئی آج
نئے سرے سے طے نہیں ہوگا۔ حقیقہ: بل سنت پہلے سے قائم چل آ رہا ہے اس میں کبھی
حاذ کہ انرقانی نے کائنات کا سارا کاروبار حضرت شیخ عبد القادر جوئی کے سپرد کر رکھا
ہے اور اب ساری کائنات میں وہی حرف غزوہ رہے ہیں۔ آج کے کچھ دن کے نائب ہیں
و مختلف حکمران کے مختلف شہروں میں اپنے اپنے عزائم ہیں اس کاروبار کو نہ
مانیے ہو سکے ہیں۔ قاذون اسدی کا سیکرٹریٹ بس اپنی بزرگوں کی قبریں ہیں عوام
و دھر، جو ع کر کے کے خیر اپنا کاروبار چڑھنے کی راہ نہیں بریلوی عوام کی
نہ بستہ مار شاید ہی بریلوی مولوی حقاہ: بل سنت کی کتابوں سے اپنے یہ عقائد رکھا
نیں، بس صحت میں وہ اپنے عوام سے اتنا دھڑلے تو ضرور کریں کہ آئندہ وہ سرحد
دلانا احمد رضا خاں کا پر شعر پڑھنا چھوڑ دیں گے۔

احمد سے احمد اور احمد سے کچھ کو
میں اور سب کن کن حاصل ہے یا غوث

④ بریلویوں پر عسائی چادر کی لمبی تان

بریلوی عسائے ایسی حکمت پرتا بولپائے کہ یہ اپنے اوپر ایک عسائی کی
 ایسی لمبی چادر تان رکھی ہے کہ عام شخص اس کا کنارہ تلاش کرتے کرتے شک جاتا ہے
 ادا سے اس چادر کا گر کہیں تاہر کئی سراغ ملتا ہے تو ان مشرکین عرب کے ہاں جو
 ایک خدا کو ماننے کا اقرار کر کے اس کی عسائی طقڑوں سے اپنے بیسوں مسجودانہ جہان
 بیٹھے تھے اور قرآن کریم نے ان سے اس جہنم کے کو شرک کہا ہے۔

الباب الرابع

بریلویوں کا متشابہات سے تمک

① بریلوی علماء کے قطعی الدلالتہ دلائل کی ایک جھلک

اسلام میں عقائد ثابت کرنے کے لیے قطعی ثبوت اور قطعی الدلالتہ دلائل کی ضرورت ہوتی ہے۔ قرآن پاک کی بے شک ایک ایک آیت قطعی الثبوت ہے لیکن بریلوی مولوی اپنے عقائد کے ثبوت میں جو آیتیں پڑھتے ہیں وہ ہرگز اپنے موضوع قطعی الدلالتہ نہیں جو تمہیں مثال کے طور پر لیجئے۔

① منق: حماد صاحب اسخزنت علی اند علیہ وسلم کے لیے علم غیب ثابت کرنے کے لیے (اپنے علم کے مطابق) یہ قطعی الدلالتہ آیت پیش کرتے ہیں۔
وَعند آدم الامماء حکما۔

(اور اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو کل اسماء سکھا دیئے)

منق صاحب اسخزنت کی شان افتاء کو لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو جو اسماء سکھائے ان کا نام علم غیب کیسے ہو گیا؟ صحابہ کرام میں سے کسی نے یا تابعین کی بار میں سے کسی نے یا ائمہ اربعہ میں سے کسی نے حضرت آدم کی ان معلومات کو جو انہیں دیئے گئے علم غیب کہا ہے؟ پھر یہ کہ حضرت آدم سے یہاں مراد اسخزنت علی اند علیہ وسلم ہیں یہ بات بھی کیا کسی صحابی یا امام نے کہی ہے؟ اگر نہیں تو یہ آیت حضور کے علم غیب کے لیے کچھ قطعی الدلالتہ ہو گئی؟ پھر اگر اس آیت سے حضرت آدم کے لیے علم غیب ثابت ہوتا ہے تو جب غرضتوں میں شیخ کے نام بتانے سے عاجز آئے تو اللہ تعالیٰ نے یہ کیوں نہ کیا کہ آدم غیب پانتے ہیں۔ تم نہیں جانتے بلکہ یہ کہا۔

اب ہم یہ فیصلہ اپنے قارئین پر چھوڑتے ہیں کہ بریلویوں کے اپنے عقائد پر اس قسم کے دلائل کیا قطعی الثبوت اور قطعی الدلالتہ ہونے کی خطا پوری کرتے ہیں؟ اسی طرح بریلویوں کا یہ عقیدہ کہ اللہ تعالیٰ نے حق کی طور پر اپنے خدائی اختیارات قبول دالوں کو دے رکھے ہیں اور اب جہاں کا سارا کام وہ بھی حضرات چہرے ہیں، کسی قطعی الثبوت اور قطعی الدلالتہ دلائل سے ثابت نہیں۔ یہ مشرکین عرب کا عقیدہ تھا اور بریلویوں نے اسے وہیں سے چوری کیا ہوا ہے

قرآن کی محکمات کو ایک طرف رکھ کر متشابہات سے عقیدے بنانا

قرآن کریم میں جو آیات اپنے معنی و مفہوم میں از خود واضح اور سلیس ہیں۔ وہ محکمات ہیں، اور جن کے مضمون بعض دوسرے صحابہم سے ملتے جلتے ہیں وہ متشابہات ہیں۔ متشابہات سے عقیدے از خود اخذ نہیں کیے جاتے۔ نہیں محکمات کی طرف دیا جاتا ہے۔ مولانا احمد رضا خاں اور مولانا محمد عمر جس طرح متشابہات سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں جبریل بخش اور انہیں ملکی حضرت خلیفہ اعظم ہونے کا عقیدہ وضع کر رہے ہیں یہ اہل حق کا کام نہیں بلکہ نریغ کا کام ہے۔ قرآن کریم کہتا ہے:-

واما الذين في قلوبهم زيغ فيتبعون ما تشابه منه ابتغاء الفتنة

وابتغاء مآوئهم۔ (پہلے آل عمران)

ترجمہ: اور جن کے دلوں میں دھوکہ ہو وہ قرآن کی متشابہات کے پیچھے چھوڑ دیتے ہیں غمہ کی طلب میں اور اس کی تاویل کی تلاش میں۔

ماظہرین کرام: آپ مولانا احمد رضا خاں اور مولانا محمد عمر اچھروی کے سند و جہاد اور اس کے سندالات پر خود فرمائیں کہ کیا ان لوگوں نے اپنا پورا ذہب متشابہات کے سائے میں وضع نہیں کیا ہے؟ کیا اب بھی ان کے اہل نریغ ہونے میں کوئی شبہ رہ جاتا ہے؟ حق یہ ہے کہ حق پر صرف اہل حق ہیں۔ اہل بدعت، اہل نریغ میں

سے ہیں جن کی چودھری عمارت متشابہات کے سلسلے میں بنی ہے۔

③ بریلوی علماء قرآن کی متشابہات کے سلسلے میں

علم لوگوں کو محکمات اور متشابہات میں فرق کرنے کا سینہ نہیں ہوتا۔ وہ اتنا علم نہیں رکھتے کہ بریلویوں کی اس قسم کی غلط بیانیوں کو بسہولت سمجھ سکیں۔ تاہم یہ بات صحیح ہے کہ بریلوی علماء افغان کے مجازی استعمال سے خدائی صفات اس کے ہندوں میں اتار دے ہیں مثلاً :-

○ حضرت جبریلؑ کسی کو بیٹا بیٹی دینے کی طاقت رکھتے ہیں

حضرت جبریلؑ امین نے حضرت مریمؑ کو فرمایا :-

اِنَّكَ نَذْرٌ سَوِيٌّ لِّذٰلِكَ لَاحِبٌ لِّكَ غُلَامًا زَكِيًّا۔ (پہلے مریمؑ)

ترجمہ میں تیرے دیکھا ہوا بچہ ہے کہ تجھے ایک پاک بیٹا بخش دوں۔

اب ظاہر ہے کہ یہاں حضرت جبریلؑ کو ہندوں کو اولاد دینے کی طاقت سے

مالا مال نہیں کیا گیا تھا۔ وہ یہاں حضرت مریمؑ کو اس کی بات کہنے آئے تھے اور وہ

انہوں نے کہہ دی۔ بیٹا دینے والا اللہ ہی ہے اور حضرت جبریلؑ کا عہدہ بھی یہی تھا۔

لاحِبٌ کے الفاظ حقیقتہً بیٹا دینے کی قوت کے حامل نہیں۔ ابن الفاعہ کا یہ ایک

مجازی استعمال ہے مگر بریلوی علم کو دیکھتے وہ اس سے استہلال کریں گے کہ اگر

جبریلؑ بیٹا بیٹی دے سکتے ہیں اور یہ شرک نہیں۔ خدائی وحی ایک معافی قوت ہے تو پیر

غیر خدائی خطائے قوت سے ضرورت مندوں کو بیٹا کیوں نہیں دے سکتے ؟ بریلوی

علماء اس آیت سے استہلال کرتے ہیں اور جیسوں و گ قبروں پر جیسے بیٹی کی حاجت

لے کر حاضر ہو جاتے ہیں۔ کوئی قبر والا جیسے دے رہا ہے اور کوئی بیٹیاں دے رہا

ہے کوئی رزق دے رہا ہے اور کوئی مقدمے ختم کر رہا ہے۔ کوئی کسی قاتل کو چھانسی کے تختے سے اتار رہا ہے۔

اسلام میں عقائد و حکومات سے ثابت ہوتے ہیں لیکن بریلوی علماء اپنے علوم کو محدود ایمان کرنے کے لیے ہمیشہ متشابہات سے مشک کرتے ہیں۔ عامی شخص قرآن و حدیث کی ہدایت سن کر محرب ہو جاتا ہے اور وہ نہیں جانتا کہ قرآن و حدیث سے مسند نکالنا یہ صرف مجتہد کا کام ہے۔ ان گلامے والے علماء کا نہیں اقیہو یہ ہوتا ہے کہ عامی لوگ بزرگوں کے ہمسائے عقیدت پر اپنے ایمان کی متاع لے دیتے ہیں اور انہیں پتہ نہیں ہوتا کہ وہ اپنی آخرت سے کن علماء کے ہاتھوں میں کھیل رہے ہیں۔

① حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ایک نام جبریل کنش رکھنا

حضرت مریم کے پاس حضرت جبریل آئے اور انہیں بیٹے کی بشارت دینے سے پہلے کہا کہ میں تیرے رب کا بھیجا ہوا ہوں اپنے اختیار اور اپنی امر معنی سے جبریل ہیام۔

قال انما ان رسول ربك ذهاب اليك خلافا ذاك. (پہلے مریم ۹۴)

ترجمہ: انہوں نے کہا میں تیرے پروردگار کا بھیجا ہوا ہوں تاکہ تمہیں ایک پاکیزہ لڑکا دوں۔

خود سمجھئے اگر آپ کو راکا دینے والے حضرت جبریل ہی تھے تو پہلے یہ کہنے کی کیا ضرورت تھی کہ میں تیرے پروردگار کا بھیجا ہوں ؟ — اور اگر وہ تو خدا تھے تو کس کے حق میں تھے ؟ — ظاہر ہے کہ آپ خدا کے بھائی نہ تھے، سو یہ بتا دینے والا حقیقتہً خدا ہی ہوا آپ صرف اس کی خبر دینے والے تھے۔ اور تبیر

یہ اختیار کی کہ میں تجھے خدا کی طرف سے بیٹا دوں۔

اب اس سے یہ استدلال کرنا کہ اگر حضرت جبریلؑ بیٹا دے سکتے ہیں تو یہ
پر فقیر بیٹا قبول نہیں دے سکتے؟ یہ استدلال بالمشابہات ہے یا نہ؟ مشک
بالمشابہات کن لوگوں کا کام ہے؟ اہل ذلیف و الحاد کا۔ — لاھب للہم ایک
مجازی نسبت تھی جسے بریلویوں نے حقیقی نسبت سمجھ لیا اور حیدہ بن زلیاکہ بیٹا بنجھنے
والے حقیقت میں جبریلؑ امین ہی تھے۔

بریلوی علماء اس سے اگلی آیت کو نہیں پڑھتے

افسوس کہ بریلوی مولوی اپنے حوام کو اس سے اگلی آیت نہیں بتواتے کہ جب
حضرت مریمؑ نے بیٹے کی اس خبر پر اظہار تعجب کیا تو حضرت جبریلؑ نے کہا مجھے میرے
رب نے ایسا ہی کہا ہے اور بتلایا ہے کہ یہ تجھ پر آسمان ہے بغیر مرد کے مریم کو
بیٹا دینا میرے لیے مشکل نہیں۔ اب اس آیت کے ہوتے بھی کیا کوئی شخص
گمان کر سکتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جبریلؑ کی مشابہات سے اپنے حوام
کا عقیدہ توحید پر باد کرنا کتنا بے رحمی کا عمل ہے جو یہ بریلوی مولوی اپنے حوام سے
کہتے ہیں۔ اس آیت کا انکو صریح ہے جسے یہ مولوی اپنے حوام کے سامنے تک
نہیں لاتے۔

قالت انی یكون له غلام ولد بمسنى بشر وله الذبىا ذل
كذلك قال ربك هو عني هين ولنجعله آية للناس وکان
امراً مفضیاً۔ (پہلے مریم)

ترجمہ میں مجھے کہا میرے ہاں بیٹا کیسے ہو گا مجھے نہ کسی بشر نے نہیں
پھنکا اور نہ ہی میں جو کا دھونسا۔ جبریلؑ نے کہا بات یہ بھی ہے میرے

وذكر يا اخاه في ربه رب لا تذرني فردا وانت خير الوارثين
 فاستجباله ووجهاله بمعنى واصف حاله زوجه (پہا انبار ۸۹)
 ترجمہ اور ذکر کرنا ہے جب اپنے پروردگار کو پکارا اے میرے پالنے
 والے مجھے اکیلا نہ چھوڑو اور تو بہترین وارث ہے ہم نے اس کی
 پکار سن لی اور اے میری عطا کیا اور اس کے لیے اس کی بیری میں
 یہ صلاحیت پیدا کر دی۔

اب آپ سوچیں کہ لوگوں کو اولاد دینا کس کے قبضے میں ہے۔ پیغمبر بھی اولاد
 کے لیے اسی کو پکارتے رہے ہیں اور وہی ہے جو ان کی منتظر رہے۔ جو لوگ اب
 بھی اپنے میٹروں کے نام علی بخش، جبریل بخش رکھتے ہیں انہیں چاہیے کہ خدا کو ہی مینا
 بیٹی دینے والا یقین کریں۔ یہ پیر کسی کو مینا بیٹی نہیں دے سکتے اور نہ خدا نے عطا کی
 طور پر انہیں یہ قدرت سونپی ہے۔

بریلو لوں کا عقیدہ کہ حضرت عیسیٰ مصنف خلق رکھتے ہیں

ہم پہلے ہی اس پر کچھ بات کر آئے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے متذوق کہیں
 بنانے کے معنی میں احتمال کیا جیسے کوئی مٹی کے برتن بنانا ہے یا پتھر سے ستون تراشنا
 ہے۔ ایک خلق کا وہ معنی ہے جس اعتبار سے اللہ کو خالق کہتی شوق کہا جاتا ہے یہاں
 پیدا کرنے کے معنی کسی چیز کو عدم سے وجود میں لانے کے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے
 یہ کہا کہ ۔

اقى خلق لك حيدرة من العباد الخ فيه شيكون طيرا باذن الله وطلب كل ملك (۱)

کہ میں تمہارے لیے شیخ پرندوں کی سی صورت بنانا ہوں۔

تو وہ لفظ خلق کو اس معنی سے پڑھا کہ اسے صرف ایک مجازی نسبت میں ملے

وہ جسے برطانیوں نے اس سے حضرت مسیحی کے عطا فی ہلد پر مذاق ہر نے کا قیودہ قائم کر لیا۔ ان کے مسئلہ پر نظر کریں :-

حضرت میر تقی میر کے پاس آئے اور کہا خدا نے مجھے بھیجا ہے کہ تجھے ایک بنیادوں لایا گیا
خدا کا کیا سوجھ بوجھ لایا گیا ہے جسے تیرے قریب ہے اور آپ میں فرادہ کرنا اور کیا سوجھ بوجھ
تو میں میر تقی میر کی بات ہے جسے علی علیہ السلام لایا گیا ہے جسے تیرے قریب ہے اور آپ میں فرادہ کرنا اور کیا سوجھ بوجھ

ملکہ بلقیس کا تخت ہل بھر میں حضرت سلیمان کے پاس

حضرت سلیمان علیہ السلام کا وزیر یاسف بن برخیا آنکھ جھپکنے میں سب سے سخت
بلقیس لے آیا تو ہمارے پیر فقیر بن بھر میں عملہ توں کو کیوں پہنچ نہیں سکتے۔ اور تھائی
نے عطا فی ہلد پر انہیں ساری کائنات کی سلطنت دے رکھی ہے (ملکہ بلقیس)

وقال الذي عنده علم من الكتاب انا انيك به قبل ان يرونا

البيت طرفك. فذاه مسكرا عنده قال هذا من فضل ربي.

ترجمہ: وہ شخص جس کے پاس کتاب ہے کہنا کہ اس کے پاس اسے نہ تھا یہاں پہلے اس کے پاس کی ہوتی
وہ کہنے آپ کی تفریح و کھلاں اس کا دم چلے گا اور آپ کے پاس ہے کہ یہ میرے سب کا فضل ہے۔

یہ چشم نظر میں ہی تھی کہ حاضر کرنا ظاہر کے سبب سے نہ تھا یہ اللہ کی قدرت تھی جو اس
کے دست کی توجہ سے اس کے ساتھ کرنا چلا اور ہی تھی۔

سوال یہ ہے کہ تخت بلقیس کو پہل بھر میں یہاں لے نہ دے والا کون تھا؟ حضرت
سلیمان علیہ السلام نے فری دس کا جواب دیا اور فرمایا هذه من فضل ربي کہ ایسا میرے
پروردگار کی طرف سے ہوا ہے۔ اس کے حکم سے تخت یہاں آیا ہے۔ اس حکم کا صمد
علم من الکتاب کے کس فضل کے کہنے سے ہوا۔ اس پر بھی تمک اسرار کے دینے سے
نہ متباہی خفیت سے

ہیں۔ تاہم اس ہمہ وقت میں یہ پارہا تر قطعی ہیں۔

① آصف بن برخیا کے پاس وہ علم کتب تھا۔

② اس علم کے حصول سے منتخب بلقیس و ہارن پر بھروسہ ہو گیا۔

③ وہ تخت اللہ تعالیٰ کی قدرت و رحمت سے یہاں پہنچا آصف کی اپنی طاقت سے نہیں۔ ہذا امن حضرت زنی اس پر رکھی۔ روشن دلیل ہے۔

④ ایسا واقعہ ہو جانے پر آصف نے اسے اپنے کمالات میں شامل نہیں کیا۔

⑤ حضرت سلیمانؑ نے اپنا گمان بتلایا۔ یہ اللہ کی قدرت کا ایک اعتبار تھا جو ہرگز رہا۔

تاہم اس میں اسلام کے اس قطعی عقیدے سے کوئی تضاد نہیں کہ کائنات

کا پورا نظام صرف ایک اللہ تعالیٰ کے تصرف سے چل رہا ہے۔ آصف بن برخیا خود

اس تصرف کا مالک ہو اس پر اس آیت میں کوئی قطعی مشابہت موجود نہیں۔ مگر

برہموی علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ مشابہت کے سلسلے میں اپنے عقیدے کے قریب

دے رہے ہیں۔ برہمویوں کے منہ سے احمدیہ کہتے ہیں کہ جو کچھ ہو آصف کی قدرت سے

ہی ہوا۔

آصف کی یہ قدرت علم کتاب کی وجہ سے تھی۔ ان کو اسم اعظم یاد تھا

جس سے وہ یہ تخت لائے۔

ہذا امن حضرت زنی کے چوتھے چوتھے سے حضرت آصف کی قدرت بتلانا

اپنی قوموں کا کام ہو سکتا ہے جو ہمیشہ مشابہت کے سلسلے میں دہوش رہتے ہیں

وہ خدا کی قدرت کا غلط تصور سے بھی ان کی زبان پر نہ آتا ہو۔

مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے کسی بندے کی عزت اور کرامت کے طور پر کسی کام میں اپنی قدرت

ظاہر کی تو یہ سب بھی کہتے ہیں گئے کہ یہ جو کچھ ہو ان زمین کی طاقت سے ہو رہا ہے۔

بریلویوں کا آیت لا اِلهَ اِلَّا نَحْنُ سے استدلال

بریلویوں کا ایک عقیدہ یہ بھی ہے کہ ان کے پیر و فقیر اور پیغمبر انسانی جانوں کے مالک ہیں۔ حالانکہ اسلام کی رو سے یہ صرف خدا کی شان ہے کہ وہ زندگی دیتا ہے مادی کائنات کا مالک اللہ ہے۔ پیر پیغمبر جنات اور فرشتے خود بھی اپنی جانوں کے مالک نہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی کہا۔

فَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيَنِ . وَاللّٰهُ اَظْهَرُ اَنْ يَّصْرِفَ لِيْ خَصِيْصَتِيْ
یومالدین . (رولڈ اشٹورما)

ترجمہ: در جب میں بیمار ہوتا ہوں وہی ہے جو مجھے شفا دیتا ہے
جس سے میں امید لگا سکے ہوں نہ ہوں کہ وہ فیصلے کے دن میری
خلافوں پر جہنم پوشی فرمائے گا۔

۴۷ بریلوی متشابہات حدیث کے سلسلے میں

- ① اقرب بالنزاع: فل سے مذکر بندے میں اتر آتا۔
- ② اشرکی عطا سے دنیا کے نژادوں کی قسیم
- ③ اللہ کے بندے کہہ دیں کہ ایسا ہو گا تو وہ ہو کر رہتا ہے۔
- ④ حضور کا منہ نہ کو کہنا کہ اپنی حاجتیں مجھ سے مانگو۔
- ⑤ حضور کا یہ کہنا کہ مذہب میرے لیے ہے اور میں ہی اس کی جزاؤں گا۔
- ⑥ نوبت تقدیر پر حضور کا ہی حق چلتا ہے۔

① — عن ابی ہریرۃؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 ما يزال عبدی یتقرب الی بالنوافل حتی احببته فی الدار وحببتہ
 فکنت معہ الذی یجمع بہ وبصرہ الذی یبصر بہ ویدہ الذی
 یبطئ بہا ورجلہ الذی یمشی بہا وان ما لفی ولا عینہ لہ
 ترجمہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کہتے ہیں میرا بندہ نوافل کے ذریعہ میرے
 قریب میں آتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں۔ سرجب میں اس سے محبت
 کہوں تو میں اس کے کان پہنا ہوں جن سے وہ سنتا ہے اور اس کی ہڈیوں
 پہ جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور میں اس کا ہاتھ پہنا ہوں جس سے وہ
 کسی چیز کو پکڑتا ہے اور میں اس کا پاگل پہنا ہوں جس سے وہ چلتا ہے اور اگر
 وہ مجھ سے کچھ مانگے تو میں ضرور اسے دیتا ہوں۔

اس حدیث میں بندے کے حقیقی طور پر خدا بننے کا بیان نہیں ہے۔ وہ آخر
 میں یہ لحاظ نہ ہونے کے کہ وہ جب مجھ سے کچھ مانگے تو اسے میں ضرور دوں گا جب وہ
 خدا کی فاعل سے ایک ہو گیا اور اس میں خفا ہو کر اسے خدا کے محبوب بن گیا وہ
 خدا سے کچھ مانگے گا ہرگز نہیں اور اگر وہ مانگ رہا ہے تو معلوم ہو گا کہ اس سے قرب
 کے باوجود بندہ بندہ ہی رہا اور خدا خدا۔ یہ بات تعلیمات اسلام میں سے ہے
 کہ بندہ کبھی قرب اپنی میں نہیں رہتا وہ خدا نہیں بن سکتا۔ بندوں کے خدائی فاعل
 کا مانگ ہونے پر یہ یوں لیں کہ یہ استدلال متشابہات سے ایک تشکیک ہے اور یہ
 سب بیان قرآن اہل ذہن کا ایک نشان ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی
 لکھتے ہیں :-

ان وجدان الصریح بحکمہ بان العبد عبد وان ترقی وان الرب

یہ اس حدیث میں دنیا کے غزالے کہاں سے آگئے۔ اس سے یہ استدلال کرنا
 کی تعلیم بھی حضورؐ کے ہاتھ میں دی گئی ہے یہ ایک اپنا گھڑا مستدل لال ہے جو غلط ہے۔
 اس حدیث کے پہلے حصہ میں صحیح کا بیان ہے اور علم میں فقہ کی غنیمت ذکر کی گئی ہے کہ
 اس دوسرے حصہ حدیث کا مطلب اس کے سوا کیا ہو سکتا ہے کہ علم کے مانند اکلب و
 سنت تو میری امت کو میرے ہاتھ ملے ہیں۔ مگر ان کے مطالب کی کوئی اعظم فقہ
 یہ خاص اللہ کی عطا ہے جسے چاہتے ہیں یہ دولت عطا فرماتے ہیں۔ اگر یہاں قاصد
 سے مراد علم یا ثناء دیا جائے تو حدیث کے اس حصہ کا اپنے ماننے سے کوئی ربط
 نہیں رہتا۔

شرح حدیث نے یہاں اس طرح ان الفاظ کی شرح کی ہے :-

واعلم انما اعطى الله العلم (واعلم انما اعطى الله العلم) اي العلم بمناه
 والتعكر في معناه العمل بمقتضاه

حضرت سیف مہدائے محبت دہوی لکھتے ہیں :-

قال الترمذي: اذا التقى صلى الله عليه وسلم بقوله وانما انا قنم الى
 ما يلقى اليهم من العلم والحكمة ويقول الله صلى الله عليه وسلم ما
 يمتدني به الله خفيات العلوم في كلمات الكتب والسنة و
 ذلك لانه لما ذكر النفع في الدين وما فيه من الخير عليهم انه لم
 يفضل في قيمة ما اوتي اليه واحدة من امته على الاخرى هو
 سوى في السلاخ وعنه في القيمة وانما التناوت في الفهم وهو
 واقع من طريق العطاء ولقد كان بعض الصحابة يجمع الحديث
 ولا يفهم منه الا الظاهر الجلي ويسموه اخرقهم او من القرن

الذی یلهمہ اوحی من انی جددہم فی سبط مسائل کثیرة وذلک
صلی اللہ علیہ من یشاء ۛ

ترجمہ: جو تو وحی کہتے ہیں مگر اسے اللہ ہی نے پیدا فرمایا۔ فاسم میں اس کا نام رکھ کر کہتے
ہے کہ وہ فرمایا ہے جو پہلے جو کہتے تھے کہ وہ راٹھ ہے، اس نام کی طرف اشارہ فرمایا
ہے جس کے ذریعہ کتب سنت کے کلمات ہیں جو کہ بے علم ہیں ان کے سامنے پرانی ہے اس کے
پچھتے خلفاء ہیں اور اس پر جو چیز ہے، اس کا ذکر فرماؤ، اب بتایا کہ اپنے علم کی کسب کرنے میں
دینی است میں سے کسی کو دوسرے پر غیبت نہیں دینی وہی خداوندی ہے جس کے بارے میں
رکھی اور بانی ہے جس کا کیا اور جو فرقہ یا مہم میں ہے اور وہ بعد اسی کے فرقے
ہو، بعض صحابہ حدیث سنتے تھے اور اس کے کفار پر غیبت کے سوا کچھ نہ کہتے تھے
اور دوسرے لوگ اسے کھڑے یا گئے مسجد کے لوگ یا وہ جو ان کے ہوتے وہ
اسے کھڑے یا گئے اس میں سے کسی نے مسائل کا استنباط کر گئے اور یہ الٹر کا فضل
چاہتے ہیں دیتے ہیں۔

اس سے واضح ہوا کہ اس حدیث میں تقسیم علم کا بیان ہے یہ رزق و اراد کی تقسیم
نہیں، رزق اور ارادہ زندگی اور شفا سعادت اور شفا و ست سب اللہ رب العزت کے ہاتھ
میں ہیں اس حدیث میں دنیا کی نعمتوں کی تقسیم عیاں کہ مرقانا اور رضا خاں نے کی ہے ہرگز
مرا نہیں۔

③ — عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: رب شعث
حد فوج بالاجواب لو اقم علی اللہ لا تفرق ۛ

ترجمہ: کہنی ایسے پانچ حلقہ رگ ہیں جنہیں کوئی دروازہ پر گئے نہیں دیتا وہ اللہ خدا پر قسم خدا
کوئی بات کہیں کہ وہ، یا کہ اسے کافر الٹر قبلی، اس کی قسم کہ پورا کر دکھاتا ہے۔

امام نبوی (۷۷۷) کہتے ہیں :-

منا د یسلف یمناً طمعی کرم الله تعالیٰ بابرہ لا یزح وخیل لہ

دعاہ الاجابہ بنت

ترجمہ کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی شخص نے اللہ عزوجل سے کہہ دیا کہ میری ہمت کے کسی شک کے پر اچھٹے کی قسم کھائی تو اللہ تعالیٰ

تعالیٰ سے پرکارتے ہیں اور یہی بھی کیا گیا ہے کہ اگر وہ بندہ خدا کا کہے کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا ہے

وَمَا لَیْلَی اللہ شہادۃ اذہم علیہ ان یفعلہ لہ یغیب دعوتہ فتنہ

اجابة المنشد والقسم علی غیرہ یؤنا الحالف علی یمینہ

وہ بہ جہاد

ترجمہ اگر کسی شخص نے اللہ عزوجل سے کوئی چیز مانگی اور اس پر قسم کھائی کہ وہ ایسا کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی

پکار کھائے میں نہیں کہنے سے تیرہ دی دھندلنے والے کے ہوا ہے اور اس سے جو

دوسرے پر قسم کھاتا ہے تو کھانے سے دھندلے گا تو کھانے والے اس کی نیکی کرتے ہوئے

اس حدیث میں اللہ رب العزت کو ہی مالک اور صاحب اختیار بنایا گیا ہے وہ

درائش در فقیر آ رہم کھائے کہ خدا ایسا کرے گا تو وہ اسی پر اعتماد کر کے قسم کھاتا

ہے کہ خدا اسے جہاد کرے گا وہ ایسا ضرور کرے گا۔ اب یہ خدا ہے جو اس

درائش کے اعتماد کو ٹھیس نہیں پہنچاتا اور جس پر اس نے قسم کھائی اسے پورا کر

دکھاتا ہے۔ تو اس حدیث کی رو سے صاحب اختیار اور صاحب قوت کون

ہوا ایک اللہ اور اس درائش کے لیے کیا ثابت ہوا قریب الہی اور اللہ تعالیٰ

سے نسبت نہ کرنا ہی اختیار ہے۔

اب اس سے یہ نتیجہ نکالنا کہ یہ درویش خدا کی طاعتوں کے مالک ہوتے ہیں

کہ جو کہہ دیتے ہیں وہ ہر کر رہتا ہے اگر تنگ بالمشابہا سے نہیں تو اور کیا ہے۔ بروہی

اس قسم کی احادیث سے فقیر دل اور درویشوں میں خدا کی طاعتیں ثابت کرتے ہیں

اور پھر اپنے حوکر کو یہ روایت سننا کہ اس بات پر لگاتے ہیں کہ وہ اپنی دینی اور
کے لیے ان قبروں اور آسمانوں پر حاضر فرمادیں اور انہیں یقین دلائے ہیں کہ جو
کچھ یہ قبروں والے یا سمبروں والے کہیں گے وہ پورا ہو کر رہے گا تمہیں جو گناہ
ہے ان سے مانگو گئے اللہ سے لینا یہ سن کر کام ہے۔

اللہ کا نام لینے کی بات شیطانِ ولی میں ڈالتا ہے (توبہ)

مولانا احمد رضا خاں کا عقیدہ تھا کہ آناٹش کے وقت دل میں یہ بات کہ اب
اللہ کا نام نہ شیطان ڈالتا ہے۔ اور حق بات یہ ہے کہ ایسے مواقع پر حضرت جلیل القدر
حضرت پیر بابا کی روٹی کا نام لیا جائے کہ ان کو اب یہ سارا کاروبار یہی ادب و احترام
پہنار ہے۔ مولانا احمد رضا خاں فرماتے ہیں حضرت بغدادی ایسے مریدوں سے
یہی صدا گھبراتے تھے۔

فرمایا: یا جنید یا جنید کہتا چلا: میں نے یہی کہا: اور وہ یہ میں میں
کی طرح چلنے لگا۔ جب یہ کہ دیا کہ بیٹا شیطان تعین نے دل
میں دوسرے ذائقہ حضرت خود تو کیا اللہ کہیں اور مجھ سے یا جنید کہتا ہیں
میں بھی یا اللہ کہیں نہ کہوں اس لیے یا اللہ کہنا اور ساتھ ہی شرط
کھایا: پیکار حضرت میں ہو فرمایا وہی کہہ یا جنید یا جنید جب کہنا
اور پاس سے نہ ہوتا۔

تو دین میں کرم خود ہو میں سلام میں کیا ایسے دلائل اور قرعہ و قنات سے
واقعی عقائد ثابت ہوئے ہیں یا اسلام میں عقیدہ ثابت کرنے کے لیے سعی و مشرت
اور قطعی اندازت دلائل کی ضرورت ہے یہ کہ وہ عقیدہ پہلے سے کتب عقائد میں

⑤ روزہ حضورؐ کے لیے ہے، اور آپ ہی اس کی جزا دیں گے، آپ نے فرمایا:

الصيامُ رُجْعَةٌ . يترك طعامه وشرابه وشهوته من أجل الصيام لي وأنا اجزي به .

ترجمہ: روزہ وار اپنا کھانا پینا، اور اپنی منی لذتیں میرے لیے چھوڑتا ہے روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی (خود) اس کے دن، اس کی جزا دوں گا۔

صحیح بخاری کی کس روایت پر افتاد نہ کیجئے امام بخاری نے یہ باب فضل آدم میں روایت کیا ہے، اس کا ظاہری مضمون شرف کا ہے، دوسری روایت سے اس روایت کی تصحیح کر لیجئے۔

یہ دوسری روایت باب اهل يقول اني صائم اذا استند من يؤمن ہے۔

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم قال . لله بكل عمل جني آدم

له الا صيامه فانه لي وأنا اجزي به والصيام رجعة

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ادا آدم کے تمام عمل

ان کے اپنے لیے ہیں سوائے روزے کے یہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس

کی جزا دوں گا اور روزہ ایک رجعت ہے۔

اس سند میں قال اللہ کے الفاظ موجود ہیں جس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ بات

کہنے والا کہ روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا، اللہ رب تعالیٰ

ہے سوائے کوئی شریک کی بات نہیں لیکن پہلی حدیث میں یہی بات حضورؐ کے

نام پر کہی گئی ہے، برہنہ اس سے پہلے حوالے سے پیش کر کے ہیں اور لوگوں کو بہانہ

دیتے ہیں کہ حضورؐ کے دن حضورؐ اپنے معتزل کو روزے کی جزا دیں گے، وعدہ کہ خدا

کی خاطر مددہ رکھا جاسکتا ہے۔

اسلام میں کوئی حدت چھوٹی ہو، بڑی کسی حقوق کے نام پر نہیں کی جاسکتی۔
 بی فرج برائیوں کا صحیح بخاری کی ایک دوسری روایت سے مستدلال ہے کہ فرج
 تعدد میں حضور کے ہاتھ میں ہے اور آپ ہی تعذیروں کا انصاف کرتے ہیں آپ صلی اللہ
 علیہ وسلم فرماتے ہیں۔۔

عن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا یأتی ابن آدم اللہ
 بشئ الا یکن فی قدرۃ ولکن ینفیہ الفاروق قدرۃ لہ
 استخرجہ من البیض۔

ترجمہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابن آدم کو نہ کچھ نہیں دیتی جب تک میں نے
 اس کے لیے تقدیر کچھ نہ کیا ہو وہی قدر سے چھوٹ دیتی ہے اور جس نے سے
 اس کے تقدیر میں کچھ نہ ہوتا ہے۔ بی فرج بخاری کا اصل بخاری میں ہوتا

قرآن کریم میں حکم صریح سے بہت سمجھائی گئی ہے کہ تہذیب کائنات سب خدا
 کرتا ہے اور تقدیریں سب وہی بناتا ہے کسی قدر کو تقدیریں بننے والے بنانا شرک
 ہے۔ اب حق یہ ہے کہ صحیح بخاری کی کسی حدیث میں جہر تک شرک کی حکیم ہے۔ قدر
 تعالیٰ امام مسلم پر رحمت کے پھول برسائے وہ فقط زائد شواہد بہت صاف کر گئے
 صحیح مسلم کی سند یہ روایت لیجئے۔

عن ابی ہریرۃ عن ابوہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اللہ لا یقرب من
 ابن آدم شئ الا لہ یکن اللہ عز وجل قدرہ۔

ترجمہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابن آدم کو کچھ نہیں دیتی جسے اللہ عزوجل
 نے اس کے لیے تقدیر نہ کیا ہو۔

نہ دو ہیٹ میں صریح حور پر خد توئی کو تہذیب نے دانہ کہا لیا ہے روایت
 وہی ہے جو صحیح بخاری میں ہے صحیح بخاری کے الفاظ میں کچھ غلطی رہ گئی معلوم ہوتی
 ہے اب جو شخص بغیر ضروری علم و حسن کے از خود صحیح بخاری کا منہ نہ کرے گا
 اور وہ اسے اس کے اور طریقے سے سمجھے گا وہ یقیناً شرک کی دلدلی میں گرے
 گا۔ بریلوی علیہ السلام کی متشابہ روایات سے اپنے عقائد ثابت کرتے ہیں۔ اور وہ
 نہیں جانتے کہ عقائد غلطی انہماک اور تعصب کا لالہ حادریٹ اور ایامت سے ثابت کیے
 جائے چر متشابہ روایات سے محرم کرنا اہل زینہ کا کام ہے اہل حق کا نہیں۔

اسلام کے حقیقہ توحید پر یہ چھ باب ہم نے آپ کے سامنے ذکر کر دیئے ہیں اسباب ان کی روشنی میں آپ خود فیصلہ کریں کہ فوق، الاسباب کسی سے مدد مانگا اور حیثیت کے وقت اس کے نام کی دہائی دینا یہ اللہ رب العزت کے سوا کس کا حق ہے، پکار فوق الاسباب کے لائق صرف اس کی ذات ہے۔ ہم نے پکار فوق الاسباب کے مقدمہ میں قرآن کریم کی دس آیات اس موضوع پر پیش کیں ہیں کہ پکار فوق الاسباب صرف اسی ایک ذات کا حق ہے۔

اب ہم اس پر اعدادیث بھی پیش کیے دیتے ہیں جن سے واضح ہو گا کہ حاجت مند یا فریاد خواہ کے طور پر ہم صرف خدا کو فوق الاسباب پکار سکتے ہیں اس کے سوا ہم کسی کو اپنی مدد کے لیے فوق الاسباب پکاریں تو شرک ہو گا۔
انحضرت نے (فوق الاسباب) پکار کو خود عبادت قرار دیا ہے حضرت سلمان بن مرزوق کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-

ان الله حاد هو العبادة (نور قراہ) فقال وبكعبه اعطوني واستعجبوا له

ترجمہ ہے: تم کہ پکارنا عبادت ہے پھر آپ نے یہ آیت پڑھی "اے میرے رب نے کہا ہے مجھے پکارو میں تمہیں پہنچوں گا۔"

انحضرت نے اس پر جو اہمیت پڑھی وہ بیکہ سورۃ المؤمن رکوع ۶ میں ہے اس میں اس پکار کا ذکر ہے جو کسی ضرورت اور طلب کے وقت کی جائے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ہی عبادت قرار دیا ہے۔ اس سے معلوم ہو گا کہ اپنی مصائب اور تنگدستی میں صرف وہی ایک ذات ہے جس کو پکارا جاسکتا ہے اور اس کے نام کی دہائی دی جاسکتی ہے اور وہی ایک ہے جو اس فریاد دہی کی پکار کو پہنچاتا ہے ایسے وقت میں فوق الاسباب کسی کو فکسل کشا اور حاجت برد، جانا شرک ہے جو شخص ایسے موقع پر خدا کو نہیں پکارتا

اللہ تعالیٰ اس سے سخت ناراض ہوتے ہیں۔

من بعد عو اللہ غضب علیہ

ترجمہ جو اللہ کو نہیں پکارتا اللہ تعالیٰ اس پر ناراض ہوتے ہیں۔

ایاک نعبد وایاک نستعین میں عبادت اور عیب خواہی کو آپس میں جوڑا گیا ہے اور دونوں کو صرف خدا کا حق تسلیم کیا گیا ہے اور مومن، اسی عقیدے سے یہ اہمیت پڑھتا ہے۔ اور اس کو بریلوی اہلواء اقبال نعبد میں صرف خدا کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور ایاک نستعین میں وہ دنیوی زندگی کی طرف توجہ کر لیتے ہیں۔ ہندوستان کے میل اندر محدث فقیر علامہ مکتوبات صراط امین ص ۱۸۱ حسب معیار الجار لکھتے ہیں۔

ان اعبادہ وطلب الخویج و الاستعانة حق اللہ وحدہ

ترجمہ میرے تمام عبادت طلب خواہی اور یہ کہ اس سے سدا نگاہ ہے

یہ صرف اللہ تعالیٰ سے ہوسکتا ہے۔

بریلوی کہتے ہیں ہم دیویوں اور نیویوں کو پکارتے ہیں ان کے پکارتے ہیں کہ خدا نے نہیں بعض جزئی امور میں تدبیر امور میں کی مصلحت بخش نہ کی ہے اور وہ خدا کی دی ہوئی طاقتوں کے ہیں رزق اور اولاد دینے ہیں۔

ہم جواب کہیں گے کہ یہی عقیدہ مشرکین عرب کا تھا پھر تم میں اور ان میں کیا فرق رہا؟ بارہوی ص ۱ کے مجدد حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (۱۱۹۰ھ) لکھتے ہیں مشرکین یہی عقیدہ رکھتے تھے۔

قد یجتمع علی بعض عبیدہ لباس الشرف والالہ و یجعله مختصاً فی

بعض الامور لخاصہ و یقلدہ تدبیر المملکۃ فینا عبد الامور

الاعظامہ و یجعله موشراً مختصاً فی قسط من الامور کہ

اللہ تعالیٰ کو خاص طور پر بعض عبادہ ص ۱۸۱ مجمع البحار جلد ۱ ص ۱۸۱ بحکمہ اللہ تعالیٰ کے اللہ اور اہل ائمہ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کہی: اپنے بعض بندوں کو بزرگ اور خدا کی چادر پہنا دیتا ہے اور انہیں بعض جزئی امور میں تصرف کی طاقت بخشتا ہے۔۔۔۔۔ اور بڑے بڑے کاموں کو چھوڑ کر انہیں اور سب سے امور میں تدبیر و حکمت کی ذمہ داری سونپتا ہے۔

اور انہیں ان کاموں میں تاخیر و تصرف کے اختیار عطا فرماتا ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ فرمائی: اس بات کے بعد کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ علیہ السلام کی امت میں جو منافق آ گئے ہیں وہ بھی یہی عقیدہ رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان قبروں والوں کو دنیا کے بعض بعض احمد ستر کرنے کی ذمہ داری بخشی رکھی ہے۔

والخلافة من منافق دين محمد صلى الله عليه وسلم في يوم هذا

ترجمہ: اور حضور کے دین میں داخل ہونے والے ہرچ کے منافق بھی تو یہی کہتے ہیں۔ ہاں جو یہ حدیث میں اہل بدعت کے قبروں والوں کو صرف بعض کمزور اعتبار سے لکھے۔ ہمارے نہیں اور تدبیر عام کی معرفت بعض صحیح ان کے سپرد نہیں کر چوہوں میں حدیث میں لانا احمد رضا خاں نے ان بڑے بڑے کاموں کو بھی انہیں حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ والہ العظام کہہ کر اس زمانے کے مشرکین کے عقائد سے مستثنیٰ کیا تھا، حضرت شیخ عبد الغفار جیلانیؒ کے پڑ پڑیہ اور بریلویوں کو یہ عقیدہ دیا کہ اب دنیا کے جملہ امتیازات بہت ہی ترتیب سے۔۔۔۔۔ ہے ہیں اور کن کہہ کر کام نہادین سب آپ کے اختیار میں ہے۔ مگر انہیں احمد رضا نے اس شاہ جہاد کو مخاطب کرتے لکھتے ہیں: احمد سے احمد اور احمد سے کچھ کہ

کن اور سب کن ممکن حاصل ہے یا خورشید

اب آپ ہی سوچیں باقی کیا رہا کیا ان نام نہاد مسلمانوں کی پوری دنیا شرک کے

اسی مسند میں نہیں ڈوب سکتی؟

لے الہ در الہ از غتہ منہ سہل و غشیش منہ

بہا نسبت نہ ہو گا کہ ہم پھر خرق الکسا بسبب کی اس بحث میں بریلویوں کی ان چند
معاذات پر بھی کچھ مختصر بحث کر دیں جن کے سہارے بریلوی علماء نہایت بے وردی سے
اپنے حوالہ کو محروم الایمان کرتے ہیں۔

① حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا ایک دفعہ پاؤں سو گیا کسی نے حمل بتایا کہ اپنے محبوب
قرین عزیز کا دھیان کریں پاؤں میں جس کی جلتے گی آپ کی زبان سے نکلا یا محمد
اور وہ تکلیف جاتی رہی۔

سودی محمدؐ صر صاحب لے میاں انکسیت ۳۶ میں اس پر ابن مسنی اور امام بخاری
کی کتاب الادب المفرد وغیرہ کے حوالے دیئے ہیں۔
الجواب :

عمل تاملے ماسے کے یہ الفاظ سودی صاحب نے نقل کیے ہیں :

انکسیت الناس الملیک۔ اپنی محبوب ترین چیز کا دھیان کر۔

اس میں اسے پکامنے کی ہرگز تعظیم نہ تھی نہ ذکر کا معنی مانع کا ہے۔ سو آپ کا

یا محمد کہنا غیر اشتیاق کے طور پر ہو چکا ہے اس کے طور پر نہیں۔ نذر کے لیے یا محمد
کہا جاتا ہے نہ کہ یا محمد یہ پیرایہ عشق کی ایک صواب ہے۔ دیکھ لیں۔

پھر یہ بھی سوچیں ایک آنٹی کے لیے حضورؐ کو نام لے کر پکارنے کی محبت بھی کیسے
ہر گھنٹی ہے۔ حضورؐ کو نام لے کر نہانا صواب میں ہرگز رائج نہ تھا قرآن کریم میں ہے کہ
نبی پاکؐ کو نہانا اس طرح نہ کر لو جیسا تم آپس میں ایک دوسرے کو نہانے کو بلا تے
جو ایک آنٹی کے لیے حضورؐ کا اس طرح نام لینا بطریق ذکر تو ہو سکتا ہے بطریق نذر نہیں۔

نما تیار۔ یہ روایت ہے بھی ضعیف اور اس کی کوئی سند ضعیف سے خالی نہیں۔ ایک
سند میں ابو شیبہ ہے ایک میں محمد بن مصعب ہے ایک میں زبیر ایک میں معاذ بن ہے اور
اور ایک میں حیاث بن ابی سلمہ ہے اور یہ سب ضعیف ہیں اور ایسی روایات سے مفاد

وَاِذَا سَأَلْتِ فَاسْأَلِي ۚ اِنَّ يَنْفَعُكَ نَفْسُكَ لَمْ يَنْفَعُكَ الْاَبَشِيُّ ۚ قَدْ كَتَبَ
 اللَّهُ لَكَ ۚ

ترجمہ: جب تو کچھ مانگے تو خدا سے مانگ اور جب تجھے کوئی بددعا کر رہا ہو تو خدا
 سے مدد طلب کرنا۔ تم جانو کہ اگر سب لوگ جمع ہو جائیں کہ تمہیں کچھ بھی فائدہ
 دے سکیں تو تمہیں کچھ نہ دے سکیں گے مگر وہی جو خدا نے تیرے لیے لکھ دیا
 ہو تو تم اُٹھ کچے اور تقدیر کے صحیفے غلک ہو چکے۔

اس روایت کے یہ الفاظ کہ اگر سب لوگ تیری بددعا کے لیے جمع ہو جائیں (ان الائمة
 لو اجتمعت علی ان ینفعلوک) اس میں کون کون سے لوگ لگے؟ کیا نبی اور ولی اس عمل میں
 نہیں لگتے؟ دوسری حدیث کے بعد دلائل قاری (ج ۱۰ ص ۱۰۰) فرماتے ہیں کہ سب انبیاء و اولیاء
 اس میں آجاتے ہیں اور کوئی اپنے چاہنے سے کسی کو کوئی نفع نہیں پہنچا سکتا۔
 سو حضرت ابن عباس کی انس روایت کو آپ کی اس روایت کی روشنی میں سمجھنے کی
 کوشش کریں۔ جو دو روایت اس وجہ سے نہیں کہ وہ اس روایت کو کسی وجہ سے کمزور
 کر کے حضرت ابن عباس کی وہ روایت حضرت عبداللہ بن مسعود سے بھی مروی ہے مگر اس کی
 سند میں معروف بن حسان، نضر بن عبد شمس، اس کے ایک عرق بن یزید بن علی حضرت عبد
 سے روایت کرتا ہے اور اس نے ان کا دامن نہیں پایا۔

فرماتے اگر کسی کام پر محمد، ہوں اور اللہ تعالیٰ تدبیر عالم میں من سے کوئی کام لیں تو اس سے یہ
 نتیجہ نکالنا کہ یہ قبروں والے بھی دنیا کے نظام کو چلا رہے ہیں ایک غلط قیاس ہو گا۔ ایسے کمزور دلائل
 سے خود شرع نہیں اور ولیوں کی پکار فرق الاسباب کی راہ چلا کر نا ایک ذی دینی غلطی
 ہوگی۔ اعاذنا اللہ منها۔

⑤۔ اہل حق کے ہاں شرک کی حقیقت

اہل حق کے ہاں ہندے کا ہر سالہ خدا سے ہونا چاہیئے وہ کسی مخلوق سے کرنا شرک ہے، مثلاً:-

① ہندے کا یہ عقیدہ کہ جس طرح خدا ان حق اور رازق ہے مذکور کی حد کو وہ طاقت سے یہ قبول دے گا بھی، بہا سے غافل اور رازق ہیں یہ شرک ہے۔

② انسان کے قریب ہر وقت ہونا اور اس کی ایک ایک بات کو مٹانا اس کے دل کی دھڑکنوں تک کو اسباب جاننا اور پہچاننا یہ طاقت کسی مخلوق کو نہیں دی گئی اس صرح یہ عقیدہ کہ انبیاء اور اولیاء ہر جگہ ہر وقت ہمارے پاس حاضر و ناظر ہوتے ہیں یہ شرک ہے۔

③ یہاں انسان اور سر سے انسانوں کی مدد ان اسباب کے ذریعہ کرتے ہیں جو خدا نے پیدا کیے اور ان پر بندہ ان کو ان میں تصرف کا موقع دیا، لیکن ان سب اسباب سے بالاتر جو کہ کسی کی ضرورت کی کرنا یہ قبول والوں کو نہیں دی گئی، غیب سے مدد کرنا صرف ان کی شان ہے، غیروں اور دنیاویوں میں اس طاقت کا اقرار کرنا یہ انہیں خدائی مرتبہ دینا ہے۔

④ مصیبت کے وقت دفع مصیبت کے لیے کسی کو فرقہ الاسباب پکارنا یہ محال صرف اللہ رب العزت سے ہونا چاہیئے یہ عقیدہ تو عید ہے اور ایسے عقول پر قبضہ رکھنا وہ دور سے ہونا تو ایک سے یہ شرک ہے۔

⑤ زمین و آسمان کے نظام کو مستندوں کی گردشوں کو، زمین کی حرکتوں کو، رزق کی برکتوں کو ان قبول والوں کے اختیار و استیلا میں سمجھنا اور ضرورت کے وقت ان سے مانگنا

یہ شرک ہے اور یہ طاقتیں قدرتیں اور اختیارات ہر میں پائے جاتیں، اسے اللہ وجود کہتے ہیں، اسلام کے عقیدے میں وہ صرف ایک ہے اور وہی ایک جہادوت کے لائق ہے۔ اس تفصیل سے جہادوت کے یہ معنی کھینچتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو مافوق واسباب ان تمام طاقتوں اور قدرتوں کا مالک سمجھتے ہوئے اپنے آپ کو، تنہائی عاجزی اور بیگنی کے ساتھ اس کے سامنے کھڑا کرنا اور اپنی ضرورتوں میں اسے پکڑنا، اس کے نام کی دہائی دینا اس کے نام پر بندہ لے کر اذکار اس کے نام پر قربانی دینا، اس کے نام پر خون دینا یہ سب جہادوت ہیں اور بندے کا معاملہ جو خدا سے ہونا چاہیئے، کسی دوسرے سے نہ کرنا چاہیئے۔ وہ اجرام فلکی ہوں یا اجرام ارضی ہوں، اختیار و اولیاء ہوں یا علماء اعلیٰ کے فرشتے، آنگ اور پانی ہوں یا مٹی اور پہاڑ، قبریں ہوں یا جنت کے تھان ان میں سے کسی سے وہ معاملہ نہ کرے جو ایک مسلمان خدا سے کرتا ہے اس صفت میں یہ شخص شرک سے بری ہوگا اور توحید کے اقرار سے اللہ رب العزت کی بادشاہی میں داخل ہوگا۔

اب اس کی تمام قربانی عبادتیں (انقیات) جہتی عبادتیں (واصولات) اور مالی عبادتیں (واغنیات) صرف ایک اللہ کے لیے ہوں گی اور وہ ہر نماز کے آخر میں اس کا اقرار کیا کرے گا اس کے بعد وہ سلام پھیرے عبادت اس کی پوری ہو چکی۔

⑤ بریلوی علماء کی بے رحم پالیسی

بریلوی علماء اب تک اپنے حرام کے ذمہوں میں بات نہیں ڈال سکے کہ عبادت اللہ تعلیم میں فرق ہے ان کے دل یہ دو لفظ ہیں اور بس، وہ بزرگوں کی تعلیم میں فرق کرتے ہیں کہ اس میں عبادت کا اھوک لگتا ہے اور جب ان کے علماء کو کہا جائے، کہ خدا نے اپنے حرام پر حکم کر دیا اور انہیں یہ فرق سمجھا دو تو وہ بجائے انہیں توحید پر

انہی کے انہی راہِ شرک کو قرآن و حدیث سے ثابت کرنا شروع کر دیتے ہیں اور
یہی موقع پران کا مشکب صرف متشابہات سے ہوتا ہے جو کج رفتاروں کا سرمایہ
ہے۔ قرآن کریم میں ہے :-

أَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ مُتَعَادِلِينَ
وَابْتِغَاءَ مَتَاعٍ (آپ آل عمران)

ترجمہ: لیکن وہ لوگ جن کے دلوں میں کجی ہے وہ متشابہات کے
پچھے گھومتے ہیں فتنہ کی طلب میں، اور ان کو مردمان کو نہ میں
مسدود میں عقائد حکمت سے ثابت ہوتے ہیں متشابہات سے نہیں لیکن
برہوی علماء: تنہا بے رحم ہیں کہ اپنے عوام کو مجروح الایمان کرنے کے لیے ہمیں ہمیشہ
متشابہات سے استدلال کرنے کی عادت ڈالتے ہیں۔ برہویت کی عمریت انہی کمزور
بنیادوں پر عری ہے

متشابہات کے بعد انتہائی کمزور روایات کے سہارے

قرآن کریم کی ہر نیت ہے ثبوت میں قطعی و یقینی ہے تاہم یہ ضروری نہیں کہ کائنات
بے مہمندی میں واضح و محکم ہو جو قرآن کریم میں کسی سبب متشابہات بھی ہیں جن سے
اہل حق ثابت عقائد میں کبھی شک نہیں کرتے اور بدعت کو حجب سے بڑی غلطی کے
بے قرعین کی بجائے صرف دین نہیں مٹی تو وہ بہت متشابہات سے دنیا لاکر نہیں
انتہائی کمزور روایات سے مزین بناتے ہیں ان کے جابل و مابن موضوع سے قریب پہنچنے
وافی روایات کو جو ہم جھوم کہ ضرور قطعیت پاتے ہیں اور اپنے دوسرے موم کو نہایت
بیرودی سے شرک کے زچے پر نہ کہتے ہیں

نہیے ہر انہی آدمی کے بہت پس ہر دوسرے نہ باید مذہب

المبایع الخالص تعلیم کے نام پر عبادت کے مختلف پیرائے

بریلوی علماء مزاروں کے گرد اپنے حرام کو یہ ذہن دیتے ہیں کہ تم یہاں جو کچھ کر رہے ہو وہ دست بستہ قیام ہو یا سجدے یہ ان بزرگوں کی تقسیم ہے عبادت نہیں اور وہ بے چارے علم سے ناواقف لوگ تعلیم اور عبادت میں فرق کیسے بغیر اپنے شرکیہ اعمال کو جاری رکھتے ہیں۔ در یہ ظالم علماء جب تک اپنے حرام کو ایمان سے کثرت محروم نہ کر دیں اپنے وعظ سے واپس نہیں وٹتے۔

وہ کوئی مسلمان ہے جو توحید کا قائل نہ ہو اور وہ مکمل اسلام لا الہ الا اللہ کا اٹکار کرے۔ خدا کو ایک گننے والے کے حل میں شرک کی گولی۔ تارنا کوئی آسانی کام نہ تھا بریلوی علماء نے اس کے نیچے ایک راہ نکالی اور اپنے حرام کو دونوں کے پیکر میں ڈال کر ایمان سے خالی کر دیا اور وہ بے چارہ سمجھ رہے کہ میں بزرگوں کی تعلیم کر رہا ہوں عبادت نہیں کر رہا۔

جو جس پر عبادت کا دھوکہ مخلوق کی وہ تعلیم نہ کر
جو خاص خدا کا حمد ہے بندوں میں اسے تقسیم نہ کر

تعلیمی سجدے اور عبادت کے سجدے میں فرق

کسی مخلوق کو تعلیمی سجدہ کرنا شریعت محمدی میں حرام ہے۔ بسن مثل بادشاہ اپنی رعایا سے تعلیمی رکوع بھی کرتے تھے اس کو رکن بھانا کہتے تھے پہلی شریعت میں یہ تعلیم کو حد تک جائز تھا اس شریعت میں یہ حرام ہے اس سے یہ بات کھل جاتی ہے کہ اب بھی کسی بندے کو تعلیمی سجدہ کرنا شرک نہیں مگر حرام ہے اگر نہ شرک تو کسی کسی

قوم کے لیے جائز نہیں ہو۔ جب یہ تنظیمی سجدہ پہلی امتوں میں جائز رہا تو یہ شرک کسی کی صورت میں نہیں ہو سکتا نہ پہلی شریعت میں نہ اس شریعت میں گو یہ جائز نہ ہو۔ پہلی شرائع میں یہ تنظیمی سجدہ صرف دندہ نمازوں کو تہارذ ہے وہ بادشاہ ہوں یا پیر و فقیر۔ قبروں کو تنظیمی سجدہ کسی نہیں کیا گیا نہ تاریخ میں اس کی کوئی شہادت ملتی ہے۔ یہ قبروں پر سجدے ہرگز تنظیمی سجدے نہیں یہ بغیر نہ کسی صورت عبادت ہے۔ میں طرح ہندو پتھروں کے آگے جھکتے ہیں یہ برہمن جو سجدہ تنظیمی کے مخالف ہیں، پتھروں اور قبروں کے آگے جھکتے ہیں۔ علامہ شامی صحیح فیصلہ دے گئے ہیں کہ نسبت پرستی کی ابتداء قبر پرستی سے ہوئی تھی۔

ان اصل عبادۃ الاتحاد اتحاد قبور والمصلحین من اجلہ
ترجمہ بت پرستی کی ابتداء اس سے ہوئی کہ لوگ نیک لوگوں کو قبروں کو
سجدہ گاہ بنائے رہے۔

عبادت اور تنظیم میں فرق

نماز کی تین حالتیں ۱۔ دست بستہ قیام ۲۔ رکوع اور ۳۔ سجدہ عینوں
بدست ہیں کسی کے سامنے تنقیض یا یہ اعمال بجا آنے نہ گئے جائیں تو سمجھا جا سکتا ہے
کہ یہ تنظیم کی عبادت ہے لیکن کوئی شخص حضور کے روضہ اطہر سے سینکڑوں میلوں کے
فاصلے پر دست بستہ تنظیمی قیام کر رہا ہے اب اس کو تنظیم کیسے سمجھا جائے جو کہ کچھ
نہیں یہ فرق ان اسباب پکار تو نہیں جو یہ امتی بدوں اس حید سے کہ فرشتے میرا
یسلم حضور کو پہنچا دیں حضور کو سامنے حاضر و ناظر سمجھ کر بجا کر رہا ہے؟ یہ طوی عبادت
قبروں پر ہونے والے سجدوں کو کبھی شرک نہیں کہتے مولانا احمد رضا خاں نے سجدہ تنظیمی

کی حرمت پر ایک زمانہ لکھ دیا، لیکن خردوں پر جو نئے دہے ان سجدوں کو شرک نہیں بھی
منیں کہا۔

بریلوی علماء سے یہ کہیں کہ ترمذی ادواب میں عبادت اور تعظیم میں کیا فرق کہتے
ہو تو یہ بالکل خاموش ہو کر رہ جائیں گے۔ اس سوال کا کوئی جواب نہ دے سکیں گے
مگر کچھ کہہ سکیں گے تو یہی کہ بدنی پیر یہ ادواب میں عبادت اور تعظیم میں کوئی فرق نہیں ہے

ایک دلچسپ واقعہ

ایک دفعہ ایک بریلوی مولوی سے دو محدث اور سہم نے ان سے اسلامی
عبادت کا طریقہ پوچھا۔ کہنے لگے جس میں اعتقاد سے ہوں قیام، رکوع اور سجدہ
یہ نماز کے بڑے نشان ہیں یہ عبادت کی مختلف شکلیں ہیں، جم کے کہا یہ صورتیں کسی
مخلوق کے آگے، اختیار کی جاسکتی ہیں۔ کہنے لگے اس تعظیم کی نیت کرنے دست بستہ
قیام اور رکوع کر لے، لیکن سجدہ تعظیمی، اس شریعت میں کسی مخلوق کے لیے جائز
نہیں، اس اگر کوئی کہے تو یہ شرک نہیں ہے۔

سہم نے کہا تو پھر تعظیم اور عبادت میں فرق بیان کر دیجئے۔ کہنے لگے یہ
فرق کرنا بہت مشکل ہے، جم لے کہا کہ جب یہ تمہارے لیے بھی مشکل ہے تو
تمہارے محرم اس فرق کو کیا سمجھتے ہوں گے، اس سے پتہ چلتا ہے کہ عزائم
پر جو یہ کاروبار ہو رہا ہے یہ لوگ اپنے ذہن میں نہیں یہی سمجھ کر پکارتے ہیں کہ
یہ بیماری سب دنیوی عبادت پوری کریں گے اور جارا منع و نقصان بیماری اور
شغائب، بھئی کے ذمہ میں ہے۔ یہ پکار فونی کا سبب اپنی اسی حاجت روائی
کے لیے کی جاتی ہے۔

الباب السادس

آخرت میں مشرک کا خوفناک انجام

① مشرکوں کا انجام قرآن کی روشنی میں

شُرک جس راہ سے آئے شرک ہے یہ بحث کی ذہ سے آئے باعدادت کی راہ سے آئے یہ ہر حال میں شرک ہے۔ مبالغہ تطویر یعنی کی محبت میں شرک میں مبتلا ہوئے۔ اور انہیں خدا فی کے مقام پر آئے۔ یہودی عداوت کی ذہ سے کفر کی سہجہ پر آئے اور بنو اسرائیل کی دشمنی میں حضرت نوح علیہ السلام کے مخالف ہوئے۔ حضرت عزیر کو خدا کا بیٹا بنایا۔ جو سہمان قبر پرستی کی راہ سے مشرک بنے وہ بھی محبت کو راہ سے شرک کی بہون پر آئے۔ مشرکین عرب کے بارے میں بھی یہی پتہ چل سکتا ہے کہ وہ توحید کے قائل تھے بڑا خدا ایک ذات کو ہی مانتے تھے اور اس کی عطا سے وہ ان بزرگوں کو اپنے اپنے مقرر میں حاجت روا اور شہل کرنا سمجھتے تھے اور وہ ان کی عبادت میں اس لیے کرتے تھے کہ یہ جمہور نے معبود انہیں بڑے خدا کے قریب کر دیں اور اس کے حضور ان کا وسیلہ ہو جائیں۔

اب دیکھئے قرآن کریم میں آئے ہیں کہ ہر ان مشرکوں کا جو ایک خدا کی توحید کا اقرار کر کے عطا کی ادب میں نبیوں اور ولیوں میں خدا کی طاقتیں ثابت کرتے تھے کیا انجام بتلایا ہے۔ ہم اس پر سردست یہ مانتے ہیں کہ دیکھتے ہیں ہو سکتا ہے کہ برہمچاری عوام اس خوفناک انجام سے ڈر کر ہی اپنے مولویوں کو چھوڑ جائیں۔ جو خود توحید پر تامل کر رہے ہیں لیکن اپنے عوام کو مجرّم الایمان کیے بغیر نہیں چھوڑتے۔

بَنَهِ مِنْ يَشْرِكُ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَا وَاوَّاهُ الْمَنَادُ
وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ نَصْرِ - (بک المائدہ ۷۲)

ترجمہ: بے شک جو شرک کرتا ہے، اللہ کے ساتھ مواصلتِ حقانی نہ اس
پر جنت حرام کر دی اور اس کا ٹھکانا آگ میں ہے اور نہیں کوئی
ان ظالموں کا مددگار۔

یہ ایک آیت میں تین باتیں کہی گئی ہیں کبھی ان کو جنت کی ہوائ لگ سکے
گئی ہں اسی آگ میں ہی پڑے رہیں گے اور کوئی ان ظالموں کی مدد نہیں پہنچ سکے
گا۔

وَمَنْ يَشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَانَ مِمَّا خَسِرَ السَّرَّاءُ فَتَقَطَّعَتْهُ الْطَيَارُ وَالْهَوَى
بِهَ الرَّحِجِ فِي مَكَانٍ سَعِيقٍ - (بک الحج ۲۱)

ترجمہ: اور جو کسی سے شرک تو وہ ایسے ہے جیسے کوئی گڑ پڑا
آسمان سے سو پرندے اسے تو پچ ڈالیں یا اسے کسی دور
دریا بہرے پر جا پھینکے۔

کس قدر خوفناک انجام ہے جو اس طرح پرندوں کا لقمہ بنے یا دور دراز
کی جگہوں پر اس کا جھکا پھینک دے اور پھر وہ جانوروں کا لقمہ بنے۔

وَقُلِ الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّا جَزَاءُ الْمُحْسِنِينَ فَتَبَرَأَ مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَأَ دَامَنَا
صَكَهَ لَمْ يَرْحِمِ اللّٰهُ أَعْمَالَهُمْ حَسْرَاتٍ عَلَيْهِمْ وَمَا بَعْدَ رَحِيمٍ

بَنَهِ الْمَنَادُ - (بک البقرہ ۷۷)

ترجمہ: اور یہ شرکین کہیں گے ہمیں اگر ایک دفعہ دینا میں پھر جانا
ملے تو ہم بھی اپنے ان معبودوں سے اسی طرح الگ ہو جائیں جس
طرح یہ آج ہم سے الگ ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں ان
کے اعمالِ حسرتیہ بنا کر دکھائے گا، اور وہ کبھی آگ سے نہ بچ سکیں گے۔

گناہگار بخشا جائے گا مگر مشرک نہیں

گناہگار اگر اہل گمراہی میں کہ وقت کے لیے بائیں گئے۔ وقت کی منت کی گناہوں کے مغایں ہو گئی۔ مگر بالآخر جو ایمان ان کا ہو گا۔ ان کے گناہوں سے نکل جائے گا۔ مگر مشرک کے گناہ کبھی بگ سے نہ نکل سکیں گے۔ یہ آیات انہی کی تفسیر کے لیے مندرجہ اور تراویح پھرنے والے کبھی خدا کی بادشاہی میں داخل نہ ہو سکیں گے۔

ان الدین کہہ ہوا بایاتنا و نستکس راعنہ لا تفتح لہم ابواب
السماء و لا یدخلون الجنة حتی یلع الحل فی سماء الخیاط و
کذلک یجزی المجرمین۔ لہم من جہنم ما یریدون فوہم
غواش و کذلک یجزی الظالمین۔ (پیش از حرف ۱۰)

ترجمہ ہے: تم کہ جن لوگوں نے جھٹلایا یا ہنسی کی چیزوں کو اور ان کے مغایں بننے کو
نہر جانا نہ کہے جائیں گے ان کے لیے دروازے آسمان کے اندر وہ داخل نہیں
کئے جنت میں یہاں تک کہ دھت کوئی کے تاکہ میں گھس جائے۔ وہ ہمیں طرح بدلوں گے
کہ ہمارے دل کو ان کے دہلے دوش کے کچھڑا ہو گا اور اسی کا اوپر سے دھڑھکا ہو گا
اور اس طرح ہم جہنم میں کہ بدلوں دیتے ہیں۔

ان الله لا یغفر ان یشرك به و یغفر ما دون ذلک لمن یشاء۔

(پیش از حرف ۳۸ - ۱۱۹)

ترجمہ ہے: تم کہ اللہ تعالیٰ نہیں بخشتے اس کو کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک کیا
جائے اور اس کے سوا بخش دیں گے جسے چاہیں۔

مشرک کی بدگفتی اس حد ہے جس سے کہ وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جتنا ہے اور کبھی نہ
بخشا جائے۔

② مشرکوں کے لیے دُعائے خیر سے بھی منع کر دیا گیا ہے

مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ (سورۃ التوبہ ۸۳)
ترجمہ: نبی اور ایمان والوں کو اس کا حق نہیں کہ مشرکین کے لیے مغفرت کی دعا مانگیں یا ان کے گناہوں کو بخش دیں۔
ہر گناہ کی روک تھام کے لیے دعا مغفرت کی دعا کرنا بھی حرام قرار دیا گیا۔

مسلمانوں کے لیے حدیث خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کی امید مغفرت کا
بڑا سہارا ہے۔ آنحضرت کی یہاں کی دعا کی میں بھی گنہگار مسلمان آپ کے پاس آکر
خدا سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتے تھے اور حضور بھی ان کے لیے دعا کرتے، شفاعت
کرتے اور اللہ تعالیٰ ان کی توبہ قبول فرماتے۔ وفات کے بعد گنہگار مسلمان آپ کی
شفاعت کے سہارے جیتے ہیں شافع اللہ تعالیٰ کے ملاں سے ہوگی۔ لیکن مشرک
کتنا بد بخت ہے کہ حضور کو اس کے لیے مغفرت مانگنے سے روک دیا گیا اور طرہ یا کالہ آپ
کو حق ہی نہیں کہ مشرکین کے لیے گناہوں کی معافی مانگیں ہم ان کے لیے جنت حرام کہ چکے
ہیں۔

بریلوی سوریوں کو چاہیے کہ اپنے حرام پر رحم کریں اور انہیں کسی ایسے عقیدہ اور
عمل پر دلائل کہ جنت ان کے لعیب میں نہ رہے۔ شرک وہ گہری دلدل ہے کہ اس میں
دھنسا شاید ہی کبھی باہر نکلا ہو۔ کھلے شرک سے تو ہزاروں نے توبہ کی ہوگی۔ لیکن جو شرک
عقیدہ و جبر کے ساتھ آئے وہ زندہ بھی ہے اور زندہ یوں کا شرک کبھی توبہ کی گھائی پر
آپا نہیں دیکھا گیا۔

یہ تو آپ دیکھ چکے ہیں کہ جنت انسان پر کب حرام ہوتی ہے اور کس عمل سے وہ
لائی مغفرت نہیں رہتا۔ اب وہ عمل ظہیم بھی سن لیں جس سے انسان پر آگ حرام ہو جاتی
ہے۔

۳) صدقِ دل سے دو اقرار جنہم کی آگ کو حرام کر دیتے ہیں

حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذؓ کو جب وہ بیت کے پیچھے ایک جی ادھٹ پر سوار تھے تو آپ نے: نہیں بڑے ہتھام سے فرمایا:-

ما من احد یشهد ان لا اله الا الله وان محمداً رسول الله صدقاً
من قلبه لا یحقره الله علی المذنب

ترجمہ: کوئی ایسا نہیں کہ حق سے شہادت دے کہ ایک شخص کے سرور کی معبود بن گیا اور
کہ محمدؐ اللہ کے رسول ہیں مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اسے آگ پر حرام کر دیں گے

ایک خدا کو بڑا بن کر اس کی عطا کردہ طاقتوں سے اور کوئی پھر نہ ملے۔ خدا اس کے شریک
بتا کر جیسا کہ مشرکین عرب کا عقیدہ تھا یہ وہ شرک ہے جس سے قرآن کریم نے مشرکوں پر
جنت حرام فرمائی۔ سو ایسا عقیدہ رکھنے والا صدقِ دل سے توحید کا قائل نہیں وہ نہ تو کسی
راہ سے توحید کا اقرار کرتا ہے۔ اسی طرح جو شخص اپنے راہِ عمل کے لیے حق سے ہدایت
نہیں لیتا حضورؐ کو پناہ دینا نہیں سمجھتا تو وہ بھی صدقِ دل سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی
رسالت کا اقرار نہیں کرتا۔ یہ اس کے وہ دو جرم ہیں جن کے باعث اللہ کا آگ میں
جانا حرام نہ ٹھہرا اس بے نصیب پر جنت حرام کر دی گئی۔

جو لوگ اپنے آپ کو مہلک کہتے ہیں اور اپنی دینی زندگی کے نیچے پیروں
اور ٹانگوں کو یا اپنے باپ دادا کے طریقوں کو سنبھالتے ہیں وہ اپنے لیے حضورؐ
کی تشریف آوری کا عقیدہ نہیں رکھتے۔ یہ وہ غلط راہِ عمل ہے جو اسے صدقِ دل سے
محمد رسول اللہ کے اقرار پر نہیں لے دیتی۔

رسولؐ حضرت علیؑ: ضروریہ وسلم نے صرف مکہ پر چھنے پر نجات کی ضمانت نہیں دی، بلکہ ساتھ صدق دل کی قید لگائی، بلکہ پڑھ کر جو لوگ عتابہؓ شریک میں مبتلا ہیں وہ توحید و رسالت میں زندہ قبر کا شمار میں ان کا مکہ پر چھنے انہیں آگ پر حرام نہیں کرتا۔

توحید میں کسی کو اجزاء مل جائے وہ صدق دل سے لا الہ الا اللہ پر جانے والا اللہ تعالیٰ محمد رسول اللہ کے اقرار میں اسے من قرآن توحید کی برکت سے صحیح راہ پر لگا دیتے ہیں۔ یہ عقیدہ توحید ہے جس میں: اجزاء کی دوست گیری کا نصیب نہیں۔

حضرت عقیان بن مالکؓ انصاریؒ: یعنی اللہ نہ کہتے ہیں کہ حضور اکرمؐ نے فرمایا اللہ کی رضا کے حاصل کرنے کے لیے لا الہ الا اللہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جہنم کی آگ اس پر حرام کر دیتے ہیں۔

لا الہ الا اللہ یعنی بہ وجہ اللہ از سرمد اللہ علی النار
ترجمہ: جو شخص غاصتہ دوجہ اللہ لا الہ الا اللہ کہے گا اللہ تعالیٰ اس پر آگ حرام کر دیتا ہے۔

جب تک ایک خدا کے سوا ہر ایک کے اللہ ہونے کا انکار نہ ہر انسان شرک سے نہیں نکلتا اس کے بغیر اس کا اقرار توحید زندہ قبر ہے۔

حضرت عبدالعزیزؒ اسلام کہتے ہیں: شخصیت علیؑ ضروریہ وسلم نے کسی کو کلمہ شہادت پڑھنے سے سنا کر فرمایا۔

اشہد ان لا یستہد بہا احد الذریع من الشراک
ترجمہ میں گواہی دیتا ہوں کہ جو بھی کسی کی گواہی دے کہ ایک خدا کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور ایک اللہ کے رسول ہیں، تو وہ شرک سے بچ نکلا۔

عقیدہ نور

بسم اللہ وسلام علی عباده الاحسن اصطلاح احادیث ..

بروزیوں کو جو سنت سے بدانگہ ہیں ان کا وہ عقیدہ مستوند ہے جس میں ان کی پانچ

نہایاں ہیں

- ① وہوں نے اللہ تعالیٰ کو فرسجھ رکھ ہے۔
 - ② جس نور جس سے وہ نور محمدی کا صدور آتے ہیں
 - ③ عقیدہ کو یہ ابتداء سے نور مانتے ہیں
 - ④ سنت کو یہ نور نبوت نہیں سمجھتے
 - ⑤ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ وجود معرفت نور کا ہے نہ عینہ وجودی چیز نہیں عدم محض ہے۔
- ہر چیز اس کے کما حقہ مراتب پر اہل سنت عقائد بیان کریں نہ بری معلوم ہوتا ہے کہ
پچھلے نور کی کچھ شے جو کہ وہی کہ یہ کیا چیز ہے؟

عربی میں نور روشنی Light کہتے ہیں اور اس کا ایک اپنا معنی ہے اور عقیدہ ہے
بن عدد و تک و ان پھیلا ہوا ہے و در روشنی ہے اور بیان پر روشنی نہیں دہاں اور جہاں ہے روشنی
اور نہ جہاں کے کا اپنا پنا پھیلنا اور جسم ہے روشنی کا ایک اپنا وجود اور جسم ہے یا نہ کوئی کیفیت
ہے جو کسی چیز پر اثر کرتی ہے جس میں سائنس دانوں کا اختلاف ہے نور جس Physics میں Light
و روشنی اور Heat (گرمی) و دراز بر کے موضوع ہیں۔

اشرقتی کو نور نہیں کہہ سکتے یہ کچھ وہ جسم ہے اور نہ اس کا کوئی اپنا پھیلاؤ ہے۔ یہ
جہاں ہونا اور عقیدہ رکھنا یہ حقوق کی صفت ہے نازل کو نہیں اشرقتی جسم اجماعی ہر لمحے سے

پاک ہے۔

پھر یہ روشنی جو مخلوق ہے وہ قسم کی ہے ظاہری اور باطنی — علیٰ ہر روشنی، کس دنیائے مادیہ چاند اور ستاروں سے ہے۔ اور باطنی روشنی فرشتوں، انبیاء و مرسلین اور اولیاء اللہ کے ذکر و افکار سے ہے ظاہری روشنی تو ہدایت ہے اور باطنی روشنی فروغِ صفا ہے۔

ایمان و عمل تو غربت سے روشن ہیں۔ اس روشنی کا ظاہری روشنی سے کوئی تعلق نہیں — جس (آتش پاکستہ) کی فصل بھی کہ انہوں نے ظاہری روشنی (آگ) کو خدا سمجھ لیا اور اس کی وجہ کار نے لگے۔ اور ہندوؤں کی فصلی ہے کہ الٰہ میں سے بعض اب تک سورج کو خدا اور چاند کو ثواب دیتا ہے۔ ہیں کہ اس میں خدا جودہا کر پڑا۔ بطنی نور کو ظاہر نور (روشنی) سے لانا یہ جو کس و ہندو کی فصلی بھی۔ بیبیوں نے خدا کو نور سمجھ کر وہی فصلی کہ ہے جو پیچھے جس و ہندو کو بچے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ خدا نور (روشنی) ہے نہ نورانی — جس کا کوئی جسم ہے اور نہ وہ کسی کیفیت کا نام ہے۔ اگر سے نور کہیں قریا سے جہاں تا جائے گا یا کوئی جسمانی کیفیت — اور ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ نور ہے۔ پاک ہے۔ اور اہل السنۃ و الجماعہ کے عقیدہ میں، اللہ تعالیٰ کی ذات نور نہیں۔

سوال: اگر اللہ تعالیٰ نور (Light) نہیں تو پھر قرآن پاک میں کیوں کہا گیا ہے:

اللہ نور السموات والارض۔ (سورۃ النور: ۳۵)

جواب: یہ آیت متشابہات میں سے ہے۔ اس لیے اس سے عقیدہ اخذ نہیں کیا جاسکتا۔ اس میں تادین کی جائے گا، اور اسے قرآن پاک کی وہ مری حکمت و آیات کے تابع رکھا جائے گا اور اس کے معنی زمین و آسمان کو نور دینے والے یا زمین و آسمان میں نور نہایت اتنا دے دینے کے لئے مایہ رگہ یہ عقیدہ نہیں رکھا جائے گا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات نور ہے۔ متشابہات پر عمل نہ کرنا۔ ہم میں عقیدہ پیدا کرتی ہے: اللہ تعالیٰ یہ فرما کہ قرآن کریم میں وہ طرح کی آیات ہیں۔

۱۔ حکمت اور متشابہات

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

یہ اندکسب سلام کا ذہب و خیر و ثمر و برکت ہے۔

ومن السجدة من تكون ذات الله فوالا انوار من جملة الالهام والله سبحانه
وعالى يجعل من ذلك هذه المذهب جميع ائمة السليين وهو تعالى
الذي نور الخيرات والارض وما جنة في الارض من تسوية سجادته وتعالى
بالنور مناه ذو نور من وقيل هاهنا السجرات والارض من
قيل من نور قلب سجادته

ترجمہ: یہ حال ہے کہ اگر کسی ذات خدا ہو کیونکہ نور کا ایک اپنا جسم ہوتا ہے اور
اشر تقانی اس سے پاک ہے کہ اس کا جسم ہر یہ مذہب تمام ائمہ سلیین کا ہے
اور اشر تقانی کا جو یہ نور ہے کہ وہ سماوی اور زمین کا نور ہے اور جو اس وقت
میں اشر سجادہ و تقانی کے لیے نظر نور و اندھ ہے جس سے مراد ہے کہ اشر تقانی
ان دونوں سماوی اور زمین کے نور کا ملک اور اس کا پیرا کہ نور والا ہے
یہ بھی کہنا چاہیے کہ سماوی اور زمین کے نور ہر دو میں سے ہے اور یہ بھی کہا
گیا ہے کہ وہ پتھر بندوں کے دلوں کو روشن کرے والا ہے۔

اب آئیے آپ کو ساتویں حدیث میں بھی لے چلیں مشر جلیل قاضی بیجاوی (۱۶۸۵ھ)

لکھتے ہیں۔

لنور في الاصل كهيئة نور كمال الباطنة والاولا من سجدتها انما البصائر
كما كجنية الاناضة من الشجرة على الاجرام ولكن جنة المهادية بها
و بهذا المعنى يصح ان يلقاها على الله تعالى لا يتقدم بها عن كونه
زيد حكره معنى ذكركم او على فخر و ما معنى نور السجرات والارض و
قد قرئ به فانه تعالى نورها بالذواکب وما ينض عنهم تحت الانوار

ابوالمثنیٰ کے والا بنیاد پر

ترجمہ: دراصل میں ایک کیفیت ہے جسے پہلے قوت باصرو پاتی ہے اور پھر اس کے واسطے تمام نظرات کے ذریعہ اس سے روشنی برپا ہوتی ہے۔ سرورج مدہ پانچویں کیفیت ان اہام کی طرح برپا ہوتی ہے جو ان کے سامنے ہوں اور اس سے روشنی کے اعتبار سے اس کا اطلاق اللہ تعالیٰ پر ہوتا نہیں۔ اس حقیقت کے بعد ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ کمالات کا معنی ہے کہ یہ کمالات کے لیے ہمارے حجاز قرار دیا جائے۔ اس معنی کے ساتھ اساتذہ، مفسرین کو روشنی دینے والا ہے اور ایک ایسی شرافت بھی ہے کہ جو اللہ تعالیٰ نے انہیں دے دی ہے اور ان میں کمالات اور اس سے امداد سے جو ذرا آتے ہیں ان سے مزین کیا ہے یا عز و قدر شے اور ان پر ایسے جائز ہیں اس سے اس کے اساتذہ اور زمین کو زینت بخشتی ہے۔

محدث میل امام فردی (۱۶۷۷ء) بھی اسی معنی میں لکھتے ہیں ان کے سینے اور ترجمہ رنگ اللہ تعالیٰ کو ڈالنا کہہ سکتے ہیں۔ ان کے علم و عقیدے کا اہم کچھ ہے۔

ولا یصح ان یكون النور حفة ذات الله تعالى وانما هي حفة فعلی ہی
خالقہ وقال غیرہ معنی نور السموات والارض من نور خالقہ و غیرہما۔
ترجمہ: یہ نہیں ہر گز کہ نور اللہ تعالیٰ کی صفت ذات ہر سائے اس کے نہیں
کہ یہ نور تعالیٰ کی صفت فعل ہے یعنی وہ نور کا پیدا کرنے والا ہے اس کے واسطے
کہ وہ ہے۔ نور السموات والارض کا معنی ہے ان کے سرورج۔ چاند سستہ
کو (روشنی سے) چلانے والا۔

یہ باتیں اسی کے محدث میل امام فردی (۱۶۷۷ء) اور ترمذی بغدادی
۱۶۸۷ء کی شہادت آپ کے سامنے آئی۔ یہ حضرات اللہ تعالیٰ کو نور ذات کہنے سے بیکھر منع

حضرت علیؓ، ائمہ علیہ وسلم کی ایک یہ دعا تھی :-

اللہم جعد فی قلبی فذا وفی سمعی فذا وفی بصری فذا ورحمہمینی فذا و
نعامی فذا۔

ترجمہ :- اے اللہ! تو میرے دل میں ڈر پیدا فرما، میرے کان اور میری آنکھ میں
نہ پیدا فرما۔ میرے ذہن میں اور میرے آگے اور پھیلانے والے،
حافظ ابن حجر مقلانی (د ۸۵۰ھ) اس پر لکھتے ہیں :-

کل هذه الاقوال واجبة الى الله والعباد وضابط الحق۔

ترجمہ :- یہ سب ائمہ ہدایت و ضاحت اور سچی روشنی کی طرف واجب ہیں۔

۲ حضرت علیؓ، ائمہ علیہ وسلم نے اپنے مقام اصفیٰ کے ریت میں جو روشنی کی غلب کی ہے
اس کا مطلب حق اور ہدایت کی روشنی ہے، یعنی اسے اللہ تو میرے ہر حصہ بدن میں حق اور سچائی
کی روشنی، آثار و سکے یہ صفات حضور علیؓ، ائمہ علیہ وسلم کی ہر ادا سے ظہر ہوں۔

یہ نورِ مصدیٰ کی شہادت ہے کہ آپ نے پڑھ لی ہے، کیا کسی ایک شخص نے بھی اللہ تعالیٰ کی
ذات کو نور تسلیم کیا ہے کسی نے بھی اللہ تعالیٰ کے نور و امت کو نہ لے کا فرما کیا ہے، مگر نہیں تو
پھر اللہ تعالیٰ کے نور ہونے کا مطلب کیا ہے؟ یہی ناگہ اسی سے زمین و آسمان کی روشنی ہے اور
وہ نور جو جیت ہے جس سے دنیا و آخرت میں ہدایت پھیلی ہے، انبیاء و اولیاء کا نور بھی یہی ہے
جسے اللہ یہی وہ نور ہے جس کی حضور علیؓ، ائمہ علیہ وسلم نے اللہ سے دعا مانگی۔

دوسری صدی کے مجدد و حضرت امیر شیخ ملا علی نقی عظیمی رحۃ ربہ البدری (د ۱۱۰۰ھ) اللہ تعالیٰ

کے نور ہونے کا معنی جواب اللہ و نہدی نہیں افغانہ اپنی کرتے ہیں۔ اللہ کا نور اس کی ہدایت ہے
نور شعلہ اور نیر لہا پر گر کہ کاغذ بولا جائے تو اس کا معنی یہی ہر گاہ کہ ان کے واسطے سے اللہ کی ہدایت
موت ہے اور دنیا میں پھلتی ہے حدیث میں حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا :-

بن الله خلق خلقة في خلقة فخلق الله من نور فخلق انصافه من ذلك
الورقة فخلق من انصافه خلقه

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو اندھیرے میں خلقت بخشتی پھر لوگوں پر اپنا نور ڈرا
جس کو یہ روشنی پہنچی وہ ہدایت پا گیا۔ اور جس سے کچھ نہ ہوا اس سے جنگ ہو گیا۔
اس حدیث کی شرح میں علامہ علی ہدویؒ لکھتے ہیں :-

والله به خلقا بياضاً والى يخاله والى يخاله والى يخاله

ترجمہ: یہاں اللہ کے نور سے مراد ایمان و معرفت اور یقین و امت اور احسان
کا نور ہے۔

مرد شر کے نور سے کسی محدث نے نور و ہمت مراد نہیں لیا۔ اور اللہ تعالیٰ کی تائید ہے کہ نور
مرد کا اضافہ ہے۔ اس کی علامت ہے جس کی مخلوق ہے۔ قرآن پاک کے آیتوں اور اس کے شواہد
و بتین سے سب: حق کا لہجہ ہے۔ جس نے اپنی حق پر فخر کیا۔

میں نہا حضرت علامہ علی ہدویؒ فرمائی فرمائی کہتے ہیں :-

فيل الورد باختر الملقى عليهم ما نصب من ثنوا هدا والحمد لله

من الايات والذرائع لا اله الا الله فخلق الله خلقة في خلقة

ببهاء والجلالة

ترجمہ: یہ بھی کہا گیا ہے کہ جو نور لوگوں پر آمارا گیا اس سے مراد وہ شواہد و اوتل
ہیں جو اس نظم و کائنات میں قائم کیے گئے ہیں۔ اور اس سے وہ آیات
النبیہ اور اللہ کا نور پیدا کر کے دلے احمد ہیں جو ان کی حرمت و آوار سے گئے یہ
نہ ہوا اور دنیا گمراہی کے اندھیروں اور جہالت کی وہانیوں میں بھی گمراہی
نہ آئے یہ بھی کہتے ہیں :-

من رواد احمد و شرذمہ کما فی مشکوٰۃ شریفات ہمد صدقہ کے ایضاً

فَلَمَّا ارَادَ اَنْ يَخْلُقَ اَرَادَ اَحْصَافَ خَالِقِهِ وَحَبِيرَهُ فَالْتَقَى عَلَيْهِمْ لَوْزُ الرُّوحَةِ
وَالْهَمَّةِ اَيَّةٌ دَلِيلٌ ذَالِكُمْ مَهْمَةٌ اِيَّاهُ اَحْدَابُ

ترجمہ: یہ بات گناہ ہے کہ نور سے صادر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی دریاخ کو، انھیں
اور حیرت میں قسمت بخشی، پھر ان پر نور رحمت اور نور ہدایت ڈالا، ایسا نہ ہوا
بجز تو کہ کسی شخص خدا کی راہ نہ پاتا۔

دیکھئے! ائمہ اہل سنت نے ہر انسان کی ذات کو نور نہیں کہا، معلوم نہیں ہر روحی کیفیت
کدیں سے ملے کرتے ہیں کہ ان کی ذات نور ہے۔ نور اللہ کو مخلوق ہے یا اس کا اضافہ کلام ہے
اس کی ذات اس سے بالاتر و پاک ہے کہ اسے نور نہ کہوشی کہا جائے۔ وہ روشنی کو پیدا کرنے
والا ہے وہ نور، روشنی کیسے ہو سکتا ہے؟ — شعی سبزی روشنی اور اندھیرے میں کیفیت
ہیں اور رب العزت کی ذات سے پاک ہے کیفیت ایک سنی جانی چیز ہے اللہ تعالیٰ کی
شکات ہے۔

اِنَّكَ كَلِمَاتٌ وَلَدَلِيقُ نِ اِلَا

تفسیر: اب بھی یہی طرز ہے جس طرح پہلے تھا، اس کی کسو نشان کو دور نہیں،
روشنی کی ضد اندھیرا ہے اور اندھیرے ضد روشنی کی کسو نہیں، اندھیرا خود میں روشنی
کا شریک ہے، اور اندھیرا کوئی شریک نہیں۔

اللہ تعالیٰ کے نام نہ میرا ایک اسم اللہ بھی ہے، وہ علی قدر ہی اس کی شہادت میں کھنچے ہیں۔
ای الظاهر بنفہ، المظهر الخفاء، ذیل مولانا محمد — یبصر خفاء
ذوالعمایۃ۔ ۱۰

ترجمہ: وہ اپنی ذات سے خود ظاہر ہے اور دوسروں کو ظہور دینے والا ہے اور
پر بھی کہا گیا ہے کہ اس کے لئے نہ ہے بھی دیکھ سکتے ہیں۔

گیارہویں صدی کے محدث منوچ ایشیج عبدالحق محدث دہلوی (۱۰۵۲ھ) اللہ کے فضل کا معنی بیان کر سکتے ہیں۔

مزدبوند مضاف بحق نور کے کہ پیرا کر وہ دے سب جہان اس بلا از آیات خیزد و حج
یترو مبتدوہ النفس بد الخلق اور دلائل عقلیہ و نقلیہ

ترجمہ: وہ نور جس کی اضافت اللہ کے طرف ہو (جیسے اللہ کا نور) اس سے مراد اللہ صریحاً
و تعلق کا پیرا کر ہے اور ہے اس کے واضح نشان اس کے روشن دلائل برائے النفس
و الخلق میں ہر جگہ پھیلے ہوئے ہیں وہ عقل ہر اقلی سب اللہ کا نور ہیں۔

اسیے اب آپ کہ تیرہویں صدی میں کے ہیں حضرت قاضی شمس الدین صاحب پانی پتیؒ
(۱۱۷۵ھ) لکھتے ہیں۔

گناہ کی کیفیت کا نام ہے جس کو آنکھ مصیبت سے پہلے اور تک کہتی ہے پھر اس سے
دریغ سے دوسری قابل دید چیزوں کا انکشاف کرتی ہے جیسے چاند سورج کی روشنی
کہ پہلے چاند سورج میں سے روشن ہوتے ہیں پھر ان چیزوں کا اس سے انکشاف
ہو جاتا ہے جو سورج و چاند کے سامنے ہوتی ہیں اس تعریف کی رو سے لفظ نور
کا وصف ہری خالق پریشی طاری ممکن نہیں کیونکہ یہ نور مادہ کی ہے و اعمال و اویل
کی جلتے کی تبادیل کی چند صورتیں ہیں۔

① صفات کو محذوف مانا جاتے یعنی اللہ زمین و آسمان کو نور صفا کر کے والا
چراغاً کہنے والا اللہ محذوف تھا اس سے مبہم کر دیا ہے۔

② بطور مبالغہ مصدر کو اللہ پر محمول کیا جائے اللہ کی اتنی زیادہ نور بخشی
ہے کہ کوئی اخذ خداوند ہو گیا اس حدت میں یہ اطلاق حقیقت ہے نہ ہے کا مجملہ
ہو جائے گا ۱ جیسے نرید کا اگر بہت زیادہ منصف ہو تا ظاہر کرنا ہوتا ہے تو

کہتے ہیں زید دھن۔

(۳) یا معذرا سمعہ فاعل کے معنی میں ہے یعنی اللہ عز و جل اور اسے انہوں کو چاند سرسبز اسی کے ستاروں کے اور دنیا پر ملائکہ اور فرشتوں سے روشن کرنے والا ہے۔ کذا قال الخفا کا یہ بھی کہا گیا ہے کہ زمین کو زمینوں اور پہری بھری گھاس سے نورانی کر دینے والا بھی اللہ ہے۔

(۴) بعض نے کہا اللہ خود ہے یعنی تمام ہزار ہوں کے ہیں جیسے کہا جاتا ہے کہ فلاں شخص ہمارے لیے رحمت ہے۔ ایک اور جگہ پر لکھتے ہیں۔

بعض نے کہا ہے کہ وہ کیفیت ہے جو خدایا پر اور دوسری چیزوں کو ظاہر کرنے والی ہے۔ اصل ظہور وجود رکھتی ہے جس طرح جس تھا قدم بہتی ہے جو اللہ السموات والارض سے سزا دہنوں کا سرچرو ہوتا ہے۔ اللہ بڑا ستور خود موجود ہے اور دوسری چیزوں کو سرچرو کرنے والا ہے۔

اس ساری بحث کا حاصل یہ ہے کہ لفظ اللہ کا اطلاق ذات باری تعالیٰ پر حقیقی اعتبار سے ممکن نہیں۔ درمیانے اور منت میں سے کسی نے اللہ تعالیٰ کو نہیں کہا اور اگر کسی پہلو سے حقیقی طور پر اللہ کہا جائے تو لازم آئے گا کہ ہر ایک اللہ پر جو ہی دنیا میں شاہد محسوس ہے (جیسے سورج اور چاند یا انبار اور نیل کی روشنی) لفظ اللہ کا اطلاق مجازاً ہو کیونکہ حقیقی اطلاق میں ذات پر ہر دیا جس کا کوئی کسی بات میں شریک نہیں۔

حضرت قاضی ثناء اللہ صاحب (د. ۱۱۵۰) کے بعد شاہ عبد القادر محدث دہلوی (د. ۸۰۰ھ) کا خبر آتا ہے۔ آپ ایت اللہ و اللہات کا معنی لکھتے ہیں۔

اللہ سے رونق اور سب سے آراستہ ہے زمین و آسمان کی۔

اللہ تعالیٰ تعالیٰ جل جلالہ و علاہ و علاہ اللہ تعالیٰ تعالیٰ تعالیٰ تعالیٰ

قرآن مجید میں جو آیتیں آئی ہیں (۱۲۹) جن نے اللہ اور اس کے معنی میں ہر جگہ صریح اور ملن کے دوہرے
دلائل کا اشتراک تفصیل سے ذکر کیا ہے اور اس کے بعد لکھتے ہیں :-

وَمَا عَلَّمْتَهُ هَذَا فَاعْلَمْ أَنَّ طَلَّاقَ النُّورِ حَلَّىٰ اللَّهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ بِالْمَعْنَى
الْفَعْلِيَّةِ وَالْمَعْنَى السَّالِقُ خَيْرٌ مِنْ صَيِّغِ الْكَذَابِ لَمْ يَزِدْهُ حَلَّىٰ وَهَذَا مِنَ الْمَجْهُوِيَّةِ
وَالْكَفِيَّةِ وَنَوَازِلُهَا وَاحِلَاتُهَا عَلَيْهِ سُبْحَانَهُ بِالْمَعْنَى لَمْ يَزِدْهُ وَهَذَا مِنْ أَنْظَاهِ
بِذَاتِهِ وَالْمَعْنَى الْمَعْنَى بِهٖ

ترجمہ :- جب تو نے یہ جان لیا تو جان لو کہ فقہ فہم کا حقوق ذاتی یعنی پر لفظی طور پر
اور محکمہ طور پر حیات ہر امر پر صریح نہیں یہ اس کے لیے کسی کی تفسیر پر مشتمل نہیں
کیا ہے وہ ذات سمیت امر کینیت اور ذات کے لوازمات سے پاک اور ہر نام سے
اس لفظ (فہم) کا سراپا یہ طلاق یا اس لفظ سے کہ وہ اپنی ذات سے علیحدہ ہے اور
دوسروں کو علیحدہ سمجھنے والا ہے۔

آئیے اب جو دوسری صدی میں پلیس شیخ الاسلام علامہ رشید محمد عثمانی (د ۱۲۹۰ھ) نے تصنیف
میں شرح علیہ و سنو کہ : مَا فَهَمَ الْإِنْسَانُ مِنْ خِلَافَاتِ الْفِعْلِ وَالْمَعْنَى كَمَا مَرَّ فِي مَجْمَعِ الْمُتَلَوِّ
سے موافقت کرتے ہوئے لکھتے ہیں :-

أَيُّ ضَرْبٍ هَذَا مِنْ بَيِّنَاتِ مَنْ فِيهَا مَا وَقِيلَ الْمَعْنَى أَمَّا الْمَعْنَى مِنْ كَلَامِ عَيْبٍ
يَقَالُ لَا فَلَاحِ مَعْنَى مَا أَصْبَحَ مِنْ كَلَامِ عَيْبٍ وَيَقَالُ هُوَ اسْمٌ مَدْحٍ فَتَقُولُ خَلَا
نَوَاصِلَهُ أَعْلَى مِنْ مَزِينَةٍ

ترجمہ :- خدا کے آسمانوں اور زمین کے فہم پر اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ آسمانوں اور
زمین کو روشنی بخشنے والا ہے۔ اسے (فہم) بھی آسمانوں اور زمین میں سے سب
تجسس سے روشنی دیتے ہیں ایک معنی فہم بھی کیا گیا ہے کہ اسے فہم کو ہر کمزوری

سے پاک ہے۔ عربی میں کہتے ہیں فلان منور اس سے مراد یہی جاتی ہے کہ ہر
حبیب سے پاک ہو، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ سمہ روح ہے کہتے ہیں فلان نور اللہ
وہ شہر کو روشن کرنے والا ہے۔

سب مخلوق کو نور جو اسی سے حاصل ہے چاند سورج ستارے فرشتے اور انبیاء و اولیاء
میں نورانی ہر نبی یا باطنی روشنی ہے اسی منبع نور کے مستفاد ہے ہدایت و معرفت کا جو چمکاؤ گی کو پہنچا ہے
اتنی باد کاہرین سے پہنچتا ہے۔ یہ معلومات غیبات اس کی آیات عجیبہ و سریزہ سے منور ہیں
مرتب و جلال و عزت کو مکمل کی کوئی چمک اگر کہیں آفراتی ہے وہ اس کے وہ نور اور ذات مبارک
کے جس دکھال کا ایک پرتو ہے۔ راست کی تاریکی میں آپ بھی: شریعت و حکم اپنے رب کو
نور و سخاوت و آفتاب کہہ کر چمکاؤ گے اور اپنے کان آ نکھروں پہر حضرت جبریل ہاں میں
اس سے نور و غضب فرمائے تھے اور خبر میں بلور غلام فرماتے۔

واجعل لی نور۔ یا اذھن لی نور۔ یا اذاجعلی نور۔

یعنی میرے ذہن کو بڑھا کر مجھے نور ہی نور بنادے۔

اور ایک حدیث میں ہے۔

ان الله خلق خلقه في ضلوة ثم التي: ليخرج نوراً له: اصباحه من نور

ترجمہ: جب کہ اس وقت اللہ کے نور (توفیق) سے صراط پر تابت پرا یا اور جس

سے چمکاؤ گے اور۔

و واضح ہے کہ ہر طرح نور اللہ کی درجہ کی صفات مختلف صیغہ و جہہ کی کوئی کیفیت بیان
نہیں کیا جاسکتی، جسے ہی صفت نور بھی ہے حکمت کے نور پر فی میں نہ کیا جاسکے۔

ملائحق نے بھی سبیل القتل میں عقیدے کا اظہار کیا ہے کہ اللہ کی ذات نور نہیں اور ہم اس کی نور کا انداز نہیں کر سکتے۔ اللہ کے نور پر لے کا معنی نور ہدایت: نور نور افغانہ ہے نہ یہ کہ وہ قہر ذات ہے۔ نور اللہ تعالیٰ کی صفت نفس ہے جس نے کائنات کو ظاہری اور باطنی اور شنی و خفی اللہ کی ذات کو نور فرقہ عبید اللہ باطنی کے سر ہنگی اور نے نہیں سمجھا۔ علم سے حق تا رسید کے سر موڑ پر اس بد معنی عقیدے کا فرقہ کرتے آئے ہیں اسلام کی چودہ صدیوں کی شہادت ہم نے آپ کے سامنے پیش کر دی۔ معلوم نہیں بریلویوں نے یہ عقیدہ کہاں سے اپنا لیا ہے۔ جاہلیت میں ادیان کے جوہری اور شنی رنگ ہر کے صبر پر رہے ہیں اور نور و طہارت اور نور و نور و ہر گورہ و ہر بڑی کی طاقتیں مانتے رہے ہیں۔

حدیث میں اللہ کے نور کے اطلاقات

قرآن و حدیث میں جہاں بھی اللہ کے نور کا لفظ استعمال ہوا ہے کہیں بھی نور ذات کے معنی میں نہیں ہے۔ جیسے ۔

① حضرت ابو امامہ باقرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے فرمایا ۔

انوار اللہ علیہ السلام فانہ یظہر بنور اللہ

ترجمہ: جو نور کی فراغت سے نور بے رنگ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔

یہاں خود اللہ سے مراد نور ذات نہیں نور افغانہ ہے اور نور ہدایت ہے۔

② حضرت بشیر بن عروہؓ اپنے باپ سے مروی ہے کہ وہ امیر المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کعبہ و حجاب کا کھنکھاتے تھے۔

اعرف بکلمات اللہ التامات و خروج الذی اشرق له الارض و اجساد

جہ الظلمات من زوال غمک۔

ترجمہ میں اللہ کی پناہ میں آنا جو اس کے کامل کلمات کے سہارے اور اس کے

اس قوم کے ساتھ جس سے زمین روشن ہوئی اور اندام میرے مدنی سے پہلے نہ ایلان
ہر کوئی کئی نعمت مجھے مل جائے۔

④ حضرت انس بن مالک کہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حدیث قدسی بیان فرمائی۔
اللہ تعالیٰ کہتے ہیں۔

نزدی ہدای ولا الہ الا اللہ کے لقی جن قالوا انا خلقنا حسن و من
امثلنا حسن فقد امن۔

ترجمہ میرا نزدیک میری جابجاستہ اور لا الہ الا اللہ میرا کر ہے جو یکے کا اسے
میں اپنے نسلے میں داخل کر لیں گا اس لیے میں اپنے نسلے میں داخل کر لوں گا
امن میں آگیا۔

⑤ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ دعا نقل کرتے ہیں۔۔
اللہم اجعل من افضل عبادک منک خفار نصیبنا فی کل خیر تقبلہ
الین من خیر تقبلہ بہ اور منہ نقش ہا اور زق تبسطہ او من
تکف او بلا منہ فہ۔

ترجمہ اے اللہ مجھے اپنے ہاں اپنے افضل بندوں میں جگہ دے تیرے ہر خیر میں
مجھے ترجیح دے میرا نصیب ہر وہ نصیب جس کی تو پابست بخشے
یا وہ رحمت جو تو نکرے یا رزق مجھے ترجیح دے یا ضرر مجھے تو ٹھائے یا
بلا۔ مجھے تو دور کرے۔

⑥ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث قدسی
افتر شرح اللہ صمدہ لا سلام ضرر علی خود من ربہ۔ (تہذیب الابرار)

ترجمہ مجھ کو ہر کھل دیا اللہ نے اسہم کے لیے مردہ و مدنی میں سے اپنے
رب کی طرف سے۔

میں نے آپ سے پوچھا، اللہ تعالیٰ کس طرح اپنے بندے کا سینہ سمجھ سکے ہے کھول دیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا :-

۱۱۱: ادخل النور القلب افشرح وانضم.

ترجمہ جب نور میں داخل ہو تو شرح صدر ہو جاتا ہے اور دہڑا کھل جاتا ہے۔

میں نے عرض کر حضرت: اس کی معامت بیان فرمائیے؟ آپ نے فرمایا :-

الامانة التي دارا خلوق والتجربة في من دارا الغدور والناهب لغوث قبل

نزول الملوحة۔

ترجمہ اس کھڑکی غرت جھکا کر پیدائش ہونا جو ہمیشہ رہنے کی جگہ ہے اور اس دھوکے

کے گھر سے پہونچو آج ہاں ہر موت آنے سے پہلے موت کے لیے تیار ہونا۔

یعنی یہ وہ علامات ہیں جو اس نور سے پیدا ہوتی ہیں جو دل میں بچکا ہوا اندھاسہ میں

صاف چکا ہو۔

پھر وہ جو اس صدی کی شہادت

ہم اسلام کی تیرہ صدیوں کی شہادت آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں کہ علماء حق میں سے کسی نے اللہ تعالیٰ کو نور ذات نہیں کہا اور جہاں بھی اللہ کے قدم کے لفظ آئے ہیں اس کی تشریح حکمت کی روشنی میں کی اس ذات کے بارے میں یہی حیدر رکھا کہ جس کی ذات اور حقیقت کا دور تک ہم نہیں کر سکتے

پھر وہ جو اس صدی کے علماء حق کی شہادت بھی لے لیجئے ترجمانِ دینِ بندہ شیخ الاسلام محمد شبیر احمد عثمانیؒ (دہلی) لکھتے ہیں :-

سب مخلوق کو (موجود) اسی سے ظاہر ہے چاند سورج ستارے فرشتے اور انبیاء

و ادراک میں جڑا ہونے یا باطنی روشنی ہے اسی منشور سے مستعد ہے ہر امت و
 صوفیہ کا جو چکا مکھی کو پہنچتا ہے اسی باد گاہ رفیع سے پہنچتا ہے۔ تمام معنیات
 و مضامین اس کی آیات مخمونیہ و سرطینیہ سے مندرج ہیں و جہاں یا غریب و کمال کی
 کوئی چھب اگر کہیں نظر پڑتی ہے تو اسی کی وجہ مندرجہ ذیل مہر ملک کے جہل و کمال
 کا ایک پرتو ہے۔ و نف میں جب لوگوں نے غور کر کے مستحیا تو یہ تو ماہان پر بھی ۔
 اِنَّ خَيْرَ مِمَّا يَكْتُمُونَ اَشْرَفَتْ لَهُ النُّجُومُ وَصَلَحَ عَلَيْهِ امْرَاؤُهُمْ
 وَالْاُخْرَىٰ اِنْ يَكُنْ فِي قُلُوبِهِمْ ۝

ترجمہ۔ اے انبیا میں تیری اہمت کے درجے میں سے (نہ حیرت لے نہ شنی پائی
 اللہ دنیا اور آخرت کے امور لے اصلاح پائی تیری پتہ میں آتا کہوں۔
 حضرت شیخ الاسلام اس بحث کے اختتام تکھتے ہیں ۔
 واضح رہے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ کا وہ سری صفات شفا صبح ہر چیز کی کینیت
 بیان نہیں کی جاسکتی، ایسے ہی صفت لہ بھی ہے اسے ممکنات کے نور پر
 قیاس نہ کیا جائے ۔

سو اگر ذرا متوجہ باری پر نور کا اطلاق حقیقت سمجھ کر ہر کا قدام سے مندرجہ جہاں بھی یہ قسط
 بدل جائے گا و جس اس کے معنی عبادی ہوں گے اور اگر اللہ رب العزت کے لیے اس کا اطلاق
 حقیقت کے طور پر نہیں کسی تاویل سے ہر کا قریب ہے شک ماسو سے پس اس کا اطلاق بحد حقیقت
 ہو سکے گا۔ واجب الوجود کے ذکر ممکنات کے ذریعے نا کسی مردم جائز نہیں۔ پس کمال شہاد
 و شہادتیں ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴،

وقت نہیں۔ فوراً اس کی صفت فعل ہے ترجمہ دار ترجمہ سے فرق ذات پر نہ لکھتا کہ کہاں گیا۔
تو وہ یہاں آکر بالکل لرکھلا جانے میں درلان کے ہاتھ لکڑ جاتے ہیں۔

لڑکے تو ہونے پر جو یہ آیت پیش کرتے ہیں۔ اس کی مسموعہ کی چودہ سو سالہ تشریح ایسی
پختہ اعداد صحیح ہے کہ بریلویوں کے متقی احمد یار صاحب سے ہیں اس کا انکار نہیں ہو سکا۔ آپ نے
اس آیت کے چار مضامین یا، یا، کہہ کر نقل کیے ہیں۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ ان کے نزدیک بھی
یہ آیت مثلاً بہات میں سے ہے۔ ورنہ وہ ایک جن بات کہتے۔ آپ نے اس کا پہلا معنی یہ بیان
کیا ہے اور پھر لکھا ہے اور بڑا بزرگ لکھتا ہے ہاں ہے۔

اگر آسمانوں اور زمین کا جو جد ہے وہ جو خود ہے اور انا بھی احم۔
بات کے واسطوں اور زمین کے، یا شاید دل کو جاہلیت کہنے والا ہے۔
یا زمین و آسمان کو سمجھ دوں چاند و خیر سے منور کرنے والا ہے۔
یا نبی کے نور سے الہامیں رکھتی تھیں وہ اس ہے۔

یہ جو حق بات منشی صاحب اپنے حلیہ سے کی کہہ گئے ہیں۔ اس جہت میں نبی کے نور کی کوئی
سبب نہ تھی۔ یہ منشی صاحب کی ہوشیاری کی کہنے یا سین زداری، کس چالاک سے اپنی بات یہاں پر
داخل کر دی ہے۔ آپ کے نزدیک نبی کا نور گریہ ایک مستقل حقیقت ہے جس سے گریہ منشی صاحب
یہ کہہ رہے ہیں۔

اگر تعالیٰ نے چراغ آسمانوں اور زمین کو مدنی بخشی تو زمین و آسمان کو نور سے خود
مدنی بنیگا ان پر اپنا نور نہیں ڈالا مگر کہ نور سے ان دونوں کو منور
فرمایا ہے۔

منشی صاحب نے اپنا حلیہ کسی و کسی طرح قرآن میں داخل کر ہی دیا لیکن کہاں؟ چار
باتوں میں گمیر کر۔ گو آیت کا مطلب یہ ہے یا یہ ہے یا یہ ہے یا یہ ہے۔ منشی صاحب
آپ خدا کی بنا کر یہی ہضم کے دلائل پر رکھتے ہیں یا اس کے لیے دلیل تھی جو فی چاہئے جس

ہو کسی درمیرے مثال کو کرنی راہ نہ ملے۔ تشو بہات پر حقانگی بنا رکھنا اپنی دگر کا کام ہے۔
کے دل ٹیڑھے ہو چکے ہیں۔

لما الذین فی قلوبہم دغیبیں، ما انا شاہ منہ۔ وہ آپ آرمز ان آیت ۷
تجد۔ لیکن جن کے دلوں میں کی ہے وہ تشو بہات کے چھپے ہوئے ہیں۔

تاہم نصیحت ہے کہ مفتی صاحب نے اس آیت کے پہلے دو معنی دیے ہیں جو صحابہؓ
سے منقول ہیں۔ آپ اگر خود وہ چھپ گئے ہیں جو صحابہؓ کی معنی اور ان کا اپنا عقیدہ ان کے آخری
یا پہلی ہے تو یہ نئی ماہ نہیں، جی مبارک پر ہم تو یہاں صرف یہ کیا چاہتے ہیں کہ: نہ تعالیٰ خود نہیں
وہ زمین و آسمان کے نور کو پیدا کرتے والا ہے۔ اس کی اپنی ذات اور کہہ کہ ہم کیا دریافت کر سکیں
اگر برپا کرتے ہیں وہ قاتل اور ہے تو یہ ان کی بڑی جرات ہے۔

تجوہجوں ہدی کے اہل بدعت کا اللہ کے نور ذات بخیر براہراہ کیوں؟

علامہ حق نے اس قدر کئی پروردہ دی ہیں: خلیفہ کے جس عہد کے کہ وہ اللہ ذات ہدیہ
ہے وہ اپنے اہل بگندہ دی۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ چودہویں ہدی کے اہل بدعت و جہل سنت ہونے
کے معنی ہیں، اس اللہ ذات ہدیہ کے پیروں کے لئے اور انہوں نے کہا یہ عہدہ اپنا یا اور اہل
است و اجماع کا کسی طرح نہیں ہو سکتا۔

اس ملازکہ بندہ کے لیے آپ حضرت کو کچھ پیچھے کرنا ہوا اور ہندوستان کی اس
میاہی فضا کے ملنے میں اس بات کو سمجھنا چاہیے کہ مولانا احمد رضا خان اپنے اس نکتہ پر
اکثر تہ دے، بے تحاشہ اور ناگہانہ ہے جسے کہ میرے دین مذہب کو جاننا اور اس پر
پہنا تمام فرائض میں سب سے بڑا فرض ہے۔

انگریزوں کی ہندوستان میں آمد سے یہ مسئلہ پیدا ہوا، جاہل مسلمانوں نے اس عہد سے
کر کہ، ضرورت ذات ہے، انگریزوں سے دریافت کیا، میاہیوں کا یہ عہدہ کہ جہالت یعنی علیہ السلام خدا

کھینٹے ہیں، اور باپ کا فرائض ہیں۔ باپ بیٹے کی ذات ایک ہوتی ہے مسلمانوں کے چنے
 متقابل قبول تھا، اب یہاں بھگت نہ حکومت نے ایک چل چلی کہ حضرت عیسیٰ مسیح کے بیٹے بھی
 مسلمان اپنے پیغمبر کے بیٹے ہی اگر اس حقیقہ سے پر ہوا ہیں تو پھر انبیاء و مرسلین کی رسمیت پر ہونا
 وہ خود من خود نہ منانا بہت آسان ہو جائے گا۔ بھگت نہ دل کے ہندوستان میں آئے سے
 پہلے تب کہ ہندوستان میں۔ بل سنت کا ایک فرد: یہاں سے لاجو بشریت: فیہ رکھا ہو یا حضور
 کہ اللہ کے فرائض سے مان کر نور من نور اللہ کا عقیدہ رکھتا ہو۔

بھگت نہ ہندوستان آئے تو: اس وقت ہندوستان کی مسلمانوں کی علیٰ مسند پر حضرت مسند
 عبدعزیز محدث دہلوی (۱۲۶۹ھ) کا طوطی پس رہا تھا۔ ان کی علمی سعادت سرور ہندوستان سے کر
 ضرور شاہ رنگ پور ہوتی تھی۔ آپ کے درس میں بیٹے کے ہاشمیں حضرت شاہ محمد اسحاقی محدث
 دہلوی تھے اور دفعہ تبلیغ میں آپ کے بھتیجے حضرت شاہ محمد اسماعیل آپ کے ہاشمیں تھے قیصر
 میں آپ کے شاگرد حضرت مرزا عبدالحی تھے اور سبکدوش حضرت میں حضرت میر احمد دہلوی
 آپ کے خلیفہ تھے۔

ان حضرات کے قتل عام میں صیغہ نور اللہ کا نور من نور اللہ کا عقیدہ مسلماً فوری سے منہ نہ مٹا
 شکل تھا۔ اس کے لیے بھگت نہ حکمرانوں اور صیغہ پاد پور نے وہ مہری چال چلی کہ اللہ کے فرائض
 ہونے کا عقیدہ پھیلانے کے واسطے ساتھ ساتھ حضرت شاہ اسماعیل شہید کے خلاف کچھ مرقم کی قضا پیدا
 کی جانے کے قابل مسلمانوں کی بات دشمنیں۔ اور ہندوستانی مسلمانوں میں ہمیں ایک ایسا فتنہ
 جانے جو پیغمبر اسلام کے بارے میں اس حقیقہ کا داعی ہو کہ آپ اللہ کے نور ذات سے بنے
 تھے، یہاں وہ پھر حضرت عیسیٰ کے اللہ کے فرائض سے پیدا ہونے اور نور من نور اللہ ہونے کا عقیدہ
 مسلمانوں کے سامنے دکھایا گیا۔ اس صورت حال میں انہیں یہ عقیدہ سننے میں نہ آتی اور
 اور اجنبیت نہ رہے گی۔ جب مسلمانوں میں خوف کے جزو ذات ہوئے کا تصور بھی راہ
 پائے گا تو ہم حقیقہ تبلیغ کی گئی آسانی سے ان کے حق اٹھایا جائے گی اور عین میں ایک

ایک میں تین کا مشنری حقیقہ دہنیں آسانی منوایا جائے گا۔

ہدایوں میں گیارہ سو پچیس سے ایک مصلحت منفعہ کافی جاتی بحق اور حضرت شاہ محمد سلطنت اللہ
حضرت شاہ محمد سہیل شہید کے غوث فضا ہو اسکی جاتی۔ یہ گیارہ سو پچیس سن کو ملتے تھے مولانا احمد رضا
نیل کے پیشرو مولانا فضل رسول جبروتی کو۔ — تاہم سچے یہ شہادت معتقد کرنی ہے۔

مسلمانوں کا نیا الحادی حقیقہ

چودہویں صدی کے اہل بدعت کو پہلے اس حقیقہ پر کفر دیا گیا کہ اللہ تعالیٰ نہ ہے اور پڑی
ذات میں ڈر ہے اور جہ کہتے ہیں اللہ خود نہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کے مشکا حد گستاخ اور بے ادب ہیں
پھر انہوں نے اس پر یہ ضمانت لکھائی کہ اگر حضرت علیؑ اللہ علیہ وسلم اللہ کے ذریعہ ذات سے
پیدا ہوئے ہیں اور وہ ذات اللہ ہیں اور اللہ کے قرب ذات کا ایک حصہ ہیں۔

پھر انہوں نے حصہ علیؑ اللہ علیہ وسلم کے مخلوق اور ممکن اور وجود ہونے کے اسلامی حقیقہ کو
اس شعر میں دفن کر دیا۔

ممکن میں یہ قدرت کہاں واجب میں عبادت کہاں

میرزا احمد یہ بھی ہے خطا یہ بھی نہیں رہ بھی نہیں ملے

وشرح (توضیح) ضروری اللہ علیہ وسلم اتنی قدرتوں کے مالک ہیں کہ انہیں ممکن اور وجود دیتے ہیں
واجب ممکن ہوتا ہے۔ بھلا ممکن اور وجود بھی اتنی قدرتوں کا مالک ہو سکتا ہے؟ اور اگر آپ کو
واجب اور وجود کیوں تو آپ کا نماز پڑھنا اور بندہ کہنا اور اس اطلاق (واجب اور وجود) سے سب کو
بے حقیقت کیا ہے؟ اس میں کمی یا جا چکا ہے حق یہ ہے کہ تو لیا یا میں غلط ہیں یہ بھی درست
نہیں کہ آپ مخلوق ہیں اور یہ بھی درست نہیں کہ آپ فضا ہیں۔ استغفر اللہ العظیم

یہاں مولانا احمد رضا خاں نے حضرت علیؑ اللہ علیہ وسلم کے ممکن اور وجود کے حقیقہ

کہ راحت سے فائدہ نہیں کیں، لیکن ایک دوسرے سے مل کر آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ممکن اور جو
ہر نہ کہ کئے طے پر ایک جہاں عقیدہ بنوا رہے ہیں۔

۲۔ کہانی اسکان کے بھٹے نقد تمام اہل حق کے پھر میں ہر
محیط کی مجال سے تر پر چھو کہ ہر سے آئے کہ ہر گئے تھے ٹ

(شرح) کہانی اسکان کے وہ نئے کون سے ہیں ابتداء اور انتہا۔ یہ ایک کہان ہے جس
کے دو گناہ کے ہیں۔ اسکان سے مراد ہے حضور کا وہ زندہ اسکان میں ہونا ہے ممکن اور جو د چنانہ
عقدی ہوتا۔ حضور کے بارے میں جب یہ دو نئے اجتہاد اور انتہا کا عدم سمجھ گئے تو آپ کی
ذکر فی ابتدا کر ہی آپ انہی عقیدے سے — اور ذکر فی انتہا عقیدہ ہی یعنی آپ ادبی سمجھ گئے جز
کو انہی اور ادبی سمجھ گئے کا یہ وہی عقیدہ ہے جو مسیحا کی پادری اور بیت مسیح کی رحمت دینے سے
پچھلے مسلمانوں کے دامن میں اٹارنا چاہتے تھے اور مسیح پر سو کہ وہ نہیں تھے نہ ہر کی یہ گونہ
مسلمانوں کے حق حضور کی محبت اور عظمت کے نام کے آگے ہی اور آپ وہ کئے بندوں حضور
کی بشریت سے الگ کر گئے ہیں اور عقیدہ نور من نور کا پر چل کر گئے ہیں اور آج بھی مسلمانوں
میں ایسے جاہلوں کی کمی نہیں ہے۔

جب خدا ان کا عقیدہ شرعاً جانتے تو معلوم ہو گا کہ یہ لوگ؟ شخصیت صلی اللہ علیہ وسلم کو
اللہ تعالیٰ کا وجود امت سمجھتے ہیں اور یہ وہی عقیدہ ہے جو مسیحا نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام
کے بارے میں قائم کیا ہوا ہے۔

تو جب کہ فرما لہذا جب قالوا ان الله هو المسيح ابن مريم۔ (پہلا مادہ حیت ۱۷)
ترجمہ۔ بیشک کہ کافر ہو گئے وہ لوگ جنہوں نے کہا، اللہ ہی مسیح بن مریم کی صورت میں
ہو کر ہے۔

یہ یوں نے یہ عقیدہ قائم کر رکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ قدرت ہے اور حضور کا جو وجود

اس ذات سے معاد ہوا ہے ذرا شہ لٹائی کی محنت فوت ہے۔ اور حضور بھی نور ذات میں۔
 ان کی یہ دونوں باتیں درست نہیں۔ نہ نور اللہ تعالیٰ کی صفت ذات ہے۔ نہ وہ آپ نور ذات
 میں۔ نہ اللہ تعالیٰ کی صفت ذات نہیں صفت فعل ہے۔ اللہ کا نور اس کی جلالت اور جلال
 ہے نہ کثرت علی اللہ علیہ وسلم بھی نور جلالیت میں۔ اور اس جلالیت اور جلالت کے، ٹھکانے
 ہیں۔ یہی ذات، دونوں کی تو ضرور ہر حرمت کے بارے میں جہاد یہ عقیدہ ہے کہ اس کی
 ذات اور کن کو ہم پا نہیں سکتے۔ اس کی حقیقت ہمارے ادراک سے بالکل ہے جو اسے پہچانتے
 ہیں صرف اس کی صفات سے پہچانتے ہیں۔ اور اس پہچان کے بارے میں بھی رہا گئے ہیں۔۔۔
 ما صغرنا حق صغرنا حق ما عبادناك حق ما خذناك حق۔۔۔ جس میں باب میں اپنے آپ کو خدا
 اور مجھ کا بڑا اقرار ہے کہ جس کی حقیقت کو پا سکتے۔

ہاں! حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مگر وہی کہ ہم ذات ہی کا جہاد نہیں کھتے۔ جس
 طرح ہم اپنے حق سے اللہ کی ذات کے بارے میں ممانعت غفلت میں کہہ سکتے ہیں کہ وہ فوق الذا وراک
 ہے۔ ہم اس کی کن کو نہیں پا سکتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مگر وہی کے متعلق: خبر لکھنا بیت
 و شگاف پڑے ہیں کیا کہ وہ بشر میں اور انسان میں۔ وہ ذات کا لہذا ہر نام وہ نور جلالیت میں،
 نور ذات نہیں۔ ذات باپ بیٹے کی ایک ہوتی ہے۔ اگر حضور ذاتاً انسان نہ ہو بلکہ وہم ہوتے گا
 کہ آپ کی جملہ اور وہ بھی جو آج ہزاروں سادات پر مشتمل ہے سب تو انسان اور بشر نہیں
 اور اس کا قائل کوئی دانشمند کب کو اسلام کی چودہ صدی میں نہ گئے گا۔

میں نے حق نے سب کا ہم کی تیرہ صدیوں میں اسی عقیدے کے گرد مخالفت کا پہرہ دینا ہے
 صرف چودہویں صدی میں ہر جموں نے اہل سنت و اجماع کے حق مقتدا ہی تھے۔ اس لیے
 شگاف کیا کہ انگریز حکومت کے ساتھ ملے یہ نہیں کہ عقیدہ الوہیت صریح مسلمانوں کے لیے کوئی
 وحشت نہ بنا رہا ہے۔

اہل سنت کے ہاں! حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ائمہ جہاد، صرف اس معنی میں ہے کہ آپ

سے دوسروں کو روشنی ملی اور نفا ہو ہے کہ آپ کے فہم پر امت ہونے کا بیان ہے خود ذات
چونے کا ہے۔

ان الرسول لقولہ یستفاد بہ۔

زبردستی ملک دوسرا پکارتا ہے یا اس طور کہ آپ سے روشنی حاصل کی جاتی ہے۔
ہاں جب شان خود آپ، ذات میں عالم امکان کی سرحد سے باہر نہیں نہ آپ کے لیے
عالم امکان کے دلائل نقطے ابتداء اور انتہا چھوٹے ہیں، آپ کہ ممکن، زبردستی ہونے والا بشر
اور انسان نامہ ضروری ہے حضرت امام ربانی مجددات ثانی اپنے مکتوبات میں لکھتے ہیں۔
”یہ برادر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہاں ہر شان بشریہ و دہانہ حدوث
و امکان معتمد بشریہ و خالق بشریہ و دریا بد و ممکن از واجب چہ ضرر گیر و
عادت قدیم را محضت قہر چہ طور اساطیر نہایت“

ترجمہ: اے بھائی! محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اس اپنی شان کے بغیر
بشر تھے اور عادت ہونے و پیدا ہونے، اور ممکن الوجود ہونے کا نشان
آپ میں قائم تھا، بشر خالق بشر کا مقام کیا پاسکتا ہے اور ممکن الوجود واجب
اور خود کا درجہ کیا لے سکتا ہے اور عادت قدیم کا جن کی محضت بہت اور پہنچ ہے
کیسے، ممکن کر سکتا ہے؟

پھر تک و دوسرے مقام پر لکھتے ہیں۔

”ایما علیہم الصلوٰۃ والتسمیۃ، باعامہ در نفس انسانیت ہر براندہ و تحقیق
و ذات ہم متحدہ فی مثل با متبادلات کاہر آہ است“

ترجمہ: ایما اگر ہم ان اسباب پر صلوٰۃ، اور تسمیۃ ہیں عام ضائف کے ساتھ
نفس انسانیت میں برابر ہیں حقیقت بشری اور ذات انسانی پر سب بنی فروع

انسان کے ساتھ وہ متحدہ اور ایک ہیں ان کی باقی جی نوع انسان سے فصاحت
ان کی مختلف کاموں کی بناء پر ہے۔ وہ یہ کہ وہ انسان ہی نہ ہوں۔

روانا، جھرمٹا غلام، بھلے سے اس کے کہ تشبہی حضرت کے سرسخت حضرت امام ربانی مجدد
دین ثانی کے فیصلہ کے کہ کتب تک جلتے تھے حضرت جہد کو قور سنا تے ہیں۔

کوئی مجددی ان کے قول سے استدلال کرے اس کو وہ جلتے جہد قور نیچے شیخ
کے قلم پر یہ میں نے جو بتایا صبر سے بتایا۔

اور ان صاحب اپنے ترجمہ قرآن میں حضرت کی بشریت کو ایک خبری پرہ کہتے ہیں۔
نابا آپ کو بشر نہیں مانتے۔ بیت قل انما ان بشر مثلكم کے ترجمہ میں کہتے ہیں۔

تم فرماؤ یہ ہر صورت بشری ہیں تو میں تم صیادوں۔

کیا یہ آپ کے حسیہ اور ملتا بشر اور انسان ہونے کا۔ نکاح نہیں اور پھر آپ اس پر بھی
غور فرمائیں لگیا آپ کی بشریت کا نکاح کفر نہیں اور کیا یہ نکاح قرآن نہیں جملہ قرآن وحدشت
نمائیں۔ جناب خواجہ محمد الدین صاحب جامعہ تیسری سیال مشرف کی قوریہ تحریر پڑھ لیں۔

ایمان و رسول بشریہ اور نبو البشر آدم علیہ السلام کی اطلاع سے جب۔۔۔ قرآن کا کیم

گماہی دیتا ہے اور سرخ بیان کرتا ہے کہ انبیاء و کسل بشریہ۔۔۔ جو شخص

انبیاء و کسل کی بشریت کا انکار کرتا ہے وہ وارث اسلام سے خارج ہے۔

عیسائیوں اور مسلمانوں میں واضح فرق

عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صرف خدا برصوت بشری کہتے ہیں اور مسلمان حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف خدا برصوت بشری نہیں کہتے آپ کو ذات اور صفت میں دو عیا کہ

صوت عبد اختلف ثانی نے مقرر کر کے ہے، بشرانے میں اور آپ کے لیے وہ تمام احوال و احوال

ث غلطیات حدیث کے نذر ایمان ۴۸۶ کے عیا کے ہم ۱۹ شائع کردہ پیر کہ شاہ صاحب

ہندان کو پیش آتے ہیں ثابت کرتے ہیں۔ گرمی سردی جھک چاہیں کھارج اولاد وغیرہ مسبب سے آپ کے لیے تعلیم کرتے ہیں۔ جس سلطان عالم نے بھی مہمائیت سے کبھی ٹھکڑا اور پارہوں سے ملٹی مھر کر سڑکڑا۔ اسے آپ کی بشریت کا اقرار پوری تھیں اسے کتنا پڑا۔

عالم اور انبرکات نعمان خیر الدین الافندی، ان کو سچی بندہ کے مہمائیت جلیل القدر عالم مگر سے ہیں۔ آپ نے مہمائی، استغفار، عبادت، مسیح سے ٹھکڑا اور اس کے جو قرب مسلمانوں کو دیتے تھے انہیں تازہ تار کیا۔ آپ نے اس کے جواب میں ابواب الفیض نامی نعت مہمائیت مسیح و عظیم جہودوں میں ۱۳۰۶ھ میں لکھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس لاجورد کو یہ خوف بخشا کہ انہوں نے اسے لاکھڑا کر لیا۔ مسند بشریت میں مہمائیت اسلام میں جو کھلا فرق ہے اسے جان سکتے ہر کے حضرت عالم اور انبرکات ان کو سچی سمجھتے ہیں۔

فقیہنا علیہ الصلوٰۃ والسلام عبد اللہ ورسولہ وبعثتہ علیہ الصلوٰۃ والسلام
حال سبحانہ قل انما ان بشریت لکھ۔

نور محمد، مرہاد سے بنی کریم خیر الصلوٰۃ والسلام اللہ کے بند سے ہیں اس کے رسول ہیں
نعت بشر میں آپ پر جملہ زبان اور منہ میں اٹتی ہیں۔ خدا تعالیٰ نے خود فرما دیا
ہے آپ کہہ دیں میں بھی بشر ہوں جیسے تم۔

سراسر بات سے کسی کو دکھ نہیں۔ ہر سکتا ہے کہ مہمائیت میں من عالموں نے شہرت پائی ان میں سے کسی کا وہ عقیدہ نہ تھا جو برہمنوں کا ہے۔ برہمنوں کا عقیدہ: شریٹیکر چٹیا میں یوں مرقوم ہے۔

ہر حضرت نور تھے اور آپ کا سایہ نہ تھا آپ کی بشریت دوسرے انسانوں
کی بشریت سے مختلف ہے بلکہ

بشریت انسان کی ذات ہے معنات سے ٹھکڑا کسی درجہ میں ہر سکتا ہے مہمات

سے نکلنا کسی طرح ممکن نہیں۔ ہاں یہ ہر ممکن ہے کہ کسی انسان سے اس کی ہریت کچھ وقت کے لیے مانتا ہو جائے اور اس کے بدن میں کوئی جن نہ لپس ہو۔ اس لیے جن اس میں سے ہر کہ کام سے لگا۔ گو وہ سرور کو وہ وہی انسان دکھائی دے جس میں جن اترا ہوا ہے۔ یہ انسان کی اپنی ذات سے کچھ وقت کے لیے دوری ہے مستقل طور پر یہی بدن اس کا دوسرا ہے اور اس وقت ہی قدرت کے بعد اسے اس انسان کو اچھڑا کر بدن میں آنا ہے۔

حضرت علیؓ نے اس طرح کا بشری بدن اگر کسی وقت میں مانتا اختیار کر لے کر کتب پر عالم حکمت کا انکشاف تمام ہو جائے تو یہ حق طور پر ایک کیفیت ہے جو بدن پر جاری ہوئی اور پھر اصل صفات ہو کر آئیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنا بے مثل ہاتھ حضرت علیؓ پر رکھا کہ کئی چیزوں پر رکھا اور آپ کے لیے ہر چیز پر روشن ہو گئی تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ آپ نے بشریت کا لباس اتار دیا اور اندر سے آپ کچھ اور تھے۔ (املا فیروز) یہ وہ حالتی طور پر بشریت کا قد میں تبدیل ہو گیا ہے۔ اسی طرح کی ایک علامتی حالت ہے جو حضرت جبریلؑ کے تشبہ بشری میں انہیں عارض ہوتی تھی اس کا یہ مطلب کسی بدلیا یا کا تھا کہ وہ فرشتہ ہونے سے نکل گئے ہیں۔

جب حضرت علیؓ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے کہ اے خدا! مجھے قہر عطا فرما یا مجھے قہر عطا دے تو اس سے انکشاف تمام کے یہی جوہرے اور غنائی طاقت کے یہی پورے ہو کر رہے تھے تو یہ کہ حضرت بشریت اور اس کے حواشی میں سرور کی جبرک پیاس اور نکاح و اولاد کے مانتا سے نکل گئے ہیں۔ ہندو جو ذیل روایت میں غنائی انکشاف کا یہی پیرا ہے۔

اس غلطی اور غریبی نے مجھے مجھ تک پہنچا دیا کہ آپ کے ہاں کہا تا اے اللہ میرے دل میں

نور پیدا فرما میری آنکھوں میں نور پیدا فرما یہاں تک کہ مجھے خود نور کر دے۔

جبریل میں کوئی دھڑکنا نہیں ہے، میں آپ اپنی مکی حقیقت سے دیکھتے ہوتے تھے، خیال

کرم پر قرب، آپ کے یہ لطیف لگے کتنے ہی کیوں نہ آئیں، وہ بشریت سے کیونہ نہیں نکلتے، بشریت

کے خاصوں سے کچھ لوگوں کے لیے غائب ہونا، اور بات ہے اور بشریت سے تیسرے شکل ہانا اور

بات ہے، جندہ فنا فی اللہ کی منزل میں کتنا ہی کیوں نہ آئے، وہ غائب واجب کے صفات میں

کسی سے کبھی شغف نہیں ہو سکتا، اس شخصت علیٰ الصریح و سلم پر جب وحی، انشاء آپ ان لحاظ میں

بے شک، اپنی بشریت سے غائب ہوتے تھے لیکن یہ غائب ہونا اور وقتی حد پر بشریت

سے نکلنا آپ کے جبروت کو نہ بدلنا تھا، بشریت سے اس طرح نکلنے کی تعبیر لغوی شریح کے

خلاف نہیں، کیسا دھڑکنا آپ پر یہ خاص حالت وارد تھی، آپ کے حضرت، جبروت، کہ جس طرح

نہ پہنچا اور نہ چھو گیا تو، ہر پروردگار ہے، ہر پروردگار اسلام، علامہ شبیر احمد عثمانی لکھتے ہیں۔

قال علی القاری الاستبہام اہم علی حقیقۃ لادۃ غیہ الصلوۃ والسلام

کان ملجأ من بشوئہ یسبب ایحاء ہذا البشارۃ فلم یشر فک اذن

الوہلۃ فانہ هو واما لشری و هو ظہر واما التعجب الاستغناء بہ

انہ من اذن و دخل علیہ والطرقہ مسدودۃ۔

ترجمہ: آپ کا یہ پرچہ یا نصیبیت کے طور پر ہے کہ آپ کو نہ آپ وہی کی اس بشارت

کے سبب اس وقت، اپنی بشریت سے نکلے ہوئے تھے، سر اذن و خدا آپ نہ جالہ

نکلے کہ وہ ابو جبریلؑ ہی ہے اور یا یہ پرچہ تقریر کلام سے لیے سے اور وہ ظاہر

بجاء یا یہ سبب تعجب ہے اس بیرونی کے باعث کہ ہر پروردگار آپ کے

پاس کیسے آگئے وہ دلا سے تو سب ہنہ تھے۔

مرد ذکر کرد و دعا کے آخر میں جو ہے کہ اسے اشرار مجھے خود بنا دے۔ تو اس سے مراد بشریت سے کیونکہ انکو نہیں — اس فرد سے محمدؐ نے میان حق اور خود پرانیت کی مراد لیا ہے نہ کہ قرب ذات۔

ایم (رقی) (۱۶۱ ص) شرع صحیح مسلم میں لکھتے ہیں :-

قال السلام سؤال التوفى اعمانہ وجهانہ والمواد به بيان الحق وضيانه
والحد ليله فسال التوفى جميع اعمانہ وجهانہ وتصروفه من تعلقاته
وحدانته في جهانہ السبت ١٦

ترجمہ ملا۔ کہتے ہیں: شخصیت محلی: اشرار و مسلم نے اپنے تمام اعضاء چلنا اور چہات
دوبد میں اشر قنالی سے قرار دیا تھا۔ اس سے مراد حق کا بیان اس کی روشنی اور اس
کی حقیقت وہ پانچ سوہرا آپ نے اپنے تمام اعضاء اور اپنے پورے جسم میں: اشر
قنالی سے نور کی اور غراست کی کہ آپ کے تمام تصرفات تمام بدلتے اور قنات اور
تمام حالات میں آپ کی ہر شے جہات میں قرار ہے۔

حافظ: بن حجر مثنوی (۸۵۲ ص) بھی لکھتے ہیں :-

كل هذه الامور رجعة الى الهداية والبيان وضيانه الحق ١٦

ترجمہ۔ یہ سب امور ہدایت، بیان اور چہات کی چمک کی طرف
لوٹتے ہیں۔

علامہ يوسف اردبیل شافعیؒ نے یہاں یہ قبیل اختیار کیا ہے :-

ہیں کہ مسئلہ واحدات کا ایک مقدمہ بحث بھی ہیں، انہیں ملاحظہ فرمائیے۔
 اور دیکھا جائے کہ سب کا مقصد یہی تھا کہ آپ ذاتاً بشر اور صفاتِ قرب بہرہ امت ہیں۔ آپ کو یہ ضروری تھی کہ
 جسے کہ آپ ذاتاً نور نہیں آپ اشراقی سے منقطع نہ رہنا طلب کر رہے ہیں۔
 سوال: اگر آپ ذاتاً نور نہیں تو اس حدیث کا کیا مطلب ہے: **اول ما خلق: طہ فوری**
 باقیہ میں خود ہے صفت و کمالات میں نہیں۔

جواب: اگر یہ روایت کہیں ثابت ہو تو قطعاً فرمایاں کہ روشنی کے معنی میں ہیں روح
 کے معنی میں ہوگا۔ روح اور پھر روشنی کی مدد سے وہ ایک نورانی چیز ہے اس پر خدا بھی بشریت کا
 قالب آدھ بشریت کی کہودات کہیں روشن ہوئیں: اس اعتبار سے آپ کی روح: **قدس کی پیدائش**
 مبرا ایک نور کی پیدائش تھی لیکن اس کا یہ مطلب یہ نہیں کہ اس قرانیت سے آپ کے دنیا میں
 تشریف لاسنے پر آپ کی بشریت کی نفی ہو گئی۔

حدیث جلیلیہ: **وَدَعَا رَبَّهُ فَغَوَىٰ** فوری: **خیر رہا تیرا رب الہادی کہتے ہیں۔**

دستہ قولہ: **اول ما خلق: طہ فوری** فی ذوالیہ روح و معنھا واحد و
 الارواح ذوالیہ فی اول ما خلق: **طہ** من الارواح روحی۔

ترجمہ: اسی طرح آپ کی یہ بات ہے کہ اشراقی نے سب سے پہلے میرے نور کا
 پیدا کیا اور ایک روایت میں ہے: **ظہر نے سب سے پہلے میری روح کو پیدا کیا**
 اور نور اور روح کا معنی یہاں ایک ہے۔ **روح سب فوری ہیں۔ اس حدیث**
سے مراد یہ ہے کہ: اشراقی نے منہ **ارواح میں سب سے پہلے میری روح**
کو خلقت کھنٹی۔

نور وہ چیز جو روشن ہو روشنی اس کی صفت ہے اور اس کی روشنی میں چیزیں بھی
 رکھی جائیں گی۔

النور ای الظاهر بنفسه والظاهر لغيره وقيل هو الذی یبصر بنوره
والعناية به

اور خدا کے نور کے صحن میں رکھتے ہیں۔

یہودی اللہ انورہ من انوار احب یہودی اللہ لقلوب فی محسن الاصلاح
دیور الحق و فی صطفیہ

ترجمہ: اُنور قاضی اپنے نور کی معرفت میں کو پاہنہ ہے جو ایت دیتا ہے وہ وہی کہ
محسن غفرانی کی راہ دکھاتا ہے اور ان میں حق کو برکت دیتا ہے اور اسے
پُرین لیتا ہے۔

سویا دے کہ نور محمدی منیر البشر پر نور ہو نور ہے اور یہ اللہ عزوجل ہی ہے خدا کی صفت
مدد دینا ہے یہ صحیح نہیں کہ نور محمدی نور انجلی سے صادر ہوا یا کہ وہ اللہ کے نور کا حصہ ہے
اس کی ذمت انہی سے کوئی شرکت نہیں۔ نور انجلی سے نور محمدی کا حصہ در انوار ہی عقیدہ ہے جس
میں بر جری صفا نے باطن عالم کو بڑی بے دردی سے ڈال کر کھنڈے اور اس قسم کے فتوؤں سے
پیدا کر کے اسٹ کو لٹا رہے ہیں اور اپنے اس انوار سے وہ بہت سے لوگوں کو ایمان سے
غالی کر رہے ہیں۔

جس طرح حضرت جبریل امین کا قتل بشری آپ کو نصیحت ملی سے جدا کرنا تھا ان سے
سماعت پر قریب الہی کے لطیف لمحے دنیا کے بشریت سے کبھی خارج نہیں کرتے۔ انھوں نے کہ
بریلوی حضرات ایسے متنبہ واقعات سے انھوں سے شکوے کئے ہیں۔

سایہ نہ ہونے کے مستجاب سے منجالیطے میں نہ نہیں۔

بریلوی عقیدہ میں آپ کا سایہ نہ ہونا اور ترقی عدت میں نہیں نور کی صفت کے طور پر

من مولات جلد ۵ ص ۱۱۱

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت اسلام کا ابراہیم ہی، قطعی مسئلہ ہے کہ اس میں
مسئلہ نور کی کبھی دو چیزیں نہیں رہیں، معنی کہ شیعہ بھی جو عام مسلمانوں سے مختلف تھے قطعی یا مسئلہ پر
کھڑے ہیں، انہیں بھی اس سے انکار نہیں ہو سکا، اسلام میں انبیاء کی بشریت کا عقیدہ تھی، تو انہوں
سکھائے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نور ذات نہیں، نور ہایت مانا جائے جو چاہیکہ اللہ تعالیٰ کو نور
ذات کہہ کر تعذر صلی اللہ علیہ وسلم کو نور من نور انکار کیا جائے۔

افسوس صد افسوس کہ حوٹانا احمد رضا خاں نے کمان، مسکن کے دل و آخر کو جھٹلے نکلے
قرار دیا اور یہ وہ قطعی ہے جس سے مسئلہ نور میں اسلام کی چھ صد یوں کی بساط الٹ کر رکھ دی
اور آج وہ دنگ بھی بن منت کہتا ہے میں جو عقیدہ اہل سنت پر نہیں ہیں، وہ جب اور ممکن
کے درمیان ایک بند رخ کے قائل ہیں، مانا کہ وہ جب اور ممکن ہیں کوئی قدر مشترک نہیں، واجب
کی مادیوں الواجب سے وہ ہر رخ ہو یا مسکن کوئی نسبت نہیں۔

مولانا محمد رضا خاں عہدہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اس بند رخ درجے کے قائل ہیں جو
ممکن ہو جو سے کچھ اور پر ہو اور واجب کے قریب ہو۔

معدن المسدود علام، الغیب

بند رخ بھرین مسکن و واجب

یزان کے مشہور شاعر عرفی نے اپنے تخیل میں وجوب و امکان کو جمع کیا تو صوب اکابر
بل مسلم اس کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے، مگر ہندوستان کا یہ شاعر نہ بند رخ بھرین مسکن
و وجوب کا نعرہ لگا، ہے تو یہاں اس کو، دنگ محکم کیا اس عقیدے کی حمایت میں ایک جماعت
اٹھ کھڑی ہوئی، یمن یہ اس سب سے کہ ہندوستان میں انگریزوں کا راج تھا،

عرفی نے ہندوستان وقت ہم اور وجوب و امکان کو جن شعروں میں جمع کیا تھا اور عالم اسلام
نے اسے اس کے خلاف ایک نزاع قرار دیا تھا وہ شعر یہ ہیں :-

نہ مدون بخشش، صدر ۲ ص ۵۹

تقدیر بیک ناکہ نشانیہ اور محض
مباحیح ممکن وہ جو بہت نہ تو فتنہ
میں اس کے حدوث تو ایسا ہے جو مہل
اور متعین نہ شدہ، اہل حق اہل راست

حضرت کو مہلنا احمد رضا خاں نے بھی معدن، سرسبز ملام الغیب کہا ہے۔ مصلحت کا کہنا
کہ کہتے ہیں۔ کان وہ ہر قی ہے جس سے کوئی چیز پیدا نہ کئے جیسے سونے کی کان، لکڑی کی کان
تیل کے کنوئیں وغیرہ۔ حضرت کو قدر کے زور و ناک کان کہنے کا مطلب اس کے ساتھ کہا ہو سکتا ہے کہ
دعا و اندام خدا کے یا نہ وہ سرسبز حضرت سے بنی پہنچنے میں سہلانا احمد رضا خاں حقیقت میں حضرت
کو جب اوج و بکواس کے بھی سہارا کا معدن سمجھتے ہیں اور صرف مفاد و دین کے لیے کہتے ہیں
کہ حضرت وہ جو بہت و ممکن کے باہین ایک برائی دوسرے رکھتے ہیں۔

بہ حضرت علیؑ اور علیہ وسلم اتنی جہد شان کے باوجود مخلوق اور خدا وشت ہیں اور عالم سکانت
سے ذہب ہر باہر نہیں ممکن سے فو باہر ہیں تو خدا کی پرستی ہی جائیں اور خدا شریک سے
پاک ہے۔

برائی اور ستران باقول کہ جہد مد جو عیسا میرا نے اپنے نبی سے بارے میں کہا میرا
حضرت تو اندر کے بندے اور دوسرا میرا۔

جو چیز پیدا ہوئی وہ پہلے نہ تھی پھر پیدا ہوئی اور جو چیز پیدا ہوئی اسے ہی علامت خدا
ممكن کہتے ہیں ممکن کہ وہ جب سے کسی شے کی شراکت اور نسبت نہیں سوسے اس کے کہ وہ
ذاتی ہے یہ مخلوق۔ بریلین نے پناہ عتیقہ عیسائیوں سے ہی دوا کیا ہے۔
یہ ہم سب سے خدا کی وہ سری بھٹ شروع کرتے ہیں۔

حضور کی ذات نور نہیں نور آپ کی صفت ہے

اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو اندر سے میں پیدا کیا اور پھر ان پر پناہ فرمائی۔ یہ نور اللہ کی ذات

جنس اس کی صفت کا ایک پروردگار ہے اس کی صفت فعل ہے یہ تو ہدایت ہے جسے مل گیا مسالوت یا
 گیا صفت اس پر بن لکھا ہے میں اس صفت سے لکھا یا اللہ تعالیٰ کہتے ہیں۔

نور علیہ السلام۔ میرا وہ میری ہدایت ہے۔

اس صفت کی تخلیق قبل مولانا احمد رضا خاں لکھی سے ہوئی جس پر اللہ تعالیٰ کا نذر ہدایت قرار
 اور وہ نذر ہدایت جگہ کا تھا۔ نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں آپ کی صفت ہے آپ
 کا نذر نذر نہیں فہم ہدایت ہیں پروردگار صفت آپ کو نذر ہدایت کی جہت کے نذر نذر قرار دے کر
 اپنی مسند اجماع سے دند خالص پر جا کر سے ہوتے۔ دند خالص انہیں دین بدعت کہا۔ شاہ ابو
 اسلام سے لیجئے داند کا بکریہ بدعت کے لیے کیا ہوتے کہ انہیں کچھ بھی دین یا قرآن کا اشارہ ہوا
 یہ عزت اور امتیاز کی راہ سے گئے۔ نہ برائی کی طرف چل دیجئے۔ یہ لوگ یہ بھی نہ سمجھ سکے
 کہ اگر آپ وقتاً فوقتہ تو میرا آپ ساری زندگی رہے ہر کام میں اللہ تعالیٰ سے نذر کرنا دیکھتے۔
 یہ سب اس لیے تھا کہ آپ کا ہر فعل اور ہر قول کا نذر نذر کے لیے نذر بن جائے یہ نذر ہدایت کا
 پھول ہے جس کی آپ سے اللہ کے حضور طلب کی تھی۔
 تمہاری دعا یہ تھی۔

اللہم ابدل فی قلبی نوراً فی سمعی نوراً فی بصری نوراً ومن یسجد فی

وجہ شامی نوراً واما فی نوراً وخلق نوراً وخلق نوراً وخلق نوراً

اور عارف، اعلیٰ حضرت میں اس دعا کے یہ الفاظ ہیں۔

اللہم ابدل فی قلبی نوراً فی سمعی نوراً فی بصری نوراً ومن یسجد فی

وجہ شامی نوراً واما فی نوراً وخلق نوراً وخلق نوراً وخلق نوراً

دورانی سمعی نوراً فی بصری نوراً فی سمعی نوراً فی سمعی نوراً فی

عظا من۔ اللہم ابدل فی قلبی نوراً فی سمعی نوراً فی بصری نوراً

کیا نور سے بالاکوئی اور درجہ روشنی بھی ہے؟

روشنی کے درجہ سے سامنے رکھیے۔ ۱۔ سورج اور ۲۔ چاند۔ چاند کی روشنی جہاں بھی چروہیں جاتی ہے یہ آگے نہیں بھینتی۔ سورج جہاں چروہاں بھی ہے اور جہاں نہ چروہاں بھی اس کی روشنی پھیلی جاتی ہے۔ دن کے وقت کمروں کے اندر جودن کی روشنی ہے۔ وہ سورج کی روشنی کا ہی فیض عام ہے۔ روشنی کے اس انتشار اور پھیلاؤ کو ضیاء کہتے ہیں اور مجدد روشنی جہاں چروہیں رہے اسے نہ کہتے ہیں قرآن کریم میں ہے۔

هُوَ الَّذِي جَعَلَ الشَّمْسُ ضِيَاءً وَالْقَمَرَ نُورًا (پہلے لڑیں آیت ۵)

ترجمہ۔ اللہ وہ ہے جس نے سورج کو ضیاء اور چاند کو نور بنایا۔

اس سے یہی سمجھیں کہ میں اتنا ہے کہ ضیاء اپنے پھیلاؤ اور انتشار میں جس سے قوی ہے۔

۱۔ کوکبوں ستارے بر فلک کملت شب جہاں جہاں

اک طرح آفتاب مکہ دژمن سحر سحر

حضرت فلک اشرفیؑ فرماتے ہیں بہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روایت

میں فرما دیا۔ دونوں آفتابوں متقابل امتثال فرماتے۔ چپ لے کر لیا۔

الضَّافَةُ نُورٌ وَالْمَدْقَةُ بَيْنَ هَا وَهَاهُ صَبْرٌ ضِيَاءُ الْقُرْآنِ حَقٌّ

ترجمہ۔ نماز نور ہے صدقہ نشان ہے صبر ضیاء ہے اور قرآن حجت ہے۔

وقت گھٹنے پینے اور جنس تکافؤ سے بالا رکھنا ہے۔ یہ بات اللہ کی صفات میں سے

ہے اسے ضیاء کہا گیا اور نماز کو کہہ کیا گیا یہ عاجزی اور ہمت کی کام ہے اور یہ مخلوق کی شان

ہے۔ اس لئے اس وقت کی شان نماز سے بالا ہے اور ضیاء نور سے نیچے ایک درجہ

ہے۔

علامہ زکریاؒ میں سے اتفاق نہیں کرتے دیکھتے ہیں انہماک روشنی پھیلانے کر کہتے ہیں یہ صفت ہے ذات نہیں سورج اپنی ذات میں نہ ہے اور اپنے پھیلاؤ میں عیاں ہے۔ نور کا نور ذات پر آجاتا ہے مگر ضیاء اور انوار صفت میں جگہ پاتے ہیں۔ اسی صفت میں نور ہی قبول رہا۔ مگر صفت میں سورج چاند اور ستاروں سے آگے ہے۔

علامہ بیہقیؒ نے الرضیٰ الخلف میں درود کا یہ شعر نقل کیا ہے۔

ویدلاری البلاء ضیاء نور یتیم بہ انبیاۃ ان تموجا

نور کا آگے پھیلاؤ ہے اور ضیاء نور پھیلاؤ ہے اس کا آگے پھیلاؤ نہیں۔۔۔ نور کے نور سے مزید ہدایت ہے۔ یہ ہدایت کا آگے پھیلاؤ ہے، صفت صلیٰ علیہ وسلم کو نور کہا جائے تو اس سے مزید بھی یہی نور ہدایت ہے جس سے روشنی بگٹنے پھینکتی ہے۔

علامہ غزالیؒ نے شرح غزالی میں فرمودہ کی قرعہ یا سواۃ تعالیٰ یا احمد نبی خاتم کے نیچے علامہ نور کو کہتا ہے نور ضیاء نہیں اور اس سے بھی مردود ذات نہیں نور ہدایت ہے۔ درود صحیح ہے کہ حضورؐ کے نور ہدایت کی حصار قیامت تک پھیلی ہے۔ اس سے آگے کسی مرد روشنی کی ضرورت نہیں۔

فلما انضاء ما حوله ذهب الله بوجهه بوجہ کے مٹنے ظلمات لای بصرین۔

(چاند، انوار، آیت ۱۴)

خدا کا نور عام ہے یا کسی ایک فرد میں محدود ہے

فلا صنف الواحد ولا یصلد منه الا واحد کے تامل میں۔ ان کے قرار پر خدا کا نور کسی ایک فرد میں؛ تو کہ کا اور پھر آگے جیسے کا اور پھر برہمی صورت میں ہو سکتا ہے کہ خدا نور ذات جو خدا کا نہیں، وہ نور ہدایت ہے۔ اسی طرح حضورؐ بھی پاک بھی نور ذات نہیں کہ بنا کا نور قبول شیعہ صرف ایک حضرت مکیؑ میں آئے۔ آپ نور ہدایت ہیں جن کا نور سارے عالم میں

یہاں ہوتا ہے۔

جب یہ بات سنے پہنچی کہ اللہ رب العزت کی ذات نرد نہیں، نور اس کی صفت فعل ہے۔
تو یہ بات بھی واضح ہو گئی کہ اس کا قدر عام ہے کسی ایک میں محدود نہیں، اللہ رب العزت سب
ان افراد کو خلقت میں پیدا کیا اور پھر ان پر اپنا نور و رحمت و رحمت ڈالا، یہ افکار وہی کسی ایک فرد پر نہ
مقابلیت سے سعادت و عذاب کے پائے گئے، ان سعادت و عذاب کے دل وہ نور و رحمت میں جن
میں نور الہی ان کو بلا واسطہ اور بلا واسطہ کے مطابق بترسے۔

سب سے زیادہ جس وقت گرامی نے اس نور کو اپنے اندر جذب کیا وہ حضرت نور بن نبین
نئے جن کا اللہ تعالیٰ نے شروع سے فرما دیا تھا اور یہ بیت کو اس کی زمین، ان پر کھول دی تھیں اور
ان کی سب مشرقی کدورتیں و عذاب و آفات تھیں، حضور نے فرمایا :-

اِنَّ لِلّٰهِ تَعَالٰی اَمِيَّةً مِّنْ اَهْلِ الْاَرْضِ دَلِيَّةٌ يَّكْفِيكَ قَدُوْبَ حَيَاةِهِ الصَّالِحِيْنَ
وَالْحَيَاةِ الْاٰخِرَةِ وَلَوْ رَقِيَ اِلَى السَّمَاءِ الطَّلَبِىُّ ۝

ترجمہ ہے شک نہ رہیں والوں میں اللہ کے کچھ نور و رحمت ہیں اور یہ تمام اللہ کے
نور و رحمت اللہ کے ایک بندہ اللہ کے دل میں اور ان میں اللہ کے سب سے پیارے
وہ ہیں جو سب سے زیادہ اللہ سے بہت زیادہ پیچھے والے ہیں۔

اللہ کے ان نور و رحمت ہیں اللہ رب العزت کا نور و رحمت ہے کسی ایک میں نہیں سب اس
معاذ اللہ سے مراد ہیں اور یہ وقت تک ان کے ساتھ رہائے گا

اِنَّ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّعْلَمُ الْاٰتِیَاتِ ۚ فَاِذَا هُم بِیَوْمِ ذِی الْقُرْءٰی اٰتٰی ۚ وَبِاٰتِیَاتِهِمْ بَشٰرٌ
اَلْوَحٰی ۚ وَتِلْكَ اٰیَاتِیَ لِّیَعْلَمُوْا ۝

ترجمہ میں وہ قوم ایمان والے مرد و عورتوں کا ہے کہ وہ اللہ کے کچھ نور و رحمت کے
آگے آگے رہے گا اور ان کی وہ نبی جانے والا ہے کہ ان کے ساتھ رہائے گا

اب کیا یہ مرد مومن اور مومنات نور میں نور اشرف ہو گئے۔ (العیاذ باللہ) یا ان کا یہ نور نور حق تھا، یہ نور حق کے ٹوٹے چیلے تھے جو یہاں بھی ہدایت بن کر ابھرے اور وہاں بھی ہدایت بن کر نکھرے۔ یہی ان کا نور ہے جو ان کے آگے آگے اور دہلیز چھتا ہوا۔

نور باری تعالیٰ نے برائے انسان عرف تو ایک طوط خود زمین بھی افسوس کے نور سے جگمگا اٹھے

گلی تو کیا باطن کا نور کا نور؟ اس پر ہوا؟ نہیں، اشرف کی ذات نور نہیں۔ اور نہ اس تک کسی نے اس کی ذات احدہ کہہ کر کہ ہدایت کی ہے۔

والشرقت المارض بنور برآءا و وضع الكتاب۔ (پاپ الزمرع: ہیت ۱۶)

ترجمہ: اور زمین اپنے رب کے نور سے جگمگا اٹھے گی۔ دیکھ لیجئے جابئیں گے، نور

تصور کی بشریت کا بیان

سب بنی آدم بشریٰ جمیع: خیار و سرسین: اپنے بڑا مجہد حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں معلوم کریں کہ جن بن آدم سے ہوئی یا آپ شی سے پیدا کیے گئے فرشتے نور سے — جنات ند سے — اور انسان شی سے پیدا کیے گئے ہیں، ان جنوں میں شی سے پیدا ہوئے والہ سبقت لے گیا اور نور والے اس کے آگے جو درجہ ہوئے، فرشتہ پان اس بات کو نہ سمجھا کہ شی سے پیدا ہوئے والہ نور نہ ہے کیونکہ بشریت بشریٰ کا یہ ہے، انکار ہے جو ہمیں نے کیا۔

وَاذْهَبْ رِبَّكَ فَلْيَلْكَ اِنِّیْ خَالِقُ بَشَرٍ مِّنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حِجَابٍ مُّسْوًى۔ فَاَدَا سَوْبَهُ وَفَضَحَتْ فِیْہِ مِنْ رُّوحِیْ فَقَوَّاهُ مَسَاجِدِیْنَ۔ ضَمَّجَ الْمَلَائِکَہُ کَلَامُہُ اِجْمَعُوْنَ اِلَّا الْجِیْسَ اِنِّیْ اَنْ یُّکُوْنَ مَعَ الْمَاجِدِیْنَ۔ (سجۃ النحر: ۲۸)

ترجمہ: اور جب کہا تو اسے سب سے فرشتوں کو میں، بناؤں گا ایک مشرک نہیں کرتے سے ہوئے گارے سے۔ پھر جب میں تھک کر دی، اس کو اور مجھ تک و دی میں اپنی روح تو گر پڑو اس کے آگے سجدہ کر کے کہے سو سب فرشتوں نے اس کو سجدہ کیا مگر ہمیں نے۔ اس نے انکار کیا کہ وہ ہو سجدہ کرنے والوں میں۔

اللہ نے کہا اسے جس نے تجھے کیا ہوا کہ تو اس کو سجدہ کرنے والوں میں ہے۔

ہیں وہ نہیں کہ سمجھ کر دل بشر کو جسے تو نے پیدا کیا کھسکنا تے سنے ہوئے گارے
سے فرمایا تو مکمل جا یہاں سے توجہ بر دار ہے اور تجھ پر رحمت ہے مگر دل نہ

ان بات سے پہلے کہ بشر کو خدا رستہ سے دیکھا۔ دراصل آدمی مخلوق کے مقابلے میں الٰہی
سمجھنا یہ عمل شیطانیت جو میں اس دور کے۔ بلکہ خستہ گزشتہ ہیں۔ یہ بھی پہلے کہ حضرت آدم علیہ السلام
نے اپنی روح کو الٰہی مگر حضرت آدم کے بارے میں کسی نے روح میں رستہ اللہ کا عقیدہ اختیار
نہ کیا تھا۔ یہ روح آدم کی اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت، اصناف، تشریف ہے اور وہ اللہ کی پیدا کردہ
خاص روح تھی جو اللہ نے آدم میں بھیجی کی خالق خود روح نہیں۔ عادت سے پہلے چنانچہ کہ اللہ
تعالیٰ نے پہلے بشر حضرت آدم کو خلقت بھیجی اسے پیدا کر کے پھر اس پر اپنا نور ڈالا اور بھیجی
اللہ کا پیدا کردہ تھا ایک خاص مثلاً کا نور تھا مگر حضرت آدم کے بارے میں کسی نے روح میں نور
کا عقیدہ اختیار نہ کیا تھا۔ حضرت آدم خلقت میں بشر تھے صفت میں اس نور نے ولے نور سے
راہ چنگے پس حضرت آدم کی بشریت میں جرم و ذات کے اعتبار سے تھا اور ان کے نور بہت
ہوئے میں جو رابطہ صفت نہیں بلکہ کوئی خارج از نور

حضرت خاتم النبیین کا حضرت آدم سے تسلسل

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی حکم ہوا کہ اپنی بشریت کا اعلان کریں اور بشریت بھی وہی جو
حضرت آدم علیہ السلام کی جملہ اولاد کو ہے۔ بہت سے اولاد میں آپ ایک خاص امتیاز کے حامل ہیں کہ
آپ پیدا ہوئے ہیں جو درود میں نہیں۔ اور شاہ جوا۔

قل انما انا بشر مثلكم لی سنی الی انما انا کما انہ واحد (۱۶) کہف ۱۸

ترجمہ: آپ کہہ دیں میں اس کے سوا نہیں کہ بشر ہوں جیسے تم۔ وہی آتی ہے ہم
پر معبود و مہتار ایک متحد ہے۔

بعض مہرچ ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نوع بشر سے ہیں جسے اور انسان اس نوع سے
ہیں دل آپ اللہ کے رسول ہیں۔ میں اس کا منکر نہ ہو گا مگر وہی جو کافر ہے۔ مسلمان کی توجہ رات
نہیں کہ وہ ضرور مہرچ کا منکر تھا ہے۔

یہ عقیدہ کافروں کا تھا کہ بشری نہیں ہو سکتا بشر ایک عمومی مخلوق ہے جس میں برتوت

کیسے آسکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا مدد فرمایا اور حضور کو حکم دیا کہ اپنی مہریت اور رسالتِ حقانی کا ایک دھول کرے، ان دھولیں چھڑ کر گئی تھیں وہیں۔ بشریت میں سب جملہ جن آدم کے ساتھ شریعت

انبیاء کو بشر کہنے کے دو پیرایوں میں گھولا فرق

انبیاء کرام کو اعتقاد ابشر ماننا اور مذہب اور عقیدہ میں انہیں مشترک بنانا یہ ایک پیاری سی بات ہے۔ دوسرے انہیں بشر نہیں مگر انہما یہ دوسرے پیو یہ ہے جب کسی کو یار ہو تو اسے اس کا امتیاز ہی نہیں سے بلایا جاتا ہے ذات کے درجے سے نہیں مگر اگر کسی نے کسی پیغمبر کو بشر سمجھ کر یا آدمی سمجھ کر پھینکا تو انہیں اس طرح بشر بنادالنی بے ادبی کا ایک پیاری ہے۔ کہنے کا تھو دو خوں پڑا ہے۔

۱۔ بعض اعتقاد کو ذکر کرنا اور ۲۔ اس عنوان سے انہیں بلانا۔

بریلوی علامہ زجب اپنے عوام سے مخاطب ہوتے ہیں کہ میں دوسرے پیرائے سے کہنے
ہیں نہ انبیاء کو بشر کہنا ہے۔ دینی ہے اور عوام بے جا بات سمجھ نہیں پاتے وہ یہ عقیدہ نے
کہہ رکھتے ہیں کہ انبیاء کی بشریت کا عقیدہ درست نہیں وہ بشر نہ تھے پس ہجر کرنا ہے۔ بریلوی
غضب کی زد میں آگودہ محرم الامیان جو کہ مسجد سے نکلنے میں۔ بریلوی علماء کی اپنے طعن کو
محرم الامیان کرنے کی یہ روش انتہائی اراکتِ افسوس ہے۔

۹. پیغمبروں کو بشر کہنے والے کافر ہو گئے تھے

سب پروردگار مہربان نہیں گئے کہ پیغمبروں کو کافروں نے بشر کہا تھا یہ غلط ہے
ایک مثال بھی دیکھو انہیں ملیں کہ کسی نے انہیں پیغمبر مان کر پتھر پھینکا ہوا اور ان پر وہ کافر جو گئے
ہوں وہ جو انہیں بشر کہتے تھے انکار رسالت کرتے تھے کہتے تھے نبی من کر جس وہ بشریت
اور رسالت میں تمہارے قائل تھے وہ کہتے تھے بشر جیسا دنیا فکرتہ اپنی کتابیں و اقوال
پر یہ حکم نہیں لکھا جا سکتا کہ وہ انہیں پیغمبر تسلیم کر کے انہیں بشر کہتے تھے۔ علماء میں سنت انبیاء کو
انبیاء مان کر ان کی بشریت کا عقیدہ رکھتے ہیں اور وہ کافر انہیں نبی مانے بغیر بشر کہتے تھے
اور ان طریق ان کی نبوت کا انکار کرتے تھے ان دونوں صورتوں کو ایک ساتھ جمانا اور نہ سے پہنچنے
انکھ بشریت کا تہ نہ بتانا عرف و نبی لوگوں کا کام جو سنت سے تو خدا سے مکمل ہے خوف و ترس

اور نہ حضرت کے قائل بن جائیں اور نہ وہ کسی کتاب و کتاب پر یقین رکھتے ہوں۔

بشریت انسان کے معنی میں

قرآن کریم میں لفظ بشر و انسان ایک معنی میں آئے ہیں حضرت مریمؑ کو فرشتوں نے کہا کہ توجہ
بچے کو ساتھ لے کر چلے اور رستے میں تو کسی انسان کو دیکھے جو اس پر تعجب کر رہا ہو تو ثناء سے
کہہ دینا کہ میرا بیٹا کسی انسان سے جہلاں ہوئے گی نہیں۔ اس موثقہ پر قرآن نے یہ دونوں لفظ بشر
اور انسان ایک ساتھ ایک سیاق میں ذکر فرمائے ہیں۔

فَاَمَّا قَرِينٌ مِنْ الْبَشَرِ سَوْدٌ فَقَوْلَى الْاِنْسَانِ عَسَا فَاِنْ اَحْكَمُوْهُ
بِجَدْرِ اَنْفُسِيَا۔ (آیت مريم ۶۰)

ترجمہ: سو اگر تو دیکھے کسی بشر تو کہہ کر میں نے روزِ قیامت کو خدا تعالیٰ سے دعا کی ہے کہ
سزا دے جس میں کسی انسان سے کلام نہ کر دے۔

یہاں یہ دونوں لفظ ایک دوسرے کے ہم معنی ہیں۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ سے لفظ خلقنا
اور انسان بنی احسن تقویہ دیتے ہیں؛ کہہ کر انسان کا اشتقاق انھوں نے جو نادر فصیح کیلئے
سرگزشتیں کر رہی ہیں بشریت کا اجماع کیا جسے اور نہیں کسی اور نوع کی مخلوق مانا جائے تو ظاہر
ہے کہ اس میں محتاجِ ثبوت کی گنجی قرآن اور یہ ادبی ہوگی۔

انبیاء کی بشریت کی تیسری کھلی شہادت

مَا كَانَ الْبَشَرُ اَنْ يَّهْتَبَ اِلَیْهِ الْاَلْبَابُ وَحُكْمُ الْبَیِّنَاتِ شَعِیْرَتُ الْاِنْسَانِ كَوْفُ
عِبَادِ الْحَبَسِ مِنْ دُونِ اللّٰهِ۔ (آیت آل عمران ۶۹)

ترجمہ: کسی بشر کا کہہ نہیں کہ اللہ تو جسے سزا دے، حکم اور ثبوت اور وہ لوگوں کو
کچھ نہیں کہہ سکتا۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ ثبوت اور حاکم کا مورد ہمیشہ انسان ہی ہے جس میں اور ثبوت ہمیشہ
انسان کو ہی ملے گا۔ یہ نوع بشر ہے جس پر کتاب شرعی ہے۔ اسے ثبوت ملتی ہے۔

اہلباء کی بشریت پر چوتھی شہادت

وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يَقُولَ اللَّهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِنْ دُونِ حُجُبٍ مُوْسَىٰ سَلَّمَ
فِي وَحْيٍ بِالْمَلَأَةِ مَا يَشَاءُ. (رُحْبُ الشُّعْرَى: ۵۰)

ترجمہ: اور ہر کسی بشر کے بس میں نہیں کہ اللہ اس سے باتیں کرے مگر یہ تین صورتیں ہیں
۱۔ اندر ہی اندر ایک بات دینا جس میں نہ دے۔ ۲۔ پردے کے پیچھے دے کوئی آواز نائی
۳۔ یا وہ کسی کو قاصد بنا کر بھیجے جو اس کے اذن سے اسے بس کی بات کہے

اللہ تعالیٰ انسانوں سے جب بھی چاہا ہم ہر ان تین صورتوں سے خالی نہیں پہلی صورت میں
بھی فرشتہ پیغمبر کے قلب پر اترتا تھا یہ ایک اندر کی آواز دانی تھی جو حق سامنے نہیں آتی
اس آیت سے سلام ہو اگر خدا جب بھی چاہا پیغام دینے کے لیے کسی سے چاہا ہم جو تورو
بشر سے ہی چاہا ہم ہر آدمی میں بشر کا اعزاز ہے نبوت کی کوئی بے ادنی نہیں ہے۔

بریلوی دہلوی کہتے ہیں کہ یہ بات دوسرے انبیاء کے متعلق تو بھی جاسکتی ہے لیکن حضورؐ تو
نور من نور اللہ کے وہ ان حکم میں شہاد نہیں کیے جاسکتے ؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے اس آیت سے نفاذ حضورؐ کو بھی اس حکم میں شریک فرمایا ہے
وَكَذَلِكَ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ رُوحًا مِنْ أَمْرِنَا مَا كُنْتَ تَدْرِي مَا الْكِتَابُ وَلَا الزَّمَانُ
لَكِنْ جَعَلْنَاهُ نُورًا نَفْخُ مِنْ شَأْنِهِ أَهْ مِنْ شَأْنِهِ عِبَادَتًا ۚ (تِوٰت: ۵۲)
ترجمہ: اور اسی طرح ہم نے بھیجا آپ کی طرف ایک فرشتہ اپنے حکم سے اور آپ نے
جانتے تھے کیا ہے کتاب اور زمانہ کی تفسیر ہم نے کیا ہے اسے
ایک روشنی اس سے ہم نے بندوں کو راہ نواز دیتے ہیں۔

انبیاء کا برس میں تو وضع کوئی بات کہنا

تواضع اپنے آپ کو بچھڑک کر بات کہنے کو کہتے ہیں گو رنٹ سکول میں ایک ہیڈ ماسٹر ہے
ایک کلرک بھی ہے اور ایک مالی بھی اور ایک چوکیدار بھی۔ اب اگر وہ ہیڈ ماسٹر انہیں کب اکٹھا کر کے
کہے میں بھی تو تمہاری عرصہ گو رنٹ کا ایک لازم ہوا گو رنٹ سرورس میں ہوں جیسے تم کو وضع

ایک قدمے مشترک پر لے آئی اور نہ وہ ٹھہرا۔ اے ادا کے کام سربراہ ہے تو اسے کھلے دوا
تواضع میں جھوٹ نہیں بول رہا ہوتا۔ فلاں وہ اپنے آپ کو قدمے مشترک میں آکر ایک بات کہ
رہا ہے۔ یاد رکھیے، نبی اکرام تو اس میں بھی جھوٹ نہیں بولتے۔

۴۔ حضرت نے امانا بشر مثکمہ اگر بعد تو اسے فرمایا تو بھی آپ نے جھوٹ نہیں بولا تو اس
قدر مشترک میں آپ نے جھوٹ بولنا نہیں ہے۔ اگر کوئی ذہنی کسٹر ہے میں دُعا کسٹر نہیں ہوں تو یہ تو
ذہنی جھوٹ ہو گا۔ یاد رکھیے، نبی اکرام بعد تو اسے کبھی جھوٹ نہیں بولتے۔

تواضع ایک اپنی نیا از مندی ہے یہ کسی کے کہنے پر نہیں کی جاتی

۵۔ حضرت نے بار بار فرمایا امانا بشر مثکمہ میں بھی۔ سننا ہوں جیسے تم۔ کیا یہ حضور کی آواز
کاروائی تھی یا یہ خدا کا حکم تھا کہ آپ اس کا حکم فرمادیں۔ قرآن کریم میں اسے ہوں فرمایا ہے
قل امانا بشر مثکمہ یا زندگی وہ جوتی ہے جو اپنی جھوٹ سے کی جاتے وہ نہیں جو وہ ہوں کے
کہنے پر بتا جو سن سنا لے لے تو اسے کہا ہے وہ معرفت ہے حضرت کے مطابق ہے۔ دوسرے
مصر میں جو سی اف کے الفاظ نے وہ مثبت تو روش ہے۔ یہ قرآن میں آپ کی اپنی بشریت کا علم ہے

حدیث میں حضور کا اپنی بشریت کا بیان

۶۔ حضرت صل اللہ علیہ وسلم نے بار بار اپنی بشریت اور دوسروں کے ساتھ شریک فی النور کہنے
میں اپنی شہیت کر بیان فرمادے آپ نے جب بھی اس طرح الہام فرمایا وہ ایک موقع غزوت تھا وہ تھا
ہے کہ غزوت است اور استہلال کے وقت کوئی بات غلوٹ واقع نہیں کی جاتی سجدہ مسجود کی ایک بحث
میں آپ کا ارشاد نظر فرمائیں حضرت عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں حضرت میں نے علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

اے لوحہ فی الصلوۃ شیء انما شکرہ ولكن امانا بشر انہی کانتھن

فذا شیت فذکرونی واذا شاک احدکم فی الصلوۃ فلیتھم لاصواب فلیتھم

عنہ ثم یجد سجدتین۔ (صحیح مسلم جلد ۱ ص ۱۷۷)

ترجمہ اگر خود میں کوئی اور حضرت پیدا ہوتی تو میں تمہیں اس کی تذکرہ نالکین بات

یہ ہے کہ میں بھی بشر ہوں میں بھی بھول سکتا ہوں جیسے تم۔ مروجہ میں کبھی بھولنا
تو مجھے یاد کرادیا کرو اور جب تم اپنی نماز میں شگ میں پڑ جاؤ تو درست اور مکمل
معلوم کرو اور اس غلط فہم پر اپنی نماز پوری کرو اور وہ سجدے (مہجہ سکے) ادا کرو۔

اس حدیث میں آپ کا اپنی بشریت کا اعتراف ایک غرضت کے موافق ہے جو اوقات سے کسی طرح
نہیں کہا جاسکتا کہ آپ محض انکساری اور تواضع کے طور پر اپنے آپ کو بشر کہہ رہے تھے انکساری
سے کسی بات پر دوش نہیں دیتے جاتے بھولنا ایک انسانی غرضت ہے ایک بشر کی تواضع ہے یہ
پیغمبر پر بھی وارد ہوتا ہے اور رسول پر بھی۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ غرضتوں کے بھولنے کا
انکساری ہے۔ ہم اگر غلط میں کبھی بھولتے ہیں تو اس کا منشا ہماری غفلت اور بے توجہی ہے
اور پیغمبر اگر بھولے تو بنا بر غفلت نہیں بنا۔ برکت ہے اور وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ اس پر بھول قرار
کی آپ کی امت کو سجدہ سہو کا سبب تیار کر دیتا ہے قولہ تعالیٰ مَن قَرَأَ فَلَا تَغْشَىٰ اَلَا مَا شَاءَ اللّٰہُ
ہم بھولنے کی کیفیت ایک سہو جو دونوں پر وارد ہوتی ہے غلامت نے اس حدیث پر لکھا ہے۔

فیہ دلیل علی جواز النسیان علیہ صلی اللہ علیہ وسلم فی احکام الشریع و هو
مذہب جمہور العلماء و هو ظاهر القرآن و الحدیث و انتفقوا علی انہ صلی
اللہ علیہ وسلم لا یرفع علیہ بل یرحمہ اللہ بلہ

ترجمہ: اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر احکام شریع میں بھولوں کا ذکر ہے
کی دلیل ہے اور یہی جمہور علماء اسلام کا موقف ہے اور قرآن اور حدیث کا ظاہر
بھی یہی ہے اور اس پر بھی سب علماء اسلام کا اتفاق ہے کہ حضرت کو اس بھولان
پر ہرے نہیں دیا جاتا اللہ تعالیٰ انہیں صحیح صورت حال بتا دیتے ہیں۔

ہم ائمہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد فرمایا:۔
انکھ تھمہ من الی وانما انا بشر لعل یعتکم ان یكون الخ من یحیث من بعض
فلان قضیت زعمکم بشیء من حق الخ فانما قطع لہ قطعتہ من الخ
فلا یأخذ منہ شیءا حدیث حسن صحیح

ترجمہ: صحیح مسلم طبرانی جلد ۱۲ صفحہ جامع قرطبی جلد ۱۲

[illegible]

ترجمہ: بنی زبور، انسان کے تمام افراد انسانیت اور اس کے لوازم میں یہ خصوصیت ملی
 اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک نہ ہوا۔
 ان کے علاوہ ماسوائے ان کے کسی اور کو۔

اما مثل تجویز الہی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم... فلا یجب فسقا۔
ترجمہ: یہ مختصر صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مجبور کہ جائز قرار دیا یہ مقبوعے میں ہرگز گئی
محکم دلائل سے مزین و متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

مرا کہ کھینچے بھی حریف، انا اب بشر ملک مرادیت کی ہے (دیکھئے اسکا فی جلد ۵ ص ۵۱۵) انا
ابا بشر ملک یعنی اکل الطور فی الغریبہ مناکہ۔
آنحضرت علی ائمہ علیہ وسلم کو دھوپ لگتی اعدائے اسلام کی حالت میں اپنے ہاتھوں سے
اپنے چہرہ کو دھوپ سے بچاتے۔ علامہ کھنچ لکھتا ہے۔
(ربا ستور و جہلہ بیدہ)۔ آپ نے کئی دفع اپنے چہرہ کو اپنے ہاتھوں سے دھوپا۔

صاحب کرامتؑ کا حضورؐ کے بشر ہونے کا عقیدہ

① طرہ کا بہاؤ شریعتی طور پر ۱۷۷۶ء حضرت مولانا صاحب فاضل جامعہ کے بیٹے تھے حضرت ابوہریرہؓ

کہا کرتے تھے کہ مجھ سے زیادہ حضورؐ کی ہمدایت و روایت کرنے والے کا کوئی نہیں سوائے عبد اللہ بن عمروؓ
 اللہ عز و جل کے۔ آپؐ کچھ میں حضورؐ کا نام لیا میں ہر حدیث لکھتا تھا مجھے دوسرے صحابہؓ نے مشورہ دیا کہ میں
 حضورؐ کی ہر بات نہ لکھا کروں آپؐ کبھی جذبات میں کوئی بات کرتے ہیں جب عبد اللہ بن عمروؓ کہتے ہیں میں
 پر میں لکھنے سے روک گیا اور حضرتؐ کو اس کی خبر کی آپؐ نے اپنی انگلی سے اپنے دہن مبارک کی طرف
 اشارہ کیا اور فرمایا یہاں سے جذبات بھی ہوں حق کے سوا کچھ نہیں لکھیں۔ اکتب قولہ سے غشی بید و نا
 یخرج الا حق۔ حضرت عبد اللہ بن عمروؓ کو صحابہؓ نے جب لکھنے سے منع کیا تھا تو انہوں نے ان الفاظ میں
 اپنی بات آپؐ کے سامنے رکھی تھی۔

أُتِیْتُ كُلَّ شَيْءٍ وَضَعَهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دُرُوسُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَرِّ كَلَامٍ خُبِّ الْغَضَبِ وَالرَّحْنَةِ

ترجمہ کیا آپؐ ہر چیز و حضورؐ سے سنتے ہیں بلکہ لیتے ہیں حالانکہ حضورؐ ایشی بھی

ضلع میں ہوتے ہیں کبھی خوشی میں اس لیے مواقع کی بات کس طرح سند بنا لیا جاسکتی ہے؟

اس سے پتہ چلا کہ حضورؐ کا رسم کے بشر ہو گئے پر سب صحابہؓ متفق تھے ہاں ان کا یہ سمجھنا کہ حضورؐ
 سے جذبات میں ایسی بات بھی نکل سکتی ہے جو درست نہ ہو اس کی حضورؐ نے اصلاح فرما دی۔
 کہا کہ میرے منہ سے حق کے سوا کچھ نہیں نکلتا حضورؐ نے اس میں ان کے اس اقرار بشریتؐ کا انکار فرمایا۔
 (۷) اہل السنین صحیح عارفہ حدیث بقدر بھی فرمائی ہیں۔

کلن رسول الله صلى الله عليه وسلم يحفظ قوله ويحفظ قوله ويحفظ قوله في بيته

كما جعل احدكم في بيته وكان بشرا من البشر

ترجمہ۔ اہل حضرتؐ اپنا خونا مرت کرتے بیٹھے تھے اپنے کپڑے سے لیتے تھے اور اپنے گھر

میں اس طرح کاٹھ کرتے تھے جیسے تم اپنے گھر میں کام کرتے ہو اور بشر تھے جیسے

دوسرے لوگ نور بشری سے ہیں

دوسری حدی کے مجدد و معنی قاریؒ اور گیارہویں صدی کے شیخ عبد الحق محدث دہلویؒ نے اس
 حدیث کو بلا حرج قبول کیا ہے۔ مولیٰ محمد حمزہ قمریؒ کا اس حدیث پر جمعہ کرنا محدثین ملت صالحین کے

میں ہے بلکہ کمال بنیاد ہے۔ اہلسنت کے نقلی متائد سے بچنے کی اس سے بڑی جرأت کیا ہوگی۔

حضرت مکرّم اللہ تعالیٰ عنہ فرمیں: "ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد مات واقلہ بشر"۔
ترجمہ: بے شک ختم ہوئے وہ ذات پائی اور بات یہ ہے کہ آپ بے شک مر گئے۔

شیخ محمد نسفی اہلسنت کے جلد نویس میں لکھا ہے کہ اس میں اسلام کا یہ عقیدہ اور الفاظ ہیں:
وَقَدْ أَرْسَلَ اللَّهُ مُنَافِقًا وَمُؤْمِنًا إِلَى النَّبِيِّ وَالْجَبْرِ وَبَشِيرًا إِلَى الْإِيمَانِ وَالطَّاعَةِ
بِالْجَنَّةِ وَالنَّوَابِ وَهَذَا رَجُلٌ لَا أَهْلَ الْكُفْرِ وَالْعَصِيانِ بِالْإِيمَانِ وَالطَّاعَةِ
وَأَخْلَافِ بَنِي إِسْرَافِيلَ كَسَنَدِي (۱۶۱) مرنے بھی انسانوں میں نبی کی تعریف نہیں کی ہے۔

الغنی المساق بعنہ اللہ تعالیٰ ص ۱۷۱ وحی الیہ ذکذا الرسول فلاحق
بہنہ ما بل ص ۱۷۱

ارایہ کرام کا حضور کی بشریت کا عقیدہ

اہم مذاہب مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد رضا ندوی فرماتے ہیں:-

ہرگز ایسا نہیں کہ علیہ السلام حضرت و انبیاءات طریقہ انصاف کیا انصاف البشر باعلیٰ درجہ
وہم چھپیں اس خبر گراماں ہرگز انصاف و معاشرت باہم و خیال و مردانست ایشان
بامثال اناس شریک اند تحقیقات ثقی کہ الی و ہم بشریت است نہ خاص و عام خاص
نہی کہ وہ حق سبحانہ و تعالیٰ و شان انبیاء علیہم السلام و انبیاءات طریقہ انصاف و معاشرت باہم
جسما الا یا کون الطامع (پاک الانبیاء) و کفار ظاہر بھی ہے گفتہ: ما لہذا الرسول
یا کل الطامع و یشتی فی الاسواق بل

ترجمہ: جب تمام انبیاء کے معاد بھی کہتے ہیں کہ مجھے بھی خیر خدا ہے جیسے کسی اور بزرگ خدا ہے
تہمیر دیا کہ ہم کی بات کیا ہے اسی طرح یہ بندہ نور کھانے پینے اہل و خیال کے ساتھ
بہتے انسان سے محاسن میں تمام و کمال کے ساتھ شریک ہیں یہ مختلف قسم کے تمثیل
جو فواہم بشریت میں ہے میں خاص و عام میں کسی سے متعلق نہیں ہوتے حق تعالیٰ باریک

کے بارے میں غور کیا ہے، سمجھتے ہیں کہ ایسے بھلاؤ نہیں بنایا کہ وہ کھائے نہ پھولے، اور
ظاہر میں کھا، کچھ کچھ تھے اس درمل کو کیا ہو کہ وہ کھانا کھاتا ہے اور لوگوں میں چلتا پھرتا ہے

بشریت کا اقرار کیا صحبت ایمان اس کے لیے شرط ہے

حضرت علیؑ میں اللہ صوبہ و سلم کی بشریت قرآن کریم کی نص لکھی اور احادیث صحیحہ سے ثابت اور
صحابہ کرام کے اجماعی وقت کے مطابق ہے تو یہ اعتقاد رکھنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم روح بشری سے
تھے صحبت ایمان کے لیے کیوں شرط نہ ہو گا۔ یہی سوال حضرت شیخ ابی الدین حرانی سے ان الفاظ میں
پوچھا گیا۔ ھذا العلم بكونه صلى الله عليه وسلم بشرا ومن العرب شرط في حصة الامانة ومن غرض
الكلية. آپ نے بس پر یہ جواب تحریر فرمایا۔

انه شرط في حصة الامانة وفوقه الشخص اومن برأيه محمد صلى الله
عليه وسلم الى جميع الخلق لكن لا ادري هل هو من البشر او من الملائكة
او من الجن او لا ادري هل هي من العرب او من النصارى فلا شك في
صحة تكذيبه القرآن وجعله ما تلقاه الاسلام خلقا عن سلف
وصاد معلوما بالضرورة.

ترجمہ: یہ صحبت ایمان کے لیے شرط ہے اگر کوئی شخص کہے کہ میں حضور کی رسالت
پر ایمان لانا نہیں کہ آپ سب لوگوں کو صرف معرشت ہوئے لیکن میں نہیں جانتا
کہ آپ نوع بشر ہیں یا فرشتوں میں سے یا جنات میں سے یا یہ کہے
کہ میں نہیں جانتا کہ آپ صوبہ تھے یا جسم سے تھے کہ ایسے شخص کے کہ میں کوئی
شک نہیں وہ شخص مذہب قرآن کا مرکب ہے اور اسلام جو بات خلفائے
اسلف کہتا ہے آئی ہے، اور جس چیز کو دین میں ہے ہر ما بالضرورت معلوم ہر کچھ
چیز یہ شخص اسلام کا منکر ہے۔

تو ایک طرف سے دیکھا جائے تو دوسری طرف سے دیکھا جائے تو اس کی روشنی میں جہاں ہم بیٹھے ہیں وہاں اس کی روشنی کا جسم
لاکھوں دہائیوں جہاں کا جسم ہے۔ انہیں سے ہم ذرا سرسریں کہ اس جگہ نورانی روشنی آجیلے گی وہاں
کچھ بھی نہ ہو یہ نہیں ہو سکتا۔ علاوہ محال ہے۔ اب دن ہے اس وقت بھی روشنی ہر جگہ نہیں جہاں
ہمارے اپنے اجسام ہیں یا دوسری مادی مشیاء میں وہاں یہ روشنی نہیں ہے وہاں یا ہمارے
جہاں کے بارہ شفی (یا اندھیرا ہو گا) ایک بڑا ایک ہی جسم ہو سکے گا۔

④ ہر حادث اور مخلوق چیز زمانی ہے ایک وقت تھا وہ موجود نہ تھی اور ایک وقت
آئے گا وہ اس حال میں نہ ہو گی۔ کوئی مخلوق دائم الزمان نہیں نہ کوئی ایک مخلوق مگر ان میں
ہے کہ دوسرے دائرہ امکان میں ہر جگہ ہو یہ بھی ہو سکتا ہے کہ پورے عالم امکان میں وہ ایک
ہی مخلوق ہو اور اس کے ساتھ اندر نہ ہو

⑤ ہر حادث اور مخلوق تغیر پذیر ہے کوئی مخلوق ہمیشہ کے لیے ایک حال میں نہیں رہتی
اسی مخلوق کو زمان و مکان کی قید سے آزاد وہ کہہ کر ہمیشہ ایک حال میں یقین کرنا اس کے حادث
اور مخلوق ہونے کی نفی کرتا ہے

⑥ جن چیزوں کو عام دوسرے وجودات (یعنی اشیاء) ان میں بھی باہمی تاثر و تفاعل نہیں۔
جہاں ایک ہے وہاں دوسری نہیں اس کا دائرہ عمل کتنا وسیع کیسا نہ ہو اور کتنا سختی سرعت
یہ کیوں نہ ہو اس سے یہ بھی کیسا امرائی کے تحت اسے صرف اس دخل و عمل کے سبب
امکان کہتے ہیں۔ ورنہ جس پر زمانے کی گردش ہے اس پر کسی نہ کسی پیرایہ میں مکان کی بھی
بندش ہے

یہ مشیاء محدثہ کے غرض میں جو ہر مخلوق میں پیدا ہو یا پیدائی جاوے اس سے پائے
جاتے ہیں اور کوئی پڑھا لکھا آدمی ان کو علیحدہ کیا دیکھ نہیں کہ سکتا۔ عالم اس کے ایجاد اور اس
کے اتکالات سب امرائی کے تحت ہیں جس طرح عالم خلق اس سے ہے عالم امر بھی اسی سے
ہے۔ اِنَّ لَّهِ الْخَلْقَ وَالْحَمْدَ۔ (پیش الاذعان آیت ۵۴)

یہ تعجب محض ان افواج مخلوقات پر اس اعتبار سے غور کریں۔

انسان اور جن

ایک جسم میں انسانی روح نفعی اور انسانی شعور تھا، کوئی چیز اس جسم میں داخل ہو اس جسم کا پیدا انسانی شعور جاتا رہا اب اس کے اندر سے جن برتا ہے، انسان کا جسم، درجن کا جسم محض ان افواج ہیں، اب جن میں اتحاد ہو اجنبی کی روح عرض کی طرف اس پر ترقی، اب روح کو شعور ہو جن کا ہے تو اس وقت وہ جسم انسان کا نہیں، اور انسان کا ہے تو جن کا نہیں جن گنا اور انسانی شعور لوٹ آیا تو اب وہ انسانی جسم ہوا۔

انسان اور فرشتے

حضرت جبریل علیہ السلام کا ایک اپنا جسم ہے جس کے ساتھ وہ فرشتوں میں رہتے ہیں یہ حضرت علی النضر علیہ السلام نے بھی آپ کو آپ کی اصلی شکل میں مدد دے دیکھا — پھر آپ مامور پر منور کے سامنے انسانی شکل میں آئے تھے — حضرت مریم کو بھی آپ انسانی شکل میں دکھائی دیتے تھے، محمد و صحابہ کو انہوں نے بھی آپ کو در حدیث جبریل کے مطابق حضرت علی النضر علیہ السلام کی خدمت میں ایمان واسلام کے سوالات کہتے دیکھا اور سنا اور اس وقت آپ انسانی شکل میں تھے۔

اب ظاہر ہے کہ آپ جب غریزہ اور صحابہ کے سامنے انسانی شکل میں آئے ہوتے تھے اس وقت آپ اپنی اس آسمانی صورت میں اور پر نہ ہوتے تھے اور جب اصلی شکل میں ہوتے تھے تو زمین پر آپ انسانی شکل میں نہ ہوتے تھے، عارف اور مخلوق کی نہایت، یہ کہ وہ ایک وقت دو مختلف مقاموں میں نہ ہو سکتے تھے، یہاں آسمانی و نہ تو ایک روح و جسمی ہوا اور دوسرا انسانی روح و جسم، ایک وقت، اصل و جد سے برتر ہو نہ وہ نہیں جو ممکن نہ

موجودہ دن میں سامنے کھڑے تیرے بچے اپنے دائرہ عمل کی بات ہے۔ فضائل و کمالات میں ان خدام میں کسی کا پھر بڑے حضرت سیدنا سے اور کئی پہلوؤں کا ذکر تھا۔

حقائق و کائنات کی ان گہری دہلیزوں میں اترتے ہوئے ساتھ ساتھ ان ذہنات پر بھی جزو کر لیں۔ یہ سلسلہ زیر بحث میں حاصل مزاد پر اترتا ان شاء اللہ العزیز بہت آسان ہو جائے گا۔

① کبھی ہر امیں اترے اور انسان بغیر برائی چیزوں کے ذرائع کے تو کیا یہ کبھی کے انسان سے ہر چہ کی دلیں بن سکے گا؟

② پھلی پائین میں بلا حاشیہ ہیزوں زندگی بسر کر کے اور انسان ایمان ذکر کے تو کیا یہ پھلی انسان پر فضیلت کے گئی ہے؟

③ بطح پانی پر اس طرح جیسی تیرے ہی ہے پیسے زمین پر یعنی ہر اور انسان کبھی پیسہ کو تیرا نہیں دیکھا گیا ہر تو کیا بطح انسان پر فضیلت کے گئی ہے؟

④ شیطان لوگوں کے دلوں میں بے دوسرے حال نکلتا ہے اور موابہ اور جہل کے دل میں کوئی نیک خیال نہ ڈال سکے تو کمال کس کا علم؟

⑤ ملک سہا کا علم ہم پر مذمے کو ذاتی تجربے سے ہوا حضرت سیدنا کر بتائے سے اب علم ذاتی اور علم معانی میں سے کس کو افضل مانا جائے گا اب اگر کوئی شخص جانے دہرہ، کے علم کو پیغمبر (حضرت سیدنا) کے علم سے اقدم مانے تو کیا اس پر پیغمبر کو بے ادبی پر مرتبہ کے اکابر ہندی کئے جا سکیں گے؟

⑥ اصحاب کہف سالہا سال بغیر دنیا کا کھانا کھائے زندہ رہے، صحابہ نے دودن بکرا دینے کے بعد تیسرے دن پیٹ پر پتھر باندھ دیے۔ ایسا کیوں؟

⑦ بادشاہان برصغیر کو پتہ تھا انہوں نے برصغیر کو گمراہی میں ڈالا ہے حضرت یعقوب علیہ السلام کو پتہ تھا اب اور لوگ ہیں۔ سے کرن افضل برا بھلا کہنے والے یا نہ کہنے والے؟

⑤ حضرت عمرؓ کو یہ نیکو لوگ میلوں سے کسبہ سالار سردار بن گئے تھے اور اپنا تامل و دیوار کے چبھے چسپا نظر نہ آیا کیا یہ کسی نظر کو زبردستی بھتی یا وہ ویسے ہی دکھائی نہ دیا تھا؟

⑥ ملک الموتؑ کو یہ وہ عیر قبض کر لیا ہے یا اس کے ساتھ نماز عات و نماز شطرت و شترت کی وہ جہاتیں بھی ہیں؟

ملک الموتؑ اگر اپنے مفر میں اپنی عملی شکر میں مصب: انسانوں پر برسوں نظر رکھے اور یہ نظر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صحنہ مہر و مرن: نقل جو؟

ان تمام سوالوں کا اٹھ مقرر فیض ایک قیاس ہے — ایک مخلوق کا دوسرے پر یا ایک مرن کا دوسرے حال پر — ان قیاسات میں بعض ایک دوسرے سے جو کمزور انسانی فکر کو متاثر نہیں کرتا ہے مگر پیدا ہوتا ہے کہ کیا ایک شخصیت و مرن مخلوق کو دوسری نفسی مخلوق پر قیاس کرنا جائز ہے عقل کے مطابق ہے اگر نہیں تو اس قسم کے قیاسات سے کام لینے والے کسے کو اور غلطی ہو کر کسی درجہ کے نادان سمجھے جائیں گے یہ تسلیم کیے گئے۔

دوسرا سوال یہ ہے کہ کیا اس قسم کے قیاسات و اسی سے محتاط ثابت کیے جاسکتے ہیں؟ محتاط کے لیے مضبوط و عقلی و دلائل جو ملنے چاہئیں۔

تیسرا سوال یہ ہے کہ یہ جیسے کہ قرآن کریم میں چنانچہ کیا بیان عقلی الدوام آیات ہیں یا نہیں ان مذکورہ قیاسات پر چھوڑا گیا ہے۔ چہرہ ان آیات کے جو معنی بیان کئے جاتے ہیں ان آیات کے کیا وہ ایک ہی معنی ہیں یا اس میں مفسرین نے اہم ختم و بھی بیان کئے ہیں؟ بھرت: احتمال کیا وہ آیات ہیں ان معنی پر عقلی الدوام تر ہیں؟

چوتھا سوال یہ ساتھ رکھیے کہ وہ مرن ترک ہیں جنہوں نے عشاء ایدم کے ثابت کرنے میں اس قسم کے قیاسات و جہ سے کام لیا ہے: وہ نہایت عوام کو مرن قیاسات میں گم ہو گئے۔ جنہوں نے اپنے پیروؤں سے قرآن کی حکمت پھرنی کی ہیں۔

اب ہم پہلی قسم: تیسرے کو متاثر کرنے پر ان سوالات کا جواب اور ان اشکالات

کامل آپ کا اسی زمانہ میں ملے گا۔ ایسے ترتیب مختلف ہوگی بقا قضاوتی سمجھنا آسان فرمے۔

بریلویت کی فصل جہالت کی زمین میں بونئی گئی ہے

مذکورہ مشن لوگ آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ ربوبی علماء اپنے عہد و ہر سچائیم کی باتوں سے محض
رکتے ہیں، ورنہ بے چارے جان نہیں پاتے کہ گناہ و مہر و دشمنی و دشمنی میں کتنے دور کے فاصلے
ہیں قطعہ کچھ گراں ہے کہ وہ نہیں سمجھتے کہ زمین کی مغرب کی جو بدعت کو انہوں نے نہیں مانتی، بدعت کے
اندھ صبروں میں رہنے والے اپنے آپ کو اہل سنت کہیں تو کیا یہ جہالت نہیں ہے۔

وہ ہم ایسے بغیر تجرأت کا ایک ذوق بد بدعات میں آتے ہیں، ایک نفی سے طغیانی ہے تو ان کے
تکبر میں ان کی جبر بھی زیادہ ہوتی، انہیں بھائی کو کہا گیا کہ وہ نفی صاحب کی کل جائیداد لے لے کر قبر کی
زمین سے دست بردار ہو جائے اور در سر اٹھائی قبر کی تو لیت لے نور و انکسار سب جائیداد اپنے بھائی
کے حق میں چھوڑ دے۔

فیصلہ ہو گیا اور قبر میں کے حصہ میں سنی در در جہالت میں بھائی کے برابر صاحب جائیداد ہو
گئے۔ یہ قبر و شریعت غیر ہے، ان کا تو لیت میں رہی اور جہالت کو یہ سود بہادر دست لگے اس
عالم میں دل کی نفس ناپا ہے۔

قبروں پر پڑنے والے لوگوں کا مذہب علم صاحب مراد کو پہنچتا ہے، وہ مجاہدوں کو یہ مشقت پہلا
موجر نہیں اس کی عمل سمجھتے آپ دیکھیں جہالت میں سنی بہادر ہر مذہب کہنا پاتے ہیں کہ ربوبی علماء
کہ علماء غیب کے اثبات میں کتاب و سنت کی کوئی قطعی الدلائل بات پیش نہیں کر سکے قطعی الدلائل بات
میں کوئی دلیل نہیں رہا اور ربوبی علماء اپنے عہد کو کہتے ہیں جہالت کی زمین میں بونئی اپنی نفس
کو کاشت نہیں کئے۔ و ملحق حق ان یتبع و اللہ علی ما نقول شہید

سے دانے ناکامی مباح کاروں، جہالت

مجاہدوں کے دل سے احساس نیاں جہالت

مؤلف خدام اللہ

ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا

الحمد لله وسبحك على عبادك الذميمة — اسطغنى — انا بعد ..

اسلام میں اللہ کا سوا بہتہ ہم اور ہمارا کہ سچے عملوں میں کوتاہی کی چھٹا نعلیٰ ہوتی ہے
مل سکتی ہے۔ مگر خدا میں فعلی مدد پہلے انگاری لائق اور گنہگار نہیں جتنا کہ کی جنگ ان کو نہ قیامت لہ
غلامت سے نہیں جیتی جاسکتی جو برائیوں کے اس سنگد میں قائم کر کے ہیں۔ ان کے لیے
خدا کی کریم کہہ قابل تعلیم کا حضور ہے اور وہ برائیوں کے ہاں بیکسر منتقد ہیں۔ بدعت میں ان
کے پیچھے امام مرقا حیدر باسبح ما پسندی ہوتے ہیں، یہ سلا نا اور مرقا حیدر کے پیچھے ہیں اور مرقا حیدر
انہیں اپنا جوا بھائی کہتے تھے۔ آپ ہمیشہ حاضر و ناظر کے تحت میں لکھتے ہیں :-

چاند سورج ہر جگہ موجود ہے اور ہر جگہ زمین پر شیطان موجود ہے اور ملک
نہایت ہر جگہ موجود ہے اور یہ صفت زمین پر ملک بنا، ملک کی کیاں ہوتی اور نشان
یہ کہ صوبہ بھل میوہ (بربرقی حضرت) خدا زمین کی ہر جگہ پاک و ناپاک جہاں
نہایتی و غیر نہایتی میں حاضر ہوتا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نہیں دعویٰ کرتے
ملک نہایت اور اعلیٰ کا حاضر ہونا اس سے بھی زیادہ تر شہادت پاک و ناپاک
و گنہگار گنہگار میں پایا جاتا ہے ۔

دیکھنے کیے خدا متعہ سے باخبر ہے جس میں ۱۔ چاند سورج ہر جگہ موجود ہے۔ یہ لفظ ہے
جہاں چاند ہے وہاں سورج نہیں، جہاں سورج ہے وہاں چاند نہیں، وہاں علیحدہ علیحدہ ہے
جس جہاں نہ مل ہے وہاں علیحدہ نہیں، جہاں مفارقت ہے وہاں ملتج نہیں۔ اس پر نیلایں

کے اس اجتماع سے بہت الجھن نہ تھی، چہرے پر مدد انگیزی تعلیم یافتہ نوجوانوں کو پہنچی جانتے
تیرے پر بھیجا تاکہ وہ ہم سے کچھ گفتگو باتیں کر سکیں اور اگر اختلاف نظر ہو تو علماء حق کو ہدایہ
کیا جائے۔ ایک نوجوان نے آگے بڑھ کر پہنچ کر کہی۔

سوال: کیا آپ حاضرین میں سے کوئی حاضر ناظر فرماتے ہیں؟

جواب: حاضر ناظر تو آپ بھی ہیں۔ آپ پہلے موجود نہیں، موجود ہو کر کہتے ہیں حاضر۔
اور کیا آپ دیکھ نہیں رہے؟ بانیان، منتہی تو آپ حاضر بھی ہوئے۔ تو جب آپ موجود ہو گئے ہیں
اور دیکھ بھی رہے ہیں تو حاضر ناظر نہ ہونے؟ اس نوجوان نے دوسری سرٹایا اور پھر سوال کیا:۔
سوال: میں تو صرف یہی حاضر ناظر ہوں۔ ہر جگہ تو حاضر ناظر نہیں ہوں۔ حضرت
پنیر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں پوچھا چاہتا ہوں کہ کیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر جگہ
حاضر نظر فرماتے؟

سوال: ہر سوال، عرض وقت کے بارے میں پوچھا جاتا ہے تو یا اس وقت کے بارے
میں جب آپ دنیا میں تشریف فرما تھے؟

جواب: طالب علم، پہلے اس وقت کے بارے میں بانیان ہر عہد میں وقت کے بارے میں۔
جواب: شخصیت علیہ الصلوٰۃ والسلام، اس دنیا میں تھے تو یہ ملک حاضر ناظر تھے
آپ اپنی مجلس میں موجود بھی ہوتے، حاضرین کو دیکھتے بھی تھے، تو حاضر بھی ہوتے اور ناظر
بھی۔ لیکن اس وقت بھی آپ ہر جگہ موجود ہوتے تھے۔ جب آپ کو مکہ میں تھے تو مدینہ
سندھ میں جاتے اور جب عراق کی حالت آسمانوں پر تھی تو زمین پر نہ تھے۔ جب آپ مسجد میں ہوتے
تھے تو گھر پر تھے تھے۔

طالب علم: اور آپ وفات کے بعد؟

جواب: اب بھی، حضرت علی، ائمہ علیہ السلام صرف ایک جگہ پر موجود ہیں جیسا کہ اسی دنیا
میں برنامہ اودودہ جگہ حضور کا روضہ اقدس ہے جو جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے حضرت

وہاں بالذات موجود ہیں اور حاضرین کا حضورؐ کو سلام سنتے ہیں۔

سوال: طالب العلم، اگر شریف کا ترجمہ کیا ہے؟

جواب: ایک ندا کے ہو گئی، لائقِ عبادت نہیں اور محمدؐ انہر کے رسول ہیں۔

سوال: آپ انہر کے رسول ہیں یا انہر کے رسول تھے؟

جواب: آپ انہر کے رسول ہیں۔

سوال: جب آپ انہر کے رسول ہیں تو پھر آپ ہر جگہ ہونے پاتے — وہ نہ یہ کہنا

بہتر ہے کہ آپ انہر کے رسول تھے۔

جواب: آپ کی رسالت بے شک ہر جگہ کہے ہوئے ہے اور اسی لیے ہر جگہ کہا کہ آپ

انہر کے رسول ہیں — لیکن آپ خود ایک ہی جگہ پر ہیں۔ رسالت کے ہر جگہ ہونے سے رسولی

کا ہر جگہ ہونا لازم نہیں آتا۔

یہی ہے ہمارے ملک (پاکستان) — آپ پر سے ملک کا ایک صدر ہے۔ اس کی عداوت

قریب ملک پر سے ملک کے لیے ہے۔ لیکن خود تو وہ ایک جگہ ہوگا۔ وہ نہ تو کس سے ملے ایوان

صدر کیوں جائے؟

سوال: اچھا آپ بتائیں کہ حضورؐ پیغمبر کس مقام پر کیا اس وقت دنیا میں ہر جگہ موجود نہیں؟

سوال بر سوال: اچھا تم بتاؤ تمہارا عقیدہ کیا ہے؟

جواب: طالب العلم، بے شک حضورؐ ہر وقت ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں۔

سوال بر جواب: جب تم حضورؐ کا انشاؤں سے ہوا۔ کہتے ہو کہ حضورؐ ہر جگہ حاضر و ناظر

ہیں تو تم حضورؐ سے کیا حوالہ لیتے ہو؟ — کائنات علیٰ انہر علیہ وسلم کی معرفت روح مبارک یا روحِ جبہ

کا مجموعہ یا صرف جبہ اطہر تم کس چیز کو ہر وقت ہر جگہ حاضر کہتے ہو — روح کو یا مجہزی ذات

اقدس کو؟

جواب: طالب العلم: یہ تو مجھے میرے بھیجنے والوں نے نہیں بتایا کہ آپ صرف روح

مہارک سے حاضر ناظر میں یا مہارک سے

سوال : جب یہ قلم خود لے کر جو کہ حضور ہر جگہ پر حاضر ناظر میں قلم اٹھانے سے
بتو کہ متبادر بریلری کا مقصد کیا ہوگا۔ صرف و روح سے حاضر ناظر جو نایا کہ مجھ میں
طریقہ ۹

جو اب طالب علم : میرا خیال ہے کہ حضور اپنے ہر اظہار کے ساتھ ہر جگہ حاضر نہیں
ہیں۔ صرف آپ کی روح مہارک ہر جگہ ہے۔

سوال : تو پھر آپ پڑھنے سے حاضر ناظر قلم لے کر آتے ہو۔ حاضر ناظر جسے۔ موت
روح سے کیا قلم یہ کہنا چاہتے ہو؟

جواب : اب طالب علم : اچھا، جانتے ہیں میں اپنے علم سے اپنا مقصد پورا کر
جاتا ہوں؟

سوال : اگر کہیں اپنا مقصد اب تک معلوم نہیں اور قلم اس ہمت کر بار بار اٹھائے ہو کہ
حضور ہر جگہ حاضر ناظر میں قلم لے کر آتے ہو کہ قلم ہر جگہ حاضر ہوتا ہوگا؟

طالب علم : میں نے کبھی نہیں سنا ہمارے علماء بھی کہتے ہیں حاضر ناظر عدم ہم بھی
کہتے ہیں حاضر ناظر۔ لیکن نہ وہ یہ بات کہہ لیتے ہیں نہ ہم کبھی سن سے تو چھٹے ہیں۔ لیکن
اب میں پوچھ کر آتا ہوں اچھے جاننا دیں۔

درد نرالی طالب علم چلے جاتے ہیں اور تقریباً دو گھنٹے کے بعد آتے ہیں۔ وہ طالب علم
کہنے لگا ہمارے علماء نے ہمیں منع کیا ہے کہ ان باتوں میں نہ پڑو۔ ان باتوں کی تفصیل بتانے
سے ایمان ہانک دے گا۔ یہ کبھی نہ سنا ہو کہ آپ صرف روح سے حاضر ناظر میں یا روح اور جسم
دونوں سے۔ کیا ہم نے پہلے سے آپ لوگوں کو نہیں بتا دیا کہ ان لوگوں کے پاس نہ جانتے
— دیکھ کس طرح انہوں نے ہمیں انہما میں ڈال دیا ہے۔ طالب علموں نے کہا اب
بوجود ان کے پاس جائیں گے۔ ہم وعدہ کہہ سکے ہیں کہ ان کو تقریباً جواب دے۔ ہمیں دے

ایک جواب بتایا اور وہ طالب علم اُٹھ کر

طالب علم، اُن قومہ آپ کا سوال کیا تھا؟

سوال: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیا صرف ربيع اقدس سے ہر رنگہ حاضر و ناظر ہیں یا ربيع اقدس اور جبہ اطہر کے عبور کے ساتھ حاضر و ناظر ہیں، اس میں متباد کے علاوہ کا عقیدہ کیا ہے؟
جواب: اچارے کے علاوہ کہہ لے کہ آپ نے تم اس میں دُپڑ صرف حاضر و ناظر کہہ دے اس کی سمجھ میں نہ جاوے۔

سوال: جب تم ایک عقیدہ رکھتے ہو تو اس عقیدے کا کچھ نہ کچھ مذہب و مذہب کے ذہن میں رہنا چاہیے۔ بغیر گنتے کے یہ عقیدہ کیسے ہو سکتا ہے؟

جواب: ہر طرح ہر رنگہ حاضر و ناظر ہیں لیکن ہم نہیں کہہ سکتے کہ کس طرح حاضر و ناظر ہے اسی طرح سرکار کی بات ہے ہر کچھ نہیں کہہ سکتے لیکن آپ ہیں حاضر و ناظر

جواب: اچھا جواب، عزیز محترم: یہ شرک کی ابتدا ہے۔ جب ہمیں خلق کی سمجھ نہ تھی

ہم نے خالق کی مثال لینی چاہی اور کوئی جواب تم سے نہ پڑا تو ہم نے شرک کا آغاز کر دیا

خدا کے مثل ملتا ہے اس کی کوئی مثال ہے اس کی ذات اور کون کونسی کو اور کون ہے

موجود، انبیاء کے۔ وہ سب ذاتا انسان ہیں ان کے اجسام تھے۔ ان کے اجسام ٹکڑوں

و ٹکڑے۔ انہیں آجے جاتے دیکھنا ان کے بھڑک جاتے دیکھنا۔ ان کی اولاد دیکھنا۔ وہ غیر

موجود بلکہ کبھی نہیں قرار دینے لگتے۔ ان کے لیے مذہبی مثال لانا بھی تو وہ غلطی ہے جس میں

برپرسی ملتا پڑے ہوئے ہیں۔ یاد رکھو شرک کا گناہ کبھی نہ بخشتا جائے گا جب تم سوال و جواب

میں حضور پر جاؤ اور خدا کی مثال لاؤ پھر آجائے تو سمجھو کہ تم اللہ کی دلیلیں یہاں تک پہنچے ہو

۔ حضور کو حاضر و ناظر ماننے کے لیے اب جو تم خدا کی مثال دے رہے ہو کیا یہ شرک نہیں ہے؟

طالب علم: مجھے سمجھ آگئی ہے۔ میں حضور کو حاضر و ناظر ماننے کے لیے مذہبی مثال نہیں

دیتا۔ میرا یہ عقیدہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صرف روح مبارک سے حاضر و ناظر ہیں جسم کے ساتھ

نہیں ہر آپ کا صرف قبر مبارک میں ہے۔

دوسرا طالب علم : اے پیچھے کو مخاطب کئے جئے، ہر میدان کعبہ، اس کا مطلب قریہ ہر گاہ کہ
آپ آدھے حاضر و ناظر ہیں، انسان روح و بدن کے مجملہ کا نام ہے جب آپ صرف روح سے
ماضی و ناظر ہوتے تو آپ پر سے حاضر و ناظر نہ ہوتے

ہمارا سوال : اے چھا آپ یہ بتائیں کہ اگر آپ محض اللہ علیہ وسلم مرتبہ روح القدس سے ہر گز
ماضی و ناظر ہیں تو کب سے حاضر و ناظر ہیں؟ وفات کے بعد سے؟ یا وفات سے پہلے بھی آپ کی
روح مبارک جنن مبارک سے جدا دنیا میں ہر گز پھیلی محض وہیے شک رہتا ہے اس علم نہیں۔
۔۔۔ مہلک سے علماء بھی تمہیں ہلکتے نہیں۔ لیکن یہ عقیدہ ایک عتبہ ہے تو اس کا کچھ خاکہ کر
عبدالے ذہن میں چونا چاہیئے۔

طالب علم : میرا خیال ہے آپ وفات کے بعد ہر گز حاضر و ناظر ہوتے ہیں وفات سے
پہلے آپ کی روح عتبہ پر آپ کے بدن میں محض۔

سوال : اے چھا آپ اگر اپنی وفات کے بعد ہر گز حاضر و ناظر ہر ناظر و روح ہو سکے قریہ
عقیدہ تمہیں بتایا کس نے؟ آپ کی وفات کے بعد ہر نے والی بات تمہیں کیسے معلوم ہوئی؟ دیرین
نورجی ہے ہر آپ کے اپنی حیات عقیدہ و نوریہ میں بیان کیا اور آیت البیوم احکمت لکم دینکم
تذکرہ اور دین مکمل ہو گئے کا بیان ہو گیا اب یہ وفات کے بعد آپ کے کیا عقیدہ و ترتیب سے
نیا اور تمہیں یہ عقیدہ بتا کون گیا؟

طالب علم : یہ عقیدہ ہمارے برائے علماء نے بتایا ہے۔

جواب : علماء کا کام مسئلہ جاننا چاہتا ہے مسئلہ جانا نہیں چاہتا عقیدہ کی وفات کے
بعد جو مسئلہ بتا کہ عقیدہ ہر گز حاضر و ناظر ہیں تو اس کا مطلب اس کے موا کیا ہو سکتا ہے کہ آپ
بجایان کی زندگی میں ہر گز حاضر و ناظر نہ تھے؟

طالب علم: اے ارباب علم! میں سے تو پہنچا کہ یہ عقیدہ ہی بالکل بے بنیاد ہے۔ اگر میں بھی
جہاد کے سرورین بنے تو کیا رکھا ہے؟

دوسرا طالب علم: جنہیں اس طرح ہمت نہیں، حضرت! کہ روح ہمارے زندگی میں مضی
جگہ میں نہ کی، جن سے باہر بھی ہر جگہ بھیجی جاتی، وہ آپ اس وقت بھی حاضر و ناظر تھے۔

سوال: اگر آپ کو روح القدس تو دنیا میں ہر جگہ بھیجی جاتی تو اس سے دیکھ سکتا ہے کہ دنیا میں
اور کوئی چیز برودہ نہ ہو، کیونکہ جو چیز بھی ہوگی وہ کوئی جگہ سے لگی ہوگی گھیرے گی تو ایک جگہ وہ چیزیں
بیک وقت کیسے موجود ہو سکتی ہیں۔ اگر سب عالم روح میں بھی ہر جگہ موجود تھے تو کیا عالم روح
میں امداد روح نہیں تھیں، اگر تھیں تو کچھ سوچو ایک جگہ میں بیک وقت دو رو میں کیسے ہو سکتی
ہیں۔ ایک چیز کوئی جگہ گھیرے تو وہ دوسری چیز تو وہاں موجود نہیں ہوتی۔

طالب علم: خدا بھی تو ہر جگہ موجود ہے تو کیا اس سے تمام مخلوق مت کی جاتی
ہوگئی؟

طالب علم: ہاں، خدا — خدا کو شمس، مہر، وہ تو بے شمار ذات ہے، اس کی مثال
وہ تو واقعی ہر جگہ پر جائے گا۔

سوال: اے چھوٹے طالب علم! روح القدس شہرود سے جی ہر جگہ حاضر و ناظر ہے تو یہ بتائیں کہ
حضرت سر میر کی مانند اپنی جی، سر میر کو بیت المقدس میں رہنے کے لیے چھوڑنے آئیں اور وہاں
کے رہنے والے کچھ کو یہ کہشش کے لیے ہمیں میں قریب انداز لگائی کہ رہے تھے تو اس وقت حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم وہاں حاضر و ناظر تھے یا نہ؟

طالب علم: کیوں نہیں؟ جب سب شہرود کائنات سے روح ہمارے کے ساتھ
ہر جگہ حاضر و ناظر ہوتے تو وہاں حاضر و ناظر کیوں نہ ہوں گے۔

اے چھوٹے طالب علم! تو قرآن کی کچھ چیزیں دیکھیں اس وقت سب اس مرتبہ پر وہاں موجود
تھے یا نہ؟ قرآن جو کچھ بتاتا ہے۔

وَبِصَلَاتِهِ يَدْعُهُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ ۚ وَهُوَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ
 اذِ يَخْتَصِمُونَ۔ آپؐ کی عمر ان آیت میں ہے،

ترجمہ: اور آپؐ اس وقت ان کے سامنے آتے تھے جب وہ اپنے قہر میں نہ تھے
 بچے والے رہتے تھے کہ ان میں سے کوئی سرگرم کہ اپنی کھال میں لے لے اور آپؐ
 کو ڈال دیتے تھے جب وہ آپؐ میں جھگڑا کرتے تھے۔

طالب علم: یہ آیت مندرجہ پر مبنی کہ قرآن کی بعض آیتیں ناجائز و
 مندرجہ بھی تو ہیں۔

جواب: اس مندرجہ میں جو آیتیں واقعات اور اخبار میں نہیں مذکور ہیں کہ یہ حکم
 کردہ اور جہ میں کہا جاتا ہے کہ آپؐ کو کوئی تعارض نہیں لیکن خبروں میں تعارض
 کیسے ہو سکتا ہے کہ بھی کہا جائے کہ آپؐ وہاں نہ تھے اور پھر کہا جائے کہ آپؐ وہاں تھے۔
 ظاہر ہے کہ یہ آیت مشابہات میں سے ہے۔ کیونکہ قرآن میں بعض آیتیں
 مشابہات میں سے نہیں ہیں۔

جواب: یہ آیت واقعات میں سے ہے مشابہات میں سے نہیں اسے ملاحظہ
 کے طور پر بیان کیا گیا ہے۔ واقعات میں مشابہات نہیں ہوتے۔
 حضرت علیؓ نے فرمایا کہ سورۃ ہود کے آغاز میں ہے سے پہلے کیا حضرت یونسؑ
 کے اس سورۃ کے واقعہ کا ذکر اس طرح کیا کہ آپؐ کے تعابیر میں کہ فرمایا علم تھا: اگر
 آپؐ اس وقت تھے۔ بہر حال حضرت ابوسعید خدریؓ کے واقعہ تھے کہ کہا آپؐ بن کے احوال
 سے بے خبر نہ کیے تھے؟

طالب علم: نہیں، آپؐ یقیناً یہ سب واقعات دیکھ رہے تھے۔

جواب: اچھا اب آیت قرآن کی یہ ہیں

مَنْ نَقَصَ عَلَيْكَ احْسَنَ الْخُصْمِ مَا وَدَّعَ ابْنُ هَذَا الْقُرْآنِ وَان

حکمت من قبلہ لمن الفاضلین۔ رمپا دست اہیت ۴۲

ترجمہ مولانا احمد رضا خاں :

ہم نہیں سمجھ سکتے تھے، چاہا یا نہ ہوتا تھا، اس لیے کہ ہم نے تمہاری طرف
اس قرآن کی دینی سیجی اگرچہ بے فکر اس سے پہلے تمہارے خبر نہ تھی۔

طالع علم میں تر مٹن ہو گیا ہوں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شروع سے ہرگز حاضر
و ناظر نہیں چلے تھے۔ لیکن وفات کے بعد آپ ہرگز حاضر و ناظر ہو گئے ہوں تو اسے سننے
میں کیا حرج ہے؟

جواب : اس پر ہم یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر آپ وفات کے بعد حاضر و ناظر ہوئے
تو زندگی میں تو آپ ہرگز حاضر و ناظر نہ تھے۔ اب یہ وفات کے بعد کا مقیدہ آپ کی کن بنا
گیا ہے؟ (اس پر دو لڑکیاں طالب علم حاضر ہو گئے اور جاننے سے پہلے : میں نے یہ
حوالہ کیا)۔

سوال : صحابہ کرام حضور کی زندگی میں آپ کو ہرگز نہ حاضر و ناظر ہو سکتے تھے یا
آپ کو حاضر سمجھتے تھے یا آپ موجود ہوتے تھے؟

جواب : جہاں حضور موجود ہوتے وہاں تو وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر سمجھتے
اور جہاں آپ نہ ہوتے وہاں تو وہ (صحابہ کرام) آپ کو حاضر و ناظر نہ سمجھتے تھے۔
سوال : اس پر کوئی حوالہ آپ دکھا سکتے ہیں؟ کسی خیر کی کتاب سے دکھائیے۔
وہ میری کوئی کتاب نہ ہے؟

• اتفاق سے ہمارے پاس حافظہ جو بچا محمد بن علی ابی اسحاق بن داؤد ۲۰۷ھ کی کتاب
"تکامل القرآن" کی درستی جلد موجود تھی، ہم نے ان طلبہ کو پیش کیا کہ جو ہمارے ساتھ تھے
اس کے صفحہ ۱۸۳ سے یہ حوالہ دکھایا :-

عن عقبہ بن عاصم قال جالده صلی اللہ علیہ وسلم

فقال اتعص بينهما يا عقبه .

ترجمہ: بن عاصم نے کہا کہ رسول پاکؐ کے پاس وہ شخص پہنچتے ہوئے

آئے، آپؐ نے فرمایا: اسے عقبہ بن عامر بن نفیل کہو۔

یہ دیکھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابیؓ کو کہہ دیا کہ تم نے جو کہنا شروع کیا ہے، اس صحابیؓ نے تعجب سے کہا کہ کیا آپؐ کے سامنے میں نہیں کہتا؟ یعنی یہ میرے ذاتی نہیں کہ آپؐ کی موجودگی میں اس کا فیصلہ میں نہ کر سکتا۔ میں کس طرح اس کی ہمت کر سکتا ہوں اس کے لیے عقبہ بن عامرؓ نے جو انکار کیا ہے وہ یہ ہیں۔

یا رسول اللہ اتعص بینہما ذوات ساضرۃ

اس سے یہ کہہ کر صحابیؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر وقت میری طرف مائل رہنا فرماتے تھے۔ جب حضورؐ سامنے پہنچتے تھے کہ حضورؐ یہاں حاضر ہیں جب سامنے نہ پہنچتے تھے کہ وہ آپؐ کو دلوں سے غائب و غیر حاضر، جلتے تھے۔

حضرت مساذ بن جبلؓ (۱۰۱ھ) کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلمؐ کی طرف بھیجا اور انہیں عدالتی فیصلوں کی تربیت دی، حضورؐ نے خود مدینہ پہنچنا تھا اور انہوں نے مین میں آپؐ کی مدد موجودگی (حاضر و ناظر نہ ہونے) میں فیصلے کرنے تھے اور حضورؐ عقبہ بن عامرؓ کے اور آپؐ کے سامنے فیصلہ کرنے کا کام لگا۔

فرماتے اس سے اور طرح کے اجتہاد کا استعمال کیسے ہے۔

① حضورؐ کی عدم موجودگی میں فیصلے کرنا۔

② جس کی موجودگی و آپؐ کے سامنے (بیحد کرنا)

نہ روا کہ جس میں ازنی کا فی الحکم تمیز کن بعد از موت قال و شاعرا باقی برن قالع قال حشنا و کمر برن کل قال حشنا محمد بن خالد بن عبد اللہ قال حشنا ابی من حضر بن سلیمان عن کثیر بن شعیب عن ابی العاتق عن عبد اللہ بن عامر۔

اس سے صاف ظہور ہوتا ہے کہ صحابہ کا آپ کے ہر وقت ہر جگہ موجود ہونے کا عذر و
مانع ہونے کا عقیدہ نہ تھا۔ امام جہاں رازی لکھتے ہیں :-

فاما الحالان اللسان كان يحذف فليهما الاجتهاد في حياة النبي صلى الله عليه
وسلم وفي حال خيبتهم من حضرة كالأمر النبي ما في حين بعثه إلى
ناجين والحال الآخر عكس الأمر فلي بالاجتهاد لعرضه

ترجمہ یہ جو وہ حالتیں ہیں جن میں حضور کے اس دنیا میں ہوتے ہوئے اجتہاد
بائز ہے ان میں ایک حالت وہ ہے جب حضور وہاں سرحد پر ہوں
جیسا کہ نبی پاکؐ نے معاذؓ کو یمن کی طرف بھیجا، اور دوسری حالت یہ ہے
کہ حضور صراطِ حاضر پر ہوں اور وہ صراطِ اجتہاد کو لے۔

حضرت حذیفہ بن یمانؓ کا آپ سے اس طرح عرض کرنا: تعنی بینہما وقت حاضر جملاً
بعد کہ حضورؐ کسی صحابہ کے سامنے ہر وقت تھے اور کسی الزام سے قاصد پرستہ تھے اور صحابہ اس
وقت آپؐ کو غائب نہیں سمجھتے تھے حاضر و ناظر نہ سمجھتے تھے بیاباب اس وقت تو ان میں سے کوئی
انکڑے کی بہت نہ لکھتا جب صحابہ آپ سے دور ہوتے تو وہ آپ سے غائب سمجھتے، اور آپ ان سے غائب
ہونے کیا ہر جگہ حاضر ہونے والا بھی کسی سے غائب ہو سکتا ہے۔

وقد مات من الصحابة خلق كثير وهم غائبون عنه .

فدکاستک ہے کہ غائب ہونے کے مستند کچھ میں آگیا۔ اور یہ ہونے اس پر چرچا
کر، اچھی طرح سمجھ لیا اور انہوں نے کہا ہند کے مولوی پانچ گیتھ کے میں اسی وقت تک پہنچتے
ہیں کہ عدم اس مسئلہ کو سمجھتے نہیں اور پچارے علماء جان کہ ان کو سمجھاتے نہیں بس ایک پیر
کی بیٹری ہے جو عقیدہ حاضر و ناظر کے غریب کا رہی ہے اور کس کا مطلب نہ یہ غریب لگانے
والے سمجھتے ہیں نہ لگنے والے۔ ضعف الطالب والمطلوب۔ وما قدرنا الله حق قدره .

پر بستے ہوئے لکھتے ہیں۔۔۔

لوگوں کو دیکھ کر دیکھنے کے لیے یہ بہتان ٹھاسنا، یاد کرو جی حضرت! تمہارا پیغمبر
السلطۃ و الملک کما ہر وقت عالم ماکان و مایکون اپنے جیسے حاشا! شہادت
کا ہرگز یہ حقیر نہیں رہتا۔

جب ہر وقت عالم ماکان و مایکون نہیں تو ہم اسے کہ ہر وقت اللہ ہر ماکان و مایکون
یعنی کے نظر میں نہ ہوں گے اور اس کے نظر میں ہوں گے کہ عینہ بھی جاتا رہا۔
خلف لکھ رہی ہے تصادم تو دنیا دہشتی ہی کی ہے لیکن اپنے آپ سے تسلیم اور
پنی نہ ہی خود کشی کا یہ نظر شاید اسے تک اس سے زیادہ کسی نے نہ دیکھا ہو۔

آنحضرتؐ کا اپنے لیے لفظ قاتیب کا استعمال

حضرتؐ کو اپنی تاریہ قطع کے چچا زاد بھائی حضرت مالکؓ کے مہر کی روایہ کے مطابق ان
کا بچی بہن کے دن آنا ہوا، بہن انھیں نے اسے کچھ در رنگ سے دیا، آنحضرتؐ کا بچی یہی
فرمایا ہوا۔ یہاں تک کہ آپؐ نے مالکؓ کے تین کا ٹکڑے دیا، حضرت علیؓ نے آپؐ کو ٹکڑے بنایا
کہ برابر مرد نہیں اور انہوں نے اسے قاتیب کہا۔ اس پر آنحضرتؐ نے فرمایا۔۔۔
انہا یروا۔۔۔ سالایوکی القاتیب۔۔۔

ترجمہ: جا کر دیکھنے والا وہ چیز دیکھ لینا ہے جسے قاتیب نہیں دیکھ رہا ہوتا۔
اس حدیث میں آپؐ نے اپنے لیے قاتیب کا لفظ استعمال کیا ہے اور حضرت علیؓ کے
بے شاعر کا جو دہاں گئے تھے اور جسے جان دیکھ رہے تھے۔
لکن علیؓ نہ شہرانی النبیؐ فقال یا رسول اللہ! وہ تعجب ہے۔

ترجمہ میں حضرت علیؑ اس سے بڑھ گئے اور حضرت کی خدمت میں اگر کوئی
 کی کہ وہ تو مرد نہیں۔

۱۰ حضرت علیؑ شریعہ و حکم اگر ہر جگہ ہر وقت حاضر و ناظر ہوتے تو اپنے ذات کے لیے
 کبھی غائب کا غلط استعمال نہ کرتے، حضرت علیؑ مجتہد تھے، اور مجتہد کی غفلت پر جو کسی سے
 وہ غفلت پر نظر کر کے اگر کبھی غائب نظر کرے تو اسے نص کا غائب نہ جانتا چاہیے اور جو
 کچھ ہوا حضرت کی زندگی میں ہوا اور آپ نے بھی حضرت علیؑ کو اس غائب نص اجتہاد پر کچھ
 قرینہ نہ فرمائی۔

سلف صالحین ۱۰ حضرت علیؑ شریعہ و حکم کے لیے غائب کا غلط برہنہ میں نہ کرتی باک نہ
 سمجھتے تھے جلیل القدر تابعی حضرت سعید بن المسیبؒ (۹۳ھ) روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت
 سعید بن جبلةؒ کی والدہ فوت ہوئی تو حضورؐ اس حالت میں نہ تھے آپؐ واپس آئے
 تو آپؐ نے اس کی قبر پر پھر سے نماز پڑھی تاہم علیؑ جاری کر کے ان الفاظ میں نقل کرتے ہیں:-

وللوفی الامامة او كانت من خواصه لقول سعيد بن السيب ان
 ام سعد ماتت والنجي صلى الله عليه وسلم غائب فها قد مضى عليها
 وقد مضى لذلك شعور.

ترجمہ: وہی کہ جہازہ دوبارہ پڑھنے کا حق حاصل ہے یا آپؐ کو یہ ضروری حق
 حاصل تھا اور حضرت سعید بن المسیبؒ کی روایت بھی ہے کہ جب ام سعد
 کا انتقال ہوا تو آنحضرتؐ علیؑ شریعہ و حکم وہاں موجود نہ تھے غائب تھے جب
 آپؐ آئے تو اس کی قبر پر آئے اور اس پر پھر نماز پڑھا اور اس پر ایک ماہ
 گزر چکا تھا۔

۱۱۔ رد المحتار فی تالیف مرتبہ صحیح و قد ردی سورن من ابن عباس و مشہور ہوا اصل و بہر قبول عند ناظرین
 شرعاً انتفاء حدیث علیؑ علیہ السلام

علم غیب

اس علم کا نام ہے جو کسی کا عطا کردہ نہ ہو
علم غیب کی کوئی قیمت عطا ہی نہیں

مقدمہ

الحمد لله رب العالمین علی عبادہ الدین۔ اے مصطفیٰ! آج اے

غیب کے مقابلے میں لفظ شہادت ہے۔ شہرہ کے معنی دکھائی دینا اور غیب کے معنی دکھائی نہ دینا۔ جو جہاں میں دکھائی دے رہے ہے وہ عالم شہادت ہے اور جو دکھائی نہیں دے رہا وہ عالم غیب ہے۔ یہ دکھائی دینے اور دکھائی نہ دینے کی نسبتیں جاسکے کیسے ہیں، اللہ کے لیے نہیں۔ جو مومن بالغیب اللہ سے ڈرنے والے ہیں دیکھے ایمان لاتے ہیں، اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز قاصب نہیں۔

اللہ عالم الغیب والشہادہ کس نسبت سے

جب ہم کہتے ہیں اللہ تعالیٰ عالم الغیب والشہادہ ہے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ہر وہ چیز جو بندوں کے غائب ہے اور جو بندوں کے سامنے ہے وہ اسے جانتا ہے۔ ہم جو الفاظ بولتے ہیں قربندوں کی نسبت سے ملتے ہیں۔ ورنہ وہ کون سی چیز جو خدا کے سامنے نہیں۔ ہم اسے عالم الغیب اپنی نسبت سے کہتے ہیں کہ جو کچھ ہم سے غائب ہے وہ اسے بھی دیکھنے والا ہے اور شہادت کر رہا ہے۔

کشف میں غیب سے پردہ اٹھتا ہے

غیب اور شہادہ میں ایک پردہ ہے۔ کبھی یوں ہوتا ہے کہ وہ پردہ اٹھ جاتا ہے یا کشف ہے۔ کشف سے عالم غیب پردے میں نہیں رہتا شہادت میں آ جاتا ہے۔ کشف سے غیب کی بات جانتے والے کہ اس کی علم نہیں دیا جاتا اس کا منظر دکھایا جاتا ہے جسے دیکھ کر وہ اسے جان لیتا ہے۔ یہ غیب جانتا پردے کے اٹھنے کے واسطے سے علم دیتا

جائے گا راء سے نہیں۔ اطلاع علی الغیب اور کشف عن الغیب میں جو بڑی فرق ہے جس کا
ونکلا نہیں کیا جاسکتا۔

عالم غیب کی کشفی جھلکیاں

① آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم معراج سے واپس ہوئے اور آپ نے پہنے راتوں رات
بیت المقدس جاتے کا واقعہ بیان کیا تو مشرکین آپ سے بیت المقدس کے مدد و جان پر چھٹے گئے
اللہ رب العزت نے بیت المقدس کا نقشہ آپ کے سامنے کر دیا اسس کا پردہ اٹھا دیا۔ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم دیکھتے جاتے تھے اور بتاتے جاتے تھے۔ یہ آپ کی غیب پر اطلاع نہ تھی
کشف عن غیب تھا۔

② آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تھے اور آپ کا ارسلان کر وہ ایک لکھو بمقام
کفار سے لڑ رہا تھا۔ مسلمانوں کے مالک آنحضرت زید۔ حضرت جعفرؓ اور حضرت عبداللہؓ باری باری
شہید ہو گئے اور اب کمان حضرت خالد بن ولیدؓ نے سنبھال لی۔
آنحضرتؐ نے کشفی طور پر اس خطر کو دیکھا اور آپ کی دو فرماں گھوڑوں سے بہرہ باری تھے
آپ کو اس فیسی واقعہ کی خبر نہ دی گئی تھی۔ وہ میان مکہ پر دسے اٹھا دیتے گئے تھے
اور آپ نے بدوں بس کا غم دینے جاتے تھے۔ اس حال کو خدہ دیکھا۔

③ دُنیا میں جنت اور دوزخ کی ایک جھلک

حضرت انسؓ کہتے ہیں ایک دفعہ آنحضرتؐ غلام سے فارغ ہوئے تو آپ نے فرمایا:

عَدُوَاتِ الْإِنِّ مِنْهُ صَلَاتُ بَكْرٍ الصَّلَاةِ الْمَعْنَى وَالْبَزْمِ مِثْلَيْنِ فِي

قِلَّةٍ هَذَا الْمَعْنَى

ترجمہ میں لے بھی جب نہیں نماز پڑھائی جنت اور دوزخ کو اس ویرانہ کی سمت
قبلہ میں پیسے دیکھا ہے۔

انہ صودۃ لی الجنة وان دحق راہہما وراہہما کذا

ترجمہ جنت اور دوزخ میرے لیے متشکل ہو گئیں یہاں تک کہ میں نے
نہیں سمجھ سکا ویرانہ کے پیچھے پیچھے دیکھا۔

صحیح مسلم میں ام المومنین حضرت عائشہؓ کی روایت سے یہ الفاظ بھی ملے ہیں۔
وایت فی مقامی ہذا ککل شہاد و حد تو حقی لغد رأینتی اربید
ان اسد قطعاً من الجنة حين رأيتونہ جعلت اقدم

ترجمہ میں نے اپنے گھر پر جانے کی اس جگہ ہر چیز دیکھی جس کا تمہیں وعدہ دیا
گیا ہے جس نے اپنے آپ کو اس طرح دیکھا کہ میں نے جنت کے پھول
کے گہنی توڑنے کو کہنے کا ارادہ کر لیا ہوں۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب
تم نے مجھے کچھ آگے بڑھتے دیکھا۔

یہ اس عالم شہادت میں عالم غیب کی ایک جھلک ہے جو آپؐ نے بارائت انبی دیکھی
جنت اور دوزخ، خاکہ اور عرش و کسی عالم غیب کی چیزیں ہیں اس جہاں کی نہیں۔ دریا علم
کی شمالی صورت ہے کئی دفعہ دہرایا ہوا ہے کہ یہ عالم غیب کی چیزیں دہرائے علم کے آئینہ میں
منقسم ہوں اور عالم شہادت کے دہننے والے انہیں یہاں دیکھ پائیں۔

⑤ زمین پر آسمانی باتوں کا سنا جانا

صرف زمین کے نہیں آپؐ کے لیے بعض دفعہ عار اعلیٰ کے پردے بھی اٹھتے اور آپؐ
نے فرشتوں کو آپؐ میں باتیں کرتے پایا اور آپؐ نے وہ باتیں یہاں بیان کیں۔ یہ لانا خوب

کا ایک واقعہ ہے۔

ہاں: علیؑ میں فرشتے مذاکرہ میں تھے۔ اللہ رب العزت نے آپؐ سے پوچھ فرشتے آپس میں کس بات میں جھگڑ رہے ہیں؟ ان فرشتوں نے عرض کی: میں نہیں جانتا: اپنے سے عموماً غیب کی نفی کی۔ آپؐ کہتے ہیں اللہ رب العزت نے اپنے لیے مثل ہاتھ کو میرے دو شافروں کے درمیان رکھا یہاں تک کہ میں نے اس کی ٹھنڈک اپنے سینہ میں محسوس کی اور پھر میں نے آسمانوں اور زمین کی ہر چیز کو جانا۔ اللہ رب العزت نے پھر مجھے جھاکا تو جانتے ہو طوار: علیؑ کے رہنے والے کس بات میں آپس میں جھگڑا کر رہے ہیں؟ اب میں نے ہاں میں جواب دیا اور کہا کہ وہ کھانا کے بارے میں گفتگو کر رہے ہیں حضرت ابن عباسؓ روایت کر رہے ہیں:-

هو تدری فیہ یختصم الخلاء الاھل قال قلت لقال فوضع یدہ
بین ھکتھما حتی وجعت یدہ ما بین ھدی فعلت ما بیعت
السنوات والارض قال با معہ تدری ھم یختصم الخلاء والارض
قلت فغضب الکفارات بلہ

ترجمہ کیا ایسا جانتے ہیں اور پروا کے کس وقت میں بحث کر رہے ہیں میں نے نہیں سنا
نے کہا پھر نظر قائم کرنے پر ہاتھ میرے دل پر رکھوں گے یا میں رکھا یہاں تک
کہ میں نے اس کی ٹھنڈک اپنے سینہ میں محسوس کی اس سے میں نے جان لیا ہر کچھ
آسمان اور زمین میں ہے۔ سو اللہ تعالیٰ نے مجھ سے پوچھا یہ نہ پروا کے کسی
بات میں بحث کر رہے ہیں میں نے کہا ہاں یہ ان امور میں باتیں کر رہے ہیں
جن سے گناہ بھرنے ہیں۔

یہ فاضل غیب کی کثیفی جب تک تھی جو آپؐ نے دیکھی اور آپؐ کے سامنے چودہ مہینے
روشن ہر گئے تھے۔

عالم شہادت کی مختلف جہات

① کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک شخص سامنے ہے اس کے ملکا لڑکے بھی لیا جادو ہے مگر اس کے دل کی بات اس کے دل کے اندر ہی ہے۔ قرآن کریم (پہ) ۱۶ سورہ بقرہ کو ۱۶ میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس فرشتے ان کی شکل میں آئے۔ حضرت ابراہیم کو وہ عالم خواب میں نہیں عالم شہادت میں دکھائی دیے۔ مگر ان کا فرشتہ چرنا چرنا حضرت ابراہیم سے غلطی رخ جب تک کہ انہوں نے غور نہ کیا۔

اِنَّا ارسلنا الیہ قوم لوط۔ ہم قوم لوط کی طرف بھیجے گئے ہیں۔

② آگ نہ تھی ذات باری کی ایک تجلی تھی

حضرت مرثی علیہ السلام نے اسے آگ سمجھا وہ ذات باری کی ایک تجلی تھی آگ تپتی کہ مجھس کو رکھ دیتی ہے لیکن اس تجلی سے درخت کے پتے پتہ آگ اور بڑھتی تھی مرثی علیہ السلام اسے جان نہ سکے جب تک کام ٹوٹو جلد پیر نہ ہوا۔

③ جبریل ایک عام انسان کی ادائیں

حضرت مریم کے پاس حضرت جبریلؑ ایک عام انسانی شکل میں آئے لیکن ان کا فرشتہ برزنا آپ پر غلطی رہا۔ آپ اسے حیرت زدہ کر کے دیکھتی ہیں

خالت اخی احمی بالرحمن، ملک ان کنت قتیلاً۔ (پہ مریم آیت ۱۸)

ترجمہ مریم نے کہا میں تجھ سے خدا کی پناہ میں آتی ہوں آگ تجھے خدا کا خوف ہے۔

حضرت مریم سے اس کا فرشتہ ہر نا غلطی تھا یہاں تک کہ اس نے پھر غور بتایا

اس نے کہا۔

تھا: اے امارسول! یہ کہ لاہب لک غلامانہ حکمتاً، اپنی مرغی تھیں،
ترجہ بہوں کے کہا میں میرے رب کا بھیجا ہوں، اور تاک تجھے کسی پرکیزہ
منصوبیٰ میں بخشوں۔

④ حضرت جبریلؑ ایک عام بدوی کی اولاد میں

حضرت جبریل حبیب ایک عام بدوی کی ان میں حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور ایمان بکسلا۔ احسان اور قیامت کے بارے میں سوال کیے تو انہیں کوئی نہ پہچانا تھا کہ یہ حضرت جبریل ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا۔

والذی بیعت لحسنہ ابیالحق عدنی وبتیرا حاکمت اعلم به من
رجل منکد وانه لجبریل علیہ السلام نزل فی صرورہ وحمیہ لکلی
ترجمہ: قسم ہے اے ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ دیامت اور بشارت بنا
کہ بھیجا میں تم میں سے اے کسی دوسرے سے زیادہ جاننے والا اور تقی
یہ بے شک حضرت جبریل علیہ السلام کی ضرورت میں اترے تھے۔

حضرت مریمؑ سے فرشتہ ہونا مخفی رہا

ہیں سے پتہ چلتا ہے کہ جو چیز ہم سامنے دیکھ رہے ہیں وہ اگرچہ جہانیت سے ہمارے سامنے ہے مگر اس کی ناقص اد جہانیت ایسی بھی ہوں گی جو ہم سے غنی ہوں گی۔ سرکاری چیز کا کوئی پہلو پردے میں نہ رہے یہ صرف ملکی مفاد کی شان ہے اور علم محمد خاصہ باری تعالیٰ ہے۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ اس چیز کو جسے وہ آپ سے جو اس کی مخلوق کی آنکھوں سے غائب ہے اور وہ اسے دیکھ نہ پائے۔

(۲) آئیے اب اگلی صفحہ میں طبعی، جو منصور عبد الملک بن محمد اشعابی (۳۴۲ھ) کہتے ہیں۔

کل ما غاب عن العیون وکان معصلاً فی القلوب فهو غیب

ترجمہ: ہر وہ چیز جو آنکھوں سے غائب ہو اور دلوں میں اس کی حقیقت کا آثار ہر وہ غیب ہے۔

(۳) علامہ رقیب مصباحی (۳۵۰ھ) کہتے ہیں۔

استعمل فی کل غیب عن الحاسر... ینال لثی غیب وغائب

یا حبارہ ان سوا با اللہ تدلی فلفہ فی غیب عنہ شیء

ترجمہ: غیب کا مفہوم ہر اس چیز کے لیے آتا ہے جو اس سے غائب ہو۔

کسی چیز کو غیب یا غائب بندہ کی نسبت سے کہا جاتا ہے خدا کی نسبت سے نہیں کیوں کہ اس سے تو کوئی چیز غائب نہیں ہے۔

چشمہ صدی کے جلیل القدر مفسر امام فخر الدین الرازی (۶۰۶ھ) کی شہادت بھی لیجئے۔

قول المحقق والمفسرین ان الغیب هو الذی یكون غائباً عن الحاسة

ثم هذا ینضم الی ما علیہ دلیل والی ما لا دلیل علیہ

ترجمہ: جو مفسرین کہتے ہیں کہ غیب وہ ہے جو انسانی حواس سے غائب ہو پھر

دو قسموں پر ہے، ۱۔ جس پر ظاہری دلیل دی جاسکے اور وہ ۲۔ جس پر دلائل قاعدہ ہو۔

آئیے اب مائیں صفحہ میں طبعی علامہ ابو الفتح ناصر الطرزی (۵۶۸ھ) کہتے ہیں۔

الغیب ما غاب عن العیون وکان معصلاً فی القلوب

ترجمہ: غیب وہ ہے جو آنکھوں سے غائب ہو مگر اس کی حقیقت کا آثار دلوں میں موجود ہو۔

ملکۃ اللہ ص ۱۰۰، المعرفۃ ص ۱۰۰، تفسیر کبیر علامہ ص ۱۰۰، المغرب جلد ۱ ص ۱۰۰

اور ایک دوسری جگہ کہتے ہیں :-

وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَالْجِبَالَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ وَلَقَدْ فَخَّرْنَا عَالَمًا مِّنْهُمُ
الْعِبَادَ وَخَلَقْنَا عَلَيْهِمُ حُلَّةً يَّامُ

ترجمہ اور تفسیر کے نیچے ہے آسمان اور زمین کا غیب ۔ اس کا مطلب
یہ ہے کہ آسمانوں اور زمین میں جو کچھ بندوں سے خاص ہے اور ان سے
پر دے میں ہے اس کا علم اللہ ہی سے مختص ہے۔

اور بندوں کو جو کچھ دلائل و شواہد سے پرہیز رہنے کی چیز نہیں اور اس کا نام
غیب نہیں رکھا جاسکتا۔

وما يدركه بالبين لا يكون غيباً على الله مجرد الظن والظن غير العلم

۲ ایسے بات و شے میں جس میں علم نہیں، مافکر ابن کثیر (۲/۴۴۳) کہتے ہیں :-

وما الغيب فاعقاب عن المهاد من امر الجنة والدار وما ذكر في القرآن -

ترجمہ غیب اسے کہتے ہیں جو بندوں سے غیب ہو جیسے جنت اور دوزخ کے
مساحمت اور وہ باتیں جو (اس جہان کی) قرآن میں ذکر کی گئی ہیں۔

ان امور کو ہم یہاں نہ اپنے حوالے سے مانگتے ہیں نہ ہی عقل سے ان کا ادراک کر سکتے ہیں۔

وقال حماد وابن الجعد باح من ان بالله فدا من غيب

علامہ قسطلانی (۲/۴۹۲) کہتے ہیں :-

وما يعلمه الا الله تعالى لا سبيل اليه للعباد

الا باعلام منه او الامام بطريق المعجزة او الكرامة او ارشاد الى

الاستدلال بالامارات فيما يمكن فيه ذلك

ترجمہ۔ ماحول، بلکہ علم غیب ایسی چیز ہے جو کہیں امر تعالیٰ ہی کے پاس ہے

نہ ہمارے ہمارے، نہ تغیر ہمارے بلکہ ۱۳۳۱ھ کے تفسیر ابن کثیر علیہ الرحمۃ وعلیہ السلام ایضاً شرح مفاد میں

بندوں کے لیے اس تک پہنچنے کی راہ نہیں تھی۔ وہی اس لیے کہ
بتا دے۔ یہ بتانا صحیحہ یا کرمت کی راہ سے ہو گا یا اس پر جہان تک ہو سکے
علامت سے استعمال کیا جاسکے۔

اب فریقہ میں یہ ہیں۔ انہی ہفت علامتوں میں سے ایک (۱۱۹) کہتے ہیں۔
الغیب کل من غاب عنک

ترجمہ: غیب ہر وہ چیز ہے جو تجھ سے غائب ہو۔

نائب الحکمہ میں یہ ہے۔ حافظہ درہن (۱۵۵) کہتے ہیں۔

لذا کان الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام فی صیرون ففیہم یأخرون
یصح دعویٰ علیہم ہیں کہ ان کو معلوم تھا کہ انہی انبیاء میں
الغیب ما اطلوا بہ بربہ من الذی

ترجمہ: جس جب انبیاء کو یہ بھی غیب نہیں جانتے تو دوسروں کا دعویٰ غیب

وہ کا کہن ہوا یا کھنکھی کسی طرح صحیح نہیں ہو سکتا۔ اور انہی میں غیب کی وجہ

ہم جانتے ہیں جو انہیں وہی کے ذریعہ اس کا کوئی نہ فرمایا نہ بتائی جائے

دوسری حدیث کے جلیل القدر تفسیر خلیل شریفی (۱۶۷) سے بھی ایسی شہادت نیچے

اللہ ذلخیرہ غیب السموات والارض وھو غاب عن انبیاء

ہل ان لم یکن محسوساً و لعمری ل غیب محسوس

ترجمہ: اور اللہ ہی کے لیے ہے سموات اور زمین کا غیب: اس کا معنی یہ ہے

کہ یہ اور کسی کے پاس نہیں اور غیب سے مراد وہ ہے جو بندوں سے غائب ہو

وہ کسی طرح تو اس میں نہ آئے اور نہ اس پر کوئی محسوس ہو دلائل کے

دیکھتے دھوکے پر دلائل کے کہ آگ غیب نہ رہے گی

شارح بخاری، ص ۱۰۴ (۱۰۴) مکتبے میں۔

ای: لَنْ تَعْلَىٰ لِعِلْمِهِ مَا غَابَ عَنِ الْعَوَالِمِ مِنَ الثُّرُوبِ وَالْعَقَابِ وَالْأَعْبَالِ
وَالْأَحْوَالِ ۝

ترجمہ: اللہ تعالیٰ جانتے ہیں جو چیزیں دُنیا سے غائب ہیں۔ اہل کونکے ثواب و عقاب اور وفات و حوائی کہ ایسا ہر کسب و کار اور اس کے نتائج ہوں گے دوسری صدی کے مجدد امام علی قاری (۱۰۱۱ھ) علیہ رحمۃ ربہ بخاری۔

مَا أَظْهَرَ أَنَّ اللَّهَ عَلَىٰ بَعْضِ أَصْحَابِهِ لَوَرَثَةٌ عَلَيْهِمْ ذَخِيرٌ فَأَنَّ عَنِ الْغَيْبِ الْمَطْلُوقِ وَهُوَ رَحِيبٌ أَضَاحِيًا ۝

ترجمہ: اللہ تعالیٰ اپنے کچھ دوستوں پر اپنے کچھ خزانے کے لئے ہر ذرا اسے یہ بات غیب معلوم سے نکل جاتی ہے۔ یہ غیب ضاحی ہے۔

غیب: ضاحی میں تلوٹنے والے کے نام پر تو چلے گا یہ نہیں کہ اس کے بغیر ہر جائے کو خدا کا یہ دوست غیب جانتا ہے اس کی جائے یز کے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس بندے کو یہ غیب کی بات بتائی ہے۔

اس پر کہ دس صدیوں تک غیب کا یہی معنی سمجھا گیا کہ غیب وہ چیز ہے جو بندہ اس سے غائب ہو۔ اس میں کس قدر معنی کی گنجائش نہیں دیکھو گئی۔ لیکن گیارہویں صدی میں شیخ عبد الجبار بن علی نے اسے غیب کے معنی میں یہ اس پر امام باقر علیہ السلام (۱۰۱۱ھ) سخت برہم کیے آپ نے فرمایا:

فِي الْحَقِيقَةِ كَذِيبٌ مَرْتَقٍ رَا - غَيْبٌ رَاسْمِيٌّ دِيكَو كَمَنْ دَرْتَن لَمْت
بَرْغَمِ اَمْرٍ كَبْرَتِ حَكْمَتُهُ تَخْرُجُ عَنْ اَفْوَاهِهِمْ ۝

ترجمہ: یہ حقیقت میں اللہ رب، حضرت کو محسوس ہے غیب کے کچھ اور معنی کرنا قائل کہ باری سے نہ بچا سکے گا یہ بہت بڑی جسارت و کثرت ہے جو ان لوگوں

کے منہ سے نکل رہی ہے۔

اے اب آپ کو بارہوی صمدی میں نے پلے۔ صومر محمد بن عبدالمہدی النعمانی (۱۰۴۲ھ) کہتے ہیں کہ غیب وہی ہے جو ہندوں سے غائب ہو
ما غاب عن العباد بل

صومر مسائل حق (۱۱۳۲ھ) صومر و مہنوں بالغیب کے تحت کہتے ہیں :-
وہو ما غاب عن الحسن والحسين والعتدات غیب وہی ہے جو حسن اور حسین میں نہ تھے۔
تیرہوی صمدی میں بھی آپ غیب کا یہی ایک معنی سنیں گے۔ تدریج قاضی ملازم تفسیر الزبیدی (۱۱۴۵ھ) لکھتے ہیں :-

وقد تكرر في الحديث ذكر الغيب وهو كل ما غاب عن العيون سواء
كان محصلاً في القلوب او غير محصل

ترجمہ: حدیث میں غیب کا ذکر بار بار آیا ہے وہ پردہ کی چیز ہے جو آنکھوں سے
غائب ہو اور اس میں اس کا اقرار برابرا ہو۔

تیرہوی صمدی کے جلیل القدر مفسر و تفسیر قاضی شہداء خرد پانی پتی (۱۲۵۰ھ) قد لا یصلح
من فی السموات والارض بالغیب الا للہ کے تحت لکھتے ہیں :-

الغیب یعنی ما غاب عن مشعرہ و لم یقر علیہ دلیل عقلی

ترجمہ: غیب سے مراد وہ چیز ہے جو انما اذکر کے خاکس سے غائب ہو: در اس
پر کوئی عقلی دلیل قائم نہ ہو سکے۔

اسی صمدی کے دوسرے جلیل القدر نامور علامہ سید محمد کواکبی (۱۰۷۰ھ) بھی کہتے ہیں غیب وہی
جسے مخلوقات میں سے کوئی نہ مانے

یا جملة علماء الغیب یزاد سطره کلاً او بعضاً مخصوص باللہ جن وعلا

الاستغناء فیہ مواجب ہذا، مراد: تفسیر درج انبیاء ہذا اس کے تدریج، اور ترجمہ: اس کے تفسیر

لا يجعله احد من المخلوقين صلا

ترجمہ: منہ سے کہہ کر جو اس کا کسی غیب کی چیز کو بنا کر اس پر بعض بصرف افسوس
وہ اس کے ساتھ حاضر ہے۔ اسے مخلوقات میں سے کوئی نہیں جانتا
اب چودہویں صدی میں چلیں شیخ سابر بنی زید کہتے ہیں۔

الغيب ما غاب الخواص و ككل شي و مستور و غيب كالحجوة و الحشر
والمشرق و المشرق لالراغب الغيب ما لا يقع تحت الخواص

ترجمہ: غیب ہے تو اس انسانی کی گرفت میں نہ ہو چکی چیز غیب ہے جیسے جنت
اور دوزخ حشر و شریک ساری عالم غیب سے کہہ ہے غیب وہ چیز ہے جو
خوش میں نہ آئے۔

اسلام میں غیب کے اصولی مسائل

تیسرا طرح ہم اس قدر کہنے کا غائب و مشاہدہ ہونے پر ایمان رکھتے ہیں۔ سو غرض ہم
عالم غیب اور عالم مشاہدہ پر بھی یقین رکھتے ہیں۔ ہر کچھ ہمیں نظر ہو رہے نور میں کی: شرفائی نے
وہی راہ ہم سے اپنے ہندولہ و خبر دی ہے وہ عالم غیب ہے، ہم اس پر ایمان ہیں۔ جتنے کچھ ممکن
ہیں کہ اس عالم غیب پر ایمان دینا جس کی: شرفائی نے بھی قرآن کریم اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے
ذیلے خبر دی ہے۔ اس اعتبار سے اسلام میں غیب کو بہت جہت سمیت ہے اور اسے ماننے پر کوئی
شخص ایمان کا: ہم سے دائر نہیں ہو سکتا۔ عالم مشاہدہ کو دینا مشاہدہ ہے اور عالم غیب کو دینا ایمان

ایمان اور غیب کا آپس میں رابطہ اور تعلق

تپ ما منہ کسی چیز کو دیکھیں اسے ایمان نہیں کہتے۔ پر مشاہدہ ہے اسے ایمان جو چیز

نہ درجہ انسانی بلکہ اس سے مفرود انسانی علیہ السلام

بندوں سے غائب ہے یہ ایمان ہے۔ اسے یوں مانیں ؟ اسے اس نے نہیں کہہ دیا کہ ان ائمہ کی پیغمبروں کے بھی خبر دی ہے کہ ان کو اللہ رب العزت نے وحی و الہام سے اور جہاں پر اطلاع بخشی ہے سو ایمان بھی قائم ہو گا کہ کچھ حقیقتیں ضرور اسے غائب رہیں اور ہم انہیں بن دیکھے بعض پیغمبروں کی تصدیق سے تسلیم کریں۔ تو ان کو کیم عز۔ اسے ایمان کامل اور عز قرار دیا گیا ہے۔
 ذلک الكتاب لا یبقیہ ھدی للمتقین الذین یؤمنون بالغیب۔

(وہ البقرہ آیت ۲)

ترجمہ۔ وہ (یہ مکتبہ) کتاب کوئی ٹھکانہ کی جگہ نہیں اس میں جو اہمیت ہے اور
 داروں کے لیے جو بن دیکھے ایمان لائے ہیں۔

کیا پیغمبر ایمان سے سرفراز ہوتے ہیں ؟

یہ صحیح ہے کہ پیغمبروں پر وحی آتی ہے اور انہیں بہت سی نبی حقیقتوں پر مطلع کیا جاتا ہے
 اور وہ انہیں بنا پر اطلاع خداوندی بن دیکھے جانتے ہیں۔ ایمان بالغیب کی آسمانی نعمت ان
 پر اتنی ہے اور انہیں اپنے بارے میں خدا کے بندے ہونے کا یقین ہوتا ہے۔ اور ماغائب
 عن العباد کہ وہ اطلاع خداوندی سے تسلیم کرتے چلے جاتے ہیں۔ یہ ان عزائم و انبیاء کرام کا
 ایمان ہے اور یہ بن دیکھے ایمان ہے۔

اس بیان کی نذر سے رحمت و عہدیت عباد سے بعض ائمہ کا غائب ہونا اور ان کا
 بن پر ایمان لانہ۔ یہ سب حقیقتیں آپس میں متضاد اور مرتب ہیں پیغمبر ہونے سے دھڑلے دھڑکے
 ائمہ ان سے غائب نہ ہوں کہ وہ ایمان بالغیب کیسے پاسکیں امدان پر ان کا ایمان لانہ کیسے ہو
 سکے گا۔ اور وہ بنی آدم کو اپنی غربت و رست کی کیسے رحمت دے سکیں گے؟ جب ایمان
 بن دیکھے ان حقیقتوں کو مانا ہے جو اللہ تعالیٰ نے جہاں تو انکے ایمان کو بن دیکھے ان سے والا ہے
 ہائے اور انہیں ہر جگہ با بر حاضر و ناظر مانا جائے کہ کیا یہ ان سے ایمان کی نفی نہ ہوگی۔ ایمان تو

نہی ہے ہی بن دیکھ ماننے کا نام۔ اور اگر ان سے کوئی چیز بھی غائب نہ ہوتی کیا یہ ان کی محبوبیت کی نفی نہ ہوگی؟ وہ ماغاب عین انبعاذ کو ماننے والے کیسے قرار دینے جا سکیں گے؟ —
 مرحوم وحیب اور حاضر و ناظر یہ وہ دو صفتیں ہیں جن سے بلا اثر ان کی نسبت و رسالت اور پھر ان کے ایمان ہی کا انکار لازم نہ آجائے گا۔ جسے تسلیم کرنے والا کوئی شخص خود مسلمان نہ رہ سکے گا۔
 مالاگو انبیاء کو کم کو مومن ماننا ہر حال میں ضروری ہے۔

بریلویوں کی ایک غلط تاویل

اس وجہ سے بچنے کے لیے سن بریلوی یہ کہتے ہیں کہ بن دیکھے ایمان لانا بہ صفت کی صفت ہے۔ پیغمبر سب کچھ دیکھ کر ایمان لاتے ہیں۔ — ہم کہتے ہیں دیکھ کر ایمان لانا کوئی شے نہیں ایمان میں جس عالم غیب کو ماننا جو مانہ ہے یہ وہی عالم غیب ہے جسے بریلوی صفت مانے بدو کمال ماغاب عین انبعاذ قرار دیا ہے اور اسی کو ایمان سے متعلق کیا ہے —
 رضون بالغیب میں اسی کا بیان ہے۔ دیکھ کر ماننا کوئی ماننا نہیں ہے یہ تو مشاہدہ ہے۔
 — حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب دیکھا چاہا کہ اللہ تعالیٰ کس طرح مردوں کو زندہ کرے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اولئک من کیا تو اس پر ایمان نہیں رکھتا۔ ایمان کے بعد یہ دیکھنے کی طلب کیا؟ حضرت ابراہیم نے عرض کیا ایمان تو ہے ہی محض طمانیت نہیں چاہتا ہوں۔
 — اس واقعہ میں کسی پر تشبیہ کیا گیا ہے کہ ایمان ہوتا ہی وہ ہے جو بن دیکھے ہو۔ —
 غلام طمانیت ہے

نبیاء کو مومن ماننا ضروری ہے کے اعتقادی تقاضے

سوائیہ کرام، مگر ہر چیز کو دیکھنے ہوں یا وہ بندے نہ ہوں۔ یا کوئی چیز ان سے جب بد ہو تو کس طرح ان کا ایمان قائم نہ ہو سکے گا۔ — بریلویوں کا یہ دہرنے کا انبیاء کے لیے

ایمان لانے کا لشکر کہیں نہیں تھا اور ملے بھی تو ان کا ایمان ٹانا اور طرح کا پروکا اور نصرت کا اور طرح کا — یہ نہیں ہو سکتا کہ ایک ایمان حقیقت میں دعویٰ (میں پروردگار کی رحمت و جمع ہوں یہ سب صحیح نہیں) — ہم بن دیجئے ایمان لانے پر سہۃ البقرہ کی پہلی آیات پیش کر چکے ہیں اب سورہ البقرہ کی آئی آیات بھی دیکھ لیں۔ کیا ان میں آنحضرتؐ کے ایمان لانے کی تصریح نہیں ہے؟ اور کیا قرآن کریم نے آپؐ کو اور آپؐ کی رحمت ایک ایمان میں جمع نہیں فرمایا؟ یا قوم ایسے منکدہ و جبلہ رشید۔

أمن الرسول بما أنزل إليه من ربه والؤمنون كل آمن بالله
وملائكته وكتبه ورسله۔ (آپ البقرہ آیت ۴۵)

ترجمہ: یہ رسول ایمان لانے پر جو ان کی طرف ان کے رب کی طرف سے
آئی ہو گئی، اور تمام مومن بھی ایمان لانے، ہر ایک ایمان لایا، اللہ تعالیٰ پر امد
اس کے فرشتوں پر امد اس کی کتابوں پر امد اس کے رسولوں پر۔

آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم کا لشکر رسول مآسا مجبور کرنا ہے کہ ہم ان کے ایمان کے بھی
تو فرما ہوں اور انہیں مومن مانیں اور ان کے ایمان کے قائل ہونے بھی ہو سکتے ہیں کہ مانیں آپؐ صلی
اللہ علیہ وسلم نے دیکھے تھے وہی سے ملنے ہوئے تھے اور ہر امد بندوں سے غائب ہیں۔
وہ غائب عن السباد، ان پر آپؐ کا بھی ایمان تھا — اور آپؐ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اس
روح اللہ کے بندے ہو گئے۔ یہ نہیں کہ آپؐ کو عہدہ و دوسولہ کہتے کسی کا پشت میں تیر سست
ہونے لگے۔ مولا نا احمد رضا خاں لے پک کیا کہہ دیا۔ اس پر ہمیں اندر ہے۔

اشہد ان معہ عہدہ و دوسولہ عہدہ پیسے ہے رسول اللہؐ کو کعبہ کے درجے
میں نہ بجا دینا۔ ... میں سچ کہتا ہوں کہ اس سے کچھ سخت ناگوری ہوتی ہے گویا
تیر سینے سے پیچ کر لٹکیا گیا۔

علم غیب اور علم محیط عرف اللہ کی شان ہے

میں ہر علم غیب بطور کبر کے کہ جب چاہے کسی غیب کی بات کو معلوم کر لے کسی کو داخل نہیں ماسی ہر علم محیط بھی کسی کو نہیں دیا گیا علم غیب کے مبادی سب اللہ کے قبضے میں ہیں اس لیے اس نے غیب جاننے کی کنجیاں کسی کے ہاتھ میں نہیں دیں۔ مخلوقات میں سے کسی نے غیب کی باتوں پر اطلاع پائی تو وہ اطوارات جزئیات کے درجے میں ہوں گی علم غیب بطور کلیہ خاصہ باری تعالیٰ ہے عرفانا احمد برفاغل بھی اس باب میں چارے مانتے ہیں۔

علم جب کہ مطلق بولا جائے ضرعاً جب کہ غیب کی معرفت منافی ہو تو اس سے مراد علم ذاتی ہوتا ہے اس کی تحریر کا طریقہ کثرت پر ہے یہی فرقین نے کر دی ہے۔

آنحضرت کی فیسی اطوارات سب جزئیات ہیں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سے فیسی امور کی خبر دی ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فیسی اطوارات گو کہ وہ دہل ہوں سب جزئیات ہوں گی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غیب کو بطور کلیہ جاننے کا ذکر بھی دھوئے فرمایا امد اس وقت کے مسلمانوں و صحابہ کرام کے لیے کبھی اسے اپنے اعتقاد میں جگہ دی بطور کلیہ آپ نے ہمیشہ یہی فرمایا کہ غیب کو جاننے والا صرف خدا ہے امد کوئی علم غیب نہیں رکھتا۔

قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ. ی. مآ

یَنْصُرُكَ اَنْبَاۡنٌ یَّبْعُثُوْنَ. (رَبُّ الْعَمَلِ آیت ۶۵)

نمبر چہ کہ جس کو آسمانوں اور زمین میں کوئی غیب کر نہیں جانتا مگر ایک خدا ہے
وہی نہیں جانتے کہ کب اٹھائے جائیں گے۔

ترجمہ: آپ کہہ دیں، آسمانوں اور زمین میں کوئی حبیب نہیں جانتا، نہ ایک اللہ اور
بندے پر نہیں جلتے کہ کب اٹھائے جائیں گے۔

الغرض کہ اللہ کی مجلس سے بہت سے نہیں دیکھ سکتے، اطلاع دینا اور گاہ گاہ مہینے و سال
ابت کے پروردگاری نہیں دیکھ سکتے، سب اطلاع ذات جزئیات شہد ہوں گی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
جور کبر حبیب جاننے کا کبھی دعویٰ نہیں کیا ہے اور ثابت نہ کر سکا، بالآخر ایک کلمہ بیان کر ہی سکتے
ہیں، نہ سالانہ کے حبیب کو جاننے والا صرف اللہ رب العزت ہے اور کوئی بعد کبر حبیب نہیں جانتا۔
حبیب کی جزئیات گورہ کر لوں اور اربوں پہلے سب حبیب کے راقی ہیں، ہر ایک نہیں
اور علم حبیب انہیں مبرا سے جانتا ہے راقی سے نہیں۔

دوسری صدی کے مجدد امام غلامی قادری (۱۰۱۳ھ) لکھتے ہیں کہ

ان نقیب مبادی و لواحق دعیاء یہاذا بطالع علی ملک مشرب روحی
مرسل و اما فلواحق فہو ما اظہرہ اللہ شالی منس بحیا یہ روحہ حلہ
وخرج بذلک عن الغیب المطلق و حالہ فیما احیا فی اذہا اذا اسودت
الروح القدسیۃ و ازہادہ نردانیتہا و اشراقہا بالانوار من ظلمۃ
حالہ لحدیث و بجمالیۃ القلب عن صداد الطبعۃ بلہ

ترجمہ: حبیب کا مبرا اور اس کے تعلقات علیحدہ علیحدہ وہ چیزیں ہیں، اس کے
مبرا پر کوئی اطلاع نہیں دیکھتا، وہ مقرب فرشتہ برائی میں نہ ملتا، جو اس
کے راقی ہیں یہ وہ خبریں ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بعض بندوں کو اپنے
لورج علم سے دی ہیں، سب یہ حبیب مطلق نہ رہ سکتے، انسانی ہنگام اور یہ اس وقت
ہوتا ہے جب روح قدسی چمکے اور اس کی نورانیت اور روشنی عالم ہدایت
کی تابکریوں سے بچ کر نہ چمکے اور طبیعت کے رنگ سے دل روشنی پائے لگے۔

آنحضرتؐ کا اپنا دعویٰ بطور کلیہ غیب جاننے کا نہ تھا

قرآن کریم میں آپؐ کا دعویٰ کہ میں غیب نہیں جانتا اس طرح مذکور ہے :-

قُلْ لَوْ كُنْتُ عَلِيمًا لَغَيْبٍ لَا مَسْكَرَاتٍ مِنَ الْخَمْرِ وَمَا مَنَعُكَ التَّوَدُّ

(سُورَةُ الْاَنْعَامِ ۱۰۱)

ترجمہ: آپؐ کہہ دیں اگر میں علم غیب رکھتا ہوتا تو ہر طرح کے خاندے گھلے کر پاتا

اور سرگنی، دینری، مخمض، جے نہ پہنچتی

یہاں یہ تاہم بھی نہیں چل سکتی کہ یہ ذاتی علم غیب کی نفی ہے بلکہ اس غیب نہ جاننے پر

جو تیسرے مرتب فرمایا ہے وہ لاسکرت من الخمر وما احتسب السوء ہے اور یہ عطا فی طور پر

غیب جاننے کی بھی نفی کرتا ہے جو عطا فی غیب رکھتا ہو کیا وہ ہر نعمتیں وہ صورت حال سے سب

بچا سکتا ہو کیا نعمتیں وہ صورت حال سے وہی بچتا ہے جو ذاتی طور پر اسے جانتا ہو ؟

ذاتی اور عطا فی میں ایک انجام

ایک مثال پر خود فرمائیں کسی شخص کو ذاتی طور پر پتہ نہ تھا کہ راستے میں ڈاکر بیٹھے ہیں لیکن

اسے خود یاد آگیا کہ راستے میں ڈاکر بیٹھے ہوں گے۔ اب آپ ہی بتائیں کیا وہ اس پیش آمدہ خبر سے

سے بچنے کی کوشش کرے گا۔ اس سے پتہ چلا کہ ہانک سے چٹا سرف ذاتی علم پر پتہ نہ تھا

مہانگ کی اطلاع بھی ہو جائے تو انسان اس پیش آمدہ صورت حال سے بچنے کی کوشش نہ

کرتا ہے۔ سو اس آیت میں مطلق علم غیب کی نفی ہے۔ جزئیات پر کبھی اظہار تعلق اصرار دیتا ہے :-

آیت جس میں آپؐ نے بطور کلیہ اپنے سے علم غیب کی نفی کی ہے بطور جزئیات حاصل ہو گئے وہ ذاتی

خبروں کے متعلق نہیں۔

سائنسی اکتشافات سے غیب کے پردوں کا اٹھنا

آج سائنسی اکتشافات نے بہت سی نئی چیزیں کو جو پہلے محض بنا پر ایمان والی جاتی تھیں عام مشافہ ذہن کے قریب کر دیا ہے۔ پہلے حضرت کا بعد حضرت معراج پر جانا صرف بنا پر ایمان والوں کا تھا۔ آج دنیا عام ذہن لوگوں کا پناہ پر جانا، کھن دیکھ چکی ہے۔ پہلے یا سلا پہ لٹی الجھل کا آواز محض بنا پر ایمان تسلیم کی جاتی تھی۔ آج مشرق و مغرب کے رگی بڑوں لاسکی پیٹنم نے اور دے رہے ہیں۔ — قدرے کی قوت کا زہر جو کچھ کھڑے کس کے معلوم تھا، یہ سب ان کائنات کی باتیں ہیں۔ ذرا اعلیٰ اسس سے دیکھو — تاہم ان اکتشافات کے ساتھ ضرور کہیے کہ اب عام انسان کی نظروں میں اس سے بہت سے پردے اٹھ گئے ہیں اور وہ حقائق جو پہلے محض بنا پر قدرت خدا نہ کی تسلیم کیے جاتے تھے۔

سب ان کی ایک جھلک ان سائنسی اکتشافات میں دیکھ جا رہی ہے۔ یہ عجیبہ بات ہے کہ سائنس کی ساری چیزیں اکتشافات کے پیچھے خدا کا ہتھ نہیں دیتی اور نبیاء مبہم اسلام اپنے وقت پر خدا کے قدرت کے بڑوں نے خدا کو دکھائی ہے یہ سچ بات ہے اسلام میں سچاوت اور خدا کی تسلیم کیے جاتے ہیں اور نہیں یہی کی قدرت کی سند رکھتا ہے یہ انھوں ان کا تحقیق نہیں ہوئی نہ یہ ان کی قدرت سمجھے جاتے ہیں۔

اور فکر کرتے ہیں میں نے خواب کیا ہے لطرت کی حالتوں کو

ایک گز ہے تاب بھیجور سے نظر میں ہے اس کا اٹھنا

یوسف علیہ السلام کی شان میں وقت تک ہے تب تک وہ غیب میں جو درجہ اس پر بڑوں میں پڑے پڑے ہیں جو ان میں جو پردے اٹھتے ہیں ان کے قیادت کا دائرہ مختصر ہو جائے گا اور جب بہت ہی مختصر ہو جائے گا یہ دنیا قائم رہنے کے دین نہ رہے گی۔

غائبیت کا دائرہ دل بدن تنگ ہو رہا ہے

جب غیب کی حقیقت یہ ہے کہ وہ شہرہ کے مقابلہ کی چیز ہے تو ظاہر ہے کہ جس طرح شخص کا شہرہ اپنا اپنا ہے اس نسبت سے ہر ایک کا غیب بھی اپنا اپنا ہوگا۔ ہر ایک کے مہلنے نے ایسی چیزیں چھپی ہیں جو دوسروں سے پردے میں برکتی ہیں کوئی چیز کسی کا غیب ہے تو وہ دوسرے کا شہرہ ہے۔ اب جوں جوں مہم روشنی ہو رہا ہے اور ماضی محقق ہے غیب کے دوسے اُتھتے جا رہے ہیں غائبیات کا دائرہ تنگ ہوتا جا رہا ہے جس شخص کا دائرہ مہم جس قدر وسیع ہوگا اسی نسبت سے اس کا راس غیب چھڑنا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کا علم اتنا وسیع ہے کہ اس کے لیے کوئی چیز غیبیت نہیں اس لیے اس کا غیب و شہرہ ایک ہے اسے غائب غیب الشہادہ صرف بند دل کی نسبت سے کہا جاتا ہے کہ جو پھر بند دل سے غائب ہے وہ بند ہی جاتا ہے اور جو کچھ بند دل کے سامنے ہے وہ اسے بھی جانتے والا ہے خود اس سے کوئی یز قاسب نہیں ہے۔

مثلاً اس کے لیے جوں جوں علم کی وسعت زیادہ ہوگی اس کی غائبیات کا دائرہ مختصر ہوتا جائے گا۔

یا غیب کے پردے کھلنے پر ایمان کا اعتبار ہو سکتا ہے

فرعون ڈوبنے لگا اور اگلی جہان اس کی آنکھوں کے سامنے کھلا تو وہ کہہ اُٹھا میں اب پار میلان کر رہا ہوں۔

سبحی اذا احرکه الخرق قل امنت انه لا اله الا الله امنت به

یو اسرا ئیل وانا معک المسلمین۔

انسانوں سے پردے میں ہوں۔ ایمان ہون سے بھی کچھ انوکھا حضورِ نغنی جو تھے ہیں جن کے باعث
ان کا ایمان یا غیب ہی تھا۔ پہلے وہ وہ سن و رفت سے بے بہ نامہ دل ہوتے ہیں۔

تفسیرِ زبیدی میں ہے ۔

پہلی چیز یہ کہ تمام وہ سرے انسان سے رابطہ و عالمِ تربت کے ہیں اور ان کا
دادہ اور اک و معرفتِ مادی و مادی مخلوق سے کسبِ تربت ہے اس
پس قدرت و نہیں ہے شمار میں انسانیت کا علم ہوتا ہے جو علیٰ انبیاء کے لیے
نہ ستر چھوٹا نہ جانی ہوئی، جوتی ہیں لیکن اس مادی و رحمت کے باوجود
کہیں نہ کہیں کبھی کبھی نغزل پر پہنچ کر ان کے علم کی بھی انتہا ہو جاتی ہے، اور وہ
غیب ان کا بھی شہوت نہ جانتا ہے غیب پر ایمان نہ، قرأت (و جنون
بالغیب) میں متعین کی سب سے پہلی علامت بیان کیا گیا ہے۔ اب اگر
خدا تبارک و تعالیٰ کا غیب ہے ہی نہیں تو وہ ایمان کس چیز پر ماسکے گا؟

انبیاء کرام تو مسمیٰ ہی تھے جس کی سب سے سرور اور پیشوا ہوتے ہیں، ان کا ایمان
بھی اگر مصیبت و محنت پر نہ ہو گا تو کس کا ہو گا، ان انبیاء کے غیب
نہیں کے غفلت اور مرتبہ و مہبط کے عرفی ہوتا ہے۔ تاہم ان کا غیب
ان کا نہیں۔

دین کا مفرک ہے یا ایمان کی روح جو عالمِ غیب کا عقیدہ ہے یعنی یہ اعتقاد کہ
اس عالمِ مادی سے مادہ اس کا ثابت مسمیٰ سے اور کچھ غیب عالم ہے
حضور۔ اور جو اس عالم کے وجود کا قائل نہیں وہ سرے سے مذہب ہی کا شہوت
نہیں اور سب سے بڑا غیب تو خود وجودِ مادی ہے۔۔۔ سب سے بڑا کدو و دش
و حیاں، اگر سب سے زیادہ نغنی اور نبیاں ہوتے ہیں بڑے عالم و عارف کے
یہ بھی، لیکن یہ علم و معرفت کے بعد یہ غیب کے سرور و شہوت ہو جاتے ہیں۔

غیب کے پردے اٹھانے کے پیچھے قیامت کے تذہروں کی آہستہ

خوابوں میں غیب کے پردے اٹھ رہے ہیں اور کائنات کی عظمت عیاں ہو رہی ہے نیکات قریب سے قریب تر ہو رہی ہے جب تک قیامت میں ایمان بالغیب کی صورتیں باقی ہیں یہ دنیا باقی رہے گی یہ غیب کا پورا پردہ اٹھنے والا ہو گا جوئی کا ستر بھی اس طرح بائیں کرے گا۔ یہی سچ ہے کہ جو بڑے بڑے درخت بھی بولے گا کہ اس کے پیچھے یہودی چھپا ہے اور جب قیامت کا سائنس انجینئر ہائے کائنات سے بڑا غیب بھی جیسے یہاں نہ آئیں دیکھ سکیں نہ جاسکے تو اس میں تک پہنچ سکیں شہر میں ہو گا

ایمان کا غلبہ غیب سے ہے سامنے کی چیز شاہ میں ہوئی جب جب محسوسات کا منہ رگڑو وزن باغیب کی صف میں آئیے جس جب کوئی چیز یہ وہ میں نہ رہے گی تو ایمان محبت و تم نہ ہو سکے گا یہ وقت دنیا کی فنا کا ہو گا یہاں نبی اور سرچشمہ ایمان کی قدرت سے بالکل ہیں امن الوصول بانزل الیہ من وبعہ والحقین۔ (پہ البقرہ ۱۸۵)

هل ينظرون الا ان ياتيهم الله في ظلل من الغمام والملائكة ونفسي

الامر والى الله ترجع الامور (پہ البقرہ آیت ۲۵۰ ع ۱۵)

ترجمہ کیا وہ اس کی راہ نہ دیکھتے ہیں کہ آسمان پر اللہ جس کے سامانوں میں اور فرشتے اُرد پھرتے ہو جائے تھے اور اللہ ہی کی طرف دشتے ہیں سب کلام

یہ حق ہو گا جب دنیا کی عمر پوری ہو جائے گی اور نئے ہو جائے گا مارا تھ

پہلے افراد ہی مرتے رہے ہیں لیکن وہ دھت بھی آئے گا جب دنیا کی صف پھیلتی دی جائے گی۔

ہر کی سہی مسلسل کا رنگہ ہوئی گئی زندگی غم بہ غم مختصر ہوئی گئی

ماتری کے پڑنے پر بدن بنیاد و ساز حیات موت کے دھم کی آہستہ تیز ہوئی گئی

ایمان کی شان اسی وقت تک ہے جب تک غیب کے پرشے بقی ہیں

جب ایمان کی حقیقت ایمان بالغیب ہے تو ایمان بالغیب ایک دوسرے کو لازم و ملزوم
 ٹھہرے۔ جب غیب کا کوئی حیاں نہ رہے گا، ایمان کا کوئی موضوع بھی باقی نہ رہے گا۔ سو ایمان کی
 شان اسی وقت تک ہے جب تک غیب کے کچھ پرشے مرجو و ہوں، جنت میں، شہر کی حدوشتا
 تو باقی ہوگی لیکن ایمان کی نہ دعوت ہوگا نہ اجابت — افراد تو محدود رسالت بطور ایمان نہیں
 مومنین کی نسبت صبیح کا سامان ہوگا

غیب کی خبریں علم غیب نہیں ہیں

کسی کے غیب کی بات بتانے سے غیب کا پردہ نہیں اٹھ جاتا صرف اس کی خبر ہی ہے
 دونوں میں فرق ایسا ہے کہ پردہ ہٹانے پر انگار نہیں ہو سکتا اور خبر سچی بھی ملے تو کسی لوگ اسے ماننے
 کے لیے تیار نہیں ہوتے کیونکہ حقیقت ان پر مکمل نہیں ہوتی، انہیں صرف اس کی خبر ہی جوتی ہے
 میں کتاب و سنت سے لاعلم کی خبری ہے۔ ہمارے لیے لامع و قلم سے پردہ نہیں اٹھتا۔
 غیب کی چیز فرد ہوتا ہے علم غیب ہے اور کسی کے بنائے پر جانا یہ علم غیب ہے، اللہ رب العزت
 نے حضرت خاتم النبیین کو ہر غیب کی باتیں بتائیں وہ سب غیب کی خبریں رہی علم غیب نہیں نہ
 حضورؐ کے صحابہؓ کو ہر غیب کی باتیں بتلائیں ان کے لیے بھی وہ غیب کی خبریں تھیں نہ کہ یہ علم غیب
 ہے قرآن کریم میں ہے۔

فَلَا تَنْبَأُ الْغَيْبَ نَوْحِيهِ ۚ إِلَيْكَ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِ ۚ اذْ يُلْقُونَ اَحْثَا مَعَهُمْ

ایہم کیلعل مریم وما کنت لہدہ اذ یختمون۔ (سب اہل ایمان اہمیت میں)

ترجمہ یہ غیب کی خبریں میں جو ہم تیری طرف بھیج کر رہے ہیں اور تم اس وقت
 وہاں نہ تھے جب وہ اپنے قہوں سے تشریف لے کر رہے تھے کہ تم ہمیں

بہر حال میں سچے اور قرآن کے پاس نہ تھے جب وہ اہل بیت پر ہلکا رہے تھے
 حقوق چھپ غیب کی کوئی بات کہنے تو کوئی صاحب علم اسے علم غیب نہ کہے گا اسے اس
 کے سبب کی طرف نسبت کرتے ہیں ہر شخص یہی کہے گا کہ خدا کے بتا دے سے ایسا برا علم غیب ذاتی
 علم کہہ سکتے ہیں، جہاں عالم بالا سے لوح غیب پر اتار دے اسے علم غیب نہیں کہتے صرف شکر و ثناء
 صریح و جلی کہتے ہیں۔

لَوْ جِدَّ اَنْ اَحْسَرَ بَعْضُ بِلَانِ الْعَبْدِ حَيْدَ دَانَ شَوْفِي دَانَ الرَّبِّ رَبِّ دَانَ
 تَنْزِيلِ دَانَ الْعَبْدِ قَطْلَ لَا يَنْصِفُ دَانُو جَرِبِ اَوْ بَا الصَّغَاتِ اَلَا دَانَ لَوُجُوبِ
 وَلَا يَمْلِكُ الْغَيْبِ اِلَّا اَنْ يَنْطَلِعَ شَيْءٌ فَرَجَ لَوْحِ صَبْرِهِ وَلَيْسَ ذَلِكَ حَقًّا بِالْغَيْبِ
 اِمَّا ذَلِكَ اِنْ لَمْ يَكُنْ مِنْ ذَلِكِ وَالَا فَالْاَنْبِيَاءُ وَالَا وَلِهَذَا يَمْلِكُونَ
 لَامْعَالِهِ بَعْضُ مَا يَغِيبُ عَنْ الْعَامَّةِ ۛ

ترجمہ: وہ بیان مقرر کرتا ہے کہ بندہ کتنی دور عالی مرتبت کیل نہ کر جائے بندہ ہی
 رہتا ہے اور رب اپنے بندوں کے کتنا قریب کیوں نہ ہو جائے وہ رب ہی
 رہے گا بندہ واجب الوجود کی مناسبات یا درجہ جو جبکہ محتاج لازمہ کے کبھی مستغن
 نہیں ہوتا، علم غیب وہ جانتا ہے جو نہ خود ہو کسی دوسرے کے بتا دے نہ
 میں دیندہ نبیاد و اولیاء بقینا میں بہت ہی باتیں جانتے ہیں جو دوسرے عالم لوگوں
 کی رسائی میں نہ ہو۔

پتہ چلا کہ غیب کی بات معلوم ہونے میں اگر کوئی کسب کا بنائے وہ لاہر تو اسے علم غیب نہ
 کہیں گے نہ علم غیب کی کوئی قسم ہے اسے خبر غیب کہا جائے اور تعالیٰ حضور کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں:

ذَٰلِكَ مِنْ اَنْبَاءِ الْغَيْبِ فَوَحَّيْنَاكَ ۛ (پاک یوسف ص ۱۱)

ترجمہ: یہ خبریں ہیں غیب کی ہم بھیجتے ہیں قرآن سے پاس۔

علم خداوندی سے مختلف ہے جس کے ساتھ صفت ذاتہ باری تعالیٰ متصف ہے،
خدا تعالیٰ کا علم اس کی ان صفات قدیمہ ازلیہ و ابدیہ و ہمہ گیر میں سے ایک صفت ہے
جو تغیر اور لوازمات حادثہ سے منزہ ہے نہ کسی کی شرکت اور نقص و نقصان سے
بھی پاک ہے وہ علم واحد ہے جس سے خدا تعالیٰ تمام مخلوقات کلیہ و جزئیہ
ماضیہ مستقبلہ کو جانتا ہے نہ وہ بدیہی ہے نہ عقلی اور نہ حادثہ، اختلاف تمام
مخلوق کے علم کے کہ وہ بدیہی و عقلی اور حادثہ ہے جب یہ بات ثابت ہو
گئی تو خدا تعالیٰ کا علم مذکور جس کے ساتھ وہ ذات سستائش ہے اور جس کی مانند
وہ آئندہ میں خبر دی گئی ہے ایسا ہے کہ اس میں کوئی دوسرا شریک نہیں ہو
غیب صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ خدا تعالیٰ کے علاوہ اگر بعض حضرات نے غیبی
باتیں جانیں تو وہ خدا تعالیٰ کے بتوانے اور اطلاع دینے سے جانتیں۔

اس لیے یہ غیب کہا جاسکتا کہ وہ علم غیب رکھتے ہیں مگر محو یہ ان کی کوئی ایسی صفت نہیں
ہے کہ مستعمل علم پر کسی چیز کو جان لیا کریں اور بات بھی ہے کہ انہوں نے دے خود نہیں جانا
بلکہ انہیں یہ باتیں بتائی گئی ہیں۔

علامہ شافعی کے اس بیانت کے بعد کسی دور بیان کی ضرورت کی ضرورت نہیں رہ جاتی فقہاء
کہ بات آپ کے مسئلے آپ کی اس تیسرے کتاب متناہ میں بھی کیجئے۔ شراح فقہاء نسخی کی مشہور شرح
ہذا میں ہے۔

والمتحقق من الغیب ما غلب من الخواص والاعمال الضروری والعلیٰ لآل
وقد نطق القرآن بنفی علیہ عن سواہ تعالیٰ فن لدعی انہ یعلیٰ کفر من
صدق لدعی حکمہ واما عنہم عباسہ او ضروریۃ او دلائل علیٰ بغیب و
کفری دھراہ وذلایضہ یتہ علیٰ لجزم فی التیقین و نظن فی الخفی عنہ
المحققین و ہذا المتحقق مدفع الاستکالی فی الامور الخیرہم انہ من

الطیب ولینت منه لکونیا مدو کنة بالسمع والابصار والذلیل فالمدحا
 اظهر الانبیاء ولا یفاد استعاذۃ من الوحی ومن خلق العلم الضروری
 فیهما ومن الکائنات الکوائی علی حواسہما۔

ترجمہ: اور تحقیق پس ہے کہ غیب وہ ہے جو چارے حواس اور علم پر مبنی و نظری
 سے غائب ہو۔ قرآن پاک نے اللہ تعالیٰ کے سوا سب سے علم غیب کی نفی کی ہے
 پس جو شخص دعویٰ کرے کہ وہ علم غیب رکھتا ہے وہ کافر ہے اور جو ایسے شخص
 کی تصدیق کرے وہ بھی کافر ٹھہرے گا۔ باقی جو علم جو اس قسم میں سے کسی
 راہ سے آئے یا دلائل حاصل ہو یا کسی دلیل سے ملے وہ علم غیب ٹھہر نہ ہوگا
 نہ محققین کے نزدیک ایسے علم کا درجہ ہے کہ ٹھہرے گا نہ ایسے دعویٰ کی تصدیق
 کرنا کفر ہے۔ اس تحقیق سے ان امور کے متعلق اشکال رفع ہو گیا جن کے بارے
 میں سمجھا جاتا ہے کہ وہ علم غیب میں سے ہیں حقیقت یہ ہے کہ وہ علم غیب میں
 نہیں۔ کیونکہ یہ سب دلائل و دلیل سے حاصل ہوئے۔ انہی امور میں سے اعتبار فرمایا
 بھی ہیں انبیاء علیہم السلام کہ خبریں وحی سے ملتی ہیں یا ان میں علم ضروری پیدا
 کر دیا جاتا ہے یا ان کے حواس پر حقائق کائنات تکشف ہوتے ہیں۔

معلوم ہوا کہ انبیاء کرام اور اولیاء مطلق سے جو غیب کی خبریں ملتی ہیں وہ انہیں اللہ رب
 العزت سے ملتی ہوتی ہیں۔ اس میں بھی ایسا نہیں ہوتا کہ اللہ تعالیٰ اپنے کسی محبوب بندے پر
 ایک ہی دفعہ غیب کے جلد دروزے کھول دے کہ آئندہ اسے غیب کی بات جاننے میں کسی اور دروزہ
 علم کا احتیاج نہ رہے غیب جو سننے کی ایسی استعداد اللہ تعالیٰ نے کسی میں پیدا نہیں کی نہ اپنے کسی
 مقررہ کلاس کی پائی جاتی حد تک ہے جب کسی کو ضرورت ہوئی اس نے جلد جزئی اللہ رب العزت
 سے اس کی خبر پائی۔

علم کا لفظ مطلق ہو تو اس سے ذاتی علم مراد ہوتا ہے

علم اور خبر کا فرق ایسا جان چکے علم کا لفظ سب مطلق ہو خصوصاً جب کہ وہ غیب کی طرف مضاف ہو تو اس سے مراد غیب کی چیز کو از خود جانتا ہے اور یہ صرف مذکورہ شان ہے کہ وہ غیب کی بات کو از خود جانتے۔ مگر غیب ہے جس سے خود ذاتی ہو مطلق علم غیب کو کہ کوئی قسم نہیں انسان کو غیب کی کسی بات کا علم ملے تو اس کا نام خبر غیب ہو جائے گا علم غیب نہ رہے گا۔

علم کا لفظ غیب کی طرف مضاف ہو کر کبھی مطلق علم کے لیے نہیں آتا۔ اسے اگر علم کہا جائے گا تو غیب کے لفظ کے غیر یہ دو فرق لفظ (علم اور غیب) اکٹھے ہو کر فرق و حدیث میں کہیں مطلق علم کے لیے نہیں آئے اور جب انہیں کبھی غیب کی بات کہا گیا تو خبر غیب کے معنی سے غیب کے کسی غیب کی بات جانتے و رسان شریعت میں کہیں علم غیب نہیں کیا گیا۔ مولانا احمد رضا خاں فرماتے ہیں۔

موجب کہ مطلق لفظ جانتے خصوصاً جب کہ غیب کی طرف مضاف ہو تو اس سے لفظ

علم ذاتی ہوتا ہے اس کا تصریح مامشیر کثافت پر میرید خبر غیب نے کر دی ہے۔

یہاں صریح خود پر حضور کو بتائی گئی غیب کی باتوں کو غناء: غیب (غیب کی خبر یا) کہ جس سے علم غیب نہیں کہا۔ پھر لفظ وحی (وحدیہ: وحی) کو بھی تصریح ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ علم وحی ہے نہ کہ علم غیب۔ مگر بریلوی کا بھارہ کھنچنے کو اسے علم غیب ہی کہتے ہیں۔ ان کے بعد مولانا فضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی لکھتے ہیں۔

اس سبب سے معلوم ہوا کہ شریعتی نے اپنے حبیب علی اور غیب و علم کو غیب

کے صوم غیب فرمائے۔

مولانا احمد رضا خاں نے ترجمہ بے شک غیب کی خبریں کیا ہے مگر اس میں اب بھی ایک

غیب چال چلی گئی ہے۔ ترجمہ فی حدہ ہو۔

یہ غیب کی خبریں ہیں کہ ہم خفیہ طور پر نہیں بتاتے ہیں۔

کیا وہی کائنات ہے جس کا لایا جاسکتا تھا۔ خفیہ طور پر کہے، ان کا اختیار کرنے میں تعین تھا۔

کیا وہی عالم دینا چاہتے ہیں؟ یہی نا کہ یہ وہی مذہبی انداز ہی انداز کا ایک معاملہ تھا۔

پیش نظر رہے کہ یہاں اس آیت سے پہلے بھی اور بعد بھی فرشتوں کی آمد نہ کر رہے

— جو حضرت مریم سے باتیں کر رہے تھے — سورج و قمر کا وہ انداز نہیں جسے خفیہ کارروائی

کہا جاسکے۔ بریلوں نے اس ترجمے میں جو خفیہ چال چلی ہے اس پر ہم سوائے اللہ کے اور کیا

کہہ سکتے ہیں؟

بریلوں کی عطائی علم کو علم غیب کہنے کی ضد

بات میں ہگزہ کوئی پیچیدگی نہیں۔ بریلوں کی یہ صرف ضد ہے کہ وہ خبر غیب اور علم وحی

پر علی الاطلاق علم غیب کا لفظ بولتے ہیں، غیب نہیں کہا جاسکتا کہ علم غیب فاصدباری تعالیٰ ہے

اور اپنے پاس سے علم غیب کی ایک قسم مطلق علم غیب گھر لیتے ہیں۔ مادہ محیر علم غیب کی کوئی قسم نہیں

— بریلوں کی یہ کہیں کہتے ہیں؟ صوفیوں کی رہنمائی کے لیے۔

اس حقیقت سے کوئی طالب علم ٹھکر نہیں کر سکتا کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا، کرم اور دوزخ عظام

کو ہزاروں، ہزار ہزاروں غیب کی خبریں دی ہیں۔ ہاں، محمد قرآن کریم میں مخلوق سے علم غیب کی نئی کا

عنوان مطلق ہے اور غیب کی خبروں کا اس سے مستفاد معنی ہے۔ کہیں یہاں نہیں کہ مخلوق کے

غیب جاننے کا حوالہ مطلق ہو اور ذاتی طور پر نہ جاننے کی تیسری معنی ہے۔

سچا ہے کہ ہر مخلوق سے وہ چیز ہر یا چھ ما علم غیب کی نئی کا عنوان مطلق ہے اور جو جو

باقی اللہ تعالیٰ نے انہیں تو ان اخبار غیب کی تیسری معنی ہے۔ سچا ہے اللہ تعالیٰ نے اسی ادا کر

اپنا ہے۔

علم طیبی کس نے دانہ بجز پروردگار
 پہنچے گو یہ کرسے عالم از باد و بار
 حصے ہرگز نہ گفتی تانہ گفتی جبریل
 جبرئیل چہ نہ گفتی تانہ گفتی مکر و دھار
 تہ جہ علم طیب الدہ پروردگار کے سوا کوئی نہیں جانتا جو کہے کہ میں بھی جانتا ہوں
 تم اسے باور نہ کرو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے طیب کی جو خبریں بتائیں وہی
 سے بتائیں اور حضرت جبریل بھی کہہ نہ سکتے۔ بے جب تک کہ اللہ تعالیٰ
 اشیاء نہ بتائے۔

غلط علم طیب کی اس علمی تشریح کے بعد اب ہم حیدہ علم طیب پر کچھ بحث کر لے ہیں۔ اور
 ہم اس پر کچھ مختصر نمبر کر لے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے طیبی خبریں پالنے والے قرہین یا مگاہ واجد کا
 خود اس باب میں کیا حیدہ رکھتے تھے۔

عقیدہ علم غیب تاریخ انبیاء کی روشنی میں

الحمد لله وسلام على عباده الذين احسن. مصطفیٰ امام احمد .

معاذ اللہ ہم نیز لازم کہ ہمیشہ ایک سے رہے ہیں۔ شرائع اور مسائل میں بے شک اختلاف ہو سکتا ہے مثلاً وہ نفساں اطفال کہ ہمیشہ ایک سے رہتے ہیں۔ (ایک ایک روح غالب ہو گئے۔ بے پردہ حریف سمجھ جس طرح یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جن کا باپ ایک برہمن مائیں اور شریعت مختلف دین کا مشروریت سب سے ایک ہی رہی ہے۔
تیسرے بے عقیدہ عربیہ کا تاریخ انبیاء کی روشنی میں کہنے کا حکم کریں۔ واللہ اعلم۔
التوفیق ویدہ ارحم الراحمین۔

① حضرت آدم علیہ السلام فرشتوں کے پہلے بنی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ پر عنقرض آدم لایا۔ آدھ کھانا کھاؤں اور فرشتے پر پئے آپ کو مومن میں افضل سمجھتے تھے مومن کے نام سے عاجز اور سب بود جو تھے۔ اس عظیم صنعت پانے کے باوجود فرشتوں نے جب نہیں کہا۔
ما شکاک ربکم عن هذا الشجرة الا ان تكونا ملکین و تكونا ناصین۔

اعلایا دین وف سہمہ افی نکائن الناصین خدتمہ سعروں

آپ! اعراف سمیت اعراف

ترجمہ نہیں کیا نہیں سمجھا ہے۔ رب نے اس درخت کے قریب جانے سے
محروم کیے کہ یہاں فرشتے نہ ہو مگر یہاں ہمیشہ رہنے والے۔ اور انہیں
شیطان نے توجہ کی کہ میں تمہاری غیر خواہی کروں جو یہ چور چور مانتے کہ مادیات کو
نیان دونوں کو دھوکہ دے۔

مگر اس کا حکم بنانے کے باوجود حضرت آدم کو ملازم ہو مگر انہیں چھوڑ دیا۔

آپ بعد از یہ حیب جلتے، اسے ہوتے تو اس کی باتوں میں دیکھتے مگر حکمِ عمر اپنی کیا مثال ہے۔

(۲) — حضرت فوجِ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے پیسے رسول میں طرفان کے وقت پہنچے بیٹے کو کشتی میں لینا چاہا، اس کے انکار کر دیا، اللہ تعالیٰ سے اسے دعا کی، اللہ رب العزت نے فرمایا: مجھ سے ایسی باتوں کا سوال نہ کریں کہ تمہیں علم نہیں۔ اس سے پتہ چلا کہ حضرت فوجِ علیہ السلام کو اس کا علم نہ تھا کہ اللہ تعالیٰ میرے اس سوال سے ناراض ہوں گے، یہ بھی پتہ چلا کہ آپ کا علم ہر چیز کو محیط نہ تھا۔ حیب کی باتیں اس اتنی ہی جانتے تھے جنکو اللہ تعالیٰ نے بتا دیں۔ ان سے لیا وہ دوسرے بھر جانا تب کے کہ میں نہ تھا۔ قرآن کریم میں ہے:۔

مَلَا قَسْلَٰنَ مَالِیْنَ لَکَ بِہِ جَلَدٌ خَفِیْظٌ اَعْطٰکَ اَنْ تَکُوْنَ مِنَ الْجَاهِلِیْنَ
فَاِنْ رَءِیْتَ اِیَّیْہِ ذَلَّ اِنَّ مِثْلَکَ مَا نِیْسَیْ بِہِ عِلْمٌ رَّحِیْمٌ ہرودیت (۴۰)
ترجمہ: سو مجھ سے اس چیز کا سوال نہ کر جس کا تجھے علم نہیں میں نصیحت کرتا ہوں
کہ اگر عہدِ جاہلیت میں نہ رہے، فوج لے کر آیا، اسے میرے رب میں پناہ دیتا ہوں
تیری کہ تجھ سے جاگھوں جو تجھے معذور نہ ہو

(۲) — حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مرتبہ عزت و مامت سے کون واقف نہیں تھا کہ کلام
میں ہے؟ سفاروں اور زمین کے حکومت آپ پر روشنی تھی،

وَكَاذِبُ زُہْرٰی اِبْرٰہِیْمَ مَلْکُوْیْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِیْکَ دَعْوٰی
الْمُرْقٰبِیْنَ، (پہلا انعام آیت ۷۶)

ترجمہ: اور ہم اسی طرح دکھاتے ہیں ابراہیم کو عجاہلیت آسمانوں اور زمین
کے دور اس لیے کہ وہ ہو جائے عین یقین والوں میں سے۔

بائیں حیب قریشی قومِ نوح پر حکمِ عذاب کے کرنا ہے تھے اور وہ راہ میں حضرت ابراہیم
علیہ السلام کے پاس غمہ رہے تو حضرت ابراہیم انہیں پہچان نہ سکے تھے انہیں اور پر جانا
اور دل میں سب سے رہے یہاں تک کہ انہوں نے خود اپنی نصیحت کھول دی۔

شكروہم و اوجس منهم ضیفہ، قالوا لا تخف، اننا ارمنا الى قلوبنا۔

(پہ پر آیت ۷۰)

ترجمہ: ابراہیم نے انہیں نہ سمجھنا اور ان سے جی میں شک ہے، رہے انہوں نے

کہا تب ڈریں نہیں ہم تو ہر طرف بھیجے گئے ہیں۔

اس سے پہلے کہ جن پر اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کے حکومت و سرکشی کی وہ بھی

علم غیب نہیں رکھتا، اسے علم غیب حاصل ہے کہ جو چیز چاہے جان لے کر غیب اور علم محیط

صرف علم ہی کی شان ہے

حضرت ابراہیم علیہ السلام جب اپنے بیٹے کو ذبح کرنے کے لیے لے جا رہے تھے

اس وقت نہیں ہرگز اس بات کا علم نہ تھا کہ اللہ تعالیٰ اسمٰئیل کے دل میں جنت سے ذبح فرما

دیں گے اور ابراہیم یہ وقت میں آتا ہی پورا ہو گا جس قدر کہ خواب میں دیکھا تھا۔ خواب میں یہ

نہیں دیکھا تھا کہ آپ بیٹے کو ذبح کر گئے ہیں۔ یہ دیکھا تھا کہ ذبح کر رہے ہیں اگر حضرت

ابراہیم علیہ السلام کہتے تھے تو پھر یہ واقعہ فراموش نہیں تو رامہ قراد یا تلبہ ڈرامہ وہ ہوتا ہے جن

کے مجرک واد پہلے سے جانتے ہوئے ہیں کہ بات کہاں ختم ہوگی۔

② — حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹے جب سیر کر جانے لگے اور والد سے حضرت یوسف

علیہ السلام کو ساتھ لینے کو کہا تو والد نے کہا۔۔

انی لیجوزنی ان نذهبنا بہ فاحذرن ان یاکسلکم الذئب و یقتلکم

عنه فاحذرون۔ (پہ پر آیت ۱۷)

ترجمہ: مجھے یہ چیز غریب میں ڈالتی ہے کہ تم اسے لے جاؤ۔ مجھے ڈر لگتا ہے کہ

اسے بغیر یا کھالے اور تم اس سے قتل ہو۔

حضرت یعقوب علیہ السلام کو یہ خبر کہ جس ذبح کرنے والے کوئی خاکہ نہ پڑ

جائے انہوں نے یمن میں وہی بات کہی جو بھائیوں نے بعد میں بتائی اور باپ کو تم کو بھی۔ معلوم

ہوتا ہے کہ آئندہ واقعہ ہونے والے میں کی جھک حضرت یثوب کی فوج فرست پر اندر ہی بھیج اور اسی دو عالمی قوت سے آپ اسس واقعہ پر لے والی گشتگر کو پہلے سے سن رہے تھے۔ اس عظیم دو عالمی قوت اور فراست صادق کے باوجود آپ یہ نہ جان سکے کہ واقعہ میں بیٹے اسی طرح ہوا کہیں گے کہ دوست کو بھیڑ پا کھٹا گیا ہے اور یہ کہ دوست واپسی پر ان کے ساتھ نہ ہو گا۔ یہ کیوں؟ براں بچے کو آپ علم غیب نہ رکھتے تھے۔ وہ نہ وہ اپنے غلبہ جگر کو کبھی ان کے ساتھ نہ بھیجتے۔ پھر بیڑوں نے ان کو جو کہا وہ بھی واقعہ کے مطابق نہ تھا آپ کی فراست صادق سے یہ ترکیب دیا بل سولت لکھ اندھک اسر انگریہ پتہ پھر بھی چل نہ پایا کہ قریب کے فلاں کنوئیں میں برست پڑے وہ آپ صحبت کر کے کسی بیٹے کو ساتھ لے جا کر اسے کنوئیں سے نکال لاتے۔ یہ واقعہ پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ حضرت یثوب میرا اسلام اور یثوب نہ رکھتے تھے۔ صرف سالہا سال فرات پر نہ رہیں اپنی آنکھیں سفید نہ کر لیتے۔

⑤ — حضرت موسیٰ علیہ السلام درود امت کا نام کس نے نہیں سنا۔ آپ صاحبِ طریقت عیسیٰ اندر یہ خبریں ہیں۔ آپ کا حضرت خضر علیہ السلام کے جبر ہونے کا واقعہ قرآن کریم میں مذکور ہے۔ حاملِ نوریت حضرت موسیٰ حضرت خضر علیہ السلام کے ساتھ ساتھ چل رہے ہیں اور جو امر اور حضرت خضر پہنچے تھے حضرت موسیٰ میرا سلام کن سے اور اوقتِ حرجیت سراپا انتظار میں کہ کب ان امر اور سے پردہ اٹھتا ہے حضرت خضر نے انہیں پہلے سے کہہ دیا تھا۔

خَالِيكَ لَنْ تَنْفِيعَ مَعِي صَبْرًا وَكَيْفَ تَصْبِرُ عَلَىٰ مَا لَمْ تُغَلِّبْهُ خَلًا قَالَ

سَمِعْتُ فِي أَنْ شَاءَ اللَّهُ صَابِرًا وَلَا أَعْصِي لَكَ أَمْرًا. قَالَ فَإِنَّ تَبَحُّثِي خَلًا

مُسْتَلْفِي مِنْ شَيْءٍ حَقِّيْ اَعْدَاثُ الْإِنْسَانِ مَذْكُورٌ. رُفَا الْكَلِمَاتِ اِهْتِ ۴۹

ترجمہ: کیا اس نے آپ میرے ساتھ ہرگز نہ ٹھہر سکیں گے اور اس بات پر کیسے

عبر کریں گے جس کا تبر آپ کو نہ ہوگی۔ کیا موسیٰ علیہ السلام نے اس طرح سے تر

آپ مجھے صابر پائی گئے اور میں آپ کے کسی حکم کے خلاف نہ دوں گا اس نے

کہا اگر آپ میرے ساتھ چلے تو مجھے کسی بات کا نہ پوچھنا، جب تک میں خود
مجاہدوں سے سامنے اس کا ذکر نہ کروں۔

اس میں حرج حسد ہے کہ افسر کے بنی دوسری، عزیز نہ جانتے تھے اور ان ہاتھوں سے
واقعہ نہ تھے جنہیں عزت خضر جانتے تھے، لیکن اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ حضرت خضر
علم عزیز رکھتے تھے اور حضرت موسیٰ کو ان ہاتھوں کا علم نہ تھا، حضرت موسیٰ کا بنی ہونا غلطی اور
یعنی ہے، جب کہ حضرت خضر کا ثبوت میں کئی اقوال ہیں جو لوگ بنی کا ترجمہ حبیب جانتے رہا کرتے ہیں
کیا وہ یہاں حضرت موسیٰ کے بنی ہونے کا انکار کریں گے جو حقیقتاً نہ جانتے تھے کہ سکین کی کشتی کیوں
قدوسیٰ جلد ہی ہے، ایک محرم جان کیوں لی جلد ہی ہوئے اور ایک شہم کی دلیار کس لیے حضرت ہو
رہی ہے، علم عزیز کی اس نفی سے اب کیا ان کی عزت کا اچھلا رہا ہو گا؟ یہ سوال اس لیے اٹھتا
ہے کہ ربوہی مسلمانوں میں بنی کے معنی حبیب جانتے رہے ہیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام
عزیز نہ جانتے تھے، رہن حضرت خضر سے کیوں بار بار پوچھتے۔

اے تری چشم جہاں میں پر وہ طوفان آشکار
جن کے ہنگامے ابھی دیا میں سوتے ہیں غموش
کشتی مسکین در جان پاک و دیار - قسم
علم مومن بھی ہے تیرے سامنے حیرت فردش

اب حضرت خضر کے علم کی نتیجہ وہ خود اقرار کرتے ہیں کہ وہ علم قرأت نہیں رکھتے
تھے، علم لفظی کی کشتی، رعیتیں ان کی نظروں میں کیوں نہ ہوں یہ حقیقت ہے کہ وہ سب جزئیات ہونا
نہ بعد کچھ عزیز کی بات کہ جان لیا ان کے بس میں نہیں دیا گیا تھا، علم عزیز اور علم عبادہ و فہم الہی
کا نشان ہے، آپ نے عزت ربی علیہ السلام کو کہہ دیا تھا۔

یا رسولی علی علم من علمنا لا فضلہ انت حاجت علی علم من علمنا لا فضلہ

ترجمہ ہے۔ مرنے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس علم پر فائز ہوں جو اس نے مجھے دیا ہے۔ آپ سے نہیں جانتے اور آپ اللہ تعالیٰ کے دیئے اس علم پر فائز ہیں جسے میں نہیں جانتا۔

یہ مومن لوگ ہیں اور علم تشریح کے دو طریقہ علیحدہ دائروں کی بات تھی حضرت موسیٰ نے ایک قبیلہ کو مکنا ملا اور وہ مرگیا۔ کہا آپ کو مکنا لگانے وقت علم تھا کہ یہ اس سے مر جائے گا، نہیں ہرگز نہیں، اس کا علم انہیں نہ تھا۔ غیب کا علم نہ رکھنے کے باوجود وہ بھی تھے۔ اب آپ ہی سوچیں کہ نبی کا ترجمہ غیب جاننے والا کسے کی حضرت میں کہا یہاں حضرت مرنے کی خبر کا عین سالم اور محفوظ رہ سکتا ہے، نہیں۔۔۔ اور انکو خبر نبوت مرنے کی کیا ملتا کفر نہیں ہے،

جب معلوم ہوئی طور سے داپہی پر اپنے بھائی حضرت ہارون پر مارا جنھوں نے کیوں نرم کو پھرنے کی حیثیت کہنے دی۔ سختی سے کیوں نہیں دھکا۔ تو اس کا جواب حضرت ہارون کے پاس تھا کیا اسس کا حضرت موسیٰ کو پہلے سے علم تھا، نہیں جیسا کہ اس کے بعد کی حدیث سے ظاہر ہوا۔ حق یہ ہے کہ علم غیب اور علم علی صرف علم انہی کی شان ہے۔ ان کوئی مخلوق چڑھا جو یا بڑا کسی کہ جلد گریہ علم غیب نہیں دیا گیا کہ جب چلے غیب کی بات معلوم کر لیا کہ۔۔۔ اگر آپ نے یہ جاننے ہوئے قبیلہ کو مکنا ملا تھا تو کیا یہ قتل عمد نہیں، اور کیا وہ قبیلہ واقعی وہی قبیلہ تھا؟ ان باتوں پر پہلے حزر کر لیں اور پھر نبی کا ترجمہ غیب جاننے والا کیا کریں۔

⑤ — حضرت داؤد علیہ السلام وہ نبی ہیں جنہیں زبور دی گئی آپ ایک دن عہد میں مشغول تھے کہ ناگہانی شخص دیوار چھانڈ کر ان کے پاس آکھڑے ہوئے۔ داؤد علیہ السلام باوجود اپنی قوت و شہرت کے یہ ماجرا دیکھ کر گھبرا اٹھے کہ یہ آدمی ہیں یا کوئی اور مخلوق ہے۔ آدمی ہیں تو بے وقت آنے کی جنت کیجئے جوئی، اور یا انہی نے کیسلی نہیں دھکا، اگر وہ دانے سے نہیں کہتے تو اتنی پہلی دیوار چھانڈنے کی کیا سبیل کی ہوگی۔ خدا جانے ویسے غیر معمولی طور پر کس نیت سے گئے ہیں۔

آئے، انہوں نے کہا کہ آپ گھبرائیے نہیں اور سہ سے طوفان دکھائیے، چہرہ دو فریق ہوئے ایک
تکڑے کا فیض کرانے کے لئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں

هل مناك نورا اختصمنا في شؤنا العرب... ددنا عاقبة دود ظننا
منهم فانوارا تخلف فخصمنا في بطن عاقبنا باحلف
ورننا فسط وهدنا في سواد الصراع... (سپاس بیت ۱۲)

ترجمہ: وہ ایک قہر کو پانچویں خبر دے دے، نور کی سبب وہ دو نور کو اسے جہاد
میں سبب ٹھہرائے، دود کے پاس خود دوزخ سے گھریا وہ دوسرے سے گھبرا
ہم دو جھگڑتے ہیں زیادتی کی ہے ایک نے دوسرے پر سونپ دیا کر دے چہرہ
انصاف کا روئے نہ ڈول، بات کو نہ بگاڑے ہم کو سیر میں زاد۔

حضرت داؤد علیہ السلام اگر اپنے والد کو جان نہ سکے، تو کیا وہ سنی تھے یا نہیں۔
نبی کے معنی غیب جاننے والا کیے جاتے تو قرآن میں سے والا یہاں سوال کیے بغیر نہیں رہ سکتا کہ
پھر حضرت داؤد نے کیوں نہ چاہا کہ یہ خلافت عامہ وضع کرنے والے اور دوبارہ پچاندنے والے
انسان میں یا فرشتے۔ وہ کیوں گھبرائے، وہ ان آئندہ والوں کو کیوں کہنا پڑا کہ آپ ڈریں
نہیں۔

⑤ — حضرت سلیمان علیہ السلام وہ چہرہ ہیں جن کا جہان پر بھی قبضہ تھا، ایک دفعہ وہ جہان میں
انہوں نے ہر جہ کو غیب پا یا، وہ میراں تھے کہ جب انہیں خبر کی کہ نبی آدم یا وہ واقعی دلوں
ہے ہی نہیں۔ پھر ہم نے آپ کو حکم سبکی خبر دی اور صاف کہا کہ میں وہ خیر لایا ہوں
جو آپ کو چاہیے نہیں لی۔ سوال یہ ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام غیب نہ جاننے کی وجہ سے نبی ہے
یا نہ۔ نہ انہیں پہلے سکا، ہم کہنا ہے، وہ نہ، انہوں نے یہ بد کہنا کہ میں حکم سبکی کے
حالات تھے پیچھے جانتا ہوں تو کیوں کہہ رہا ہے کہ میں آپ کے پاس وہ خبر لایا ہوں جو اب تک
آپ نہیں جانتے پاتے۔

قرآن کریم میں ہے۔

وَفَقَدَ الطَّيْرُ فَقَالَ مَا لِيَ لَا أَرَى الْإِنْسَانَ مِمَّا حَكَمَ اللَّهُ عَلَيْهِ أَنِ يَعْبُدَ اللَّهَ مَنْ عَنِيتُ بِهِ فَلَمَّا هُوَ قَائِمٌ عَلَى أَصْنَانٍ هَلَّا تُبْصِرُونَ ۝ رَبِّ انْصِلْ آيَتِي ۝

ترجمہ: اور آپ نے پرندوں کی خبر لی کہ کہلے گئے کیا سوچا کہ ہر پرندہ نہیں آدمی کا بارہ
واقعی یا جی نہیں..... سو رہا وہ دیر نہ گزری کہ وہ آیا اور اس نے کہا میں
لایا ہوں ایک ایسی چیز کہ جس کو آپ کو اس کی خبر نہ تھی اور میں ایک سب سے ایک
یقینی خبر لے کر آپ کے پاس ہوں۔

حضرت یحییٰ نے ہر کسی کو یہ نہیں کی کہ تو کس طرح کہتا ہے کہ مجھے حکم سب کا مال
معلوم نہیں مجھے تو معلوم ہے کہ آپ نے ایسا نہیں کہا کہ اس پر وعدہ صداقی دیا کہ میرا یہ مخلوق تک
لے گا۔ چھوڑ دیتا ہوں کہ تو بچا کہہ۔ نہ ہے یا بھڑ بول رہا ہے۔

قَالَ سَتَلْقَاهُ لَعَنَهُ اللَّهُ قَدْ كُنْتَ مِنَ الْكَافِرِينَ ۝ أَخْبَرَ بِكُنْهِ هَذَا
عَالِقَةُ الْإِبْدِيمِ ثُمَّ قَالَ هَتَمْنَا لَكَ مَا ذَا بَرٍّ جَوْدًا ۝ رَبِّ انْصِلْ آيَتِي ۝
ترجمہ: حضرت یحییٰ نے کہا اب ہم دیکھتے ہیں کہ قرآن نے کیا کہہا ہے یا بھڑ بول
میں سے ہے۔ میرا یہ فرمان لے جا اور اسے ان پر ڈال دے۔ پھر اسے الگ
بٹ کر دیکھ وہ کیا جواب دیتے ہیں۔

⑧ — حضرت یونس علیہ السلام نے غیر میں جہاں کے نام کی آمد لگائی قرآن نے مالتی حضرت
یونسؑ کو مالتی میں ہرگز ان سے کھل گئے اور کہہ گئے کہ تم پر اب غضاب آ رہے گا۔ قرآن نے جب مالتی
کے آثار دیکھے تو حق قبول کر لیا اور توبہ کر لی۔ مگر حضرت یونسؑ وہاں نہ تھے۔

حضرت یونس علیہ السلام کا کہنے کا شعیر وہی خداوندی سے نہیں اپنے اچھوٹے پر تھا۔ وہ کشتی
میں سرور برے محمدؐ یا مانا کہ کشتی میں ہی ان پر آواز ہائش آجائے گا کشتی چکھ لے کھلے گی۔ اور

ایک آدمی کو مکان ضروری ہو گیا اور وہ سب ذرا جتنے کس کر کرنا چاہئے۔ یہ قرعہ حضرت یوحنا کے نام نکلا۔ جو اپنے لڑکے بھلیس کا ہاتھ جتنے ہیں، مگر یہاں بھلی اپنے اندر حفاظت خاندان کے کرم حاضر تھی و گو حضرت یونس کے لیے قید خانہ تھا، مگر اس کے بغیر بچے کا بھی ترادہ کوئی راہ نہ تھی۔

لیکن حضرت یونس علیہ السلام علم غیب جانتے ہوتے تو کبھی کبھی میں بیٹھنے یا اٹھانے کا ارادہ نہ کرنا، اپنی ہمت سے نکلتے، یہ واقعہ بتا رہا ہے کہ نبی کا ترجمہ غیب جانتے والو ہونا نہیں، نبی میں اتنا ہی غیب جانتے ہیں جتنا اللہ تعالیٰ بتائے۔ اللہ رب العزت نے غیب نافی کا کتبیاں کسی سزا میں پہنچا دیں کہ جب چاہیں اور جہاں چاہیں ملامت کرنا کریں مگر غیب اور علم محدود صرف بھلائی کی شان ہے۔

وَاللّٰهُ يَدْعُوْهُمۡ مِّنۡ مَّخۡبَاٍ وَيُخۡلِقُ اَنۡفُسَہُمۡ فَاَنۡتَ اَعۡدٰی فِی الظَّالِمِیۡنَ

اِنَّ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبۡحٰنَکَ اِنۡفِکَنتَ مِنَ الظَّالِمِیۡنَ فَاسْتَجِبۡنَا

لَہٗ وَنَجِّنَاہُ مِنَ الظُّلُمٰتِ الَّتِیۡ نَلۡکَ نَسۡحٰی (المائدہ ۷۶)

ترجمہ: اور خدا تعالیٰ! تجھ کو یاد کرو کہ جب چاہے میں تمہارا گناہ کرنا اس نے مجھ میں پرہیزی نہ کریں گے پھر وہ اندھیروں میں پکارا کہ اے خدا! میرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں پاک ہے میری ذات ہے شک مجھ سے بڑا ہوا، اس پر ہم نے اس کو پکارا میں نے اور اسے غم سے نجات بخشی اور ہم بھی

طرح: ایمان والوں کو نجات دیتے ہیں۔

① — حضرت ذکریا علیہ السلام نے بیت المقدس میں حضرت مریم کی گناہات کی تھی اس کے

پاس غوث مہم جنت کے میرے آئے تھے۔ حضرت ذکریا نے انہیں دیکھ کر اللہ رب العزت سے برحقا ہے میں جوانی کا چہل چلنا کچھ اللہ تعالیٰ نے انہیں حضرت یحییٰ علیہ السلام کے پیدا ہونے کی بشارت دی، حضرت ذکریا اب حیرت میں رہے — عرض کیا اے اللہ! مجھے کوئی نشان دے تا میں پادشاہ کو بروی اب امید سے پہنچتی ہے۔ پھر قتال نے فرمایا نشان یہ ہے کہ آپ متواتر تین دن و تین راتوں سے بات نہ کر سکو گئے۔

قال: أنت من لا تكلم الناس ثلاث لباي سوياً... (بکرمیم آیت ۴۰)
ترجمہ کیا اللہ تعالیٰ نے تو تین باتوں کو گروں سے بات نہ کر کے گلا ٹھیک ٹھاک
ہوئے ہوئے۔

اگر نبی کا نہ جویب جاننے والا ہے۔ اور ذکر یا علم: معلوم تھا نبی تھے۔ تر
انہیں پیچھے سے ہی علم ہوتا کہ ان کے ہاں بیابا ہو گا۔ چہ حضرت مریم کے پاس رکھے پھروں کو دیکھ
کر دمالی منزلت کیا تھی؟ اور پھر یہ نشان معلوم کرنا کہ یسوی واقعی امیر ہے چوکی ہے اس کی
کیا ضرورت تھی۔ اس سے پہلے آپ نے جب حضرت مریم کے پاس خلاف برسم میرے دیکھے
تھے تو یہ کیوں کہا۔

یا سریم المہلک هذا ۱۔ (بکرمیم آیت ۴۰)

یہ مریم تیرے پاس یہ پھل کہاں سے آگئے؟ یہ جنت سے آئے ہوئے تھے۔
انبیاء کرام کی مجموعی تاریخ اسی بات کو دہرائی ہے کہ یہ حضرات پاکیزہ صفات پر موزون علم غیب
در رکھتے تھے اور وہ اس کے مدعی تھے بطور کہ غیب کی ہر بات کو جاننا صرف اللہ رب العزت
کی نشان ہے اور وہی ہے جس کا علم مالات و مایکون کو خلیا ہے۔

⑩ — حضرت یحییٰ علیہ السلام نے جب عمر سی کیا کہ یہ میرا دین قبول نہ کرے گا تو آپ نے
کو ازادی۔ من انصاری المہلک اللہ۔ کرن دین الہی کو راج دینے میں میری مدد کرے گا؛
پہلے وہ شخص حضرت یحییٰ کے تابز ہونے پر عماری بارہ تک ہو گئے۔ پھر ان میں یہود و مسکریوں
بھی تھا۔ اگر حضرت یحییٰ علیہ السلام پہلے سے جانے کہ یہ میرے ساتھ چلیں گے تو انہیں
پہلے نام لے لے کر بٹا لیتے اور اپنے ساتھ کھڑا کرتے۔ ان کی یہ صواب کسی کے انداز میں تھی۔ گویا
وہ شخص آزاد دے رہے جس کا ننھے والا کوئی نہ ہو۔ ان حوالہ میں ایک وہ بھی ہے جو انجیل
کا وہ آپ سے بے وفائی کر کے گا۔ ابھی آپ کو اس کا علم بھی نہ تھا اور یہ بھی علم نہ تھا کہ میرے
ناپاک ہاتھ حضرت یحییٰ علیہ السلام کو چھو نہ سکیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حوصلہ دیا کہ میں نے

پوراؤں گا اور قریبیاں سے (دُنیا سے) جتنی رورج ملتے ہیں میں تجھے رورج و بدن سے پورا
 نوں لگا۔ وہ اس خرچ ہر لاکھ لاکھ اپنی طرف اٹھا لوں گا اور تجھے کافروں سے پاک رکھوں
 گا ان کے ہاتھ قلم نہ پہنچ سکیں گے۔ یہ حالت بتاتے ہیں کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام معلم فریب
 نہ رکھتے تھے اور اللہ تعالیٰ قدم قدم پر انہیں مبارک دے رہے تھے۔

اذ قال الله يا يحيى الخ متوفيك وراخلك الى ومطهرتك من الذین

كفروا۔ (پہ آرمزن آیت ۵۵ ع ۲)

ترجمہ: جب کہ اللہ نے اے یحییٰ میں تجھے پورا نوں لگا اور تجھے اپنی طرف اٹھا
 لوں گا اور تجھے کافروں کے ہاتھوں سے پاک رکھوں گا۔

حضرت علامہ ربیع (دہ ۱۰۰) روایت کرتے ہیں کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام نے حضرت جبریل
 سے پوچھا: کیا تم سب آئے ہو؟ آپ نے فرمایا: ہاں میں سے پڑھا جا رہا ہے وہ دیکھنے
 والے سے زیادہ نہیں جانتا۔ یعنی اس وقت کے نہ جانتے ہیں تو اور میں بڑا بریں کہیں خاص
 وقت کا علم صرف اللہ ہی کے پاس ہے۔

فاستغنى باجنحة وقال ما السؤلون عنها باعلم من انساك

ترجمہ: حضرت جبریل نے پہنے بازو جھٹکے اور کہا میں سے تم سے زیادہ نہیں جانتا۔

قرآن مجید میں ان کس شہادتوں سے پڑھتا ہے کہ معلم فریب صرف علم الہی کی شان ہے انبیاء
 پر فریب مٹنے ہی کے لئے جتنے اشرار رب العزت نے کھڑے بھرا کر فریب بران سے کی صحت رہا حضرت

۔ متوفیک کے معنی عام استعمال کے مطابق میتوں کے ہر تہی گرجب یغفر لعلک کے ساتھ آئے تو میں
 کے معنی پورا لینے کے ہیں گے قرآن و حدیث اور استقامت عرب میں ایک مثال بھی نہیں ملتی کہ وہی جب بعض
 کے ساتھ آئے تو اس کے معنی موت کے ہیں جنہوں نے اسے یہاں بھی موت کے معنی میں سمجھا۔ پھر انہیں
 ترتیب وقوع بدن پڑی کہ رف پہنچے کہ اور روفا بعد میں آئے گی۔

۱۔ وہ انھیں دینی انشاء و معنی علی الجنائی جہلا ان لا یخیر لہا وی جہلا صحت در مشورہ جہلا صحت

نے کسی کو نہیں دی۔ اگر کسی پر زیدہ ہستی کو اس نے ہزاروں نکلون میں بات پر بھی مطلع کیا تو سب غیب کی خبریں جتنی جزئیات تھیں، غیب کی چابیاں اس نے کسی کے ہاتھ میں نہ دیں کہ سب چلے۔ وہ غیب کی بات معلوم کر یا کرے۔

عتیدہ غوطہ دار کا دنیا کی روشنی میں کھڑا کر سب کے سامنے اچکا ہے اس کا اجتماعی مشہورہ حشر کے دن ہوگا۔ سب پہلے سب پیغمبر یک جہ جمع ہوں گے اور اللہ تعالیٰ ان سے پوچھیں گے کہ ان کی بات کہاں تک مانی گئی۔

حشر کے دن انبیاء کا نفی بحکم غیب کا اجتماعی اقرار

یوم یجمع اللہ الرسول ما کان یجمعہ فانوا لاعلموا انک من اعلام الغیب

وہی اللہ آیت (۱۵: ۹۱)

ترجمہ: جس دن اللہ سب پیغمبروں کو جمع کرے گا پھر سب کا کہیں کیا جواب دہ ہوں گے۔ ایک ہتھوڑی بات مانی تھی، سب کہیں گے ہمیں کچھ علم نہیں، غیب کا جاننے والا ہونا میری ہی شان ہے۔

ہر پیغمبر کو اپنے دعوت کے کام اور اس کے انجام کے بارے میں کچھ نہ کچھ تو معلوم ہوگا مگر ان امور کا بھی تفصیلی علم نہیں نہ ہوگا پھر یہ ان کی بات پھر دنیا پر ہزار کتابیں کھلی اور ان کے ماننے و نہ ماننے پر کیا کیا مانتے نہ مانے۔ یہ ہر جہ کے ان سب باتوں کی سنیں ہرگز تفصیلی خبر نہ ہوگی۔ علم و تجربہ کی ان جزئیات کو اللہ کے حضور پیش کرنا وہ خوف و دب لہی سمجھیں گے جس ایک ہی بات سے ان کی زبان پر ہوگی کہ: اللہ ہم کو علم غیب نہیں رکھے گا پھر پوری بات کہہ سکیں۔ کچھ نہ دن سے غائب ہے، اس سب کو جاننے والا تو ہی ہے۔

اب نبی کا ترجمہ اگر غیب جاننے والے کے لیے ہو تو کیا یہ نیا ترجمہ حشر کے دن اللہ تعالیٰ سے قبول ہوگی کہ: اللہ ہم کو علم غیب نہیں رکھے گا غیب بے شک میری ہی شان ہے۔ تو ہی:

عالم غیب را مشاہدہ ہے جو غیب کی بات کر بھی جائے اور کھلی بات کر بھی۔ یہاں مطلق غیب کی
بھی تائید نہیں جائز مگر یہ کہ مطلق غیب بھی تو رہا نہ ہو ہی کا نام ہے

حضرت فاطمہ البتینہؑ کو لایعنی علوم سے بالآخر رکھا گیا

جیسے اب قرآن کریم کی روشنی میں حضرت فاطمہ البتینہؑ علیہ السلام کے بارے میں محرم کریں
کہ کیا اللہ تعالیٰ نے وہ باتیں جو شان نبوت کے لائق نہ تھیں، اور نہ کاجائنا انسان کو کر کے عزت اور
شرف نہیں بخشا؟ کیا اللہ تعالیٰ نے حضور کو وہ علم بھی عطا کیے تھے؟ — اور اگر کوئی علوم معنی تو
منہیں مگر اس کا کھنکھاپ کے لیے نہایت مگرانہ اور بوجھل ہو گیا اللہ تعالیٰ نے جس سے حضور کو گرا نیا
کیا تھا، مسخر زبیر بحث کو رہا تھے کہ میرے ان تمام باتوں کو پیش نظر رکھنا ضروری علم غیب کی
رہٹ لگانا مراد ہے مگر حقائق دین تنگ رہائی، عزت لگانے والوں کے غیب ہی نہیں۔

کیا کوئی ایسے علوم بھی ہیں جو رسالت کے لائق نہیں

بہ خصوص علیؑ، شہید و شہداء سے علم سے اللہ کے پناہ مانگی ہے جو غیب دے، اس سے پتہ
چلا کہ واقعی کچھ ایسے علوم ہیں جو بہ خصوص کی شان، درویش کے مزاج کے مطابق نہ تھے، محنت و عین و فہم
کہتے ہیں، حضور پر در کرتے تھے۔

اللہم انی اعوذک من علم لا ینفع من قلب لا یحتمل ومن غفیر

قشع ومن دعوۃ لا یتجابہا۔

ترجمہ: اے اللہ! میں تجھ سے قہر کی پناہ میں جتا ہوں جو غیب دے اور کسی دین

سے بچنا چاہتا ہوں جس میں تشدد نہ ہو اور کسی پناہ سے جو میرے کد اور اس کا

سے جو قبولیت نہ پائے۔

آپ نے صحابہؓ کو بھی ایسے موقع سے پکھنے کی نصیحت فرمائی۔ حضرت جابرؓ لکھتے ہیں: حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

سَلَامُ اللّٰهِ عَلٰى مَا خَافَا وَتَقَوَّوْا بِاللّٰهِ مِنْكُمْ - حَلَمٌ لَا يَنْفَعُ بَلَّ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ سے وہ علم مانگو جو تمہیں نفع دے، اور ایسے علم سے انحرک
پناہ میں آؤ جو تمہیں نفع نہ پہنچائے۔

پُرپ نے ایک جگہ لوگوں کا جھگڑنا دیکھا، پوچھا کہ کیا ہے؟ آپ سے عرض کیا یا علامہ ہے
ایک عالم اشاب بیان کر رہا تھا، حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں:-

حَلَمٌ لَا يَنْفَعُ وَجَاهِلَةٌ تَضُرُّ

ترجمہ یہ ایک مایوس ہے جو ہر ترس کا فائدہ نہیں، نہ ہر ترس کا کوئی ضرر نہیں۔

علم نجوم مذکور ہے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے: حضرتؓ سے فرمایا:-
مِنْ أَقْتَابِ عَلَمًا مِنْ النُّجُومِ أَقْتَابِ شُعْبَةٍ مِنْ شَعْرَةِ زَادٍ مَا زَادَ بَلَّ

ترجمہ جس نے نجوم نجوم کچھ بھی سیکھا، اس نے جادو کے ایک پہلو کا اقتباس کیا اب
جتنا وہ اور زیادہ کرتا جائے۔

وہ سحر کا علم سیکھنا اسے جہرہ، مہاسے، مسوم، حرام بتلاتے ہیں، سر یہ کسی طرح پیغمبر کی شان
کے لائق نہیں ہو سکتا کہ وہ جادو جانتا ہو۔

عیلی اللہ محدث علامہ خلیفی ز ۲۸۸ھ) کہتے ہیں:-

حَلَمٌ النُّجُومِ الْمَنِيهِ عَنْهُ مَا يَدُلُّ عَلَيْهِ اَعْلُ التَّجْوِيعِ مِنْ عِلْمِ الْاِسْكَانِ

والْحَوَادِثُ الَّتِي لَوْ تَفَعُّ كَمَعِي اِلَاحْطَارُ وَتَفْسِيرُ الْاَسْحَادِ اِمَامًا مَعْلَمٌ

بِهِ اَوْقَاتُ الصَّلَاةِ وَجَمَلَةُ الْقِبْلَةِ فَفِيهِ دَخَلَ نِيَامُنِي عَنْهُ

اے سنن بن ماجہ رحمہ اللہ! مگر احوال جلد ۵ صفحہ ۴۴۵ مصلحت ابی داؤد جلد ۱ ص ۱۸۱ ماجہ ص ۴۹

اے معالم سنن جلد ۵ صفحہ ۴۴۵

خداوند کے انبیاء میں سے بعض کو باکھر نہ مانتے ہوں یا بعض ائمہ کے خلاف واقع عقائد کیے ہوئے ہوں اور اس سے ان پر کوئی ایام نہیں آتا ان کی ہماری محبت اہل بیت اور اس کے حالات سے مشغول ہوتی ہے، ورنہ شریعت اور اس کے فرائض میں ہی منہمک رہتے ہیں اور دنیا کے موراس کے پرکھ میں بے رغبت و غور سے لوگوں کے جو نہیں بہتر جانتے ہیں۔
اور اگلے یہ بھی لکھا ہے۔

ولیس فی هذا کله نصرة ولا سحره وانما هی احوال عیناء مبدیہ
جبرئیل من جبریلہ وجعلها ھوہ وشنل لیسہ بہا ولفی شعور وقلب
بجبرئیلہ لویوتیہ ملائ اجرائیخ یعلوم الشرعیۃ بنہ
ترجمہ۔ اور ان تمام باتوں میں کوئی نقص اور گڑبگڑ کی بات نہیں اور وہ وہی ہیں جو ہمیں پہلے چاہتا ہے جس نے ان پر تجزیہ کیا ہو، اور اس پر قہر نہ لگائی ہو اور اپنے لیے یہ کہ اس میں مشغول کیا ہو اور غی کا قلب تو ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی معرفت میں مشغول ہوتا ہے اور اس کا عین علوم و شریعت ہے بھر پور ہو رہا ہے۔

خاصی حین من کے جواب۔ نام خود ہی (۱۰: ۱۰) کہ اس کے بھی داخل ہو۔
قالوا وریا علی اللہ علیہ وسلم فی احوال العاش وطلہ کھیر فلا یمنیہ
وقوم مشرکین ولا نقص فی ذلک وسمیہ تعلق بالآخرۃ ومعارفہ۔
ترجمہ۔ غلط کہہا ہے کہ آپ کی و غیری احمد کے ہمارے میرے دے اور مان
اور سری چیزوں کی طرح نہیں۔ ان میں ایسے حالات اور تاریخ کا یہ بہرہ یا کوئی
امر متعلق نہیں اور اس سے مقامِ نبوت پر کوئی حرف بھی نہیں آتا اور اس کا سبب
آپ کا تعلق بالآخرۃ اور دنیا کی حقیقتوں کو سمجھنا ہے۔

ہیئتے اب انھیں صمدی میں ہیں۔ علامہ ابن خلدون (۷۰۸ھ) رقمطراز ہیں :-
 ان الانبياء من عليهم الصلوة والسلام بعد الناس عن المنافع والنعم
 لا ينعمون ولا يخافون الغيب لان يكون من ان الله كفيهم عونه
 يستغفله بالصناعة وبشركه بذلك فاعلم من الحق :-

ترجمہ : انبیاء کو ہم اپنی عظمت میں دوسرے لوگوں کی نسبت مستثنیٰ سے بہت قدر
 دیتے ہیں۔ انہیں غیب سے قرآن میں کئی کئی وحی نہیں دیتے
 مگر یہ کہ کئی خبر اللہ رب عزت کی طرف سے ہم پر کیے ہو گئے ہیں کہ وہ ان
 صنعتوں سے متنبہ ہو گئے ہیں۔ اور اپنے حق ماننے والے ساتھیوں کو بھی
 ان کی عزت متوجہ کر دیں۔

فصلت شریعت بالاسعور والظلمات والشمرة بابا واحدا انما
 ضحا من الغنى روحه بالحدود المتعدي

ترجمہ : پس شریعت نے عباد و مسلم وہ شعبہ بازی کو ایک ہی باب میں جمع کیا ہے
 کیوں کہ اس میں نقصان ہے اور شریعت اسے ممنوع غلوہ و حزم و ضبط کی ہے
 اس کے ذریعہ صمدی میں ہیں۔ حافظ ابن ہمام (۸۱۱ھ) کو کتاب مسارہ اور اس کی شرح مسارہ
 تاج البی شریعت المقدمی (۷۰۸ھ) میں ہے :-

فمنه شبه كثر من البشر في جوارحه والفظه اذى عيب اكثر
 العلماء خلا فالجماعة المتصوفة وطائفة من المتكلمين حيث من
 السوء والفتن والفتن حجة في حق النبي صلى الله عليه
 وسلم . ويجوز كونهم اى الزيادة غير اثنين بلغات كن من
 بشر الانبياء في جميع مصالح امور الدنيا وخلافه في جميع لطرف
 والصفات :-

ترجمہ: زیادہ عظیم سلام چنانچہ سہو اور مہر و غلو (جو بدنوی چیزوں میں سے ہیں) عام و دوسرے انسانوں کا طریقہ ہیں۔ یہ اکثر علما کا فیصلہ ہے لیکن کچھ متصرف قسم کے لوگ اور متکلمین اسی کے خلاف رائے رکھتے ہیں۔ یہ پیغمبر پر سہو و نیان اور کسی بات میں بے قوی اور سستی کو ممنوع قرار دیتے ہیں۔ ... اور یہ جانتے رہے کہ پیغمبر بن کر کا طرف مہر و غلو ہونے میں اپنی قوم کے سوا دوسروں کوئی زبانیں نہ جانتے ہوں۔ اسی طرح ضروری چیزیں کہ مجبور و غریب اور مسکین کے مصالح اور فائدہ و تمام پیشے اور فنون انہیں معلوم ہوں۔

نقطہ ابن نجیم (۹۶۹ھ) کی شہادت

بعض علمائے دین کا سیکھنا فرض میں ہے اور بعض کا سیکھنا فرض کفایہ اور بعض کا سیکھنا مستحب ہے اور وہ بھی ہیں جن کا سیکھنا حرام ہے۔

وحرماناً دھو علم الفلسفۃ والاشبذۃ والتنجید والرمی وعلوم الطبیب
والسحر

ابن تیمیہ ص ۱۰۱ کے مجدد حضرت علامہ علی قادیانی ص ۱۰۱

بحرم فعل السحر بالاجماع فلما تعلیمہ وتعلیمہ فقیہ ثلاثہ احوال

الاول المصباح الذی قطع بہ الجمهور والمصباح حرامان

ترجمہ: بارہ کامل بالاجماع حرام ہے اس کے نیچے ذکر کیا گئے کے بارے

میں تین قول ہیں۔ اول یہ کہ یہ حرام ہے اور یہ بات جو مجاہد کا یہ بھی فیصلہ ہے یہ

ہے کہ وہ فتنہ ختم ہیں۔

ابن تیمیہ اور دیگر محدثین کے یہاں

بی ظلمیں لی اصلاح علی العیادت واجتاذ لثقلته بحسب اظن الشہودی
 اذ ذلک الی حسب الاسباب و فی الحدیث دلالت علی انہ علیہ السلام
 ما کان یلقن الا الی الامور الاخریۃ۔

ترجمہ: تمام تعلیمات پر اصلاح نہیں وہ بات میں نے صرف ابن شہودی سے
 کہی تھی بات حسب الاسباب تک پہنچتی ہے اس حدیث سے یہ بھی پتہ چلا کہ
 حضرت علیؑ کو دوسرے نبویؐ کے بعد صرف احمد علیؑ کی طرف رکھتے تھے۔

گیارہویں صدی کے شیخ عبدالحق محدث و حرمی (۱۰۵۴ھ) بھی لکھتے ہیں:-

حضرت علیؑ کو دوسرا نقلتے نبی و بائشال اس احمد و نبیہ و متعلق نبی و
 خرمی و کے بدل از بہت عدم متعلق سادہ دنیا آخرت جاں و احکام
 کے نبی و مگر بیان امور متعلق ہیں۔

ترجمہ: حضرت علیؑ کو دوسرا علیؑ و دوسرے اس قسم کے نبی و احمد کی طرف تو نہ تھی۔
 اور آپؑ کی کوئی خرمی ان کے متعلق نہ ہوتی تھی سعادت دنیا و آخرت کا اس
 کے کوئی جوڑ نہیں اور آپؑ کی فکر صرف اپنے امور کو سمجھنا تھا جو کہ دین
 کے متعلق ہیں۔

شامی رحمۃ اللہ علیہ علامہ شہاب الدین بخاری (۷۱۰ھ)

واذا امرتک بنی من رای ان یکن رأی فی امور الدنیا العرفۃ غامضا
 بشئ منک وہ انما یأی الامور بخلاف فی امور الدنیا خلاصا

ترجمہ: اور جب میں تمہیں اپنی رائے سے کوئی بات کہتا اور وہ اسے خالص و غیری اور
 اسے متعلق ہر تو انسان ہوں جیسے تم میں ایک بات اپنی رائے سے کہتا ہوں اور دیکھ
 پہلے بات اس کے خلاف ہوتی یا اس بات کی برتری اعتبار سے دیکھیں۔

باربروی صمدی کے مجدد حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (۱۱۷۱ھ)

ومن سائر نعمہ ان لا یستغنوا بما لا یقتضی تقدیب النفس وحب سائر اہل
کلیان اسباب حوادث احوال من الطرود، لکنوف، والمعالی وحبیب
الغیاث والہیون، ومشاویر سیراٹس والظہر واسباب الحوادث
البرقیہ ونقص الانبیاء والمملوک والبلدین والہوہا۔

ترجمہ اور انبیاء کی بہت سی وجہ کہ ان میں سے کئی کئی کائناتیں تشریف
ہطلاتی اور سیاسی امت سے نہیں جیسے نفا کے مآذات کے اسباب کہ
یہاں کرنا جن کے تحت بادشہ سورج گرہن، ولادہ وراثت و میراث کے عیسائی
اور موسیٰ اور چاند کا چلنا اور دن و رات کے مدت ثابت کا واقعہ ہوا۔
اور ایک وہ سرے مقام پر گئے ہیں۔

واما علی السجود فافہ لا یفسر جملہ

ترجمہ وہ علم نجوم غیبیہ وہ علم ہے جس کا نہ بیان کر سکی ضرورت نہیں رہتا۔

ملازم مسائل جلد ۱ ص ۱۶۱ کی شہادت

وما یترقب فی حلیہ من احوال الاخرة التي من جملہ تعلیم ہذا مفہوم

وہی نہایت من الامور الغیبیۃ التي یؤمن من مخالفت الرسلہ واما امالا

یتعلق بہا حتی امد الوجدان من الغیوب التي من جملہ وقت قیام الساعۃ

فلان یتظہر علی احد الامید

ترجمہ اور نہایت جن احوال آخرت کے بیان پر مرقفہ ہے ان میں سے ایک

قیامت کا واقعہ ہونا اور مرنے کے بعد اٹھنا بھی ہے اور ان جیسے اور امور غیبیہ

جن کا بیان و قلائد رسالت میں ہے لیکن غیب کی جو چیز جو مروج نبوت سے

مشفق نہیں جن میں سے ایک وقت قیام قیامت ہے (کہ وہ گھڑی کب اٹھ رہی ہے)
وہ اس قدر قالی کسی پر (ظہار نہیں فرماتا) یعنی قیامت کس وقت واقع ہوگی اس کا کوئی
تعلق نبوت و رسالت سے نہیں۔

امیر تیمور پر مہدی میں پچھتے۔ علامہ محمد اکوسی (۱۰۷۷ھ) لکھتے ہیں :-

وقد عذ حدم ملہ صلی اللہ علیہ وسلم باسرا لہ نیا ک لافی منصبہ
اذا لا لہ نیا باسرا لا تنحازت رعبہ بنہ

ترجمہ :- اور اس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیوی باتوں کو پوری طرح دھانا ناپ کے
منصب کا کمال سمجھا گیا ہے کیونکہ آپ کے رعبے ہاں یہ پوری دنیا ناشی ہے۔

اس میں کمال کی کوئی شک ہے اگرچہ پیور کی بھی کہاں کا حامل ہوتا تو نبوت کو خود میں مطلع کیا جاتا۔
یہ بھی قرآن ملام سے کئی دہائی نہیں قرآن کے آپ کو نہ دیتے جانتے ہیں آپ کی کوئی تعریف نہیں۔
اب چوہر میں مہدی میں پچھتے۔ سلطان احمد غلامی (مترجم قرآنی) کے بارے میں فرماتے ہیں :-
نبوت ناپاک علم ہے۔

جب یہ ناپاک علم ہے تو یہ حضرت خاتم النبیین کی شان کے کیسے ملتی ہو سکتا ہے، اقوام رسالت
اسی میں ہے کہ آپ کو ان علوم سے بالاتر کہیں۔

اسلام کی ہر جودہ حواس کی شہادت چہ بنے آپ کے سامنے میں گزری ہے کہ وہ علوم جو منصب
نبوت کے مبادی ادا حکام سے تعین در کئے ہیں ان کا پیور کو علم بہ پرتا ان کے منصب نبوت میں بھی
کوئی نقص در عیب نہیں سمجھا گیا اور ہر علوم اپنی ذات میں ناپاک ہیں پیور کر ان کا علم دیا جاتا ان کی
شان کے خلاف ہے کتنے علوم غلی ہیں جو کسے علم کی فروغ ہیں اللہ تعالیٰ نے : چنے پاک پیوریوں کو ان
سے منفرد رکھا ہے۔ انبیاء کلام میں ان علوم کو ان کی شان میں نقص پیدا کرتا ہے مولانا کا
ان میں اثبات ہرگز ہرگز ان علوم سے کسی کی تعلیم نہیں ہے۔

وہ علوم جو آنحضرتؐ کو نہ دیئے گئے

قرآن کریم نے ان علوم کا ذکر کیا ہے جو آپؐ کو نہ دیئے گئے تھے۔ وہ علوم جو آپؐ کو نہ دیئے گئے وہ ہرگز کے ہیں۔ لیکن وہ جو آنحضرتؐ کی شان کےائق نہ تھے۔ دوسرے وہ جن کا نقل آپؐ کے لیے کرنا تھا اور وہ نبوت کے مہادی اور احکام میں سے بھی نہ تھے پہلی قسم میں علم شعر شامل ہے اور چوتھی قسم کی تفصیل دار کہاں یاں بھی اس میں نہیں ہے۔ اور دوسری قسم میں وقت قباحت کا علم ہے یہ انصاف اللہ کے لئے خاص اپنے پاس رکھنا ہے یہ زمین و آسمان پر کیا رہی ہے۔

① آنحضرتؐ کو علم شعر نہیں دیا گیا

قرآن کریم میں ہے:-

وَمَا عَلَّمَاهُ الشُّعْرَ وَمَا يَنْفَعِي لَهٗ دَانٌ هُوَ أَتَذْكُرُوا نَحْنُ حَكِيمِينَ

(سُورَةُ الشُّعْرِ: آیت ۶۹)

ترجمہ:- اور ہم نے آپؐ کو شعر کا علم نہیں دیا اور نہ یہ آپؐ کی شان کےائق ہے وہ تو ایک نصیحت اور دہشکن کتاب ہے۔

علم شعر میں طے تھا کہ آپؐ علیہ السلام کے اتباع اور پیرو ملتدون ہوں گے۔ خاندون نہ ہوں گے۔ آپؐ کو علم شعر اس لیے نہ دیا گیا کہ شعر دشمنی کو نہ دے اور خاندون کے سرا کوئی پیرو نہیں تھے۔ کوئی خوش قسمت ہوں گے جو طریت سے بچے ہوں گے۔ جنت کے محلہ کو خاندون سکھا جا رہا تھا۔ شاعروں کو پر دیکھتے تھے میں اس میں عام قاعدہ دیتی ہے۔ قرآن کریم میں دیکھئے:-

وَالشُّعْرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُونَ ۚ أَلَمْ تَرَ أَنَّهُمْ فِي كُلِّ مَجَاعٍ يَلْعَوْنَ ۚ وَهُمْ يَقْتُلُونَ

مَالًا يَنْفَعُونَ ۚ أَلَا الَّذِينَ أُوتُوا كِتَابًا هُمْ أَصْحَابُ الْمَالَاتِ ۚ (سُورَةُ الشُّعْرِ: آیت ۱۱)

ترجمہ۔ اور شاعروں کے کہے گئے ترانے بکے لوگ ہی گاتے ہیں کیا تم نے خدا کی یاد کو وہ ہر
واندی میں سرگرداں بھرتے ہیں اور وہ کہتے ہیں جس پر خدا عمل نہیں کرتے۔
حضرت ابو بکر صدیقؓ کی شہادت :-

حضرت ابو بکر صدیقؓ نے حضورؐ کے سامنے اپنا عقیدہ ان الفاظ میں پیش کیا :-
اشهد انك رسول الله ساعطاك الفخر وما ينفق لك بل

ترجمہ۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اس لیے آپ کو فخر شعر نہیں
دیا اور نہ یہ آپ کی شان کے لائق ہے۔

آنحضرتؐ کو شعر سے اس قدر دور رہی تھی کہ اسے کبھی برداشت نہ کرتے۔ حضرت ابو سعید خدریؓ
روایت کرتے ہیں کہ ایک دن ہم حضورؐ ملی خرمیہ دسم کے ساتھ کسی سفر پر جا رہے تھے عروج آیا تو
وہاں کوئی شاعر تھا اس نے شریعت سے حضورؐ نے فرمایا پکڑو اس شعیان کو یہ صحیح مسلم میں ہے :-

فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم خذوا الشيطان الان يمتلي حروف
رجل فبما خيل له من ان يمتلي شعراً۔

ترجمہ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پکڑو اس شعیان کو کسی شخص کے سپرد
میں قیام بھری رہے یہ بہتر ہے اس سے کہ اس میں شعر سمائے ہوں۔

صحیح بخاری میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر یہ ہمت پڑھی :-

الشراء يتبعهم الفادون۔ شاعروں کی پیروی بکے لوگ ہی کرتے ہیں۔
واقط ابن کثیر (ص ۷۷) کہتے ہیں :-

ولهذا دونه الله صلى الله عليه وسلم كان لا يخطب بميثاقه
منظوم بل ان افشده زحفه اوله بتمه

مذہب تفسیر ابن کثیر جلد ۳۔ الدر المنثور جلد ۳۔ صحیح مسلم جلد ۲ ص ۱۲۷۔ صحیح بخاری جلد ۱ ص ۱۲۷۔
مذہب تفسیر ابن کثیر جلد ۳ ص ۷۷۔

تو جی۔ حدیث میں وارد ہے کہ حضور میں انگریزوں کے شعر اس کے وزن میں متعلقہ پر
یاد نہ رکھتے تھے۔ بلکہ اگر پڑھتے تو زحمت کرتے یا پڑھنا نہ پڑھتے تھے۔
مراۃ محمد و صحابہؓ کی شہادت :-

بلکہ شاعر کوئی شعر نہ کہ معانی جو۔ اور اس پر بھی اشرافِ انوار نے دفعِ دہم
فرمایا کہ یہ کوئی خوبی نہ تھی جو ہم نے نہ کوئی بدی نہ

نظریہ ضرورت کے تحت شعر کہنے کی اجازت

تعلیقِ ضرورت کے تحت آپؐ نے حضرت عثمانؓ کو شعر کہنے کا کہنا: اگر آپؐ نے خود شعر نہ
کہا نہ کبھی آپؐ کی زبان پر آیا بلکہ رجز کوئی سوزوں کلام آپؐ کو زبان پر جاری ہو گیا تو تختہ
اسے شعر نہیں کہتے۔

② آنحضرتؐ کو بعض داستانیں نہ بتلائی گئیں

ہر ارباب کو پڑانے واقعات اور داستانیں یاد رکھنے اور سننے کا بڑا حکم حاصل تھا
منہب نامے وہ بڑی ترتیب سے پڑھتے تھے، آنحضرتؐ داستانِ گوفی سے طبعاً دور رہتے تھے پہلے
بغداد میں سے صرف کچھ ناموں کا آپؐ کو پتہ دیا گیا اور ان کے واقعات بھی صرف اسی قدر آپؐ
کو بتائے گئے جو منصبِ نبوت کے مبادی اور لواحق سے کسی پہلو سے متعلق ہو بلکہ تفصیلاً ان کی
کہا بتایا پر آپؐ پر گھل نہ گئیں یہ داستانِ گوفی آپؐ کی رحمتِ ثلث کے خلاف تھی۔

ولقد ارسلنا رسلاً من قبلك منهم من قصصنا عليك ومنهم من لم

نقصص عليك (پاک القرآن آیت ۱۷۷)

ترجمہ: اور ہم نے تم سے پہلے بھی ان میں سے وہ لوگ بھی بھیجے

مال ہم نے آپ سے ذکر کیا اور وہ بھی جن کا مال ہم نے آپ کو نہیں بٹھایا۔
یاسیت کو ہے۔ آپ جب مدین گئے تو پھر بھی بات کہی گئی۔

ورسلاقہ تسمعتہم علیک من قبلہ ورسلاقہم نقصمہم علیک۔

(پہ اہماء، آیت ۱۱۴ ص ۲۴)

ترجمہ:۔۔۔ اور رسول جن کا ذکر ہم پہلے آپ سے کر چکے ہیں اور ان رسولوں کو جن
کا ذکر ہم نے تجھ سے نہیں کیا۔

آپ کو جہاز پر نہ لے کر آیا گیا کہ کل انہیں ایک لاکھ چوبیس ہزار کے قریب ہوئے ہیں۔ لیکن
ضروری نہیں کہ ان سب کے نام آپ کو یاد ہوں۔ جن کے نام قرآن کریم میں آئے ہیں۔ ان کے واقعات
میں پوری تفصیل ہے آپ پر نہیں لکھ لے گئے۔ یہاں کہیں۔۔۔ یہ اس لیے ان داستانوں
اور قصوں کی تفصیل منصب ثروت کے ذمہ داری میں سے ہے نہ فائق میں سے۔ اور امید کلام
کو دینی علوم دیتے جاتے ہیں جو منصب ثروت کے لائق ہوں۔ دوسرے دینی علوم میں تو پیغمبر
خاتم سالوں کے طرح ملتے ہیں۔ وہ ہر کتاب کے ان باتوں کو کوئی غیر پیغمبر کسی پیغمبر سے زیادہ ماننے
تبع اور ذوالقرنین کے نام قرآن کریم میں مذکور ہیں۔ مگر یہ نہیں بنایا گیا کہ یہ نبی اور رسول
تھے یا کچھ اور تھے۔ ایسا کیوں؟ یہ اس لیے کہ وہ خاتم نبیہ کو کسی تفصیل سے جان منصب نبیہ
سے متعلق نہیں۔ حضرت ابوبکرؓ کہتے ہیں: ”مَنْ خُفِيَ عَنْهُ قَوْلُ اللَّهِ قَوْلًا“

خاتم نبیہ کے لیے کہ وہ خاتم نبیہ کا نام نہ لے سکا اور کہ۔۔۔ ذوالقرنین (نبی کا نام) اہل

ترجمہ:۔۔۔ میں نہیں جانتا کہ تبع نبی یا نہیں اور میرے نہیں جانتا کہ ذوالقرنین
نبی تھے یا نہیں۔

مقامہ کی درسی کتاب شرح عقائد سنی میں ہے:۔

خاتمہ لکتاب دہم ان: ”مَنْ خُفِيَ عَنْهُ قَوْلُ اللَّهِ قَوْلًا“

لے مستدرک جہاد:۔۔۔ شرح عقائد سنی

ترجمہ: تو ان کریم میں نمایاں طور پر ہے کہ بعض دنیا کریم کا ذکر حضرت علیؑ اور علیہ السلام کے نہیں کیا گیا۔

حضرت شامی رحمہ اللہ کا رد: حدیث دہموی (۱۲۰۰ ص) لکھتے ہیں:-

یعنی تھوڑے پیغمبروں کا احوال کہا اور بعضوں کا نام ہی کہا اور قصہ کہا اور بعض کا
کلام احوال بدنام کر کے ذکر نہیں کیا گیا۔
مورہ محمد علی الصابری لکھتے ہیں:-

وہم من لم یحب برك من تقصير بعد ما خبرهم بـ

ترجمہ: اور ان انبیاء میں ایسے بھی ہیں جن کے واقعات اور حالات ہم نے تم
کو نہیں بتائے۔ ہم غیب تو ایک طرف رہے وہاں بعض اہل غیبیہ کی بھی نفی کی
ہے کہ وہ ظہری آپ کو نہیں سمجھیں۔

③ اُمُورٌ لَّا اَعْلٰی اور عِلْمٌ قَهْرٌ وَّ قَدْرٌ

حاکمان کی من جملہ بالذلّ الا عالیٰ اذ یخضعون۔ (پہلے میں آیت ۶۹ ج ۵)

ترجمہ: آپ کہہ دیں مجھے اور آپ کی مجلس کی کوئی غیر نہیں جیسا کہ آپ میں ہونا کہہ رہے
ہیں۔ مجھ کو تو یہی حکم دیا گیا ہے، اور آپ نہیں کریں تو ڈرنا ہے حالانکہ

ملا علیؑ زہد پر کی مجلس، لاکھ مندرجہ ذیل پر بھی ہے جن کے توسط سے ظہیر البیہ
اور تعزیرات کو ظہر پر پڑھتی ہیں یعنی ملا علیؑ ہر نظام عالم کے قنابلہ کے حسن
تجدید میں اور محبتیں اور قیل وقال ہوتی ہے مجھے اس کا کیا خیر معنی جرم سے بیان
کرتا، اظہر حقائق تھے جن اجزاء پر مطلع فرمادیا وہ بیان کر دیتے جو کچھ کہتا ہوں اسی
کی مدد و اعوان سے کہتا ہوں کچھ کو یہی حکم ملا ہے کہ میں کہوں آئیے خدا کی

مستقبل سے خراب کھول کھول کر دکھا کر دوں۔ رہا یہ کہ وہ وقت کب آئے گا اور
قیامت کب قائم ہوگی۔ ڈانڈار کے لیے اس کی ضرورت ہے۔ ڈانڈار کی اطلاع
کسی کو دی گئی۔

علم روح اور عالم امر

انما نزلناہ فی لیلۃ مبذوۃ کے انا کا صنف وین فیہا یفترق کل امر معکبر۔

(پہلا اہل ایمان آیت - ۱)

ترجمہ ہے کہ ہم نے اسے ایک برکت والی رات میں اُنکا نسخہ جس میں حکم فیصلے
پاٹ دینے چاہئے ہیں۔

یَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّیْ وَمَا أُوتِیْتُمْ مِنْهُ عِلْمًا

تثانیہ: (پہلا بنی اسرائیل آیت جمع - ۱۰)

ترجمہ آپ سے پوچھتے ہیں روح کے بارے میں۔ آپ ان سے کہہ دیں روح عالم
امر کی چیز ہے اور تم بہت کم سمجھ سکتے ہو۔

بِغَیْرِ الْمَلَائِکَۃِ بِالرُّوحِ مِنْ أَمْرِ عَلٰی مِنْ بَیْنِ أَوْ مِنْ جَاہِدِ (پہلا انفصاح - ۱)

ترجمہ: وہ فرشتوں کو روح کے ساتھ اپنے سر سے اُتاتا ہے ان بندوں پر جن
پر وہ چاہے۔

اِنَّ لَہٗ الْخَلْقَ وَالْاِمْرَ وَتَقْدِرُ اِنَّ اللہَ اَحْسَنُ الْخَالِقِیْنَ (پہلا ناعرات - ۷)

ترجمہ: جان لو، خلق اور امر دونوں شے کے حکم میں ہیں برکت والا ہے وہ جو بہترین خلقت ہے اور وہ

تقدیر اور قدرت کے حکم میں ہے اُنکے لیے اسے ہر شے میں قدرت ہے اور اسے کہہ

دیتے جاتے ہیں جو شے ہمارے حکم و نیت میں کام کرنے والے ہیں۔ نہیں صرف

ایک سال کے اٹھ مہینے ہیں۔ اس سے پہلے نہیں مرنے کو طبع نہیں جرتا کہ آٹھ سال کے لیے قضا و قدر دیکھا ہے۔ روح کیا ہے جو ہر جہ یا حق۔ اوی ہے یا مجرد بیحد ہے یا مرکب اس قسم کے فاسفی اور بے ضرورت مسائل کے سمجھنے پر نہ بھگتا موقوف ہے نہ یہ بحثیں اختیار کے فرائض تبلیغ سے تعلق رکھتی ہیں، بڑے بڑے حکماء اور فلاسفر اس تک خود مادہ کی حقیقت پر مطلع نہ ہو سکے۔ روح مادہ سے کہیں زیادہ لطیف و خفی ہے اس کی اصل باہیت اور کثرت تک پہنچنے کی پھر کیا امید کی جاسکتی ہے (قال الامام الغزالی) یہ چیزیں اپنی جگہ متعلق ہیں لیکن یہ منسوب نبوت کے نہ مبادی سے متعلق ہیں نہ لاحق سے۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر اپنی حکمت کے پردے ڈال رکھے ہیں۔ اگر کسی کے لیے کوئی پردے اٹھے بھی تو یہ ایک جھٹک اور بھلی کی جھک ہے جسے کسی صاحب میں علم قطعی نہیں کیا جاسکتا۔

اسلام کے سرکار نے ان تمام متعلق و لواحقین کو انحراف اغراض کے اسرار کیا ہے جن پر وہ کسی فرشتے اور پیغمبر کو مطلع نہیں کرتا۔ کبھی کبھار کسی کے لیے ان سے کوئی پردہ اٹھتا تو اس سے علم و ادراک کی کوئی راہ نہیں بھٹکتی۔

امام محمد اوی (۲۴۱ھ)

واصل القدر سر اللہ فی خلقہ لم یطلع علی ذلک مالم یعرف ولا نبی مرسل۔
مرتب تھا و قدر مخلوق کے بارے میں وہ رازہ اپنی ہے میں پر اس کے کسی مغرب فرشتے اور کسی نبی مرسل کو اطلاع نہیں دی۔

امام ردوی (۶۷۱ھ)

وقد علم رب العالمین علم القدر عن تماثل قلبہ بعلم نبی مرسل
ولا ملک مقرب۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے قضا و قدر کے فیصلے پوری دنیا سے چھپی رکھے ہیں کسی بھی مرسل
اور کسی مقرب فرشتے نے انہیں نہیں جانا۔

حافظ ابن حجر عسقلانی (۷۸۵ھ) حضرت جنید بغدادی (۲۵۵ھ) سے نقل کرتے ہیں :-
الروح استأثر الله بمعلوه فلم يطلع عليه أحد من خلقه بل
ترجمہ: علم روح اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے ہی رکھ لیا ہے اس پر اس نے اپنی
مخلوقات میں سے کسی کو مطلع نہیں کیا۔

شیخ قاسم بن قلوبغا (۷۸۵ھ) حضرت عبداللہ بن ربیعہ (۲۰۰ھ) سے نقل کرتے ہیں :-
ان الله لم يطلع على الروح أحدًا من قبل ولا نبيا من بعده
ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے روح کو حقیقت کسی پر مطلع نہیں کیا نہ کسی فرشتے اور نہ
کسی نبی مرسل کو۔

مذہب یہی ہے کہ قضا و قدر اور روح و امر کے جملہ اسباب بڑے بڑے فرشتے اور نبی
مرسل سے پردہ میں ہیں لیکن ان جنوب کے کچھ پردہ چھا بھی ہے اور وہ بجلی کی سی ایک جھلک
ہے جس میں دیکھا تو بے سکتا ہے لیکن اس میں مریات کا احاطہ نہیں ہو سکتا۔ اس سے جو کچھ معلوم
ہو گا وہ غلطی دہجے میں ہو گا۔ اور یہ جھلک اللہ جھلک گواہات میں سے ہوتی ہے۔

قاضی نثار اللہ صاحب پالی پتی (۷۲۵ھ) کہتے ہیں :-

قد ينكشف على بعض الاولياء في بعض الاحيان الروح المحفوظ فيظنون
فيه القضا المبرم والمعلق وقد يكون بملاحظة عالم المثال حسب
اختلاف اوليائهم۔

ترجمہ: بعض اوقات بعض اولیاء اللہ پر روح محفوظ کھن ماتی ہے اور وہ اس میں
قضا و قدر مبرم پر یا معلق اسے دیکھ پاتے ہیں۔ اور کبھی خواب میں عالم مثال کے

مطالعہ سے انہیں اس پر اطلاع مل جاتی ہے اور بات کھل جاتی ہے۔
 ان صورتوں میں جو کچھ نظر آتا ہے وہ غلطی درجے میں ہوتا ہے اور ان معلومات اور چمک
 و جھلک میں کوئی چیز ایسی نہیں ہوتی جس کا قطع ثبوت کی ضرورت ہو اس لیے یہ پرستے کیلئے
 ادنیٰ اس کے لیے اٹھتے ہیں اور ان کا ماحول غلطی سے آگے نہیں بڑھتا۔ ایک دستانی لٹری علم سے
 بھی ہوتی ہے اور کالے علم سے بھی۔ یہ وہ علم ثبوت کی شان ہے کہ وہ غلطی بھی ہوتا ہے اور
 اس سے کوئی شاخیں آگے نہیں چڑھتی ہیں۔ اور یاد رکھیں کہ یہ پرستے شہادت اور جہد سے اٹھتے ہیں۔
 احادیث الجوع والیاضة ومخالفة النفس حیث لا تشکف الجلب من بعض
 الخبیثات فی بعض یومین اور من الصور للثالیة حیرى ذلک میافاض
 من العلم بالشہادہ ولین من الغیب فی شئ ع۔
 ترجمہ: جبرک ریاضت اور مخالفت نفس سے ان پر بعض اوقات بعض چیزیں ہوتی ہیں
 پرستے اٹھ جاتے ہیں یا مثالی صورتیں ان کے سامنے کھلتی ہیں سو اس صورت
 میں وہ انہیں کھلا دیکھتے ہیں اور کسی چیز کو سامنے سے دیکھتا ہے اور اس میں
 غیب کی بات نہیں پائی جاتی۔

کالے علم سے یہ پرستے کیسے اٹھتے ہیں؟ اس کے لیے مورخ اسلام مولانا محمد بن عبدون
 السمرقانی (۸۰۸ھ) کی شہادتیں ہیں۔

وفسوس نکفہا خامیة الاطلاع علی الخبیثات بقوی شیطانہ۔
 ترجمہ: اور کایں لوگوں کو ان شیطانوں سے بعض چیزیں اور اطلاع ہو جاتی ہے۔
 ۵ علی قاضی (۳۴۰ھ) کہتے ہیں کہ جب اشرقائی کسی کے دل پر اس کی جھلک آگے سے
 تو یہ غیب اٹھاتی ہو جاتا ہے۔ اس وقت اسے اطلاع علی الخبیثات ترکہہ سکتے ہیں علم غیب نہیں۔

مخرج به لك عن الغيب المطلق دها رغب احساناً وذلك اذا تضرعت
 المروج القدسية وازداد نوراً سبباً واشراقاً ... ويطلع على المعانيات
 ترجمہ: یہ حریت اب غیب مطلق سے منسلک گئی اب یہ غیب احسانی ہے جب
 روبرو قدس پر چمک اٹھے اور اس کی قوتِ اُنیس اور مشرقِ اُنیس سے تدریسِ حال
 میں وہ بے غر، بے غیب پر ملاح پالیتے ہیں۔

ریاضت اور عبادت میں فرق

آفاقی حیرت پر ملاح پانے کے لیے لوحِ قلب کا تغیر اور دل کا طبیعت کے رنگ سے
 تبدیل کیا جانا ہے۔ یہ عبادت کیسوی اختیار کرنے اور ریاضت سے حیرتے ہیں، انبیاء کرام ان طریق
 سے بہت بالا ہوتے ہیں۔ ان کے علوم منصبِ نبوت کے مبنی اور راسخ سے آگے چلتے ہیں عبادت
 میں اللہ کی رضا و اس کے قرب کے سوا ان کوئی اور منزل نہیں ہوتی۔ ریاضت کے ان اغراض
 کے لیے بھی ہوتی ہے۔ جن کے لیے سمان و مدیش اور ہند و جگلی کیساں کھجورنی، عقیقہ و گہرے میرہ
 چمے کاٹتے ہیں اور عبادت نفس کی آزمائش سے گزرتے ہیں۔ انبیاء کرام کی طرف ان اغراض کا
 دہم بھی نہیں ہو سکتا۔ زہدیت کے سائے میں یہ کیل کیسے جاسکتے ہیں اور محمود و نوحی کھتے ہیں۔

و كذا يقال في علم بعض المتأخرين من المسلمين والكفرة الجركية
 فان كل ما يحصل لهم من ذلك فانما هو بغير الفطن ومراية واحواله
 لا خصي والاهل له قد يكون ظهراً وقد يكون كسبياً وطريق اكتسابه
 متشعبة لا شكاً تستقصي۔

ترجمہ: اور ایسا ہی بعض ریاضت (مشق) کرنے والے مسلمانوں اور ہندو بھگپوں
 کا معاملہ ہے انہیں شبی مودہ پر جو علاج ملتی ہے وہ توجہ انداز سے نظر میں

سے ہوتا ہے اور اس کے اتوار اور مراتب بے شمار ہیں۔ اس کے لیے طبیعت کو
فلکی پیدا کر دی گئی ہے اور کتاب کے نیچے کوئی نشان نہیں ہے قریب ہے کہ
وہ شمار نہ کی جا سکے۔

یہ صبح ہے کہ اس طیب اضافی پر عزت پانے کے لیے ریاضت اور بخون کی ایک راہ ہے
لیکن یہ بات کسی وقت بھی نہ بدنی چاہیے کہ دلی کے غیر حقیقی کے بدلے میں۔ ان سے کوئی نقص
بانت حاصل نہیں ہوتی۔ نہ اس میں قرب اپنی کا کئی دلی ہوتا ہے۔ یہ ایک شمس اور یہ صفت ہے جو
بھی کسی خدا تعالیٰ نے اس کے دروازے پر کسی پر بند نہیں کیے۔ وہ چاند نشین درویش ہو یا ہندو
جوئی یا درہب پاوری یا کوئی شیعہ یا بدستورف۔ جسے رنگ صوفی کے نام سے جانتے ہیں۔ -
دلی کے بغیر حقیقی کہ باتیں کسی پر حلیم ان سے کوئی تلافی نہیں ہوتا۔ ان میں سے کسی کو
کمال درواہ ملتی ہے۔ یہ عوامی مذہب کے خضر کوئی درجہ نہیں رکھتا۔ لیکن فرشتوں کی تہذیب موم سے
عزت و تہذیب ہے کہ نواز۔ نہیں اپنا نفس فرمایا اور اس کی شان بہت اونچی ہے۔ - یہاں تا
کہ حرم میں طلسمات سحر و شیعہ بازی کو داخل کرنا بہت بڑی نیرادگی ہے۔

وَعَلَيْكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ دَكَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ عَطِيَّةً رِشْبًا لِمَا رَزَقْتَهُ

ترجمہ اور ترجمہ وہ کچھ سکھا یا جو تپ پیچے نہ جانتے تھے اور تپ پر شکر کا فضل

بہت عظیم رہا۔

سورنیزہ کہہ بھی تھا کہ تقدیر کی تختیاں جس پر جھٹتے نہ درج و اس کے بعدوں میں کھینچے ہیں۔
درویش کی بات وہ یہ کہ جو کہ چھڑ دیتے ہیں۔ سو درج من اور دلی اور عالم امر کا تہذیب و دنیا کافی سمجھتے
ہیں۔ الاولیاء الخلق و الاخر۔

تھا و تقدیر ایمان لانے کی دعوت دیتے ہیں۔ اس سے لایعنی و لغنا و احوالہ عا کا
سبکی بھی ملے ہے۔ - ملا علی غلیب اور ملا فیضیہ پانے کو وہ علم حقیقی نہیں سمجھتے ان کا
بر تقدیر کی صواب ہوتا ہے کہ علم غلیب صرف غریب الغریب کے پاس ہے۔

فَلَا يَجْلِسُ فِي السُّمَرَاتِ وَالْأَوْحُسِ الْخَيْبِ إِلَّا أَنَّهُ وَمَا يُثْمَرُونَ

آیاتِ یبعضوں۔ (پہا نمل ۶۵)

امیرِ ربِ انصاف نے چار نشین جوگیوں اور راسب پادریوں کے ان سچی گھمیلوں اور
ریاضت کے مختلف جہود سے حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو اس لیے بالا اور پاک رکھا کہ
یہ وہم حضرت کی شان کے ہرگز لائق نہ تھے۔ تھا وقوعہ کے بارے میں عقیدہ اسلام درجی ہے جو
ہم حضرت امام محمدؐ کی اسے حوالے پہلے لکھ آئے ہیں۔

مسئلہ علم غیب

الحمد لله وسلام على عباده الذين احبب — اصطفيٰ امام بعد

علم غیب قلم باری تعالیٰ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کسی مقرب فرشتہ اور نبی مرسل کو بھی غیب پختہ نہیں دیا نہ غیب کی چابیاں کسی کے ہاتھ دیں کہ جب چاہے غیب کی بات معلوم کر لیا کرے۔ مگر تعالیٰ نے کئی منہ نہیں سے اخبار و مسطور سے علم غیب کی نئی کی ہے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنی ذات گرامی سے بارہم علم غیب کی نئی فرمائی صحابہ کرام اور اصحابات المؤمنین کا بھی آپ کے بارے میں یہی یہ تھا کہ آپ بطوریکہ علم غیب نہیں رکھتے نہ ذات خود آپ پر کچھ موجود ہوتے ہیں نہ کوئی چیز آپ سے قائم نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اکھول کر وہ دنیا غیبی خبریں دیں مگر کسی نے ان سے آپ کے علم غیب کا عقیدہ قائم نہ کیا۔ سب اہل اسلام ہی عقیدہ یہ ہے کہ علم غیب خاصہ باری تعالیٰ ہے۔ ان میں سے کچھ علم پیغمبروں کو عطا ہوا تو وہ اخبار غیبیہ ہیں نہ کہ علم غیب۔ ما فہم ولا تکن من الغاصرین۔

فائدہ مسطور صفحہ شہزاد

مسئلہ علم غیب قرآن کریم کی روشنی میں

قرآن کریم میں آپ اور عبد خرفات سے علم غیب کو نئی کئی منہ نور سے لکھی ہے ہم سب کو یہ بحث عقلمندوں سے آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ واللہ ولی التوفیق۔

① اختصار علم تاریخی بذات باری تعالیٰ

الم یفکھ نبواذین من قبلک قوم نوح و عاد و ثمود و الذین من بعدہم

لا یعلمہم الا اللہ۔ دیکھو براہیم آیت ۱۷۷

ترجمہ کیا نہیں پہنچی، تم کو نہیں لگتا کہ جو پہلے برسے تمہارے قوم نورج کی عباد کی
اور غمزدگی، اور جو لوگ ان کے بعد آئے کسی کو ان کی چیز نہیں مگر ایک اللہ کو
صدرا نے اپنی تاریخ کا ذرہ ذرہ گیس کے آگے روشن ہے اور کائنات کا علم چھو گیس کے
پاس ہے۔ ایک اللہ کے سوا اسے کوئی نہیں جانتا۔

وما كنت بجانب العقرب اذ قضيتم الي موسى الامر وما كنت صفت
الشاهدين ولكنك انما تظنون فتظنون عليهم العمود ما كنت
تأمر بالي واهل مدين نزلوا عليهم اوتاد لئلا يامروا مدين وما كنت
بجانب الطور اذ نادىنا . (پہلے قصص ۲۵ ع ۵)

ترجمہ۔ اور تو نہ تھا غروب کی جانب جب ہم نے موسیٰ کی طرف حکم بھیجا اور تو
نہ تھا دیکھنے والوں میں، لیکن ہم نے پیدا کیں کئی جہاں میں پھرت پر غریب
حدت گئی اور تو خود بتا تھا بل مین میں کہ سنا مان کہ ہماری جہاں میں لیکن
ہم رسول بھیجتے رہے ہیں اور تو نہ تھا طور کے کنارے جب ہم نے آواز دی
لیکن یہ تمام ہے میرے دیکھا۔

یعنی قرآن قرون متعادل میں ان مقامات پر نہ تھا، یہ تاہم تک ان کی خبر نہ پہنچی تھی،
وما قبلہم جنود بلک الاھو وماھی الا ذکر فی النفس . (پہلے اہل شریعہ)
ترجمہ۔ اور نہیں جانتا تیرے رب کے لشکر میں کو کھڑے وہی اور وہ صرف
کہنا تھا ہے جی تو مع انسان کو۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کے ہزار لشکروں کی قہ و صرف اسی کو معلوم ہے
تو دنیا کے یہ دیہات پر دے کئی مخلوق کے لیے اٹھے ہوئے نہیں اور کئی شخص دنیا سے
کسی سے کا علم چھو نہیں رکھتا۔

② کن کٹھن ہمنزلوں سے گزرنے کا یہ اسی کے علم میں ہے

قل: كنت بذاتنا من الوصل وما ادرى ما يفصل بيني وبينكم ان اتبع

الاعيان على الحب وما لنا الا ندين مبين. (پہلے الاحقاف آیت ۱۹)

ترجمہ: آپ کہہ دیں میں کوئی غبارِ رسول نہیں آیا اور مجھے معلوم نہیں کیا جوتا ہے میرے ساتھ اور کیا گزرنے کا ہے تمہارے ساتھ میں تو وہی کچھ کرتا ہوں جو مجھے معلوم آتا ہے اور میرا کام یہی ہے دوسرانا کھول کر۔

یعنی مجھ پر جس دنیا میں لوگوں کے ہاتھوں کیا گزرسکے اور تم پر کیا ملامت پیش آئیں گے یہ میں نہیں جانتا ان حالاتِ زمانہ کو پیچھے سے جانتا یہ میرا کام نہیں ہے اور نہ دوسری اس قسم کے کاموں کے لیے آتے ہیں۔ یہ باتیں جو واقع ہوئی ہیں واقع ہو کر رہیں گی۔

② آنحضرتؐ کو تسلی دینا اور انجامِ کار کا میاں بیانی کی بشارت

اللہ تعالیٰ نے آنحضرتؐ کو انجامِ کار بہتر سمجھنے کے لیے خبر دی اور تسلی دی کہ انجامِ کار آپ اپنے دشمن میں کامیاب ہوں گے اور آپ کے دشمن آپ کے رحم و کرم پر رجوع کریں گے۔ غرضِ بے عزت کے لکھ دیا ہے کہ میں اور میرے رسولِ غالب اگر نہیں گئے۔ یہ اس قسم کی تسلی اس لیے دی جا رہی ہے کہ آپ غمِ غیب نہ رکھتے تھے اور یہ نہ جانتے تھے کہ مستقبل کیا بنا رہے والا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے خبر دی۔

فصبصروني بصرودن يا ايها المفقون. (پہلے انعام آیت ۱)

ترجمہ: ہر بصرِ بے بصری آپ بھی دیکھ لیں گے اور وہ بھی دیکھیں گے کہ تم میں سے کون وہ بڑا تھا۔

ما دحضك ربك وما قل ولا اتفق خبرك من الاولي وليرف يصطيك

وبك فترضوا. (پہلے انعام آیت ۲)

ترجمہ تھے بہت بڑے سب نے چھوڑا نہیں اور نہ تھے سے ڈاڑھوں ہوا اور بے شک
بہت سے لیے کھیل زندگی پہلی زندگی سے بہتر ہوگی اور اللہ تعالیٰ وہ کچھ دے گا
کہ آپ رضی برہما ہو گئے۔

یہ انداز بیان بتا رہا ہے کہ آپ کو چند حالات پر اطلاع نہ تھی یہ اطلاع انہی ہے کہ
آپ پریشان نہ ہوں اللہ تعالیٰ حالات بغیر فرمادیں گے علم غیب رکھنے والے کو اس طرح سنائی
نہیں دی جاتی نہ کئے حالات سے اس طرح بتا کے جلتے ہیں۔

④ ہدایت کس کے نصیب میں رہے وہی جانتا ہے

بعض اہل حق و سنت تک کو شاک رہے کہ اگر عذاب ایمان لے آئیں یہ بات صرف اہل حق
نہاں تھی کہ وہ ایمان نہ لائیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم غیب نہ رکھنے کے باعث ان کے ایمان میں
کو شاک رہے۔ یہ صرف اللہ کے علم میں ہے کہ ہدایت کس کے نصیب میں ہے۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم
کی مکمل حق ہے۔

انک لا تغدی من اجبت ولکن انہ بعدی من یشاء وہاں انصرفت ۱۵

ترجمہ: بے شک یہ نہیں کہ تم اپنی طرف سے مجھے چاہو ہدایت دے دو لیکن اللہ تعالیٰ
ہدایت فرماتا ہے مجھے چاہے۔

آپ غیب جانتے ہوتے ترجمہ: ابوہب کے مسلمان ہونے کا تمنا آپ کے دل میں یہ

نہ تھی۔

⑤ غیبات صدور کو عرف وہی جانتا ہے

غیبات صدور جو غیبات ہیں جو دوسروں سے مخفی، خدا پران سے مخفی ہوتی ہیں۔ سینوں
کھلی اور چھپی مائیں اور زمین و آسمان کے کھلے اور بے شور سب اسی سے علم میں ہیں کئی دوسرا

نہیں جان نہیں پاتا قرآن کریم میں ہے:-

① وَإِنَّ رَبَّكَ لَيَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُورُهُمْ وَمَا يُعْلِنُونَ، دَعَا لَهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ
لَهُ الْمَعْنَى فِي الْأُولَى وَالْآخِرَةِ۔ (پہلا آیت ۶۶)

ترجمہ۔ اور تم پروردگار جانتا ہے جو چھپاتے ہیں، یعنی ان کے دہر جو کچھ ظاہر
کرتے ہیں، یہ جاننے والے اور وہی معبود ہے اس کے سوا کوئی عزت
کے لائق نہیں دنیا اور آخرت میں ہی خدا ہی کی ہے۔

② وَإِنَّ رَبَّكَ لَيَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُورُهُمْ وَيُخْفُونَ، وَمَا فِي غَائِبَةٍ فِي السَّمَاوَاتِ
وَالْأَرْضِ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ۔ (پہلا آیت ۷)

ترجمہ۔ اور جیگ تیرا پروردگار جانتا ہے جو چھپاتے ہیں، یعنی ان کے دہر جو کچھ
وہ ظاہر کرتے ہیں، اور نہ ہی کوئی چیز پوشیدہ آسمانوں میں اور زمین میں مگر وہ
کتابِ مبین میں موجود ہے۔

④ مخفیاتِ ارض و سما کو صرف وہی جانتا ہے

① إِنَّ اللَّهَ عَالِمُ غَيْبِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ إِنَّهُ عَلِيمُ غَيْبِ الْمُدُورِ۔

(پہلا آیت ۲۸)

ترجمہ۔ بخیر انہی جانتے والا آسمانوں اور زمین کے غیب کا ایسے تنگ وہی ہے
جاننے والا سینوں کی باتوں کا۔

② نَبَأُ مَا يُلْقِي فِي الْأَرْضِ وَمَا يُخْرِجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ وَمَا يَصْرُجُ
بَيْنَهُمَا وَهُوَ الْعَزِيزُ الْغَنِيُّ۔ (پہلا آیت ۱۰)

ترجمہ۔ وہ جانتا ہے جو کچھ نازل ہوتا ہے زمین میں اور جو کچھ اس سے نکلتا ہے اور جو کچھ
سمون سے برکت ہے اور جو کچھ اس میں پڑھتا ہے اور وہی ہے ہر جان بخش کرنے والا۔

⑤ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاللّٰهُ بَکَلٌ عَلِیْمٌ .

اِنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ غَیْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاللّٰهُ بِصَمِیْعٍ جَدِّ تَحْلُوْ مَسَبِّ .

رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَرَبِّ الْاَرْضِ .

ترجمہ: اور اللہ جانتا ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور جو کچھ ہے زمین میں اور وہ
برہنہ کا جاننے والا ہے (۱۱) بے شک اللہ جانتا ہے آسمانوں اور زمین کے
غیب کو اور وہ سب کو سب سے پہلے دیکھنے والا ہے۔

زمین و آسمان اور جو کچھ ان میں ہے، اس کا علم عیا فیض صرف اللہ رب العزت کے پاس
ہے۔ ان آیات کا مروج اللہ رب العزت کا تعارف ہے۔ یہ آیت اللہ رب العزت کا پتہ دے
رہی ہیں اور اس کا شان بیان کر رہی ہیں، مگر یہ معارف و مشن کسی اور میں بھی ہوں تو مضمون
انہی کے موضوع پر نہیں رہتا۔

④ آسمانوں اور زمین کے غیب صرف اسی کے آگے کھلے ہیں

① اَللّٰهُ غَیْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْبَصَرُ بِهِ وَاَسْمِعُ . رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَرَبِّ الْاَرْضِ .

ترجمہ: یا سب سے اسی کے علم غیب آسمانوں کا اور زمین کا۔ کیا خوب دیکھنے والا
ہے اسے اور کیا خوب سننے والا ہے اسے۔ (ترجمہ حضرت شاہ رفیع الدین دہلوی)

② وَاللّٰهُ غَیْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا اَحْوَالُ هَٰۤؤُلَآءِ اِلَّا کَلِمَیۡۃٍ الْبَصَرُ اَوْ هِیۡ

اِقْرَبُ . رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَرَبِّ الْاَرْضِ .

ترجمہ: اور وہ سب اللہ کے علم غیب آسمانوں کا اور زمین کا اور انہی کے
قیامت کا اگر مانتے چکھنے کے کلمہ کے بارے میں اس سے زیادہ قریب ہے۔

③ وَاللّٰهُ غَیْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالِیۡهِ یُجْعَلُ الْاَمْرُ کُلُّهُ فَاَعْبَدُوْهُ وَتَقٰۤی

عَلٰیہُ وَمَا دُلَّکَ بِفَاۤخِلٍ عَلٰی تَعٰلُوۡتِ . رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَرَبِّ الْاَرْضِ .

ترجمہ: خود دیکھئے اللہ کے جس پر کشیدہ چیزیں آسمانوں کی اور زمین کی، اللہ علم
ان کا کسی دُخلف پھیر جاتا ہے کام سارا، پس عبادت کر اسی کی اور تو کا یہ کڑی
پر اور نہیں پروردگار تیرے خیر سے چیز سے جرم کرتے ہو۔

ان تینوں آیات میں عزتِ حقہ ہے جو صحر کا نامہ دیتا ہے یعنی اسماء اور زمین کا حجم
غیب میں کسی کے واسطے ہے وہ کسی کے لیے یہ ثابت نہیں اور ہر وہ کسی کو کسی غیب کی خبر دے
تو خبر غیب ہے علم غیب نہیں علم غیب خاصہ باری تعالیٰ ہے اور یہ صرف اسی کی شان ہے۔

⑧ علم غیب کا اطلاق صرف اللہ رب العزت کے لیے

علم غیب قلیل ہو یا کثیر اس کے جاننے والے کو علم غیب کہنے سے زبان مانع نہیں علم
کا علم کسی کے پاس قلیل جو کثیر سے عام علم کہہ سکتے ہیں تو جس کے پاس کچھ بھی علم غیب ہو اسے عام
غیب کہنے سے نفرت ہو مگر مانع نہیں ہوتی۔ اب سوچنے کی بات یہ کہ قرآن کریم میں کسی بھی
غیب کی خبریں دیکھنے والے کو وہ قلیل ہوں یا کثیر کہیں عالم غیب نہیں کہہ سکتا۔ یہ خبریں وہ
اس لیے کہ وہ غائبانہ کا جاننا اور بات ہے اور علم غیب اور بات ہے، تنوعات کے لیے خبر غیب
کی راہ تو کھلی ہے لیکن علم غیب خاصہ باری تعالیٰ ہے، اس لیے عام غیب کا اطلاق قرآن کریم میں
صرف اللہ رب العزت کے لیے ہے، اس کے سوا کسی اور کے لیے نہیں، وہی ایک ہے جو ہر اس
بات کو جو انسانوں سے غائب ہو یا انسانوں کے سامنے کھلی ہو بخود رکھ کے جانتا ہے اور غیب کے
مبادی اس سے غائب نہیں

تب عالم غیب صرف وہی ہے جو علم غیب بھی صرف وہی رکھتا ہے اگر آنحضرت کے لیے
ایسی درجہ و درجہ کے لیے علم غیب کا دعویٰ کیا جائے تو بس پر عالم غیب کے، علیٰ کو کسی
درجہ نہ رکھا جائے گا، حالانکہ قرآن کریم میں یہ اطلاق صرف اللہ رب العزت کے لیے ہے۔

عالم الغیب لا یعزب عنه شئ قال غفرۃ فی السموات والارض ولا اصغر من

ذلك ولا يحصى الا الى ككب حمین . (پیشہ سببہ آیت ۴)

ترجمہ۔ عالم الغیب ہر شے نہیں پریشانہ اس سے برابر ایک شے ان کے کوئی ایک چیز
نیچے آسمان کے اور نیچے زمین کے اور نہ سمجھتا اس سے اور نہ بڑا مگر وہ ہے
کتاب مبین میں ۔

عالم الغیب والشہادۃ . (پیشہ الاقوام آیت ۴۲)

ترجمہ دونوں عالم الغیب والشہادۃ . (پیشہ اقوام آیت ۱۵۰/۱۴)

عالم الغیب والشہادۃ الکیبر المتعال . (پیشہ الرحمہ آیت ۹)

عالم الغیب والشہادۃ خالق عاشر کون . (پیشہ غفران آیت ۱۲)

عالم الغیب والشہادۃ المعزیز الرحیم . (پیشہ السجدہ آیت ۲)

ان اللہ عالم غیب السموات والارض ما علم بہ امت المصور . (پیشہ فاطر آیت ۵)

قال اللہ فاطر السموات والارض عالم الغیب والشہادۃ . (پیشہ الزمر آیت ۴۶)

هو الی لا اله الا هو عالم الغیب والشہادۃ هو الرحمن الرحیم . (پیشہ النحل آیت ۲۸)

ثم شرع من الی عالم الغیب والشہادۃ . (پیشہ النجم آیت ۸)

عالم الغیب فلا یظهر علیہ شیء بعد ! الا من اراد من رسلنا

یسئل من بین ید یدہ ومن خلفہ وحده انی علم ان قد ابطلنا رسالات

وتجہدوا سخطا بالمدیمہوا احسن کل شیء معدۃ . (پیشہ النجم آیت ۳۰)

عالم الغیب والشہادۃ . (پیشہ النجم آیت ۱۸)

عالم الغیب کے ان اطلاقات کے متقابل میں ایک مقام بھی ایسا نہیں ملتا جیسا کہ کسی پیغمبر اور
حق کے لیے عالم الغیب کا خدا مستعمل ہوا ہے۔ علم غیب کی اگر کوئی قسم عطائی ہوئی تو اس قسم کے
اعتقاد سے کہیں تو یہیں غفلت پر عالم الغیب کا اطلاق فرما دیتے ہیں قرآن پاک کی ان شہادتوں کے بعد

اس مسئلہ میں کوئی تردد نہیں رہتا۔ حق یہ ہے کہ علم غیب کی کوئی قسم حلالی نہیں ہے۔
 بریلویوں نے حلالی علم غیب کی تاویل گھڑ کر اپنے حرام کو بڑی سخت مخالفت دے رکھا ہے
 مگر مروجہ جان لیں کہ علم غیب کی کوئی قسم حلالی نہیں تو بریلویت ایک لمحہ کے لیے باقی نہ رہ سکے گی۔
 اور یہ دیت پر جانیں دھڑم سے زمین پر آ رہے گا۔

بنی اسرائیل کو جب بھی قرآن کی ہر ایک آیت پیش کرتے ہیں کہ علم غیب صرف اللہ
 رب العزت کی صفت ہے تو بریلوی جھٹ کہہ دیتے ہیں کہ اس سے مراد ذاتی علم پر غیب جانتا ہے
 اور وہ نہیں جانتے کہ علم غیب جو ذاتی ہے اس کی کوئی جمعہ فی نہیں۔ ذاتی اور چمکے صرف
 اللہ تعالیٰ کا ہے اس لیے علم غیب بھی صرف اس کی صفت ہے۔

⑤ حضور کو اپنے علم غیب کی نفی کرنے کا حکم

① قل لا أقول لكم عندی خزائن الله ولا، عوامیہ ولا اقول فی

مفہم: میں بیع الاموالیوں کو (یعنی) دعوہ قرابت (وراثہ)۔

ترجمہ: تب کہ دین نہیں کہتا میں کہ میرے پاس اللہ کے خزانے میں اور نہ
 میں علم غیب رکھتا ہوں اور نہ میں کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں میں تو وہی کہہ
 کہہ رہا ہوں جو مجھے کھمبہ دیوار ہے۔

② ولا أقول لكم عندی خزائن الله ولا أعلم الغیب ولا أقول فی

مفہم: میں تو جلدی احببکم لن یؤتیتم الله خیراً۔ الله اعلم

بما افسہمہ۔ (پہلے پھر اذیت ۳۱)

ترجمہ: وہ نہیں کہتا میں کہ میرے پاس اللہ کے خزانے میں اور نہیں
 جانتا میں غیب کو اور نہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں اور نہ میں نہیں جانتا میں تمہاری
 حقیر سمجھتا ہوں کہ تمہارا حق نہیں کوئی بھلائی خدا سے گا۔ اور خوب جانتا ہے

جو کچھ ان کے بھی ہیں ہے۔

اب کیا یہاں یہ معنی کیے جانے لگے کہ میں ذاتی حمد پر اللہ کے خزاں کا مالک نہیں، میں ذاتی
 حمد پر علم غیب نہیں رکھتا، اور میں ذاتی حمد پر فرشتہ نہیں بولتا، لہذا ذاتی حمد پر اللہ تعالیٰ نے جس پر ایسا
 میں کچھ سے علم غیب کی نفی کرائی ہے، اسی پر اتنے میں آپ سے فرشتہ ہونے کا انکار کرنا ہے۔
 جس طرح آپ نہ ذاتی حمد پر فرشتہ ہیں نہ خدا کے بنائے سے اسی طرح وہ کچھ حمد غیب جانتے
 ہیں نہ اللہ کے جتنے سے — علماء اپنی سے بھی آپ کو غیب ذاتی کی چابیاں نہیں دی گئیں کہ
 جب چاہیں چابی نکالیں اور غیب کی بات معلوم کر لیا کریں — اللہ تعالیٰ غیب کی باتوں کا علم دے
 وہ سب جزئیات ہوں گی، علم غیب ایک کلیہ ہے جس سے غیب کی بات خود معلوم ہوتی ہے، تفصیلات
 میں بطور کلیہ غیب کو کوئی نہیں جانتا۔ نہ اللہ تعالیٰ نے بطور کلیہ کسی کو غیب ذاتی دی ہے، آپ نے جس
 طرح اپنے فرشتہ ہونے کی نفی کی ہے، اسی پر اتنے میں اپنے سے علم غیب کی نفی کی ہے۔

⑩ زمین و آسمان کی کل مخلوق سے علم غیب کی نفی کا اعلان

قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ مَا فَاَرْضٍ غٰیْبٌ اِلَّا اللّٰهُ وَیٰ مَا حِشْمٌ وَصَف

ایمان بے شک۔ رتہ الشمل آیت ۵۱ ع ۵

ترجمہ: کہہ نہیں جانتا کوئی نہ چھ آسمانوں کے اور زمین کے غیب کو مگر اللہ اور
 نہیں جانتے کہ وہ کدورت اٹھائے جائیں گے۔

یہ جو دوسرا جملہ ہے کہ یہ نہیں جانتے کہ کب اٹھائے جائیں گے کیا یہ صرف علم ذاتی کی
 نفی ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ خود جانتے سے یا کسی کے بتانے سے جو ضرورت بھی ہو ان کو علم نہیں کہ
 کب اٹھائے جائیں گے۔ اس میں جس طرح علم ذاتی کی نفی ہے، علم ذاتی کی بھی نفی ہے۔ سو پہلے میں
 بھی علم غیب مخلوق کو نفی ہے کہ جسے علم غیب کہتے ہیں وہ اللہ رب العزت کی صفت ہے۔ دوسرے کے
 سوا کوئی غیب نہیں جانتا۔

مولانا احمد رضا خاں کا دعویٰ کہ یہ آیت محکم نہیں

قرآن کریم میں دو طرح کی آیات ہیں: ۱۔ محکمات اور ۲۔ متشابہات۔ محکمات وہ آیات ہیں جو اپنے معنوں میں نہایت واضح اور پختہ ہیں اور ان میں کسی قسم کی ترقی، اشتباہ نہیں ہوتا مثلاً یہاں وہ ہیں جن میں دو یا زیادہ معنی کے محتمل الفاظ، اشتباہ پیدا کریں، اسلحاہ کی چارہ صدیوں میں کسی معروف عالم نے اس آیت کو متشابہات میں سے نہیں لکھا، بلکہ بڑے بڑے علما اثبات عقیدہ میں اس سے استدلال کرتے آئے ہیں، جو یہ آیت متشابہات میں سے ہوتی تو اب حق اس کے کبھی استدلال نہ کرتے متشابہات سے استدلال دیکھ کر سستے ہیں جو فتہ چاہتے ہوں، اور اہل حق میں سے نہ ہوں قرآن کریم میں سے ہے۔

وما الذین یلقی علیہم ریح فیضیون ما تذابحہ علیہ اشجار الفلثۃ و
اشجارہم فیہ یلقی (سجۃ آل عمران آیت ۷۰)

ترجمہ: میں وہ لوگ جن کے دوس میں کئی بے وہ بڑی کہتے ہیں اس میں متشابہات کی گڑھی چاہنے کے لیے روزمرہ کی حقیقت ماننے کے لیے) مولانا احمد رضا خاں تسلیم کہتے ہیں کہ آیت مذکورہ بالا اپنے ظاہر کے اعتبار سے ایک محکم کے صحت ہے، اس لیے وہ کہتے ہیں کہ یہ آیت محکمات میں سے نہیں ہے۔ مولانا احمد رضا خاں فرماتے ہیں:

اسی طرح لا یعلم من فی السموت والارض السبب الا اللہ کو اپنے ظاہر پر لکھا جائے یہ یعنی ہمارے کسی طرح کا علم غیب میں کو نہیں سونے رب مودہ میں کے ... سورہ آیت: اپنے علوم ظاہری پر محکم نہیں ہو سکتی تھے

معلوم نہیں مولانا احمد رضا خاں یہ الفاظ سورہ نحر کا کلمہ غیب کہاں سے لے آئے ہیں، جب

علم غیب کی کوئی دوسری قسم ہی نہیں ہے تو مولانا نے ان الفاظ اسی طرح کا علم غیب یہاں کہاں سے لے آئے ہیں۔ پہلی سند ذرا لمحات کے نزدیک یہ آیت حکمت میں سے ہے اور انہوں نے کتب حقائق میں اس سے مستند لالہ کیا ہے اور اس پر غور کرنے پر اس کے جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہنے علم غیب کا قائل ہو، جو اس آیت کا معاد عن ہے اور کلمہ کافر ہے حافظ ابن ہمام (۷۸۱ھ) کہتے ہیں۔

ذکر الحنفیۃ تصریحاً بالکفر بما عتقاد ان النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام
 بعلم الغیب معارضۃ قولہ تعالیٰ قل لا یعلم من فی السموات والارض
 الغیب الا اللہ کذا فی المسائره ص

ترجمہ: حنفیہ نے تصریح کی ہے کہ کلمہ کافر ہے جو یہ عقیدہ رکھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم غیب جانتے تھے یہ اس لیے کہ یہ عقیدہ معاد عن ہے اللہ تعالیٰ کے بس فرمان رکھنے کے نہ مسلمانوں اور زمین میں ایک اللہ کے سوا کوئی غیب نہیں جانتا۔ یہ بات مسندہ میں ہے

تہجد علی قاری نے بھی شرح فقہ کبیر میں اسے نقل کیا ہے۔

ثم اعلم ان الاغنیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام لم یطہروا الغیب عن اشیاء
 الا ما اعلمہم اللہ تعالیٰ اشیاء و ذکر الحنفیۃ تصریحاً بالکفر بما
 باعقدا ان النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام بعلم الغیب معارضۃ قولہ تعالیٰ
 قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ کذا فی المسائره

مولانا احمد رضا خاں کی پریشانی کی وجہ

نبیاء و مہتے جو کہ غیب کی خبریں دیاں ہیں پر سے کچھ لوگ انہیں اخبر غیبیہ کہتے ہیں، علم غیب جہاں کہتے مولانا احمد رضا خاں کی پریشانی سے کہ وہ انہیں خبر غیبیہ نہیں علم غیب سمجھ رہے ہیں۔
 نہ شرح فقہ کبیر ص ۵۵ مسدود

اور جانتا ہے جو کچھ ہے چٹکی میں اور جو کچھ ہے سمندر میں اور نہیں گنتا کوئی
چتر مگر وہ اسے جانتا ہے اور نہیں کوئی دانہ بیج اندھیروں کے۔ اور وہ
کوئی ترجمہ نہ کرے کہ وہ کتب میں ہے۔

④ واللہ غیب السموات والارض والمہدیہ رجع الارض کلہ۔ (پہلا ہمد آیت ۷۴)
ترجمہ۔ اور اللہ ہی کے پاس ہے آسمانوں اور زمین کا غیب اور اسی کی طرف
وہ لوٹتا ہے ہر کام کا۔

یہ جو کچھ اللہ ہی کے پاس ہے اسے صبر کہتے ہیں، اور کیا مطلب یہ ہے کہ اللہ کوئی آسمانوں
اور زمین کے غیب کو نہیں جانتا بشر اللہ ہی کے پاس ہے، پہلے آیا ہے، طرف مقدم بہ توروہ
صبر کا فائدہ دیتا ہے اگر یوں ہوتا غیب السموات والارض واللہ ترجمہ بات اس طرح نہ رہتی ہاں
آیت شریفہ میں بشر ذہن ہر مقدم ہے۔ سو یہ خاص علم اسی کے لیے ہے۔

آنحضرت کا اپنی ذات گرامی سے علم غیب کی نفی کرنا

① ائمہ المؤمنین حضرت ائمہ سلمہ کی روایت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہتھ مالت کتے اور بپ سے دونوں فرق اپنی اپنی بات کہتے اندر کی بات یا نہیں معلوم ہوتی یا اللہ رب العزت کو۔ آپ کے سامنے اگر کوئی شخص اپنی بات زیادہ بنا سزا کر سکے اور دوسرا اپنی بات زیادہ واضح کر سکے اور جب سپے کے حق میں فیصلہ دے دیں اسے سچا سمجھیں تو وہ شخص یہ نہ سمجھے کہ میرا بپ اس کا قتل کر گیا ہوں اس طرح وہ جو کچھ کہے کر بار بار ہے وہ گناہ کا ٹکڑا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

فمن قضیت به بحق مسلم فانه في قطعة من الما وقبایا خذها
او حبر حکھا۔^۱

ترجمہ۔ سو اس صورت میں کہو کہ میں کسی دوسرے مسلمان کا حق دے دوں تو یہ
میں کے لیے لگ کا ٹکڑا ہے اب وہ اسے لے لے یا چھوڑ دے۔

بہنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں یہ کسی طرح کی کوتاہی نہ سمجھی جائے گی کہ آپ نے فرما
کی بات کہ میں نہ پالیا ہم غیب صرف اللہ کی شان ہے جب تک وہ کسی بات کی خود خبر نہ دے آپ
خود اسے کیجیے جان لیں گے حضرت امام شافعی اس حدیث پر لکھتے ہیں۔

والله اعلم بما في صدورهم والحق على ما يحلله الله تعالى وقيل
والحكم على خلقه والزموا لخلق ذلك السور او خالفوا۔^۲

۱۔ صحیح بخاری جلد ۲ صفحہ ۴۴۴ سنن ابی جلد ۲ صفحہ ۲۹۱ لمناوی جلد ۲ صفحہ ۲۸۴ من کبریٰ صفحہ ۱۳۲

۲۔ کتاب الامم جلد ۲ صفحہ ۴۴

ترجمہ: اندر کی باتوں کو جاننے والی اللہ عزوجل ہی ہے نہ کسی کا حق معلوم یا محام
ہو نہ اتوار اللہ تبارک و تعالیٰ ہی کے علم میں ہے نہ ملت کا فیصلہ خدا ہی کا اور نہ ہی
ہے وہ حقیقت الامر کے مطابق اترے یا نہ اترے۔

آٹھ برس کے کم عمرات میں ڈبا تڑپنے والی، شرب لغزت کے دل پکڑ جانے لگا کر
اس سے چالاک سے دوسرے کا حق کیوں دیا لیا، وہ دہاں یا نہ کہہ سکے گا کہ بے اللہ تیرے پیغمبر
نے میرے حق میں فیصلہ دیا تھا کیونکہ امر باطل نہ کرنا تھا آپ کی ذمہ داری نہ تھی اور نہ آپ غیب
جانتے تھے۔

بریلویوں کا ایک جواب

ہم متقی ہیں سنا فقی نہیں ہم۔ یہی حدیث کی شافعی شرح کی سر قلم ناسرک۔
ایک جواب: فقہاء میں سب امام ایک ہیں۔ ان کے اختلافات مسائل اور فروعات میں یہ فرقہ
میں نہیں اس پہلو سے ہم حضرت امام شافعی کو پناہ دے رہے ہیں۔ — ہم یہ کہتے ہیں شافعی
بھی پیش کئے دیتے ہیں۔ حدیث یعنی ۸۷۵۷: حضرت مسیح علیہ السلام کی مراد ان تفسیروں میں
داخل کئے ہیں۔

وزادوی ما تھا کون ذیہ صدی و ختم موب فیہ لک وایف: قضی
ببینک علی ظہر صافقرون بلہ

ترجمہ: اور میں نہیں جانتا جو خدا عزوجل ہے کہ میرے پاس آئے ہو ورا میں ہو
میرے سامنے جھکنا ہے ہو میں تو کہتا ہوں باتوں کے حق پر یہ مہدیٰ فیصلہ
کے راہ میں۔

یعنی میرا یہ فیصلہ اگر تم نے ہانا تو گے نے یا ہے تو یہ تمہیں غرضت میں اللہ کی پکڑ سے
نے حمد: تعارفی جہزہ استی

ذہباً بنائے گا۔ اس کے بعد موت ملازمین کی گنتی ہے۔

فَإِذَا كَانَ الْإِنْيَاءُ عَلَيْهِمُ السَّلَامَ لَا يَطْلُونَ ذَلِكَ فَخَيْرٌ جَائِزٌ أَنْ يَصْحَ
دَعْرَى خَيْرٌ مِنْ كَاهِنٍ أَوْ سَاحِرٍ أَلَمْ يَأْتِ الْإِنْيَاءُ مِنَ الْغَيْبِ
مَا عُلُوِّهِ بِهِ جَهَنَّمَ مِنَ الْوُجْهِ ۖ

ترجمہ: سو جب: خیراء کرام علیہم السلام غیب نہیں جانتے تو کسی کاهن یا سحری
کا اسے جاننے کا دعویٰ کسی طرح درست ہو سکتا ہے: خیراء کو مہذب کی صورت
وہی باقی جانتے ہیں جو انہیں وہی کے کسی انداز میں بتائی جائیں۔

علمائے شافعی نے بھی علمائے حنفی کی شرح کو اسی طرح تسلیم کیا ہے۔ عہد قسطنطنیہ (۱۴۵۳ء)
میں یوحنا بخاری کی شرح میں لکھتے ہیں۔۔۔

لَقِيَ بِهِ الْوَرْدَ عَلَى مَنْ زَعَمُوا مِنْ كَلْبٍ رَسُولًا يَعْلِمُ الْغَيْبَ فَيُطْلِعُ عَلَيْهِ
الْبُيُوتَ وَلَا يَخْفَى عَلَيْهِ الْمَقْلُومُ ۖ

ترجمہ: اس بات کو ان لوگوں کے وہ میں سید کیا گیا ہے جو کہتے ہیں کہ جو رسل
جو عہد وری سے کہ وہ علم غیب رکھتا ہو جو وطن پر وہ مطلع ہو۔ وہ کسی کا مظلوم ہونا
اس کے مخفی نہ رہ سکے۔

نویں امدد دوسری صدی ہجری کی یہ شہادتیں آپ کے سامنے ہیں: ۱۔ ٹھہری مدی کے
ملازمہ طیبی نے بھی یہی بات کہی تھی: حضرت شیخ عبدالحق العبدوی الدہلوی (د ۱۰۹۵ھ)۔ ۲۔ بخاری بخاری
منہ بن ہادی بن عمار حسین بن عبد اللہ طیبی (د ۷۲۲ھ) سے نقل کرتے ہیں۔۔

أَنْ يَضَعَ الْبَشَرِيَّ يَنْتَفِيْزُ أَنْ لَا يَدْرُسُ مِنَ الْأُمُورِ الْأَظْهَرُ وَوَعَدَتْهُ أَمَّا
حَرَمُ الْغُذُوبِ ۖ

ترجمہ: ۱۔ حضرت کہ وضع بشری متفق ہے کہ کہہ سکتی ہمارے کہ یہی جانتے ہوں امدد

آپ کا مصمم ہونا گناہوں کے بارے میں ہے (د جانتے کے بارے میں نہیں) یعنی خلاف حقیقت خیر دینا گناہ نہیں ہے۔ نتیجے کا ہر مورد پر دیئے جاتے ہیں باطن اور کو جاننا پیچیدہ کے منصب میں سے نہیں ہے۔

راؤنڈ ہدی کے مدارِ حروری (۷۶، ۷۷) اس حدیث کی شروع میں کہ حضرت علیؓ اور علیہ السلام نے مقررہ کی اس بحث میں اپنی بشریت کو پیش کیوں فرمایا۔ گفتے ہیں :-

سواء التنبیه علی حالة البشریة وان البطل لا یعلمون من الغیب و
بواطن الامور حیثاً الا ان یصلہم اللہ علی شئ من خلقہ

ترجمہ: اس حدیث کا اسبق آپ کا اپنی حالتِ بشریہ پر متنبہ کرنا ہے اور یکا لہا غیب اور باطنی باتوں کو نہیں۔ بذاتے سرانے اس کے کہ اللہ تعالیٰ نہیں کسی چیز پر مطلع فرمادے۔

یہ صحیح ہے کہ انبارِ اور سر کے منظر سے اس باب میں متنازع ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں کبھی نہیں پر مطلع کر دیتے ہیں لیکن یہ کسی کسی بات میں جتنا ہے بطور کہ غیب کی چابی کے واسطے میں نہیں دی جاتی۔ علامہ ابنِ دوقین العید (۷۶، ۷۷) گفتے ہیں :-

كان يفتقر مع الغیب فی اطلاعہ علی ما یطلعہ اللہ من الغیب و
الباطن وذلک فی امور مخصوصہ لوفی الاحکام العلمیۃ

ترجمہ: حضرت دو سرول سے اس میں متنازع ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو غیب باطن پر مطلع بھی کر دے ہے لیکن ایسا امور مخصوصہ میں ہوا احکامِ عام میں نہیں اسی لیے آپ نے فرمایا کہ میں بھی نہ انسان ہوں۔

ما تظاہر من جبر مستثنی (۷۸، ۷۹) بھی گفتے ہیں کہ یہاں کل غیب جانتے کی نفی ہے جزئیات پر مطلع ہونا اس کے منافی نہیں

الذیہ ردھا علی من زعم ان من کلن رسولاً فانہ صیلم کل غیب
ترجمہ: اس کو اس شخص کے رد میں بیان کیا ہے جو کہے کہ جو رسول ہم ضروری ہے
کہ وہ غیب جانتا ہو۔

دوسری صدی کے مجدد امام کاظم علی قاری (۱۰۱۳ھ) لکھتے ہیں:-

انما انما بشر۔۔۔ ای ظہر احوال علی الغیبات۔

ترجمہ: میں بشر ہوں۔۔۔ مجھے فیسی امور پر اطلاع نہیں ہے۔

یہ ہم نے ساتویں، آٹھویں، نویں اور دسویں صدی کی شہادت آپ کے سامنے پیش کر
دی ہے۔ ابن محمد بن لے اس حدیث کے درجی معنی سمجھے ہیں جو ہم نے بیان کیے ہیں کہ اس سے
حضرت کا مقصد چنی ذات گرامی سے ہم غیب کی نفی کرنا ہے گیارہویں صدی کے شیخ عبدالحق رحمہ
دہلوی (۱۰۵۱ھ) بھی شہادت جلد ۱ ص ۱۰۷ میں اسی کے موافق لکھتے ہیں۔ علامہ تہذیب ابن النجاشی
(۱۰۲۹ھ) نے بھی مرقع شفاء جلد ۲ ص ۱۷۱ میں یہی بات کہی ہے کہ حضور کا انما بشر کہتے بہ مطلب
یہ تھا کہ لا اعلم الغیب میں غیب نہیں جانتا۔

بارہویں صدی میں آپ سی بات شیخ محمد خلیفہ (۱۰۴۰ھ) سے سنیں گے یہی حدیث
ابن کثیر آپ کو حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (۱۱۷۹ھ) سے ثنائی دے گی پیر ہویں صدی میں
مفتی شہداء اللہ صاحب (۱۱۷۵ھ) حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی (۱۱۷۹ھ) اور علامہ محمود
اوسوی صاحب روح المعانی (۱۲۰۰ھ) اور آقا صاحب الدین خاں صاحب مظاہر حق (۱۲۰۰ھ)
نے بھی یہی بات کہی ہے اب ہم آپ کو چودہویں صدی میں لے جائیں۔

شیخ محمد حبیب اللہ اسٹنٹیل کی کے نامہ شاگرد محمد قواد عبدالباقی مولف التذکرۃ النورانیان
فیما لفق علیہ اشخاص میں حضرت ام سلمہؓ کی اس حدیث پر لکھتے ہیں:-

انما لا یعلم من زعم ان من کلن رسولاً فانہ صیلم کل غیب فی ظہر احوال علی الغیبات۔

ولا یخفی علیہ المظلوم ونحو ذلک فاشارة الى ان الوضیع البشري یقتضی له ان لا یدولک من الامور الذی جاورها حلاً علی ساطعاً علی سائر البشر فاحتی له بذلک الذی یقتضی حقه قطعه من السان ای طاقته من انارای من قضايت له یظاہر بحال الباطن فی حرام فلا یأخذون ما قضیت له لانه یأخذ ما یؤول به الی غلظه من اللزوم ترجمہ آپ کا یہ جواب ان لوگوں کے رد میں ہے جو سمجھتے ہیں کہ جو مرد ہر وہ علم غیب رکھتا ہے اور پیچھے امور پر مطلع ہوتا ہے اور کس سے غلام غمی نہیں رہ سکتا۔ اس پر آپ نے اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ وضع بشری تعاقب کرتی ہے کہ پیغمبر شیار کے مرت ظاہر و جام کو دیکھتا ہے اور اس پر وہ سب عزائت کشمیریں جو کسی انسان پر جاری ہوتی ہیں میں فیض کر دوں اس کے مطابق جو میں نے اس سے منشا پر ایک قطعاً لگا ہے۔ یعنی میں جس کے حق میں ظاہر کے مطابق جو حقیقت کے خلاف پر فیض کر دوں تو وہ چیز اس کے لیے راسخ ہی رہے گی سوائے ہرگز وہ چیز نہ لیجی جاوے جس کا میں نے اس کے لیے فیض کیا ہو کیونکہ اس صورت میں میں وہ اس چیز کو سکھاتا ہوں جو انجام کار اس کے لیے ہیتم کا ایک حصہ بنے گا۔

⑥ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کی روایات

① — غزوہ بنی المصطلق میں حضرت عائشہ صدیقہؓ کا ہار جو آپ نے اپنی بیٹی بنت حضرت اسماءؓ سے مستند لیا تھا تم ہر گیا۔ آنحضرتؐ بھی اسے تلاش کرتے رہے اور عذاباً بھی اسے پہنچا کر دے مگر وہ لاپتہ نہیں حضورؐ نے حضرت مسید بن حنیفہؓ کو چند ساتھیوں کے ساتھ اسے تلاش

کرنے کے لیے اصرار و دھر بھیجا مگر نہ ملا جب برطرف سے مایوسی ہوئی تو صحابہ کرام نے چلنے کا حکم کر دیا۔ وہ اونٹ جس پر حضرت عائشہؓ کا موجودہ تھا جب وہ اٹھا تو اس کے پیچھے سے وہ مارا۔

یہ حدیث صحیح بخاری جلد ۱۳ صفحہ ۱۶۲ صحیح مسلم جلد ۱۱ صفحہ ۱۱۱ سنن ابی حمزہ جلد ۱۲ صفحہ ۱۲۱ میں درج ہے۔ اہم مالک ص ۱۱۱ میں موجود ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں۔

خبر جامع رسول الله صلى الله عليه وسلم في بعض أسفاره حتى إذا كان بالبيضاء
أوبذات الحيش فتمع عقد لي فلذم رسول الله صلى الله عليه وسلم
المناسه فاقام الناس معه ولم ير اعلی منه فاني الناس الى ان يكون الصبح
فقالوا لا تبقی ما صنعت عائشة اقامت برسول الله صلى الله عليه وسلم
والناس ولم ير اعلی منه فاني معهم ما ... فبعض العبد المذنب
كنت عليه فاعلموا العفة تحته

ترجمہ ہم حضور اکرمؐ کے ساتھ کسی سفر میں گئے جب ہم کسی میدان یا کسی لشکر کے چاروں
میں تھے کہ کہیں میرا درگزر کیا؟ حضرت اس کی تلاش میں ٹھہرے رہے اور
ہمب کے ساتھ لوگ بھی ٹھہر گئے۔ وہاں پانی نہ تھا لوگ حضرت ابو بکر صدیقؓ سے
پانی مانگے اور کہا کیا آپ کو معلوم نہیں حضرت عائشہؓ نے کہا کہ آپ سے دعا کہ
دیا ہے حضورؐ وہ لوگوں کو ٹھہرا رکھا ہے اور وہ پانی پر ٹھہرے ہوئے نہیں اور
ان کے پاس ذخیرہ کردہ پانی بھی نہیں ہے۔ ... سو ہم نے اس اونٹ کو اٹھا لیا
جس پر میں تھی۔ سو ہم نے اُس کو اس کے پیچھے گرہ پایا۔

② — حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب غزوہ خندق سے واپس
ہوئے تو آپ نے فصل فرمایا آپ کے پاس حضرت جبریلؑ نے آئے اور کہا جس نے تو ابھی ہتھیار نہیں

کہے آپ نے رکھ دیتے ہیں، یا دھر چلے۔ حضورؐ نے پوچھا کہ ہر حضرت جبریلؑ نے جو قرطیہ کی طرف چلنے کے کہا، اس پر آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم دھر چلے، حضرت ام المومنین بیان کرتی ہیں۔

المراجع: البی من الخندق و وضع السلاح و قتل اٹاہ جبریل فقال

قد وضعت السلاح والله ما وضعتاه اخرج البیهقی لقالی ابن عثا

ھمنا و اثار الی بنی فی ظلمة و خرج البی علی اللہ علیہ السلام البیہقی

ترجمہ: جب آپؐ کو خبر ہوئی کہ خندق سے لڑنے اور آپؐ نے ہتھیار رکھ دیتے اور آپؐ

نے غسل فرمایا تو آپؐ کے پاس جبریلؑ حاضر ہوئے اور کہا آپؐ نے تو ہتھیار رکھ

دیتے ہیں مگر مجھ کو نہیں دیتے، آپؐ اور ہر ایک حضورؐ نے کہا کہ ہر جبریلؑ

نے کہا، اور ہر قرطیہ کی طرف اشارہ کیا، اس کے بعد آنحضرتؐ اور چلے۔

① — حضرت عائشہؓ کا اپنا حقیقہ بھی یہی تھا کہ آنحضرتؐ فیما بین چارے مرقوق ہیں، یعنی

مذکورین حضرت عائشہؓ سے، وایت کرتے ہیں، آپؐ نے فرمایا۔

من حدثك انه يسمع ما فـ... فقد كذب ثم قرات وما تدری

نفس ما ذاككم عندا ومن حدثك انه كتم فقد كذب ثم قرات، یا ایھا

ایم رسول متعذرا نزل انك من ربك۔

ترجمہ: جو تمہارے پاس یہ بیان کرے کہ آنحضرتؐ جانتے تھے کہ کلمہ کیا ہوگا، تو

اس نے جھوٹ بولا، پھر آپؐ نے قرآن کو تم کا یہ حد پڑھا کر کہی، مگر نہیں مانا کہ

وہ کلمہ کیا کرے گا، آپؐ نے کہا جو شخص میرے سامنے بیان کرے کہ حضورؐ نے

دین کی کوئی بات چھپائی تو میں نے بھی بہت بڑا جھوٹ بولا، پھر آپؐ نے قرآن

کو تم کا یہ حد پڑھا، اے رسول! آپؐ پہنچا دیں جو آپؐ پر آپؐ کے سب کی طرف

سے اتارا گیا۔

④ — عن عائشة قالت خرج النبي صلى الله عليه وسلم من منى وهو قمر العین

عطیب النفس فخرج الی وهو حزین فقلت له فقال انی دخلت الکعبة

ورودت الی لم اکن فقلت ۛ

ترجمہ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں ایک دفعہ حضورؐ میرے پاس سے گئے، وہ آپؐ بہت

سکھڑی اور خوش خوش تھے جب کہ ترمکین نے میں نے اس کا سبب پوچھا

آپؐ نے فرمایا میں کعبہ میں داخل ہوا تھا اور میں چاہتا تھا کہ ایسا ذکر کر۔

یہ حدیث سن کر ابی داؤد میں بھی ہے اور کسیر کے الفاظ یہ ہیں۔

ولما استقبلت من امری ما استبدت بما خلقتها فبـ الخاف ان

اکن شقت علی انشی ۛ

ترجمہ اس بات کہ مجھے پہلے سے سلام ہوتا تھا اب ہر آدمی کعبہ میں داخل نہ ہوتا

مجھے اندیشہ ہوا کہ میں نے اپنی امت پر ایک مشقت ڈالی ہے۔

اس حدیث سے پتہ چلا کہ آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلمؐ کے جاننے کا دعویٰ نہ تھا

مکہ آپؐ اس طرح کھل کر نہ کہتے کہ جہاں اب مجھ پر گھٹی ہے یہ پہلے مجھے معلوم نہ تھی جس کو کلمہ طیب

منا جو چکا ہو وہ کبھی نہیں کہتا کہ یہ بات مجھے پہلے معلوم نہ تھی۔

⑤ — عن عائشة انھا قالت واعد رسول الله صلى الله عليه وسلم جبیر بن عبد الله

السلام فی ساعۃ یاتہ فیہا غبارت تلت الساعة ولم یاتہ وفی یدہ عصا

خالقا من یدہ وقال ما یخلف الله وبعده ولا رسلہ ثم التفت فاذا اجرو

کلب تحت سریر فقال یا عائشۃ منی دخل هذا الکلب لہذا فقالت واللہ

ما دریش فاس یدہ فانخرج فجاء جبیر بن عبد الله فقال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلمؐ

علیہ وسلمؐ واد دینی جعلت انک فلم تات فمال متعنی الکلبۃ الذی کان فی

نہ جامع ترمذی جلد ۱۹ ص ۱۱۱ سنن ابی داؤد جلد ۱ ص ۱۱۱

روند وہ حضورؐ سے کہتیں آپؐ نے مجھے یوں بتایا تھا کہ کہاں چُپا ہے اور مجھے اسے تلاش کرنے کی زحمت نہ روند کرنی پڑتی۔

۷۔ می ٹاگہ پہ بھاری ہے مگر ہی تیری

③ اسم المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں مجھے حضرت میمونہؓ نے بتایا کہ ایک روز حضرت پریشان خاطر تھے۔ آپؐ نے پوچھا حضورؐ میں نے آپؐ کو کبھی ایسی طرح پریشان من نہیں دیکھا۔ آپؐ نے کہا میری من میں شب اتنے کا دمہ کیا تھا۔ دو دن تک آپؐ سناؤں ایسی طرح رہے پھر آپؐ کو یاد آیا کہ کتنے کا پتا محمدؐ کے نیچے ہے۔ آپؐ نے اسے نکالنے کا حکم دیا اور اپنے دست مبارک سے اس ٹیگر پر پانی خیر کا پیربب شام ہوئی حضرت جبریلؑ تشریف لائے۔

ثم انبعث في نفسه جرد مكعب ممد لنا فامس به فاحمر ثم اخذ
به ما في منضم مكانه فما اوصى فقه حمربل عبد السلام
تجدد پیربب کو یاد آیا کہ آپؐ کے حمود ہمیشہ کے نیچے کتنے کا پتا موجود ہے۔ آپؐ
نے اس کے نکالنے کا حکم دیا اور اپنے ہاتھ سے اس ٹیگر پر پانی خیر کا پیربب
شام ہوئی حضرت جبریلؑ ہی فرمائے۔

یہ وہ درد تھا جسے اس میں سکتے کر نکالیں۔ ذکر ناپائیدگیں و حیزان نہ رہا تھا کہ کتنا غم و غم
کے نیچے موجود ہے۔ تاہم حضرت جبریلؑ کے وعدہ کے مطابق نہ آنے پر آپؐ پریشان رہے۔ آپؐ کو
علم خفیب ہوتا تو فرما دیتا کہ پریشانی میں نہ رہتے کہ جبریلؑ وعدہ کے مطابق کیوں حاضر نہ ہوئے
آزاد وقت گزارنے کے بعد جب کہیں یاد آیا کہ حمود خیر کے نیچے کتنا درد ہے۔

۴۴) ام المؤمنین حضرت صفیہ بنت محی کا واقعہ

حضرت حفصہؓ میسرہ کے سردار کی بیٹی تھیں۔ فتح خیبر پر جو قرظہ اور بڑے فخر کے ساتھ جو تھیں مسلمانوں کے ہاتھ لگیں انہیں یہ بھی تھیں۔ حضرت نے یانہیں کو تعلیم کیا تو یہ حضرت وحید کو بھی گئے جس میں آپ نے ایک دوسرے صحابی نے جو نہیں جانتا تھا حضورؐ کی خدمت میں عرض کیا کہ یہ اپنے قبائلیان میں ہے۔ اسے آپ کے پاس جوتا چاہیے۔ آپ نے تحقیق حال کی۔ حضرت وحید کو بڑا اور گہرا ان قیدیوں حمد توں سے اور کسی کا انتخاب کرلو اور اسے اپنے پاس رکھا۔ پھر کیا جوا سے حضرت انسؓ کو نہ بانی بنیے۔ آپ کہتے ہیں۔

تَجَاءدَ رَجُلٌ إِلَى نَبِيِّ اللَّهِ عَلَى اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ اعْطِيتَ رَحِيهَ

صفيه بنت أبي سفيان قرينه والنسبي، انصم الألب

نیز جب ایک شخص نئی سرخ مٹی، لٹریٹریہ و سٹیل کے پاس آتا اور کہتا: اے اللہ کے نبی،

آپ نے حضرت وحیدؑ کو صلیبیہ جو فریڈی وے نظیراً مسواری میں لے دی ہیں ۔

اپنے شہر کے غلام سے آپ کے لائق نہیں۔

فَاَعْتَمِدُوا عَلَى اللَّهِ وَلَهُ الْوَكَلَةُ ۖ إِنَّهُ عَلَىٰ وَعْدِهِ شَدِيدٌ

بأجدين نحن نواله إمام سليم فاهد نواله من اللين فأجمع واشق عرو سنا

فقال من كان عنه شيء فليجيء به قال وربط فجعاً . فبانت وثيمة

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم،

نہ جبر، نہ خفرت، عملِ شریعت و احکام کے لئے، نہ راہِ گناہ اور بھیراں سے بھاگنا، نہ قہر و سی

کے رشتہ میں تھے کہ رسولیہ نے عفت صغیرہ کو داہن بنایا اور اسے حضرت کی خدمت میں

میچ دیا میچ کرپ اس سے شادق شدہ تھے۔ آپ نے میچے کا کبک و مشرقیوں

۱۔ مکتبہ اسلامیہ، لاہور، جامعہ تجاریہ اسلام آباد کے ایضاً

بچھا دیا اور فرمایا جس کے پاس کھانے کے لیے جو کچھ ہوے بجز صحابہ کرام نہایت
سی کشادہ رہے۔ حضرت کا وہ عظیمہ تھا۔

سب حضرت عقیقہ بنت قیس ام المومنین بنی مکی تھیں۔ آپ کا پہلے حضرت وحیدہ کو ایامہز
مناسب نہ تھا۔ حضرت وحیدہ کو صحابی جیل تھے مگر یہ سب سہا جی تھے اور یہ اپنے قبیلہ کی سردار تھیں
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دور دورہ دل کی عزت نفس کا چرخیان رکھتے اور اسی حسرت سے آپ نے
حضرت عقیقہ سے نکاح کیا۔

آپ علیہ السلام کہتے ہوتے تو پہلے اپنی عزت وحی کے ٹٹک میں نہ دیتے اور شرف
سے جانے بولنے کا کوئی کس کس کے مناسب ہے پھر یہ اس صحابی نے آپ کو اس عزت و
دینی تو آپ مزید تحقیق نہ فرماتے۔

تریب واقعت سے پتہ چلتا ہے کہ آنحضرت کا دوسرے تھا کہ آپ علیہ السلام جانتے ہیں
اور وہ مسرت سمجھتے تھے کہ آپ ہر بات پہلے سے جانتے ہیں وہ وہ صفہ کی خدمت میں اگر پناہ
پیشہ کرتے اور وہ صفہ اسے قبول کرتے ہو کر فرماتے کہ کیا میں پہلے سے ان تمام باتوں کا خبر
جاتا

⑤ ام المومنین حضرت زینب بنت جحش کا واقعہ

حضرت زینبؓ کا حجاجؓ آنحضرتؐ سے سند بچی میں ہوا۔ وہ عجب دلیر بہتر صحابیہ تھیں
وہ کھانا کھانے کے بعد بھی وہیں بیٹھ رہے آپؐ اٹھ گئے تاکہ یہ عزت بھی اپنے اپنے کاموں کے
جے ٹھہ جائیں۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں میں آنحضرتؐ کے ساتھ تھا۔ حضورؐ وہاں لوٹے تو دیکھا کہ وہ
بسترو بیٹھیں ہیں ابھی وہاں نہیں جوئے آنحضرتؐ پھر چلے گئے صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف۔ ان کی غیبت
پھر خبر نہ کرنا اور نہ ہی ہے اور پھر وہ ٹھہریں۔

آنحضرتؐ کو اگر عجب بہتر تا تو وہ جاگ نہ تو سوتے اور نہ جانتے ہوئے نہ ابھی وہ ٹھہریں

حضرت علیؑ اپنے ہم پیروں کے مطابق فیض کرتے اور قسم کے وفات شہادت دیتے ہیں کہ وہ
انصاف علیؑ اللہ جل و علاہ نے علم غیب کا حق انہیں کے صحابہؓ آپ کے بارے میں علم غیب
رکھنے کے قائل تھے۔

نفی علم غیب پر صحابہؓ کی روایات

سچی بات یہ ہے کہ جب سے پہلے حضرت عمرؓ کی شہادت پیش کرتے ہیں۔
غزوہ بدر میں مشرکین کے سر سرد و سرخ ہوئے اور سر قیدی بنائے گئے۔ زبید و ما
کے بارے میں آپ نے صحابہؓ سے مشورہ کیا۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ کی رائے تھی کہ انہیں لادیے گئے
چھوڑ دیے جائے مگر حضرت عمرؓ کی رائے تھی کہ انہیں قتل کر دیے جائے۔ حضرت ابوبکرؓ
کو اس سے اتفاق کی اور ان قیدیوں کو چھوڑ دیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل کیں

مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ أَنْ يَتَّخِذَ مِنْ دُونِ الْمَدِينِ مَثْوًى وَكَانَ عَرَضًا

مَدِينًا ذَاتُ بَرْقٍ بَرِيدَ الْخَبَرِ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ۔ (النساء ۱۰۱)

مَدِينًا لَمْ تَكُنْ لِمَا حَذَّرَ عَدَاؤُكَ غَنِيمَةً۔ (النساء ۱۰۲)

ترجمہ: نبی کو نہ چاہیے کہ اپنے ہر گھر قیدیوں کو جب تک کہ زمین پر اکٹرا
کاغز نہ لگے کہ وہ اپنے ہر دنیا کی عزت اور انہر کے ہر چاہیے عزت
نہا نہ اندر رکھتے رہے۔ اگر نہ ہو تو یہ بات کہ تم کو بچا اللہ اپنے سے وقار
کو پہنچتا رہا اپنے میں بڑا قدر ہے۔

اس سے پتہ چلا کہ قرعہ کی کو پیٹہ ان ظالموں کا حق تھا اور یہ اسے حضرت عمرؓ کی حق
انصاف علیؑ شرمیدہ و شرمناک فیض تھا۔ جہاں آگیا تھا اور اس وقت تک یہ حق تری نہ تھی۔ اس وقت
کے اس فیصلے کو قرعہ لغز نہیں کہا جاسکتا۔ چنانچہ آپ اپنے ہی فیصلہ پر قائم رہے اور ان قیدیوں
کے حق کا کھمراہ نہ فرمایا۔ جہاں اور نص میں اختلاف نہ ہو تو معارض نہیں رہتا۔ حق را قاضی

ہے سے ناظر بھی یا قیاسی ہے شیخ احمد المعروف بہ تاجیران فرماتا ہے: لکھتے ہیں...

لیریتقد من اخذ الفداء الى القتل بل اسفقر عليه۔

ترجمہ: جب فدیہ کے فیصلے سے قتل کی طرف نہ لوٹے بلکہ اسس پر قائم رہے۔

اس فیصلے کے اگلے دن حضرت عمرؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ آپ نے آپ کو اور حضرت ابو بکرؓ کو روکے پایا۔ حضرت عمرؓ کہتے ہیں:-

فلما كان في الغد جئت فاذا رسول الله صلى الله عليه وسلم واجوبكر

فاعدین وها یکین... فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ابکی

للاذی عرض علی اصحابک من اخذهم الفداء لقد عرض علی عذاب

ہدی من هذه الشجرة قریبہ من نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فانزل

اللہ حذر رسول ما کان لنبی ان یکون له اسوی حتی یخین فی الراض۔

ترجمہ: جب صبح ہوئی تو میں حاضر ہوا کیا دیکھا ہوں کہ حضورؐ اور حضرت ابو بکرؓ دونوں بیٹھے

دو پہرے ہیں، آنحضرتؐ نے فرمایا میرا اس پر مدد ہو کہ میرے ساتھیوں پر ان کے

فدیہ لینے کے باعث کیا صورت سامنے آئی ان پر غصہ نہ تھا مجھے اس صفت

کے ہوا آپ کے قریب تھکے بھی زیادہ قریب دکھائی دیا اسس پر اظہارِ حالی نے

اہمیت آتی تھی کہ نبیؐ کو نہ چاہیے کہ اپنے عزیزوں کے قیدیوں کو جب تک کہ زمین پر نہ

گئی خون ریزی نہ کرے۔

کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکرؓ کو اخذ فدیہ کا مشورہ دیتے ہوئے اسس

بہت کا علم تھا کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اس دے کو پسند نہ فرمائے گا اور اس پر قرآن کریم کی آیات اتھیں گی؟

حق کہ ہمیں اپنی اس رائے پر یقین تھا کہ ہرگز نہیں چاہیے کہ نبیؐ کو جیتے نہ تعالیٰ کی

پھر آپ نے عبد اللہ بن ابی کون غارِ جہانہ پڑھائی اس پر یہ آیات اُتریں: ۷۔ سماعیٰ فیض
حضرت عمرؓ کی عرضداشت کے مطابق تھا:

و لا فصل علیٰ اسد منہم مات ایذا ولا تقم علی قبرہ ۵۰۔ آپ التوبہؓ ت بھی
توجہ اور آپ ان میں سے کسی کو نمازِ جنازہ نہ پڑھیں جب وہ مرے اور نہ کسی اس کی
قبر پر اور مائے استغفار کے لیے ہاتھ نہ رکھیں۔

کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی نمازِ جنازہ پڑھانے کا حکم تھا کہ بھی اللہ تعالیٰ مجھے
اس سے روک دیں گے اور اس پر قرآن کی آیات اُتریں گی: اور فیضِ حضرت عمرؓ کے حق میں ہو گا۔
حضرت عمرؓ غرض اس پر شرمندہ تھے کہ میری وجہ سے آنحضرتؐ کی بات پیچھے کیوں رہی حضورؐ نے
جب عبد اللہ بن ابی کون نمازِ جنازہ پڑھائی تو اس میں حضرت عمرؓ بھی شامل تھے اور آپؐ نے چاہتے
تھے کہ حضرتؐ کی بات پیچھے رہے۔

اس سے پتہ چلا کہ نہ یہ آنحضرتؐ کا دھوئے تھا کہ میں غیب جانتا ہوں اور نہ صحابہؓ ہی یہ
معتقد رکھتے تھے کہ آپؐ غیب جانتے ہیں۔ آنحضرتؐ کا حکم وہی پا کر اپنے سابق موقف سے رجوع
کرنا اس کی واضح دلیل ہے۔ واللہ اعلم بالعداب وعلیہ اتم و احکم فی کل ملب۔

حضرت قتادہؓ کے خلاف فیصلہ اور پھر ان کے حق میں وحی

حضرت قتادہؓ کے بچے رفادہ کے گھر بنو امیہ کے بشیر نامی ایک شخص نے چوری کی صورت
تمناؤں نے اپنا کیس حضورؐ کی خدمت میں پیش کیا۔ حمد نے اپنی جو بے نیازی سے اپنے حق میں نہیں
سمایا یہاں تک کہ حضورؐ نے حضرت قتادہؓ کو گھر دیا کہ تم نے بغیر کسی گواہ کے ایک گھر پر
ایک ختم لگایا۔

اس پر حضرت قتادہؓ بہت غمگین ہوئے اور کہا:۔
ترجمہ میں کاش اپنے اس معاملہ کی حضورؐ کو خبر نہ کرتا۔

پھر آنحضرت پر وہی نازل ہوئی اور حضورؐ کو حقیقتِ حال پر مطلع کیا گیا اور آپؐ کو مستغفر
کر کے کا حکم ہوا۔

اَنَا اَنْزَلْتُ اِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا ارَاكَ اللهُ وَلاَ يُسْكِنُ
لِلْفَاسِقِينَ نَصِيحًا۔ واستغفر الله ان الله كان خفياً من جهاد وپ انداز مع
ترجمہ: بیشک ہم نے آپؐ کی طرف حق کے ساتھ کتاب اتاری تاکہ آپؐ لوگوں میں اللہ
کی رہنمائی سے فیض دے اور آپؐ نبوت کر کے مانوں کے حامی نہ ہوں اور تعالیٰ
سے مستغفر مانگیں ہے شک اور تردید بچنے والا اور رہ کر لے والا ہے۔
اس سے پتہ چلا کہ آنحضرتؐ نہ ہر جگہ حاضر و ناظر تھے کہ دیکھ پاتے کہ چور بڑھ رہے تھے قحط کا
تزام ہے یا نہیں اور نہ حضرت قحط کا یہ عہدہ تھا کہ حضورؐ ہر وقت ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں ورنہ
یہ نہ کہتے کہ کاش میں اس معاملہ کی خبر نہ دے سکتا۔

آپؐ کا طلبِ اخبار سے اپنی فاقہ گرامی سے علمِ غیب کی نفی کرنا

آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم بعض اوقات صحابہ کرامؓ سے صحبتِ حال دریافت فرماتے اور بعض
اوقات انہیں کسی حدیث اور حدیث کی خبر دینے پر تنبیہ فرماتے۔ اس قسم کے واقعات عام پیش آتے ہیں
یہ صحابہؓ ہیں اس یقین کو راہِ حقیقی کو آپؐ علمِ غیب نہیں رکھتے نہ ہر جگہ بذاتِ اقدس حاضر و ناظر
ہیں۔ ہم ان میں سے چند واقعات یہاں پیش کیے دیتے ہیں۔

① حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ جہری نماز میں منسوب نماز
یا فجر، پڑھا ہے سنتے کہ کسی شخص نے آپؐ کے پیچھے قرآن کا کوئی حصہ پڑھا آپؐ جب نماز سے
تاریخ ہوئے تو آپؐ نے صحابہؓ سے پوچھا۔

هل قرأ احدكم انفا قال رجل نعم يا رسول الله قال اني اقول ما اقول انما اقول ما اقول

ترجمہ کیا تو میں نے کوئی میرے ساتھ بھی قرآن پڑھ رہا تھا، ایک شخص نے کہا ہاں آپ نے فرمایا یہ کہ پڑھنا قرآن میں میرے ساتھ بیٹھنا ہی کیا ہے، حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں آپ کے اس اشارہ پر صحابہؓ امام کے پیچھے قرآن پڑھنے سے ترک کر گئے جب وہ قرآن کو سن رہے تھے۔

فَاتَمَّتْهُمُ النَّاسُ مِنَ الْقُرْآنِ فَبَدَّاهُ رَسُولُ اللَّهِ بِالْقُرْآنِ مِنَ الْحَقِيقَةِ
حِينَ مَمْلُوءًا لَّ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے، روحانی طور پر محسوس کر لیا کہ میرے پیچھے کوئی سورہہ فاتحہ پڑھ رہا ہے لیکن آپ کو یہ معلوم نہ تھا کہ وہ کون ہے، آپ نے دریافت فرمایا، وہ بات، یہ خرچ ہوئی جو حضور کا وہاں کہہ رہا تھا اور آپ اس پر گرائی محسوس کر رہے تھے۔

اس سے پہلے یہ مسئلہ نکلا ہے کہ امام کے پیچھے کوئی حصہ قرآن نہ پڑھنا چاہیے یہ بات بھی نکلی ہے کہ آنحضرتؐ بعض اوقات صحابہؓ سے صورت حال دریافت فرماتے اور سے صحابہؓ کے اس یقین کو قوت دیتی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم علم حلیہ نہ جانتے تھے مگر آپ اس روحانی فیض پر سمجھتے کہ مقتدری کا پیچھے آجسٹہ سے قرآن پڑھنا بھی آپ کے قرآن پڑھنے میں داخل ہوتا تھا۔

② — حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں ایک سیاہ فام عورت مسجد کی سنائی گیا کرتی تھی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کچھ دانا منفقہ دیا یا تو اس کے بارے میں دریافت فرمایا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی گئی کہ وہ غریب ہو گئی ہے، آپ نے فرمایا تم مجھے کیوں نہ بتایا۔

فَاتَمَّتْهُمُ الْقُرْآنُ فَبَدَّاهُ رَسُولُ اللَّهِ الْقُرْآنَ فِي الْقُرْآنِ
مَعْلُومًا لَّ

ترجمہ کیا تو میں نے قرآن پڑھنا ہی کیا ہے کہ اگر وہ عورت اس سے مراد کا منفقہ دے دیتی تھی، آپ نے کہا کہ مجھے اس کی خبر نہ تھی، اس کا کہہ سنا ہی کہ وہ آپ نے پھر اس پر نہ زیادہ پڑھی۔

بیب بیپ نے اس کو قبر پر پانا یا ہاتھ صاف نہ سے اس کی قبر کا پتہ پوچھا۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کا ہر واقعہ اور چیز کے بارے میں غیب جاننے کا دعویٰ ہرگز نہ تھا۔

اگر یہی صورت ہے جس کے چار پرانے کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اخلاص معنی اور حضور اس کی عبادت کر بھی گئے تھے اور فرمایا تھا کہ جب یہ مرحلے تو مجھے بتانا، تو پھر صحابہ کرام کا آپ کو نہ بتانا کہ حضور کو رات کے وقت آنے کی تحکیم نہ ہو یہ ان کا اپنا اجتہاد تھا۔ اور جیسا کہ جیسا کہ اس سے ایک فقر پر عمل جمعیت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر صحابہ پر کسی ناراضگی کا اظہار نہ فرمایا۔ سنن نسائی میں ہے۔

نَقَالَ اَوْ مَا تَدْعُوْنِيْ فَاَتَتْ لَيْلًا فَلَمَّا قَرَّبَهَا وَلَمْ يَدْعُوا الْمُنْبِيَّ صَلَّى اللَّهُ

صَلَّى وَسَلَّمَ فَلَمَّا اَصْبَحَ سَأَلَ عَنْهُمْ فَقَالُوا كَيْفَ هَٰذَا اِنْ فَوْقَ ظَهْرِيْ يَارَسُولَ اللَّهِ

فَاتَّقِ قَبْرِيْ هَا اَنْصَلِيْ عَلَيْهِمْ اَرْكَبُهَا رُبَّمَا

ترجمہ: برائے فرمایا کہ جب یہ مرحلے تو مجھے اطلاع دینا وہ رات کو وقت میں اور انہوں نے

اس کی آپ کو طرح منگی جب صبح ہوئی تو آپ نے اس کے بارے میں دریافت فرمایا صحابہ

نے عرض کی کہ ہم نے آپ کو چنانچہ سنا سب نہ سمجھا تھا۔ آپ پھر اس کی قبر پر آئے اور ان

آپ نے چار ٹکیروں سے اس کی نماز جنازہ پڑھی۔

بہب کا یہ طرز عمل صرف جن معاشرت اور تہذیب اخلاق کے لیے نہیں تھا۔ یہ اسکی اور اہل

تہذیب اسلام کی تہذیب و تمدن کے لیے بھی تھا۔ اسی فکر سے کام لیتے اور صحابہ کو مختلف مقامات پر

اہل کو دے کہ وہ مدینہ منورہ کے حضور کو اس کی خبر لیا جائے گی۔ آنحضرت کو غیبی ائمہ میں

خبروں کی طلب رہی تھی۔ مگر اس صورت حال سے غیبی کے لیے آپ اپنے صاحبزادے کو تیار کر سکیں۔

②۔ حضرت علیؓ کہتے ہیں جبکہ قرآن کے موقع پر نہ ہم سر دی کا تھا اور کڑی اسرو دی

پڑھی تھی آپ دشمن کی پوزیشن معلوم کرنا چاہتے تھے۔ آپ کی غرض اس بھی کہ کوئی شخص جنت کے

اور دشمن کے حالات سے آپ کو باخبر کرے۔ جب کوئی سرحد پر جانے کے لیے تیار نہ ہو، تو آپ نے حضرت حذیفہؓ سے کہا۔

قرباً حذیفہؓ فانتا بجعل القوم فلعراجد بدأ اداء عانی باسعی ان اقوی
قال اذهب فانتی بجعل القوم ولا تفرح عروہ علی

ترجمہ: حذیفہؓ! تمہارا یہیں ان کی خبر لانا کہ وہ آپ نے چونکہ میرا نام لے کر فرمایا تھا مجھے اُٹھنے سے چارہ نہ رہا۔ آپ نے پھر کہا جاؤ اور ان لوگوں کے حالات مجھے لا کر دے اور انہیں اپنے خلاف اُٹھانا نہیں۔

اس کڑی سردی میں حضرت حذیفہؓ کا سرحد پر جانا اور دشمن کے حالات کی خبر لانا بتاتا ہے کہ ان کا عقیدہ یہ ہرگز نہ تھا کہ حضورؐ بطور رک کے علم غیب رکھتے ہیں۔ ورنہ وہ عرض کر دیتے کہ آپ ہر بات جانتے ہیں۔ آپ کو علم غیب عطا ہوا ہے۔ اس وقت وہاں کسی آدمی کو بھیجے کی کیا ضرورت ہے۔ معلوم ہوا کہ ہرگز یہ عقیدہ نہ رکھتے تھے کہ آپ بطور مذاہب غیب جانتے تھے۔ یہ تاویل نہ کی جائے کہ آپ امت کو تابہر جہاد سکھلا رہے تھے۔ یہ اس لیے کہ بعض مفسرین امت کے لیے رسالت کے بارے میں کسی پر عقیدہ کی گواہ نہیں دی جاسکتی۔ آپ نے پہلے تو فرمایا: فانتا بجعل القوم لیکن جب حضرت حذیفہؓ اُٹھے تو فرمایا: فانتی بجعل القوم پس آپ نے خاص اپنے لیے جنسی شہر کی طلب ظاہر فرمائی ہے۔

۴) — آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب سسٹا کا آبو جہل آیا گیا ہے تو فرمایا کسی کو بھیجا کہ وہ اگر حضورؐ کو مصیبت حال نہ لائے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ معلوم ہوا کہ اسے حضورؐ کے دو بیٹوں نے مارا ہے یہ دونوں پھر حضورؐ کے پاس لائے گئے، تو آپ نے پھر ان سے خود بھی دریافت فرمایا کہ وہ لوگ ہیں سے کس نے اسے مارا؟ وہ لوگ کاخوار بن غنم انکروہ تھیں۔ معلوم ہوتا ہے انکروہ بارہ اس پر حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے کیا ہو گا کچھ دقت باقی رہی اور آپ نے اس کا نہ فرمایا۔

یہ ہے کہ

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَئِذٍ مَنْ يَنْتَظِرُ مَا عَظُبُ الْإِبْرَهِيمَ فَانْظُرْ

ابن مسعود في رواية عنه عن أبيه أنهما سمعا رسول الله

حرج بنی کریم نے جد کے دن کہا کون ہے جو چہ لانے ابو جہل نے کیا کہ سہرا بن مسودہ نے آپ نے دیکھا کہ عفرات کے بیٹوں نے دسے مجرا بھی ہے۔

حضرت علیؓ علیہ السلام نے بھی چاہا کہ خود مرتضیٰ پر جانیں اور خود بخیر اس طعن کے دشمن کی نگہبازی، اگر آپ ہر جگہ حاضر ناظر ہوتے تو یہ خود بخیر کی خواہش کس لیے کرتے۔

ابوداؤد والعلیٰ سی ۲۶۲۲ روایت کرتے ہیں حضرت عبدالعزیز مسعودؓ نے آپؐ کو قبل اہل جہل کی خبر دی ہے آپؐ نے پھر انہیں رحم دے کر پوچھا: انہوں نے کہا: بخدا وہ مارا گیا ہے پھر آپؐ ان کے ساتھ موقع نہ گئے۔

فاحضرنى فاريا، مجلسه فظنوا اليه فقال هذا كان خرمون، هذه الامة.

ترجمہ: مولانا محمد رفیع صاحب، گئے۔ ہم نے آپ کو وہ دکھایا آپ نے اسے دیکھا اور فرمایا کہ یہ: مسامت کا فرعون تھا۔

⑤۔ حضرت رافعؓ بیان کرتے ہیں:-

مليت خلفي اني صلي الله عليه وسلم ففصبت فقلت الحمد لله وحده اكثرا

میاں کاغذہ مبارکنا علیہ کما یحب دنیا ویرحمہنی، قلنا علی رسول اللہ صلی

اللَّهُ عَلِيمٌ بِمَا تُصْرِفُونَ ۖ فَبِئْسَ مَا تَكْتُمُونَ فِي الصَّلَاةِ ۚ فَكُلُّكُمْ لَكَ عَدُوٌّ إِلَّا الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ ۚ وَلَئِنَّ كَثِيرًا مِّنْهُمْ لَكَاذِبُونَ ۚ

ثم قال: الثانية من الشكوك في الصلوة فقال رفاعه بن رافع: مبتغوا

انا يا رسول الله... فقال النبي صلى الله عليه وسلم لقد اجتمعوا لي بضعه

وَأَخْرَجَ مِنْهَا الْيَهُودَ بِطَرَفٍ

منجھ میں نے آنحضرتؐ کے پیچھے نماز پڑھی مجھے چھینک بھئی میں نے پوچھا
الحمد لله حمداً اکتیرا... (اگر جب حضورؐ نے نماز پڑھنی ہے آپؐ ایک صوف
پہنے اور پوچھا نماز میں یہ اپنی بات کر لے عالاقرن تھا کسی نے کہا سب سے
جوں نہ کہ آپؐ نے پھر وہ مری مرتبہ پوچھا، اس پر ناصر بن حفصؒ نے کہا یاد رکھو اللہ
میں تھا آپؐ نے فرمایا جینیں مرنے والے نمازیوں کی طرف توجہ نہ کرو یہ تھا کہ
کون اس کو لے کر اندر چلے

لاادری کے الفاظ سے اپنے سے علم غیب کی نفی

آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی مواقع پر لاادری (میں یہ بات نہیں جانتا) کہا کہ اپنی ذات
مغزی سے علم غیب کی نفی کی۔ ہم صفت ذات صرف اللہ رب العزت کو ہے۔ دوسرے ہیں آتنا بربا میں
جناہ بناوے۔ اس کے سوا لاادری کا کوئی میدان ہے۔ آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم سے لاادری
کہنا ہر قدر منقول ہے۔ ایک موقع پر نہیں کئی مواقع پر آپؐ نے یہ الفاظ کہے یہاں تک کہ مستحی
پر اس بن گئی کہ جب کوئی مسئلہ پوچھا جاتے اور وہ معلوم نہ ہو تو عالم کما ہی فرمایا کہ میں لاادری
کہے مجھ پر عالم حدیث عالم ماکم (۲۰۵) ایک ایسی حدیث پر رکھتے ہیں۔

هذه الحديث اصله في قول العالم لاادری

پھر اس راہ پر تمام نبیؑ کے صحابہؓ اور ائمہ دینؒ چلے اور لاادری کہنا اپنے بنو ہنے
کا شرف علم کہیں ایمان کہنا اگر باعدائی کا دھوٹے ہے کیوں علم صرف کسی کی صفت ذات ہے ہم
لے ہستہ رک جہد ہذا

آپ نے ان لوگوں کے بتوانے پر پھر ہرازی کے قیدی چھڑے۔ اس سے پتہ چلا کہ مجمع عام کی مشترکہ آوازوں میں آپ کا یہ پچھاننا کہ کون اجانتا دوسرا ہے اور کون نہیں جانتا ممکن نہ تھا۔ آپ نے جب لاہوری کہا تو آپ جھوٹ نہ کہہ رہے تھے واقعی آپ نہ جان رہے تھے وہ چھان رہے تھے۔ آپ اگر غریب جانتے تو یہاں کبھی لاہوری کہہ کر اعلان نہ فرماتے کہ مجھے پتہ نہیں چل رہا کہ کون اذان دے رہا ہے اور کون اس طرح روک روک رہے ہیں۔

(۷) — حضرت مدنیؒ کہتے ہیں کہ ہم آنحضرتؐ کے پاس بیٹھے تھے کہ آپ نے فرمایا۔

انی لا ادری ما یقال فیکم فانتہوا یا اللہ عن جدی وانشاء اللہ بانی بکرمہ
ترجمہ میں نہیں جانتا کہنا جو تم میں رہوں سو تم میرے بعد ان دو کی پیروی کرنا بعد
میں نے حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کی عزت و شان ادا فرمایا۔

(۸) — حضرت جابر بن عبد اللہ انصاریؓ کہتے ہیں میں نے یہ مہاجر پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی
سہاری پر رکھ کر دیکھا اور آپ کہہ رہے تھے۔

لا تخذوا مناسککم فانی لا ادری لعلی لا ارجع بعد بحقوقہ۔

ترجمہ تمہارے مناسک مجھ سے کہو کیونکہ مجھے معلوم نہیں شاید میں اس حج کے
بعد واپس نہ آ سکوں۔

ایک اور روایت میں یہ الفاظ ملتے ہیں۔

لعلی لا ارجع بعد حامی بذا

ترجمہ ہو سکتا ہے کہ میں نہیں اپنے اس مال کے بعد واپس نہ آ سکوں۔

آنحضرتؐ تو یہ فرمادے ہیں کہ بعد از موت میں تمہیں نہ دیکھ پاؤں گا اور جو میری حبیبتہ رکھتے
ہیں کہ آپ اب تک ہر ایک کو دیکھ رہے ہیں۔ آنحضرتؐ کی اس سے کھلی تکذیب اندیکھا ہو گی جو کہنے پر آمادہ

۱۔ جامع ترمذی ج ۱ ص ۱۸۰ مسند احمد ج ۵ ص ۲۵۵ ۲۔ صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۸۱ ۳۔ معنی لا ارجع بعد حامی بذا

رواہ احمد ج ۲ ص ۳۲۱ ۴۔ مشکوٰۃ ص ۲۲۱ عن ترمذی ج ۱ ص ۱۸۱

ترکب ہیں اور آپ کو بعد زحمت ہرنگہ اور ہر وقت حاضر و ناظر سمجھتے ہیں۔

(۴) — حضرت ابوسعید الخدریؓ (م ۶۷ھ) کہتے ہیں کہ ایک اسرائیلی حضور کے پاس ایک گدہ (ضبط) لے کر آیا کہ آپ اسے کھائیں، آپ نے فرمایا۔

يَا صَاحِبِ ابْنِ الْاَرَضِ فَلَا أَدْرِي لَعَلَّ هَذِهِ اسْتَعَاذْتَ لَهَا دَلَامُ نَحْنُ عِندَ
مُ

ترجمہ اسے اسرائیلی نے بنی اسرائیل کے ایک قبیلے پرست کی دوران اپنے غضب کا اظہار
فرمایا، وہ نہیں ہیں پر چلنے والے جانور بنایا گئے علم نہیں کرنا یہ گدہ میں سے ہے میں
(اسے کھانا نہیں) اذع (وہ سونے کو) دس سے دس کتابوں۔

(۵) — حضرت خالد بن الولیدؓ (۲۵۲) ایک دفعہ حضورؐ کے ساتھ اہم المؤمنین حضرت میمونہؓ
کے ہاں گئے اور وہاں آپ کے پاس ایک بھینی ہوئی گرہ لائی گئی، آپ نے اس کی طرف ہاتھ بڑھایا
مرد تو اس سے کسی نے کہا حضورؐ کو تیار دو یہ کیا ہے؟

اخبذوا رسول الله بما يريه ابن ياكل به

ترجمہ تم بھینٹ کوں سے کھو کر ذکر آپ کیا کھانے کا ارادہ کر رہے ہیں۔

حضورؐ کو بتلایا یہ گرہ ہے اس پر آپ نے اس سے ہاتھ اٹھالیا، اسے نہ کھایا۔

فروغ رسول الله صلى الله عليه وسلم يد به

یہ واقعہ حضرت ابوسعید خدریؓ والا نہیں، حضرت خالد بن ولیدؓ کی روایت میں ایک دوسرے

طریق سے مروی ہے کہ یہ گدہ اہم المؤمنین حضرت میمونہؓ کی بہن خنیہ بنت الحارث بنہ سے لائی
تھیں۔ (دیکھئے صحیح مسلم جلد ۱ ص ۱۷۸)

۲ حضرت علیؓ حضرت علیؓ کا لڑکھائی کہنا حضرت خالد بن الولیدؓ کے نزدیک لا اعلیٰ کہنے

میں ہے حضرت خالد بن الولیدؓ کہتے ہیں۔

صحیح مسلم جلد ۱ ص ۱۷۸ اکثر اہل حدیث صحیح بخاری جلد ۱ ص ۱۷۸ صحیح مسلم جلد ۱ ص ۱۷۸

کَلِمَاتٍ مِّنَ اللَّهِ عَلَىٰ عَبْدٍ مَّسْئُومٍ وَلَا يَمْلِكُ شَيْءًا وَحَقِّي يَعْلَمُ مَا هُوَ بِهٖ
 ترجمہ حضرت علیؑ اشرع و ستم کوئی چیز نہ کہتا ہے جب تک ملامت نہ فرمائی ہو
 کیا ہے۔

① — حضرت ثابت بن یزید انصاریؓ کا ایک کہہ دیا جاذبہ نقل کرتے ہیں جس میں حضرت
 لہ لہ لہ لہ کے الفاظ استعمال فرمائے۔ آپ کہتے ہیں میں حضورؐ کے ساتھ ایک سفر میں تھا، انہوں
 نے رستے میں ایک گاوہ پکڑی۔ دے بھڑانا اور حضورؐ کی خدمت میں لے گئے۔ آپ ایک چھڑی سے
 اس کی انگلیاں گنتے لگے اور فرمایا۔

إِنَّ آتَمَهُ مِنْ بَنِي إِسْرَٰئِيلَ مُسَفَّتٌ دَوْلَابًا فِي الْأَرْضِ وَالْأَمْرُ لَا أَمْرًا
 اِی الدواب ہی ہے

ترجمہ بنو اسرائیل کا ایک گاوہ زمین پر پٹنے والے جانوروں کی سمت میں مسخ ہوا
 تھا اور میں نہیں جانتا کہ وہ کون سے جانور تھے۔
 حضرت جابرؓ کی روایت میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا۔
 لَا أَدْرِي لِمَ مِنْ التَّوَرُونَ الْقَى مُسَفَّتٌ بَلَّ

ترجمہ میں نہیں جانتا پر یہ کہ ہے کہ وہ ان اقوام میں سے ہر جن کی حد میں مسخ ہوئی۔
 ② — حضرت جبریلؑ علم کہتے ہیں ایک شخص نے مجھے پوچھا۔ اِی الْبِلَادُ شَرُّ کُنْیَا بَلْغَمِی
 مرکز حضرتؑ (نیادہ بڑی ہیں) آپؐ نے فرمایا میں نہیں جانتا جب تک کہ پوچھ نہ لیں۔ حضرت امام احمدؒ
 روایت کرتے ہیں۔

لَا أَدْرِي حَقِّیْ أَسْأَلُ، ضَالَّ جَبْرِیْلٌ عَنْ ذَٰلِكَ فَقَالَ لَا أَدْرِي حَقِّیْ مَا نَ
 فَافْضَلْنَ لَمْ جَاءَ فَقَالَ فِی سَأَلَتْ وَفِی حَنْ ذَٰلِكَ فَقَالَ شَرُّ الْبِلَادِ الْأَسْرَاقِ بَلَّ

لہ سنن نسائی جلد ۱ ص ۱۱۱ سنن ترمذی جلد ۱ ص ۱۱۱ سنن ابی داؤد جلد ۱ ص ۱۱۱ سنن احمد جلد ۱ ص ۱۱۱
 سنن صحیح مسلم جلد ۱ ص ۱۱۱ کنز العمال جلد ۱ ص ۱۱۱ سنن ابی احمد جلد ۱ ص ۱۱۱

ترجمہ: آپ نے کہا میں نہیں جانتا یہاں تک کہ پرچہ نہ لوں، پھر آپ نے اس کے
بارے میں حضرت جبریل سے پوچھا، انہوں نے بھی کہا میں جبریل پرچے بتا نہیں سکتا
جیسے گئے اور جب پھر گئے تو بتایا میں نے اللہ تعالیٰ سے پوچھا تھا، اللہ تعالیٰ
نے فرمایا: میں پر سب سے بڑی جگہیں جانتا رہی۔

یصحیح ابن حبان میں بعد از ابن عمر سے مروی ہے کہ ہم تجھے عازا اور کتاب کا عالم تھا اور
ایک سرائی بھی تھا کہ زمین میں بہترین ٹھکانے کوں سے ہیں، اس کو جواب انور عبد العزت سے یہ
تاکید وہ مسجد میں ہیں۔ (دیکھئے مشکوٰۃ ص ۸۷)

یہ حدیث مستندہ ماکہ میں بھی ہے، اور ابن جبر نے بھی اسے جامع بیان: معجم میں نقل کیا
ہے، خطیب بغدادی بھی اسے کتاب الفقہ والفقہاء میں روایت کرتے ہیں، اس میں حضرت جبریل نے
بھی ان الفاظ سے اپنے سے علم غیب کو انبی کر رہا ہے۔

هذا الحديث اصيل في قول العالم الاموي

ترجمہ: یہ حدیث، عالم کتب نے بنیاد فراہم کرتی ہے کہ وہ جب کوئی بات نہ جانتے
تو لا ادری کہا کرے کہ میں یہ بات نہیں جانتا۔

⑧ — حضرت عبداللہ بن عمرؓ اہل بیتؓ کہتے ہیں ایک رات، حضرت علیؓ اور علیہ السلام نے بڑی
بچے پیمانی سے گزرتی تو یادہ جاگتے رہے، آپ سے عرض کی گئی: معذور نہیں کیوں نہ ہو، آپ نے فرمایا:۔

اني وجدت حمرة ساطعة فاكفها ثم تذكرت حمرا اكل عندنا من

سمر احدية فلاحه رى ان ذلك كانت الفرة او من تساهل

مذ لك سهران۔

ترجمہ: میں نے ایک گھوڑی بڑی برقی پائی، اور میں نے دیکھا کہ کوئی چہرہ بھی یاد

آیا کہ جو اسے جان کچھ صحت کی گھوڑی بھی رکھی تھیں، میں نہیں جانتا

ہو سکا ہے یہ کجوزن میں سے جو نہ میرے گھر کی کجوزنوں میں سے پھر میں
بات نے مجھے رات بگائے رکھا۔

حضرت ابو ہریرہؓ بھی روایت کرتے ہیں کہ آپؐ رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

لَا تَقْلِبْ إِلَى الْهَيْئَةِ سَجْدَةً سَافِرَةً عَلَى مَرْتَبَةٍ وَارْفَعْ رَأْسَكَ
فَإِنَّكَ تَكُونُ حَقْدَةً خَاطِبَةً

ترجمہ میں جب گھر جانا پس تو گھجی جیسے بستر پر گر کر گھور پڑا۔ ہاں اسے اٹھا
جو کہ کھڑا ہو پھر چلے ڈرگھن ہے کہ گھیرا وہ حد تک نہ ہو سو میرے
پچھلے دینا ہوں۔

میں نے میری کجوزن کو آپؐ سے بھی سزا دینے سے روک لیا کہ یہ حد تک نہ ہو
وہ نہ آپؐ نہ تو کہ اتنا ادب کرنے کہ مجال ہے سزا دینا اس پر حضرت عمرؓ بن کhatt کہتے ہیں۔

مَوْلَانِي هُوَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ مَعْرُوفٌ فِي مَطَرِيْنَ فَخَالٍ مَوْلَانِي اَنْتَ رَسُوْلُ
مِنْ لَدُنْكَ لَا كُنْتَهُ

ترجمہ: حضرت، تھے میں پڑی ایک کجوزن کے پاس سے گزرتے آپؐ نے فرمایا اگر
تجھے یہ نہ پیش نہ ہو کہ یہ کجوزن سے کی ہو گی تو میں اسے کھا لینا۔

① — حضرت ابو سعید خدریؓ کی ایک اور روایت لیجئے آپؐ کہتے ہیں: مَنْ خَرَّطَ فَعَرَّيَا۔

النَّاسُ يَصْعَقُونَ يَوْمَ الْغَيْبَةِ فَأَكُونُ قَوْلٌ مِنْ يَفْقَهُ ذَاكَ جَوْسِيْ سَخَدٌ
بَعْدَ مَلَّةٍ مِنْ قَوْلِهِ الْعَوْنُ فَلَا كَدْرِيْ اَذَنْ قَبْلِيْ اَمْ حَوْنِيْ صَفْحَةً اَنْهَوْرِيْ
ترجمہ: سب لوگ قیامت کے دن بے ہوش ہو جائیں گے پھر میں پہلو جوڑ گا
جسے خاکہ ہو گا میں کہہ دوں گا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلامؑ اس کے ایک پائے

۱۔ صحیح بخاری جلد ۲ ص ۴۲۸ کنز العمال جلد ۱ ص ۱۰۵ ۲۔ صحیح بخاری جلد ۲ ص ۴۲۸ صحیح مسلم جلد ۲ ص ۴۲۸

۳۔ ترمذی جلد ۱ ص ۴۲۸ کنز العمال جلد ۱ ص ۱۰۵ ۴۔ صحیح بخاری جلد ۲ ص ۴۲۸ صحیح مسلم جلد ۲ ص ۴۲۸

کہ تھا مے کھڑے ہیں میں نہ جانوں گا کہ وہ مجھ سے پیسے بوش میں آگئے یا نہ کی
کہ وہ جس کی بے پروائی اس کی نگہ بند کی گئی۔

— (۱۵)

ماہدہ کی متبع نبیا کان ام لا و ما لہ روادہ و القربین نبیا کان ام لا
ترجمہ میں نہیں جاتا کہ حضرت تبع نبی تھے یا نہ اور میں نہیں جانتا کہ وہ القربین
نبی تھے یا نہ !

علم غیب نہ ہونے پر جو خطرات پیش آئے۔

۲ حضرت نے اپنے سے علم غیب کی نفی اس عنوان سے بھی کی کہ اگر میں غیب جانتا ہوتا تو اس
قسم کے مدعات بے پیش نہ آتے۔ ہر مرتبہ پر میں فائدہ پالیا کرتا۔
قل لو كنت اعلم الغيب لاستغفرت من النعم وما استغنى الله .

(رب الزافات و المدام)

اب ہم اس سلسلہ کے چند واقعات عرض کرتے ہیں۔

① شتر صحابہ موت کی آغوش میں بھیج دیئے

۲ حضرت کو جہت کیے تقریباً تین سال گزرے تھے کہ مشرکین کہنے لگے ایک سازش کے تحت یہاں
کے پیرو میں منور علی، فہد علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کچھ نغمہ و ملاوٹ چاہی۔ ہمہ نے نہ نہ منور کے
مشرعہ میں نہیں دئے۔ جب صحابہ تکایہ ہم غیر ترموہ پر پہنچا تو ان مشرکین نے ایک صحابی کے سر جب
قتل کر دیئے۔ اتنے بڑے جیلے پر مسلمانوں کا قتل عام اور وہ بھی ایک دھوکے تحت اس شخص پر
بمروت حال کیا گزری ہوگی۔ اب خود سر ہیں۔ حضرت علی، فہد علیہ وسلم کی علم غیب نہ کچھ فرمایا یہ

نہ مستند کی جہت

نہ جانتے ہوئے کہ یہ شرکین کی نسبت سے جو سے یہ افرادی قوت لگتے رہے ہیں۔ اور جہاں یہ سازش ہو رہی تھی اگر آپ وہاں حاضر نہ نظر ہوتے تو کیا آپ یہ وہ دانشمندی و استقامت کو کسی خیریت سے متنبہ کی بغیر میں بھیجے۔

② نوصحابہ کی مہم موت کی آغوش میں

مسند میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دشمن کی خبر پرانے کے لیے جاہلوی پر بھیجنا یہ مقام بدہ پر پہنچے تو دشمنوں نے (پڑ لیاں لے) نہیں لیا۔ آٹھ ہی وقت جب شیخ کو دینے اور سائنس طاقت حضرت ماحم بن ثابتؓ کو گئے جا کر سولی دی۔ حضرت خبیثؓ کی شہادت بھی اسی موقع پر پیش آئی۔

③ صحابہ زہر کھا کر موت کی آغوش میں

یہودی جنگ میں پسپا ہوتے تو ایک یہودی عورت نے دھوکے سے آپؐ کو دھوکہ دیا کہ وہ باج میں اس نے زہر دیا ہے۔ حضورؐ نے چند تھکے کھاتے ہوں گے کہ آپؐ کو زہر دی۔ طوطی بولگی کہ اس گوشت میں زہر ہے۔ آپؐ نے صحابہؓ سے کھا کھانے سے منع فرمایا۔ جو صحابہؓ نے فوری سے کھا رہے تھے وہ اس سے وفات پا گئے۔ حضرت بشر بن باریرؓ نے فرمایا: اسی سانچہ میں شہید ہوئے۔

رفق اصحابہ الذین اکلوا من الشاة ۛ

نہجہ ایک وہ صحابہؓ فوت ہو گئے جنہوں نے اس زہر والی بکری کا گوشت کھایا۔ اس وقت تو حضرت زہر کے اثر سے بچ چکے تھے، اللہ تعالیٰ کا آپؐ سے وعدہ تھا کہ وہ آپؐ کو لوگوں کے شر سے بچائے گا لیکن جب آپؐ فراتین عزت: د فرما چکے اور سبقت قربت یا قراب

نے ہر اس مذہب کے ارکان کو مٹا دیا۔

⑤ ایک غلام کے بدلے دو غلام دینے پڑے

اسلام میں غلام اپنے کاموں میں آزاد نہیں رہتا۔ اگرچہ عورت جیسی لڑکی پر بھی وہ حدود آتا کہ مردانہ عمل نہیں کر سکتا۔ ایک دفعہ ایک شخص حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور عورت کی بیعت کی۔ حضرت کو یہ معلوم نہ ہو سکا کہ یہ غلام ہے۔ جب اس کا مالک آیا اور حضرت حال معلوم ہوئی تو آپ نے آپے سے غلام دے کر وہ غلام اپنے بدلے لیا۔

علم بوقت قیامت اور اس کی گرانباری

يَسْئَلُونَكَ عَنِ السَّاعَةِ أَيَّانَ مُرْسَاهَا قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّي لَا يُجِيبُهَا
لَوْ هِيَ إِلَّا مَن تَشَاءُ فِي السَّمَوَاتِ وَرَحْمَتِي لَا تَتَذَكَّرُ إِلَّا عِنْدَ رَبِّكَ
كَانَكَ حَقٌّ هُنَّ قُلُوبُهُمَا عِنْدَ اللَّهِ وَلَكِنْ أَصْغَرُ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ
وہی اعراف بیت ۴۲

ترجمہ: پوچھتے ہیں تجھے قیامت کے بارے میں کہ کب ہے اس کے قائم ہونے کا وقت؟ آپ کہہ دیں اس کا علم تو میرے ہی رب کے پاس ہے۔ وہ ہی کہہ کر لے گا۔ اس کے وقت پر۔ وہ گھڑی بجا رہی ہے آسمانوں اور زمینوں میں جیسے تم پر آئے گی تو چاہے کتنے گے تجھے نہ پہنچے میں گریبا تو اس کی تلاش میں ہے۔ آپ کہہ دیں اس کا علم ضرور ہی کے پاس ہے لیکن کھڑا رکھتے نہیں حضرت شیخ ابوسعیدؓ کہتے ہیں:-

کل دنیا کی مہلت کو کون بتا سکتا ہے کہ فلاں تاریخ بد روز فلاں سہ ماہ میں آئے گی اس کی تعیین کا علم بجز خدا کے تمام انبیاء کسی کے پاس نہیں۔ وہ ہی قیامت

میں دم و مقدر پر اسے واقع کر کے ظاہر کر دے گا کہ خدا کے علم میں اس کا یہ وقت تھا۔ آسمان و زمین پر وہ بڑا بھاری واقعہ ہو گا اور علم بھی بہت بھاری ہے جو خدا کے سرگرمی کو واضح نہیں کر سکتا۔ اذیت بہت سی نشانیاں انبیاء علیہم السلام غرضاً ہمارے پیغمبر ﷺ نے بیان فرمائی ہیں تاہم ان سب عورات کے ظہور کے بعد بھی جب قیامت کا وقوع ہو گا تو یا سکے بے خبری میں، چاکھ، درد و فتنہ ہو گا جیسا کہ بخاری و غیرہ کی عادت میں تفسیر مذکور ہے۔ ان لوگوں کے طرز میں سے ظہور ہوتا ہے کہ دنیا کی نسبت یوں سمجھتے ہیں کہ تپ بھی اس سنسور کی تحقیق و تفتیش اور کھوج لگانے میں مشغول رہے ہیں اور تلاش کے بعد اس کے علم تک رسائی حاصل کر چکے ہیں۔ حالانکہ یہ علم حق تعالیٰ شانہ کے ساتھ ظہور میں ہے۔ فیما بعد اللہ ہم میں چیز کے پیچھے نہیں پڑا کرتے ہیں۔ سے خدا نے اپنی سمیت کی بنا پر روک دیا۔ ہر زمانہ کے عقیدے میں ہے کہ جو چاہیں کوشش کریں گے خدا کی معلوم کر لیا کریں۔ نہ کا غضب یہ ہے کہ جن بے شمار مومر و کفارات کا خدا کی طرف سے اضافہ ہو رہا ہے۔ شکر گزاری، درود و سنیاسی کے ساتھ قبول کرتے ہیں۔ مگر ان باتوں کو کفر و عدم کا قیام کیا سمجھیں۔

حضرت شاد عبد القادر عفت دہلویؒ لکھتے ہیں:-

میراں کا زمین و آسمان دونوں کو مشکلی اور بھاری ہے نہ تو دے گی تم کہ قیامت مگر ناگہان ملے

② پھر دوسرے مقام پر شادؒ لکھتے ہیں:-

يَسْأَلُكَ النَّاسُ عَنِ عِلْمِهِ قُلْ: مَا عَلِمَهَا عِنْدَ اللَّهِ وَمَا يَدْرِي أَفْلَحَ امْرِئًا

الساعة تكون قريبا. (پاک القرآن آیت ۲۱۷)

ترجمہ: اگر آپ سے پوچھتے ہیں قیامت کے بارے میں آپ کہہ دیں اس کا علم تو میرے رب ہی کے پاس ہے اور آپ کیا جانیں شاید وہ گھڑی پاس ہی ہو۔

حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں :-

شاید یہ بھی نہ انھوں نے بہت کھنڈا پھڑا چڑھا کر جس چیز کا دنیا میں کسی کے پاس نہ تھا اب نہیں وہ وہی سزا بد بار کر دیں اس پر یہاں ذکر کر دیا جائے پھر فرمایا گیا :-

يَسْأَلُ عَنْ السَّاعَةِ أَتَانِ مَرْضَاهَا نِيَمَانَتِ مِنْ ذِكْرِهَا اخْتَصِرَكَ

مختصراً. (پاک قرآن آیت ۲۱۷)

ترجمہ: پوچھتے ہیں تجھ سے قیامت کے بارے میں کہ سب سے اس کے قائم رہنے کا وقت ؛ بھڑک کر یا کام اس کے ذکر سے ترسے تب ہی اس کی طرف سے پہنچا دی گی۔ حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں :-

پوچھتے پوچھتے اسی تک پہنچا ہے پیچھے سب بے خبر رہا ہے

یعنی اس کا وقت تمہیں متین کہے ہیں، تاہم آپ کا کام نہیں کہتے ہی سوال و جواب کرو اگر کام اس کا علم خدا ہی پر حوالہ کرنا ہے۔ (شیخ الاسلام)

پھر ارشاد ہوا :-

ان الله عند علم الساعة. (پاک القرآن آیت ۲۱۸)

ترجمہ: بیشک اللہ ہی کے پاس ہے قیامت کی گھڑی کا علم.....

یعنی قیامت کب آئے گی اس کا علم خدا ہی کے پاس ہے و معلوم کب یہ کاہنہ توڑ پھوڑ کر بلا کر دیا جائے۔

قریب کی یہ کہ اس پارسین شہزادوں پر ہم یہ بات قلمی طور پر جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے وقت قیامت کا علم پہنچا ہی رکھا ہے۔ اس بات کا علم آنا بھاری ہے کہ زمین و آسمان سے اٹھا نہیں سکتے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا ہر کچھ کو پیغمبرِ اقدس فرشتے پر بڑا اللہ ہے۔ حضرت علیؑ علیہ السلام پر بھی برہنہ انتہائی گماں پر رکھتی تھی اللہ تعالیٰ نے کبھی اس سے مخالفت فرمائی۔

قیامت واقع ہوگی یہ بات ماکان و ماکون میں سب سے کائنات کا یہ جہاں بڑی تیزی سے چل رہا ہے کسی کا تصور نہیں کہ اس کا لشکر ڈال دیا جائے۔ اس کا چلنا اپنا ٹک ٹک چلے گا۔ جب قیامت کی گھڑی کا علم کسی کے پاس نہیں تو بات و اعتبارات میں سب سے کہ ماکان و ماکون پر کسی کا علم محیط نہیں۔ حضرت علیؑ علیہ السلام کو یہ علم لو دیا گیا کہ قیامت واقع ہوگی۔ آپ کو اس کی بہت سی علامات بھی بتائی گئیں اور آپ کے ان اخبارِ عجیبہ پر کوئی جھل نہیں کیا۔ اس بارے میں بتا دیں۔

وہاں عطف الغیب بضیعین۔ (پتہ انکھڑ ۳۲)

ترجمہ: اور وہ غیب کی باتوں پر کھیلنا نہیں۔

ہم اس خاص گھڑی کا وقت آپ کو نہیں بتا سکتے۔ اس کا ہر جہاں کی شان کے لئے تھا۔ اگر آپ کو اس کا علم دیا جاتا تو اسے بھی ہنگامے بتا دیجئے۔ اور پھر صحابہؓ بھی اس گھڑی کو جاننے پر تھے۔

اگر آپ کو اس کا علم تھا تو ظاہر ہے کہ بذریعہ وحی تھا۔ ان خود آپ اسے بیان نہیں یہ تو اہلِ جہنم بھی نہیں کہتے۔ اب ظاہر ہے کہ آپ ان روئے قرآن اس بات کے محفل میں کہ آپ کو جو کہ بذریعہ وحی ملے اسے آگے پہنچا دیں۔ آپ ان کو یہاں نہ کریں تو آپ کو بتا دیا گیا کہ اس صورت میں آپ منصبِ رسالت کی ذمہ داری، دامن کرتے دالے ٹھہریں گے اور ایسا ہرگز نہ ہو سکتا تھا۔

یا ایہا الرسول بلغ ما أنزل الیک من ربک وإن لم تفعل فإیقلعنا عینک وعلیٰک لعنۃ

ترجمہ: اسے دیکھنا آپ پہنچا دیں جو آپ کی طرف تیار کیا ہے اور اگر آپ نے
ایسا نہ کیا اسے لگے نہ پہنچایا، تو آپ نے نہ پہنچائی اس کی رحمت و انعموں
سے ڈرنے کی ہمت نہیں، اللہ تعالیٰ آپ کو ان سے بچائے رکھیں گے۔

سوال: آپ کو وقت قیامت کا علم دہی کیا گیا ہے تو آپ یقیناً سے لگے صحابہ کو پہنچا دیتے
ہرگز بغل سے کام نہ لیتے وہ پھر صحابہ سے تابعین کو ہم اور ائمہ مجتہدین اس وقت خاص کو جانے گئے
ہوتے۔۔۔ اور چودہویں صدی کے درمیان تک یہی سولانا احمد رضا خان تک تو اس کا علم ضرور
پہنچا ہوتا اور پھر بریلوی، علما، تفر ضرور جیسے ہوئے ہوتے کہ قیامت کس نے گن، اور انہوں نے اس
کی تاریخ اور اس کا سن ضرور جان لیا ہوتا۔

بریلوی عہد بکا یہ کہنا کہ ہمارے علما جانتے ہیں کہ قیامت کب آئے گی، مگر وہ سب سے
نہیں جانتے کہ وہ بندوں کو یہ سن جائے گا یہ بات اتنی غریب ہے کہ ہم اس کا جواب دینے کی
ضرورت نہیں سمجھتے، نہ پھر وہ علما، تو ضرور جانتے ہو بریلویت چھوڑ کر، جی مسند عالمی و علماء
دیوبند، میں سے ہیں، ساری بات قطعی، وہ یقیناً یہ کہہ سکتے ہیں کہ قیامت کی سن
گھڑی کا یہ ہے وہ نبوت لواتا ہے، اور قرآن کریم کی اس خبر کے کہ وقت قیامت کا علم صرف اللہ
سب العزت کے پاس ہی ہے، مخدوم کہتا ہے وہ ہرگز مسلمان نہیں اور قرآن کریم سے جا مل رہے
وہ شخص جو اسے مسلمان سمجھتا ہے۔

قرآن کریم میں جن مشہداتوں سے ہم میں یقین پر پہنچے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قیامت کی گھڑی کا
علم کسی کو علم نہیں دیا وہ سب آیات کی سورتوں کی نہیں سورتہ او حزاب، بالاتفاق دینی سورت ہے اور
اس میں ہر رنگہ حد پر حضورؐ کو کیا گیا ہے۔

وَمَافِي ذِيكَ لَعْنُ السَّاعَةِ تَكُونُ قَرِيبًا. رُفَّ، حزاب ۲۳

ترجمہ: وہ آپ کیا بائیں ہو سکتا ہے کہ قیامت کی گھڑی قریب پہنچی ہو۔

وما ادراك اور وما لید ربك میں فرق

توکن کریم میں اس بات کے بیان کے لیے کہ آپ کیا جانیں اور طرح کے محاورے آئے ہیں۔ وما ادراك اور وما لید ربك اور دونوں میں فرق ہے۔ لیتا۔ تقد کے بارے میں فرمایا۔

فانزلناہ فی لیلۃ القدر وما ادراك ما لیلۃ القدر۔

اور قیامت کی گھڑی کے بارے میں فرمایا۔

قل انما احلہم اللہ وما لید ربك لعل الساعۃ تکلن قریباً ربك منزلاً ۴۷

ما ادراك میں اس علم کی نفی ہو تو ہے جس کا علم آگے جا کر ہو سکے جیسا کہ مرتبہ لیلۃ القدر بعد میں آپ کو بتا دیا گیا۔

لیلۃ القدر حسب من الف شہس۔

مگر وما لید ربك میں آئندہ کے لیے بھی اس بات کی نفی ہو جاتی ہے۔ اور ہی ماضی کا مہینہ ہے اور شب بیتی مضامین کا۔

صحیح بخاری میں حضرت سفیان بن عیینہ سے منقول ہے۔

ما کان فی القرآن وما ادراك فقد احلہ وما قال وما لید ربك فانتہ

لہ وجہ لہ بلہ

ترجمہ توکن کریم میں یہاں وما ادراك کے الفاظ میں مومن چیز کا علم بشرقانی نے آپ کو دیا

اور جہاں وما لید ربك فرمایا تو یہ وہ چیز ہے جس کا ہم اللہ نے آپ کو بعد میں بھی نہ دیا۔

بریلویوں کا عذر لنگ

بریلوی علماء اس کے جواب میں کہا کرتے ہیں قرآن کریم کا عام قاصد تو یہی ہے لیکن قیمت

مذہب صحیح بخاری جلد دوم ص ۱۲۰

بدل پائے اور کافروں سے لے کر۔

یعنی اس کے آنے کا وقت سب سے مخفی رکھنا چاہتا ہوں، حتیٰ کہ اگر نود پنے سے چھپانا مخفی ہوتا تو اپنے سے بھی مخفی رکھتا۔ لیکن یہ ممکن ہی نہیں۔
وفیه من الملک لعلہ قالہ شیخ الاسلام۔

علم قیامت نہ دیئے جائے پر قرآن کی چھٹی شہادت

الیہ جرد علما الساعۃ وما ینخرج من ثمرات من حکماء ہارنا نخل
من اثنی رلذینع الزبعضہ (پہلے چھ سجدہ آیت ۴۴)

ترجمہ: اسی کی طرف تو اللہ ہے قیامت کے میرا۔ نہیں نکلتا توئی میرے اپنے نخل
سے۔۔۔ مگر ہر کہ وہ کسی کے علم میں ہے۔

یعنی اسی کو خبر ہے۔ قیامت کب آئے گی۔ بڑے سے بڑی اور فرشتہ بھی اس کے
وقت کو نہیں نہیں کر سکتا۔ جس سے دریافت کر دے گے یہ ہی کہے گا کہ جس سے چھپا جا رہا ہے
وہ نہ پوچھنے والے سے زیادہ نہیں جانتا۔

علم وقت قیامت نہ دیئے جائے پر قرآن کی ساتویں شہادت

فل ان احدى اقرب ما فوجہ دون ام یجل لہ وہی اعدا۔

(پہلے از قیامت ۴۱، پہلے اربعین آیت ۲۵)

ترجمہ: آپ کہہ دیں میں نہیں جانتا کہ نزدیک ہے جس چیز سے تمہیں ڈرنا چاہیے
جس سے قریب ہے یا کہ دے گا میرا رب اسے مدت کے بعد۔

یعنی اس کا علم مجھے نہیں دیا گیا کہ وہ مدت جلد آئے والا ہے یا ایک مدت کے بعد کیوں کہ
قیامت کا وقت معلوم کر کے اشرافی نے کسی کو نہیں بتایا۔ یہ ان غریب میں سے جو اشراف العزت

کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

اس موضوع پر قرآن کی آٹھویں شہادت

وَيَقُولُ مَتَىٰ هَذَا الْوَعْدُ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ . قُلْ إِنَّمَا أَعِظُكُمْ عَنِ
اللَّهِ وَآيَاتِهِ لِيُنْذِرَ الَّذِينَ يَتَذَكَّرُونَ . (پہلے آیت ۱۰۰) (پہلے آیت ۱۰۱)
ترجمہ: اور کہتے ہیں کب یہ وعدہ پورا ہوگا اگر تم سچے ہو۔ آپ کہہ دیں اس کا
علاقہ انسانی کے پاس ہے اور میرا کام تو یہی ڈرنا دینا ہے کھلی کر
یعنی وقت کی تعیین میں نہیں کر سکتا۔ اس کا ہم بشر ہی کو ہے جو چیز چھپاتا ہے وہی
ہے اس سے آگاہ کر دینا اور خود تک مستقبل سے خدا نامیز فرما رہے اور وہ میں ذکر کر چکی

اس موضوع پر قرآن کی نویں شہادت

وَأَجَلٌ مُّتَعَدٍّ فَاصْبِرْ صَوَّافٍ . (پہلے آیت ۱۰۲) (پہلے آیت ۱۰۳)
ترجمہ: اور ایک وقت مقرر ہے اس کے نزدیک چہر بھی تم تک کہتے ہو۔
یہ وقت اس کے ہاں مقرر ہے وہی جب پہلے گام سے کھولے گا اس وقت ہمیں
کی کسی کو خبر نہیں۔

اس موضوع پر قرآن کی دسویں شہادت

قُلْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ يُبْعَثُونَ
بَلْ آتَاكُم بِهِمْ أَتَوْهُ . (پہلے آیت ۱۰۴) (پہلے آیت ۱۰۵)

ترجمہ: آپ کہہ دیں خبر نہیں رکھتا جو کوئی ہے آسمانوں میں اور زمین میں یہی
ہوئی چیز کی مگر اللہ اور ان کو خبر نہیں کہ کب اٹھائے جائیں گے جو تکھک کر

رہ گیا ہے وہاں کا علم آخرت کے بارے میں۔

آخرت کے پہلے حصے میں اس کا بیان ہے کہ کن مغیبات کا علم پُر خدا تعالیٰ کے کسی اور مہل نہیں اور دوسرے حصے میں اس علم میں سے خاص علم وقت قیامت کی تخصیص فرمائی یعنی قیامت کبہ آئے گی، جس کے بعد مردے دوبارہ زندہ کئے جائیں گے اس کی خبر بھی کہ نہیں۔

یہ آیت اپنے مضمون میں نہایت واضح اور محکم ہے۔ محکم ہونے کا نشان یہ ہے کہ اس سے تسلیم ہوا ہے کہ اس علم کے ثابت کرنے کے لیے شک کی نہ ہے قیامت سے اثبات فقیدہ میں استدلال کرنا جائز نہیں جس میں کوئی شک نہیں کہ یہ آیت محکم ہے۔ علامہ ابن ہمام الحنفیؒ وہ محدث کبیر لاکھنؤیؒ نے اس آیت سے شک کہ اس شخص کی تکفیر کی ہے جو یہ عقیدہ رکھے کہ آخرت غیب جانتے تھے۔

ثم اعلم ان الانبياء عليهم الصلوة والسلام لم يعلموا الغيب الا ما اطلعهم الله تعالى احيانا... وذكر الحنفية تصرحا بالتكفير باعقاد ان النبي عليه الصلوة والسلام يعلم الغيب لخرصة قوله تعالى قل لا يعلمون في السموات والارض من الغيب الا الله حكى في السائر

ترجمہ: پھر جان لو پیغمبران پر دود و مسوم ہوں غیب کی باتوں کو نہیں جانتے مگر وہی کچھ جو اللہ تعالیٰ نے ان کو مختلف اوقات میں بتا دیا۔ فقہ حنفیہ نے بڑی مرحمت سے اس شخص کو کافر قرار دیا ہے جو یہ عقیدہ رکھے کہ نبی پاک علم غیب رکھتے تھے کیر تکویر قرآن کریم کی اس آیت کے خلاف ہے کہ آپ فرمادیں کہ جو کوئی بھی ہے اسماؤں میں اور زمین میں وہ غیب کو نہیں جانتا مگر ایک اللہ حافظ اور پلیم نے سارہ میں لیا ہی کہا ہے

قرآن کریم کی ان دس آیات فقہیہ سے امت مسلمہ نے پورے تسلسل سے یہی سمجھا ہے

کہ اللہ تعالیٰ نے وقت قیامت کا علم صرف اپنے پاس رکھا ہے کسی پیغمبر اور کسی فرشتے کو اس پر مطلع نہیں کیا۔

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے قرآن کریم سے یہی عقیدہ اخذ کیا ہے۔

① حضرت عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں:-

وفی نبینک صلی اللہ علیہ وسلم علم کل شیء سورۃ الحدید

ترجمہ: تمہارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر چیز کا علم دیا گیا ہے، اسے ان پانچ چیزوں کا علم ہے:- ۱۔ قیامت کا وقت ۲۔ چار اور بائیس

۳۔ ان پر کافر کا عذاب ۴۔ اللہ رب العزت کے پاس سب کچھ کوئی کوئی بات ہوگی کہ معلوم ہوئی وہ جزئیات ہیں۔ بطور نمونہ ان پر حبیب کی تجلیل کسی کے ہاتھ نہیں دی گئیں

② حضرت علی (رضی اللہ عنہ) (۱۰۰ھ)

كان النبي صلى الله عليه وسلم يسأل عن الساعة فقلت نعم انت من ذكروها
ترجمہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عام پوچھا جاتا تھا کہ قیامت کب آئے گی؟ اس پر یہ اہمیت اثری، غیر انت من ذکرہا الی ربک منتہاھا، (تو پوچھا نہایت مبہم)

③ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ (۶۰ھ)

لوریزل رسول الله صلى الله عليه وسلم يسأل عن الساعة حتى انزل
عليه خبرا انت من ذكرها الی ربك منتهاھا۔

ترجمہ: آنحضرت سے بڑا بڑا پوچھا جاتا تھا کہ قیامت کب واقع ہوگی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس پر اہمیت ذکر کردہ بالا نازل فرمایا کہ کہیں کا علم آخر کار اس کی طرف دے رہا ہے۔

④ حضرت عبداللہ بن عباس (رضی اللہ عنہ)

لِإِسَائِيلَ النَّاسِ مُحَمَّدًا مِنْ نَسَائِهِ مَالُوهَ مَوَالِ قَوْمِ كَاثِمِينَ مِنْ آلِ
 مُحَمَّدًا عَلَى قَوْلِهِ عَلَيْهِ سَلَامٌ حَتَّى تَأْتِيَ إِلَيْهِ أُمَّهُ عَالِمًا عِنْدَهُ يَسْتَأْذِنُ
 بِمَلِكِهِ فَخَلَعَ بِطَاعٍ عَلَيْهِ مَلِكًا دَلَّاهُ مَوَالِيَهُ

ترجمہ جب لوگوں نے اس حضرت سے قیامت کے بارے میں پوچھا تو یہ اس طرح پوچھا گیا وہ
 کہنے لگے کہ آپ اس کا لالہ کیسے باقی ہو گئے ہیں جس پر اللہ تعالیٰ نے آپ کا طرف دہی
 کیا کہ اس کا طرف ہی کے پاس ہے صرف اللہ ہی کو ہے جس پر اس نے کسی فرشتے اور کسی رسول
 کو معین نہیں کیا۔ اس حضرت کی قیامت کا ذکر فرماتے ہیں کہ اگر آپ پر روایت آتی
 ہے امانت میں تو کراہ کہ آپ کہیں تک اس کا ذکر کریں گے۔

⑤ حضرت طارق بن شہاب (۸۰ھ)

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يكسح ذكر الساعة حتى تزلزل فيمر
 انت من فكل هذا الى ربك عندها تكلم عنها.
 ترجمہ جب قیامت کا ذکر کرتے گئے یہ روایت آتی تو آپ اس کے ذکر سے ٹک گئے۔

⑥ حضرت ربیع بن خثعم (۱۰۰ھ) روایت کرتے ہیں کہ حضور نے فرمایا :-

۱۔ ان من العلم ما لا يملكه الا عز وجل الخس ان الله عند علم الساعة.

ترجمہ ایسے علم جو میرے نہیں ایک اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا علم وقت قیامت

اور دوسری اور چار چیزوں کا علم (مہر و کعبہ)

۲۔ اب دوسری حدیث کی ایک اور شہادت نیچے۔ یعنی تقدیر الہی مسدود ہے (بکیر ۱۲۷ھ)

فرماتے ہیں :-

ليس من اهل السموات والارض احد الا وقد اخفى الله عنه

علم السر عنه

ترجمہ ۲: مسلمانوں اور زمین کے رہنے والوں میں سے کوئی نہیں مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ نے قیامت واقع ہونے کی آخری سس کے غنی رکھو ہے۔

یہی اللہ ربہم حضرت قتادہ بن دعامہ ۱۵۶ھ فرماتے ہیں۔

ولیسری لہذا بخلافہ اللہ من الملئکۃ المغربین ومن الانبیاء
المرسلین۔ ۱۵۶

ترجمہ ۳: مجھے دنگ کی قسم اللہ تعالیٰ نے قیامت کے وقت کج مغرب فرشتوں اور نبیاء و مرسلین سب سے غنی رکھتا ہے۔

حضرت مجاہدؒ اور حضرت ضحاکؒ (۱۰۲ھ)

حضرت مجاہد سے یہ صحیح یوں ہے کہ قولہ کا نلک حنفی عنہا یعنی اُترنے اور قیامت کے اللہ تعالیٰ سے پہنچ لیا ہے یہاں تک کہ اس کا وقت نیچے معلوم ہے مگر ان کے سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا۔ اور میرے بعض علماء نے تابعین سے روایت کرنے کے لئے ابن عباسؓ سے روایت کی کہ قولہ کا نلک حنفی عنہا ہی کا نلک عالم ہے۔ اگر یہاں وقت مقررہ قیامت کے ساتھ ہے مگر اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنی حضرت پر معنی رکھا ہے اس کو سوائے حق تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا۔

دوسری حدیث کے ۴ فرمیں حضرت امام شافعیؒ (۲۰۴ھ) کا دوسرا مروج تھا آپ نے قرآن کریم کی آیات احکام پر جو کچھ لکھا اسے امام شافعیؒ نے احکام القرآن امام شافعیؒ کے نام سے مرتب کیا ہے۔ اس میں ہے امام شافعیؒ نے فرمایا۔

واللہ عجیب من بقیۃ صلی اللہ علیہ وسلم عالم اساعۃ۔ ۱۵۷

ترجمہ ۴: اور بیشک اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے وقت قیامت کے بارے میں رکھا ہے۔

۱۵۷: تفسیر ابن جریر جلد ۱ ص ۱۲۴ ابن کثیر جلد ۱ ص ۱۲۴ ابن کثیر جلد ۱ ص ۱۲۴ احکام القرآن جلد ۱ ص ۱۲۴

حضرت امام شافعیؒ پہنچے روز لہ اسمول غمر میں نکلتے ہیں۔

لم یزل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یسأل عن الحق ما حق انزل اللہ
فیہ انت من وکثر ما انی ریان متی لھا قد شئو قال الشافعی وقد انزل اللہ عز
وجل فی نعم من فی السموات والارض ایضا ان اللہ دعاه فقال صلی
ان اللہ عزہ وعلوہ علیہ

ترجمہ: حضرت سے رسولؐ برابر پوچھا جاتا کہ قیامت کب واقع ہوگی اس
پر اللہ تعالیٰ نے یہ حکمت نازل فرمائی کہ جب کو کیا کام اس کی گھڑی کے ذکر سے
اس کے ہوگی، تنہا تو اس کی گھڑی کے پاس ہے، امام شافعیؒ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ
فرمایا کہ سب ہم دیکھ کہ آسمان اور زمین میں کوئی طیب کو نہیں جانتا مگر ایک
اللہ اور اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ قیامت واقع ہونے کی گھڑی
بس اسی کو معلوم ہے۔

تیسری صدی کے بعینہ تقدیر، حضرت امام بخاریؒ، جو وہ کی ایک روایت میں بھی نہیں
و من العلم ما لم یعلمہ الا اللہ

ترجمہ: ایسے بھی علوم ہیں جنہیں اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

تیسری صدی کے آفرین عاتق بن جریر طبریؒ (۳۲۰ھ)

ان الله عظم علمه فلا يدرك احد من الاناس متى تقوم الساعة اي حث: ان في اي شهر وليلة او بدار: كے

انہ علم اللہ عظم عند اللہ فلا یعلم وقت قیامہا احد۔ رتبہ ۲۵

فلا یعلم قیامہا احد من الملک مقرب ولا منی مرس۔ رتبہ ۲۶

چوتھی صدی کے عاتق بن جریر بخاریؒ (۳۲۰ھ)

ماصل القدر من ان فی خلفہ لا یعلم علی ذلک ملک مقرب ولا منی مرس۔

لہ سال امام شافعیؒ کے ان دو مفروضہ ۱۵۰ کے عاتق بن جریرؒ نے یہ عقیدہ طحاویؒ کے

ترجمہ: قدر کی اصل اللہ تعالیٰ کا اپنی مخلوق کے بارے میں ایک دانہ ہے پھر اس پر کوئی
متریب تر شے اور نئی منزل بھی مطلع نہیں ہو پاگا۔

پانچویں صدی کے مؤرخین کی اس سلسلہ نام لفظی (۱۰۷ھ) سے کون سا مشنا نہیں۔

وَيْسَلُكَ النَّاسُ مِنَ السَّاعَةِ قُلْ إِنَّمَا عَلَّمْتُكُمْ الْفَنَّا اللَّهُ وَمَا يَدْرِي إِي
ذِي شَيْءٍ يَخْلُقُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَهُوَ يُكَلِّمُ مَن يَشَاءُ وَإِنِّي أَنَا الْغَافِلُ ۝

ترجمہ: لوگ! آپ سے قیامت کے بارے میں پوچھتے ہیں آپ کہہ دیں مرنے، اس کے
بہنیں کرنا، کلمہ اللہ کے پاس ہے۔ وہ آپ کا جاننے والا ہے کہ اس کلمہ کی کون سی بات ہے
اور یہ کلمہ کی کب واقع ہوگی یہ آپ نہیں پہچانتے۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی (۱۰۷ھ) لکھتے ہیں:

کہنے لگانا قیامت کے شعلے بیان کر دے کہ کب واقع ہوگی: حضور نے فرمایا جس سے قیامت کے
مخلوق سزا کیا جا رہا ہے وہ سائل سے زیادہ قیامت کو نہیں جانتا۔

سہاں کرنا تھا کہ اس جب تک وقت تمہارے پہنچتے تھے، حضرت شیخ کہتے ہیں: حضور نے فرمایا،
وہ جبریل تھے تم کو تمہارے دیے ہوئے کلمے کے لئے اس سے پہلے جب بھی کسی

شکل میں تھے میرے لئے، ان کو پہچان لیا مگر اس شکل میں نہیں پہچاننا سکتے

پچھلی صدی کے جلیل القدر امام حضرت امام فخر الدین رازی (۶۰۶ھ)

واعلم انه تعالى يتبين في القرآن انه لا يعلم احدا من الخلق حلق
وقته المعين ۝

ترجمہ: اور آپ جان لیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں کھول کر بیان کر دیا ہے

کہ اللہ تعالیٰ کی اپنی مخلوق میں سے کسی کو قیامت کے وقت معین پر مطلع

نہ کرے گا۔

قُلْ إِنَّمَا حَرَّمَ مَا عَنِدَ اللَّهِ لَا يَتَّبِعِينَ لَكُرْهًا إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُوا حُكْمَهُ ۖ

ترجمہ: آپ کہہ دیں اس کا عدم صرف ہمارے ذہن ہی ہے وہ ہمیں کہیں نہ پاسکے گا اسے اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت کے تحت مخفی کر رکھا ہے۔

آئیے اب آپ کو ساتویں حدیث میں سنے چلیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جب پوچھا گیا کہ قیامت کب آئے گی، مدآپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (مَا الْمَسْكُونُ مِنْكُمْ بِأَعْلَمَ مِنَ السَّاعِلِ) جس سے پوچھا جا رہا ہے وہ پوچھنے والے سے زیادہ نہیں جانتا، اس پر امام نوویؒ (۷۶۹ھ) لکھتے ہیں:-

فِيهِ أَنَّهُ يَنْبَغِي لِلْعَالَمِ وَالْمَنَاقِبِ وَخَيْرِهَا إِذَا سُئِلَ عَنْ مَا لَا يَصِلُ إِلَى
يَقُولُ لَا أَعْلَمُ وَإِنْ ذَلِكَ لَا يَنْفَصِلُ عَنْهُ

ترجمہ: اس حدیث میں اس کی تعلیم ہے کہ عالم اور منقہ اور دوزخ کے سب سے بھی سوچیں اسے وہ بات پوچھی جائے جسے وہ نہیں جانتا تو صاف کہے کہ میں نہیں جانتا اور اس سے اس کا درجہ کم نہیں ہوتا۔

وَقَدْ حَرَّمَ اللَّهُ تَعَالَى حِلْمَ الْقَدَرِ مِنَ الْعَالَمِ فَكُلُّ عِلْمٍ فِي رَسُولٍ وَلَا
حِلْمٌ مُقَرَّبٌ ۖ

ترجمہ: وہ اللہ تعالیٰ نے علم قدر کو پورے عالم سے لپیٹ رکھا ہے (مخفی کر رکھا ہے) اسے نہ کوئی نبی نہ مل جائے اور نہ کوئی فرشتہ مقرب (اس کا علم صرف اسی کے پاس ہے) عیسیٰ ابن عبد مضر قاضی بیضاویؒ (۷۶۹ھ) لکھتے ہیں:-

إِسْنَاءُ شَرِيحَةِ الْإِسْلَامِ عَلَيْهِ سَلَامًا مَقْرَأَ لَا زَيْفًا مَوْسِلًا ۖ

ترجمہ: اس نے اس حکم کو اپنے ساتھ لایا کہ رکھا ہے کسی ایک مقرب اور نبی مرسل کو اس پر اطلاع نہیں پہنچتی۔

ساتویں صدی کے راویوں کا مؤرخہ سنہ ۱۰۰۰ھ ہر تہی آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے
جواب دینے لکھتے ہیں :-

ای لا ادری معنی یوم النیمة لان اللہ تعالیٰ لم یطعن علیہ
ترجمہ میں نہیں جانتا کہ قیامت کب واقع ہوگی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس پر
مطعن نہیں فرمایا۔

۲۔ ششم پر امدادی کے جلیل القدر مفسر علامہ علی بن محمد بن زین الدین ۷۰۰ھ رقمطراز ہیں :-
انما قال كذلك شعراً بالتحصیم ثم رجعا للسامعین ان کل سائل
ومستول فہو کے ذلك ۱۰۰

ترجمہ آپ نے اس طرح تفسیم کرنے کے لیے ارشاد فرمایا سامعین کہ تم عرض کیا
کہ اس کو برنہ چھنے والا امداد پر پوچھا جائے وہ اس سوال میں ہی طرح ہیں۔
حافظ ابن کثیر ۷۰۰ھ ۱۰۰۰ھ آیت لا املک لنفسی حسداً لا نقضاً الا ما شاء اللہ کے
وقت لکھتے ہیں :-

ای لا اقول لکم الا ما علمنی ولا اقدم علی شیء مما استأثر بہ الا ان
یطعننی اللہ علیہ فانما عبدہ ورسولہ الیکہ وقد اختلفتکم
ببعض المسامحة وانما کائنۃ ولم یطعن علیہ علی وقتہا ۱۰۰

ترجمہ میں نہیں دی تلا نام پر جو میرے سب نے مجھے بتویا اور میں کوئی ایسی قدرت
نہیں رکھتا جس سے کوئی چیز کو اپنے لیے خاص کر لوں گا نہ یہ کہ اللہ تعالیٰ مجھے کسی بات
پر مطلع کرے میں اس کا بندہ ہوں اور اس کا امتدادی حرف رسول ہوں میں نے
میں قیامت کے آنے کی خبر دی ہے اور وہ اگر سچ گئی وہ اس کے واقعے
ہونے کے وقت سے اس نے مجھے اطلاع نہیں دی۔

حافظ ابن حجر متوفی ۷۳۳ھ) بھی لکھتے ہیں :-

فان المراد ايضا التساوي في هذه الحكمه.

ترجمہ: یہ ارد بھی ہے کہ مسائل اور مسائل میں گنے نہ جانے میں دووں برابر ہیں۔

علامہ سید ابوالدین علی (۷۱۲ھ) تفسیر حاشیہ میں

ہی لیس عندك عليها حق، مذکور ہا۔ اقر ربك مفتدھا اھی منھیں علیھا

لا یعلیھا عنیرہ نہ

ترجمہ: یعنی آپ کو اس کا علم نہیں کہ آپ سے یاد کر رہے ہیں آپ کے پروردگار کو حق، انکی
انتہا ہے یعنی اس کے علم کی پہنچ کسی کی طرف ہے اس کے سوال سے کوئی نہیں جانتا۔

خیم انت من ذکواھا کے تحت لکھتے ہیں :-

ویشونک ای اھل مکہ عن الساعۃ .. واما علیھا حق تکون وعند ربی لا یجلیھا

یضمرھا (ووقعھا) الام یعنی کتب (الام) نہ

ترجمہ: آپ کے کہہ کر کیا ثابت ہوتے ہیں جو جتنے ہیں ... ان کا علم کریں کیا تب ہوگی کے
پاس ہے اور وہ اسے ظاہر نہ کرے گا اگر آپ نے وقت پر ہی الام یعنی فی ہے۔

علامہ سید ابوالدین سبکی (۷۹۱ھ) میں صدی کے آخری ترقی میں القدر تفسیر میں آپ جلالین میں

ویشونک اھل مکہ عن الساعۃ ان من شئنا متى وقوعھا وینھما (فیہم

انت من ذکواھا) لیس عندك علیھا حق، مذکور ہا۔ اقر ربك مفتدھا اھی منھیں

علیھا لا یعلیھا عنیرہ نہ

ترجمہ: گواہ کہ آپ پر جتنے ہیں قیامت کیا تب ہوگی آپ کے پاس اس کا علم کہیں کہ

آپ سے جانتے ہیں رب کوئی محظوم ہے اسے اور کوئی نہیں جانتا۔ آپ سے بھی کہتے ہیں

(حق اعلیھا عند اللہ وینھما) یعلیھا اھی انت لا تقنھا! نہ

دوسری صدی کے علماء اسلام میں سب سے پہلے امام شافعیؒ (۱۵۰ھ) قلیب شرمینی (۱۵۹ھ) علامہ

ابو السخود (رحمہ اللہ) نے امام اعظمیؒ کی وصیت پر عمل کیا۔

ولا يعلم متى تقوم الساعة إلا الله يعلم ما في غيب ذلك في حرير ولا ملك ينسب إليه

ترجمہ: اے کنی نہیں، ہانسا کی قیامت کی گھڑی کب ہوگی اگر ایک طور کنی ہی مسئلہ ہے

حک تعویب کی لئے اس مقررہ کو خیر کیا۔

الى ربك عنفها اي منتهى علمها الميراث بعد ان من خلفه كقولها قاتلي

وَمَا يَكْفُرُ لَكُمْ وَيُكَفِّرُ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَيُدْخِلُكُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۚ

تربہ جیڑہ لکھنؤ : اس کی ابتدا جی اس کے ایک سچے شہر قادیانے اور کالم انجی

مغز میں کسی کو نہیں دیا میرا کہ ارشاد ہے انا اعلانہ فی سوائے اس کے نہیں کہ اس کا

قرآن کے دل کی ہے احسان اللہ عنہ علو اسلوب (پہا قمان)

أُثِمَّتْ بِمِثْلِ النَّاسِ مِنَ السَّاعَةِ

قُلْ إِنَّمَا عَلَّمْتُكُمْ الْفَنَاءَ وَإِلَىٰ رَبِّكَ الْمَصِيرُ

ممكن قاما بالانتزاع منه

ترجمہ: ملک پر حق تعالیٰ نے آپ سے قیامت کی گھڑی کا (دوباب ۳۳) آپ کے ہیں جس کا

”میرے کہیں یہ ہے اور آپ کی باتیں کون سی چیز آپ کو قیامت کا ہے دیکھو

کب واقع ہوگی میں آپ سے نہیں جانتے۔

علاحدہ اور اس وقت ۱۹۸۲ء تک کے ہیں۔

﴿قُلْ إِنَّمَا أَعِزُّهُمَا لِلَّهِ وَالْجَمَاعِ عَلَىٰ مِلَّةِ مَا قَرَّبْنَا وَلَا نُبَايِعُ سَلًّا وَلَا يُبَايِعُكَ﴾ ۝

لەسۆڵانی ئیسلام... ای لا یتک بە شیخ احمد

میں نے خدا کی خاطر اپنے خدائے شریف پر مجھ کو مجھ پر احسانوں کے لئے بھیج دیا۔

لے کر شہر میں لے کر آئے اور انہیں قید کر دیا۔ انہیں قید کر دیا۔ انہیں قید کر دیا۔



دوسری صدی کے اخیر میں جلیل القدر محدث ابو جعفر نعیمہ اور سکڑا، مرہوم علی قاری (۱۰۳۰ھ) محدث رہے ہیں۔ آپ دوسری صدی کے مجدد شمار کیے جاتے ہیں۔ پہلے وہ حدیث سامعہ دیکھیں۔ جس کی شروع میں ہم اعلیٰ قاری کا مفید قارئین کے سامنے لانا چاہتے ہیں۔ حضرت بابرؒ کہتے ہیں میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کی وفات سے پہلے سنا آپ خوابا رہے تھے۔

تسألونی عن الساعة وانما علمها عند الله.

ترجمہ: مجھ سے پوچھتے ہو قیامت کی گھڑی کب ہوگی اور اس کا علم تو بس اللہ ہی کے پاس ہے۔
فانزل علی قاری اس کی شرح میں کہتے ہیں:-

هذه الاشارة مقدرة ای تسألونی عن الساعة وانما علمها عند

لا يعلمها الا هو.

ترجمہ: اور کیا تو پوچھتے ہو مجھ سے قیامت کب واقع ہوگی اس کا علم تو اللہ کے پاس ہی ہے۔ اس کے سوال سے کوئی نہیں جانتا۔

اس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ آپ کے آخر میں حیات تک اللہ تعالیٰ نے قیامت کے وقت کی کسی کڑی اطلاع نہ دی تھی اور حدیث ما السئول عنہا با علم من السئول کے تحت لکھتے ہیں:-

وقد جازى بالكذب بعض من يدعى في زماننا العلم وهو متشيع
بما لم يحط به رسول الله صلى الله عليه وسلم وكان يعلم متى تقوم الساعة
فقال له فقد قال في حديث جبريل ما السئول عنها با علم من السئول
فخرجه عن موضعه وقال معناه انما دانت عليها الحفا من اعظم الجن
واقبح استخفاف وانما العلم بالله من ان يقول لمن كان نظره انحرافا
انما دانت علم الساعة الا ان يقول خلفا الباهل انه كان يعرف انه جازي

فرومولی اللہ علیہ السلام ہر اصالہ کی قرآنہ والہ فی نفسہ یہ وہ ما جاد فی
فی حسیۃ ولا قد عورتہ حبیب خذہ العصرۃ

ترجمہ بعض دکانوں نے جو چاہے وہیں علم کے مدعی ہیں اور وہ بغیر کچھ پائے بغیر جوئے
بیٹھے ہیں کچھ کھانا بھرت گھڑتے ہیں کہ بہت بڑے ہوتے تھے کہ کیا موت کب تاہم ہوگی
انہیں کہا گیا کہ حدیث جبریل میں آنحضرت نے فرمادیا ہے المسئل عنہ ما علم من
السائل تو اس نے اس کی تخریج کر دی اور کہا اس کا مطلب یہ ہے کہ میں اور تو
دونوں جانتے ہیں کہ کوئی دوسرا زیادہ جانتے والا نہیں اور نہ اس کا برابر علم رکھتے
ہیں، یہ ان کی ایک بڑی جہالت ہے اور ایک بڑی قبیح عزیمت ہے اور بھی پاک
اس سے زیادہ خدا کو پہچانتے والے ہیں کہ آپ جیسے ایک عالم مرنے کی گتے ہیں
اسے فرمائیں کہ میں اور تو دونوں جانتے ہیں، اہل جاہل یہ کہہ سکتا ہے کہ آپ
جانتے تھے کہ وہ سب ان میں سے ہے تو اس کا جواب ہے کہ حضرت اپنے
اس قول میں کچھ ہیں کہ اس حالت کی قسم جس کے تحت میں میری جان ہے
جبریل جب مجھ پر اس آئے میں نے انہیں پہچان لیا مگر اس نے انہیں
انہیں پہچان نہ پایا۔

گیارہویں حدیث کے محدثین میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی (۱۰۵۰ھ) سے کہن واقعہ نہیں
ہے مگر یہ حدیث المسئل عنہ ما علم من السائل کی شرح میں لکھتے ہیں :-

یعنی خیر میں نہ تھا تو تو بولیں میں نہ تو یہ وہ برابر علم دار اور مستحق اس کلمہ پر
مائل و مستحق ہیں حال دار کو نہ اس پر بخیر نہ نہ تھائی کے برابر نہ وہ مجھے
کس نے اذیت نہ وہ اس پر اس اطلاع نہ وہ۔

ترجمہ یعنی میں اسے تم سے زیادہ جانتے والا نہیں ہوں میں اور تو میں سمجھتا

جاننے میں برابر ہیں بلکہ ہر سائل و مسئلہ اس میں برابر ہوگا اس خاص وقت کو بجز اللہ تعالیٰ کے اور اس نے فرشتوں اور پیغمبروں میں سے کسی کو اس وقت کی اطلاع نہیں دی۔

پھر شکرۃ کی عربی خریج متبع المصاحف میں لکھتے ہیں :-

ما السؤل منها جاعل من السائل ای جاسوا فی عدم العلم بوقت قیامہ

ترجمہ جس سے پوچھا جا رہا ہے وہ پوچھنے والے سے زیادہ نہیں جانتا اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ قیامت کی گھڑی کا علم دو کھینے میں وہ دونوں برابر تھے۔

پھر حضرت بابا بن عبد اللہ انصاریؒ کی روایت نسائیؒ میں ہے الساعۃ کے وقت لکھتے ہیں :-

گفت جابر شقیم ان حضرتؐ لا پیش از رحلت خود بیک ماہ نسائیؒ من الساعۃ

سے پرسید ملا الا وقت قیام قیامت دیا بنا علیہا اعتقادہ وغیرت علم بہ

تعیین وقت اس گزرتہ و گذشتہ و ماضی و معنی نزد وقت و قیام قیامت بکری

می پرسید اس خود معلوم من غیبت ہاں را بجز خداوند تعالیٰ کسی نہ اندیش

ترجمہ جنت جابگئے ہیں میں نے عرض کیا اپنی وفات سے ایک ماہ پہلے یہ فرماتے تھا

تم مجھ سے قیامت کی گھڑی کا پوچھتے ہو؟ اس کا علم تو اللہ کے ہاں ہی ہے اس گھڑی

کا میں وقت اللہ کے سوا کسی کے ہاں نہیں۔

تم مجھ سے قیامت بکری کے وقت کا وقت پوچھتے ہو وہ مجھے خود معلوم نہیں اللہ سے

اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

اس سے معلوم ہوا کہ اس گھڑی کے علم کا پوچھا آخر وقت تک ضرور پوچھنا لایا تھا

یہ علم اس قدر بھاری ہے کہ ۲ سالانہ عین اس کا پوچھ نہیں تھا کہتے۔

بارہویں صدی کے علماء میں ہم شیخ احمد رضا بنیون (۱۰۶۰ھ) مجدد مائت و دو ہجرت شاہ ولی اللہ
محدث دہلوی (۱۰۷۰ھ) اور انوار الماشیخ اسماعیل حق (۱۱۳۴ھ) صاحب روح البیان کو پیش کرتے ہیں
ان میں سے کسی کا عقیدہ یہ نہ تھا کہ وقت قیامت کا علم اللہ تعالیٰ نے کسی مخلوق کو دیا ہے یا کون کی ہر شے
اللہ پھیرا اس پر مطلق ہے۔

فامین کا ضعیفینا دئی کی ایک جہالت پر بحث کرنے کے بعد لکھتے ہیں ۔
فعلہذا من کلامہ لہذا ان اللہ تعالیٰ یطلع الاولیاء علی بعض مایستلزمون
لغیوب الخفیۃ ۔

ترجمہ ان کی اس بات سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ ذیہوں کو غیب غیب میں سے
بعض امور پر اطلاع دیتے ہیں ۔

پھر بعد بعض مایشاء کی تشریح میں لکھتے ہیں ۔

فیہدبہام بعضہ لیخرج مثل علم الساعۃ ۔

ترجمہ یہاں بعض چیزوں کے علم کی قید اس لیے رکھ کر قیامت کی گھڑی کا علم
اس سے نکل جائے ۔

حاصل یہ کہ قیامت کب واقع ہوگی اس کا علم اللہ تعالیٰ کسی کو نہیں دیتے نہ اس نے کسی
کو دیا ہے نہ کسی فرشتے کو نہ کسی پیغمبر کو اور نہ باقی جاد چیزوں میں سے کسی کی جب بھی کسی نے الایح
پائی وہ جزئیات کے درجے میں بھی بعد رکھ دیا ۔ ان چلہ کا علم بھی صرف اسی کے پاس ہے اس
لئے ان کو چاہی کسی کو نہیں دی کہ جب چاہے بغیر اطلاع خداوندی خود جان لے کہ بارش کب ہوگی
کہاں کہاں ہوگی اور کتنی ہوگی یا کل دنیا کی مائت ہزاروں کے پیٹ میں نیکی بخت بچہ یا بد بخت ۔
وہ مومن ہوگا یا کافر ۔ یا یہ کہ کوئی شخص کل کیا کرے گا ۔ اسے کل کا احاطہ کون کر سکتا ہے اور
یہ کہ کسی نے کس زمین پر دفن کیا ہے کہاں اسے موت آئے گی ۔ ان سب باتوں کا علم بعد کیہ صرف
اللہ پھیرا جس کی مکتبہ کے ایضاً

انصافِ لغت کہتا ہے۔۔۔ ان میں سے بعض جزئیات کی خبر اگر کسی کو کرامت دے دیں تو یہ سب جزئیات ہمیں مل گئی گو وہ لاکھوں کینا نہ ہوں۔

علامینِ جویہ کہہ رہے ہیں کہ قیامت کی گھڑی کا علم اللہ تعالیٰ نے معالی طور پر بھی کسی کو نہیں دیا۔ یہی عقیدہ اور ہنگ نریب و الشکر کا تھا۔۔۔ یہ علامین کرتے ہیں: جن کی کتاب نور الانوار مسند کے مدارس میں پڑھائی جاتی ہے۔

اسامیل علی ہندوئی (۱۸۷۷ء)

مولانا اسماعیل جی ایک تنگ بزرگ ہیں۔ بعض باتیں بڑے چتے کی کہہ سکتے۔ قیامت کا علم کس جہت سے قفل رکھتا ہے اور کس جہت سے نہیں: اس پر آپ نے بحث کی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے مولوں پر کرمِ جسم کے نیب کھوتا ہے: وہ جن کا حق رسالت کے ساتھ ہر وہ رسالت کے مبادی میں سے ہوں یا اس کے ارکان و احکام سے۔ لیکن ہوں وہ غریب تعلق بالرسالہ۔۔۔ اسی ضمن میں: سوالِ لغت میں جن پر پیغمبرِ حرام کو ترجیح کرتے ہیں: اس بحث میں مولانا اسماعیل جی لکھتے ہیں۔

احوال الآخرة التي من جملتها قيام الساعة والبعث وغي ذلك من الامور الغيبية التي بانها من وظائف الرسله واما ما لا يتعلق بها على احد الوجهين من الغيوب التي من جملتها وقت قيام الساعة فلا يظهر عليه احد الامثلة

ترجمہ: اور کچھ احوال جن کی قیامت کا وقوع ہوا اور قبروں سے اٹھنا بھی ہے اور ان میں سے اور امرِ غیبیہ ان کا بیان وظائفِ رسالت میں ہے لیکن وہ غیب جو کسی پہلو سے بھی رسالت کی ذمہ داریوں میں نہیں جیسا کہ اسس نامہ گزری کا مضمون قیامت کب واقع ہوگی اور آخرتالی امرِ کچھ کو قبضہ نہیں دیتے۔ انہیں کوئی جان نہیں مکالم

حضرت امام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (۱۱۷۹ھ)

حضرت ابو بکر صدیقؓ نے کرائے کر ائمہ بیان کیا کہ ان کی ہومی بر غامہ کی جیسی تھی تو کی جیسی
اور ایسا ہی ہوا۔ یہ حصولِ ظن ہے جو صادقین پر پورا ہوتا ہے اسے ہم قطعی نہیں کہا جاسکتا۔
حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں۔۔۔

فيه حصول الظن بمثل ذلك وانما المستنع العلم فلا يجازيه قول شافعي

ان الله عنده علم الساعة وينزل الغيث ويعلم ما في الارحام

ترجمہ: آپ نے جبرائیلؑ سے ایسی باتوں کا ظن حاصل ہوا جو متعین ہے وہ
ایسویات کا علم ہے۔ حضرت ابو بکرؓ کا ایسی خبر دینا قرآن پاک سے نہیں ملتا جس
میں ہو کہ قیامت کب واقع ہوگی اس کا علم صرف اللہ ہی کہہ سکتا ہے۔

حضرت ابو بکرؓ نے اس کے لیے اعراف کا لفظ اختیار کیا تھا اور اس کے معنی گولن کے ہیں۔
ایما اظن من ما فی بطنا انما

ثم ليعلم انه يجب ان ينق عنهم صفات اول يجب جل مجده من العلم
بالغيب والقدرة على خلق العالمات غير ذلك وليس ذلك بنقص و
ثبت اقصاف الانبياء عليهم السلام بالجبرم والظلم والظلمات و
احالها وليس ذلك بنقص۔

ترجمہ: چہرہ جانا جائے کہ ان حضرات سے صفات واجبہ جل مجدہ کی نفی کئی ضروری ہے
جیسے علم غیب اور تحقیقِ عالم پر قدرت وغیرہ اور یہ نفی گونا گوں کے حق میں ہرگز کوئی
عیب نہیں۔ اللہ انبیاء کرام کا ہر کم و پیا کس اور اس قسم کی دوسری ضرورتوں سے
موصوف ہونا یہ شریعت کی رر سے ثابت ہے اور یہ ان کے حق میں ہرگز کوئی
عیب نہیں۔

ابن ابی شیبہ کی تقریر میں صدی میں آٹھ چلیں۔ اس حد کے علماء اسلام میں قاضی شمس الدین
 صاحب پانی پتیؒ (۱۵۱۵ھ) حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ (۱۱۶۱ھ) حضرت شاہ عبدالقادر
 محدث دہلویؒ (۱۲۰۲ھ) علامہ محمد اکو سی مصریؒ (۱۱۶۰ھ) حضرت مولانا عبدالحیؒ (۱۲۰۲ھ)
 انما علیہا عند ربی۔ استأثر بعلمہا الا یعلمہا الا وہو لم یطلع علیہا

مقرراً ولا منیاً۔

ترجمہ۔ اس کا علم تو ان ہی کے ہاں ہے جس کے اس کا علم نام اپنے لیے رکھ دے۔ اس کے
 اللہ کو نہیں جانتا ہے۔ اس کی اطلاع کسی توہین فرشتے سے کسی نبی کو نہیں دی۔

المواد بعلمہ العلم النقی والمسلک الماحصل للتادیب بالاہلہم وغیرہ
 خلق یس بخلقہ

ترجمہ۔ یہاں علم سے علم تخلیق اور ہے اور ان چیزوں کا جو علم الہام و فوہ سے ولید کرتا ہے
 وہ تخلیق ہوتا ہے تخلیق نہیں ہوتا۔

یصلک الناس من الساعة ای من وقت قیامہا۔ . . قل یا محمد انما
 علیہا عند اللہ لم یطلع اللہ احد من الانبیاء ولذلت کتہ وما یدریک
 واولی شئ فیہا حق قیامہا اذ اللہ یطلع اللہ علیہ احد من خلقہ
 ترجمہ۔ لوگ آپ سے قیامت کا پرچھے میں کرکب واقع ہو گئی۔ آپ کہہ دیں
 اس کا علم اللہ ہی کے پاس ہے اس پر اس نے اپنے پیغمبروں اور فرشتوں
 میں سے کسی کو اطلاع نہیں دی۔ آپ نہیں جانتے کہ کسی چیز آپ کو اس
 کا وقت بتا سکے جب کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں سے کسی کو
 اس پر مطلع نہیں کیا۔

حضرت شاہ عبدالقادر محدث دہلویؒ (۱۲۰۲ھ)

تو بتاتا ہے کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کو علم اس کا ذکر قیامت کب واقع ہو
گی؟ نہیں ہے۔

خبر قیامت کے آنے کی خدا تعالیٰ ہی کے پاس ہے اور سوائے خدا تعالیٰ کے
کسی کو خبر نہیں جبہا آوے گی۔ تو ہرگز نہیں جانتا اس کے آئے
کا وقت ہے۔

عزیز محمد رسول اللہ ص ۴۰۰

وانہ يجوز ان يطلع الله تعالى بعض اصحابه على إحدى هذه الخسوف
يرزقه عز وجل العلم بذات الخسوف والجملة وعلمها الخاص به جل
وعز ما كان على وجه الحاطة والشمول لا حوال الى سنها وتصفية
على الوجه الزعم.

ترجمہ۔ ہر سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بعض مشوروں کو ان پانچ
مہیات میں سے کسی پر اطلاع بخشنے اور اللہ تعالیٰ اسے اس
کا فی الجملہ علم دے دے۔

ان پانچ چیزوں کا جو علم اللہ تعالیٰ سے خاص ہے وہ ان کا علم
مخصوص تفصیلی ہے۔

آئیے اب آپ کو چار دہریں مہدی میں سے چلیں۔ منیر جلیل محمد علی انصاری لکھتے ہیں۔

قل انهم با محمد لا يعلم الوقت الذي يحصل فيه القيامة فيه الا الله جل جلاله

فما لك ذلك بقوله لا يعلمها انتم هذا الا هو اي لا يكف امره ولا يعلمه ولا الناس

الا الرب سبحانه باذنه فهو العالم بوضو... لا يعلم الا الله لا يعلم الا الله

الغيبية التي استأثر بها علام الغيوب محمد

علم غیب کا دھوئے نہ رکھتے تھے۔ آپ اہلس پر نامور رہے کہ علم غیب کی نسبت جمیٹ الشریکی طرف کریں۔ اور لوگوں کو بتائیں کہ علم غیب جاننا خاصاً اور بہت میں سے ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بشر ہیں اور آپ بشریت سے باہر کسی چیز کے مدعی نہیں اور نہ آپ اس کی کسی حد کے مدعی تھے آپ کا اس کا علم آپ کے رب سے ہی تھا تھا اور اللہ تعالیٰ جو چاہتے ہیں کسی کو دیتے ہیں۔

چند برس بعد ہی کے بزرگوں میں خاتواہ گروہ کے مورث اعلیٰ جناب پیر مہر علی شاہ صاحب (۱۰۵۰ھ) سے کوئی واقعہ نہیں۔ قادیان میں اور بریلویوں کا دھوئے تھا کہ دنیا کی کل عمر سات ہزار سال ہے۔ ہر زماں میں محمد نے حضور تک دنیا کی یہ عمر بتائی۔

خدا نے ایک کشف کے ذریعے سے علاج دی ہے۔ ۱۰۵۹ھ میں اہل اے دینا سے آنحضرت کے روز وقات تک قمری حساب سے ہے بلکہ یہ بیویوں کے فقیر احمد یار گجراتی بھی کہتے ہیں۔

دنیا کی کل عمر سات ہزار سال ہے یہ بدویت صحیح ثابت ہے جس سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام کو قیامت کا علم ہے۔

پیر مہر علی شاہ صاحب قادیان میں اور بریلویوں دونوں کے خلاف تھے۔ آپ اہلس سات ہزار سال دانی روایت کر قرآن کریم اور ادا مادیت صحیحہ کے مریج خوف قرآن دیتے ہیں قرآن کریم میں ہے۔

قل انما نعلمنا عند ربی لا یحیط بما لاقہوا الا وہو رب الاعرف (۱۲)

ترجمہ: اے پیغمبر آپ کہہ دیں قیامت کے وقت کا علم تو میرے رب کے پاس ہی ہے وہی اے تمہارے گا۔ اس کے وقت پر۔

نہ تھوگوں زور میں طبع اولیٰ نہ جاہ سخن نہ

حدیث صحیح میں ہے کہ جب آپ سے پُرچا گیا قیامت کب واقع ہوگی تو آپ نے فرمایا۔
 مَا الْمَسْئُولُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنْ السَّائِلِ.

پیر پڑھی شاہ صاحب اس آیت اور حدیث کو سامنے رکھتے ہوئے قادیانوں اور
 بریلویوں کی تردید میں لکھتے ہیں۔

اور یہ جو لکھا ہے کہ قیامت سات ہزار سال سے پہلے نہیں آ سکتی میں کہتا
 ہوں کہ سات ہزار سال کی تحدید جو آپ نے کافی ہے یہ مافی ہے۔ لا
 یجلی ما لوقھا الاھو کے ارمان اس حدیث کے جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم روقت قیامت کے علم سے لاعلمی بیان فرمائی ہے نہ
 منشی احمد یار خاں نے یہ جو لکھا ہے۔

دنیا کی کل عمر سات ہزار سال ہے یہ روایت صحیح ثابت ہے۔ (جدد الحق ص ۲۰) یہ بالکل
 غلط اور بے بنیاد ہے کسی روایت صحیح میں دنیا کی عمر سات ہزار سال نہیں بتائی گئی۔ یہ روایت
 بالکل موضوع ہے جسے منشی صاحب صحیح قرار دے رہے ہیں مولانا ابوالحسن علی (۱۱۹۰)
 نے اسے موضوع لکھا ہے اور مجدد مآثر دہم ص ۱۱۰ میں تحریر کیا اس روایت کے بارے میں کہتے ہیں۔
 ھذا البین الکذب

ترجمہ یہ روایت دکھ دنیا کی عمر سات ہزار سال ہے، بڑا کھٹا جھوٹ ہے۔

چودھریں صدی کے اس عظیم گواہ کے جد بڑا چنے اس موقف کے حق میں اس کی گواہی
 کی ضرورت نہیں سمجھتے۔

ہم نے اس موضوع پر کہ اللہ رب العزت نے قیامت کے وقت کی گڑھ کسی پر نہیں کھلی
 چودہ سو سال کا علمی سرمایہ آپ کے سامنے رکھ دیا ہے ہم نے اس حقیقت کے بیان پر تو کئی کبیر
 کی دس آیتیں جو اپنے موضوع پر قطعی الدلالت ہیں آپ کے سامنے پیش کی ہیں محتاطہ قطعی دلائل

سے ثابت کیے جاتے ہیں، خبر و حد یا کسی قول سے نہیں۔ یہ صرف ائمہ و دروہوں کی بات ہے جس سے دین ثابت ہوتا ہے، ظنیات کا اس پر اب میں کوئی اعتبار نہیں ہے۔

ہر جلیلہ علم غیب تاریخ انبیاء کی روشنی میں بھی دس شہادتوں سے پیش کرتے ہیں۔ یہ دس معجزوں کے واقعات واقع طند پر بتاتے ہیں کہ نبی کے معنی غیب جاننے والے کے نہیں ورنہ قرآن کریم کی کتنی بھی آیات سے محالہ اذہم آئے گا۔ پھر خاصاً حضرت علیؑ علیہ السلام کے بارے میں بھی جہتے پر مدح و ثناء آپ کے سامنے پیش کیے ہیں کہ جو علوم آپ کی شان کے ماتحت نہ تھے جیسے علم شعر یا علم قصص یا بطریق ریاضت پردوں کا اٹھانا اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان سے بلند و بالا رکھ اور وقت قیامت کا علم بھی آپ کو نہ دیا کہ یہ علم زمین و آسمان پہ بھاری تھا اور اللہ تعالیٰ آپ علیؑ علیہ السلام کو اس گرانباری کا شمع نہ کرنا چاہتے تھے۔ نیز اس کا منصب و رسالت سے کوئی تعلق نہیں

مردمِ مسلم بوقتِ قیامت پر قرائنِ مگریم سے دس قطعی شہادتیں ہر آپ کے سامنے پیش کرے گی۔
 میں جہانمیں۔ سے ایک کا انکار ایک مستقل رجحان ہے۔

ان دلائل و شواہد کے علم غیب کا سلسلہ کھل کر سامنے آ جاتا ہے کہ قطب الدین غریب
 حضرت نے غیب کی جاہان کسی کے دھڑ میں نہیں دیں اور مدت قیامت کا علم قطعیات قرآن
 کی روشنی میں صرف اللہ رب العزت کے پاس ہے جو شخص اس کے خلاف عقیدہ رکھے وہ
 ہرگز مسلمان نہیں۔ وہ کفر کا ترکیب ہے۔

علم بوقت قیامت کے مدعی کا حکم

حضرت عبدالعزیز عباسی ہی نہیں علامہ زجاجؒ (۱۰۰۰ھ) نے بھی یہی بات کہی ہے۔

من ادعى انه يعلم شيا من هذه الخمس فقد كفر بالقول العظيم به

حضرت علامہ علی بن محمد غازی (رحمہ اللہ) حضرت عبدالنور بن عباسؑ سے نقل کرتے ہیں۔

هذه الحقة لازيمها ملك مقرب ولا نبي مصطفى من ادعي الله

يعلم شيئا من هذه فقط كقربا للقرآن لانه مخالفه

ترجمہ: یہ پتھ پر مری وہ میر جنہیں نہ کوئی مقرب نہ مستر جانتے ہے اور نہ کوئی چنا

ہو: انہی کو شخص یہ دیکھے کہ وہ ان میں سے کسی کو جانتا ہے کس سے

قرآن کا انکار کیا کہ کوئی اس سے قرآن کے اس بیان کو نہیں مانا

یہ اس لیے کہ جس طرح ہم سنت پر ایمان لانا دین کا اتفاق ہے اور اس کا انکار غریب ہے

یہ بھی قرآن کریم کا بیان ہے کہ قرآن فی کسے مراد وقت بہت کا علم کسی کے پاس نہیں اور اس کا

ان دین میں سے ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہما (۱۵۵۵) کہتے ہیں۔

قلت لا اعتقاد بوجودها وعدم العلم بوقوعها عند برائه تعالى من

الذميمة نصا

ترجمہ: میں کہتا ہوں قیامت آنے پر اقل نہ رکھنا اور یہ جاننا کہ ایک اللہ کے کوئی

اس گمراہی کو نہیں جانتا جب یہ واضح ہو کہ یہ دونوں باتیں غریب بات دین

میں سے ہیں۔

شارح صحیح بخاری: حضرت علامہ خطیبی (رحمہ اللہ) بھی کہتے ہیں۔

يدخل فيه اعتقاد وجود الساعة وعدم العلم بوقوعها المعبر عنه تعالى زلزال من الدين

فمجموعه من قیامت واقع ہونے کا اعتقاد کھانا وغیرہ اور یہ غریب بات و قیوم ہونے کے بارے میں

کوئی نہیں جانتا یہ بھی صحابہ میں داخل ہے یہ دونوں باتیں ایمان دین میں

سے غریب باتیں ہیں، علامہ خطیبی (رحمہ اللہ) کہتے ہیں: اس بات میں جملہ علماء

قیامت کا علم اللہ ہی کے پاس ہے اس پر نبوی شہادت

حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ ایک دھڑ ایک اپنی سافر حضرت کی خدمت میں آیا ہے ہم میں سے کوئی ذمہ داری نہ تھی اس نے حضرت علیؓ علیہ السلام سے ایمان واسلام کے متعلق سوالات کیے پھر اس نے اعراب کے بارے میں سوال کیا آنحضرت علیؓ علیہ السلام اس کے جواب دیتے رہے پھر اس نے پوچھا قیامت کب آئے گی آپ نے ہر جہاد کی نیچے ڈال دیا۔ پھر اس نے سوال دہرایا تب سر اٹھایا اور فرمایا :-

ما المسئول عنها با علم عند الله

ترجمہ میں ہے قیامت کے بارے میں پوچھا جا رہا ہے وہ اس کے وقت کو

پر پہنچنے والے سے زیادہ نہیں جانتا

یہ واقعہ آنحضرت علیؓ علیہ السلام کی یہاں کی زندگی کے آخری دہکاس ہے اور حضرت عمرؓ کے بیان کے مطابق میں اور بھی کئی جگہ ہیں جس گروہوں کے نام ہم یہاں لکھے دیتے ہیں :-

- | | |
|-------------------------------|--------------------------------------|
| ① حضرت عمر بن الخطاب (۳۴ھ) | ② حضرت جبریل بن عبد اللہ الجلی (۵۱ھ) |
| ③ حضرت ابو موسیٰ اشعری (۵۲ھ) | ④ حضرت عبد اللہ بن عمر (۵۴ھ) |
| ⑤ حضرت عبد اللہ بن عباس (۶۵ھ) | ⑥ حضرت ابو ہریرہ (۶۶ھ) |
| ⑦ حضرت ابوذر غفاری (۶۷ھ) | ⑧ حضرت جبریل بن نفیع (۶۸ھ) |
| ⑨ حضرت ابو سلمہ اشعری (۷۰ھ) | ⑩ حضرت انس بن مالک (۷۱ھ) |

ما المسئول عنها با علم عند الله من السائل کے اور موارد

یہاں پر ایک اور واقعہ بھی مذکور ہے جس میں آپؐ کو کچھ دن میں سب

کے صحابہ نے حضرت علیؓ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر کیا اور آپؐ کو

کچھ پروکھن ہیں اور چادریں دھڑبھڑ بنائے والے لگن ہیں۔ جو لوگ یہاں گھڑیں۔ وہ
ابھی سنت نہیں ہو گئے، انہیں ابھی سنت سمجھنا لگا ہے۔

① حضرت جبریلؑ کی موقع پر پہچان ہو گئی تھی یا نہ!

حضرت عمرؓ کہتے ہیں: حضرت علیؑ اور علیؑ نے حضرت جبریلؑ کے ہاتھ کے بعد فرمایا۔
فوللا ے نفسی بیدہ ماشئہ علی منانا فی قبل موتی هذه و ما
من غنہ حق و لی۔

زیرِ قہم ان بات کی کہ جس کے قبضے میں یہی جان ہے جبریلؑ جیسے میرے پاس آئے ہیں اس
ایک دفعہ کے سراکھی بچہ پر اس کا اتنا شبہ نہیں، کہ اس وقت میں نے انہیں نہیں پہچانا
یہاں تک کہ آپ جیسے گئے۔

حضرت ابو بکرؓ، حضرت ابوذر غفاریؓ کہتے ہیں ہم حضورؐ کے پاس بیٹھے تھے، ایک
شخص آکر پوچھا قیامت کب آئے گی؟ آپ نے سر جھکایا، احمد قاسمیؒ، غنیۃ الدقائق، اس نے پوچھا
آپ نے پھر قاسمیؒ اختیار کیا، پھر سر اٹھایا اور فرمایا:-

والله بعث محمدًا بالحق صدق و بشیرا ما حکنت باعلم بہ من
رجل منکم و انه لاجبیل علی السدم نزل فی صوۃ حیۃ انکلیج
تجدد من ذمت کی ختم جس نے محمدؐ کو حق کے ساتھ ہادی اور بشیر بنا کر بھیجا میں
تم میں سے کسی سے زیادہ اسے جاننے والا نہ تھا نہ میں، جانتا تھا کہ یہ درجہ پہلی
ہے جو دیکھی کی صورت میں آیا کرتا ہے۔

حاتم ابن عمر رضی اللہ عنہما نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ الفاظ نقل کیے ہیں۔

لے سفر بہ لطفی بعد اس کے ۸۴ واسطہ صحیح فتح الباری جلد ۱ ص ۱۲۱ کے متن نامی جلد ۱ ص ۱۲۱

عمدة القاری جلد ۱ ص ۱۲۱

حضرت عبدالقادر بن محمد فرماتے ہیں: وہ قندہ اخضر است، اصل اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے آخری دور کا ہے۔ وہ مسائل کے سننے کا فتنہ مان، مفاد میں کیسے پختہ ہیں۔

ان رجلاً في آخر عمر النبي جاء إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم
 قريشاً. ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ان کی عمر کے آخری
 دور میں آیا۔

جانتا ہوں مجھ سے کافی کہتے ہیں۔

انما جعلوه بعد انزال جميع الاحكام لتقرير امور الدين الذمى بغض استمرقة
في معطس. وبعد التخصيص. ر.ه

ترجمہ: جبریل کس وقت آئے جب آپ پر دین کے تمام احکام اتر چکے تھے تاکہ وہ وہ انکو دین جو آپ کو متفرق طور پر پہنچے رہے اب ایک مجلس میں انشاء میں ہمایشیں۔

فراخ بخینہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے شاگرد ہیں۔

وَمَا تَمَّ أَمْرُكَ شَاؤَ وَمَقَرَّبَ إِلَيْهِ بِمَشْئِئِهِ فِي صُورَةِ رَجُلٍ يَرَاهُ النَّاسُ
مُسْلِمًا لِنَبِيِّهِمْ لَا يَمَانُ وَلَا إِسْلَامَ وَلَا إِحْسَانَ وَلَا مَعَاذَةَ

له مولد ابن منده و مسند له مصحح بنی شریک اسم و راجع - المفتح علیہ ص ۱۱۱ والحمد لله رب العالمین

۱۔ فتح بھاری جیلز میں ۲۔ مکتبہ العلم الباقیہ علیہ وسلم ۳۔

ترجمہ: ہر عالم اور مہنگی کو چاہیے کہ جب اس سے کوئی ایسا مسئلہ نہ چھا جائے
جیسے وہ نہ جانتا ہو تو حافت کہے میں نہیں جانتا یہ کہنا اس کی شان میں کوئی گناہ
نہ کرے گا۔

ماظاہر بہ کثیرہ (۱۴۴۲ھ) کہتے ہیں وقت قیامت کو کوئی نہیں جانتا۔ نہ کوئی بڑی اور نہ کوئی
فرشتہ۔ سو اس جملہ کے پر مبنی نہیں ہو سکتے کہ میں اور تو دونوں جانتے ہیں قیامت کب واقع
ہوگی۔ تب کہتے ہیں۔

فصل وقت الساعة لا يجده حق مرسل ولا ملك مقرب... خلاصہ دري
احمد بن الناصر حق تقوم الساعة في اى سنة اذنى اى شهر او ليل او نهار
ترجمہ: سو قیامت کی گھڑی کا وقت کسے کوئی نہیں جانتا نہ کوئی نبی مرسل اور نہ کوئی
ملک مقرب۔ ہر کوئی شخص نہیں جانتا کیا قیامت کب واقع ہوگی کس سال کس پہلے
میں اور ملت کو یا دن کو۔

اب نوین صدی ہجری میں چلیں۔ ملازمینِ درہ (۱۴۴۲ھ) مجمع بخاری کی شرح میں لکھتے ہیں۔
لا نعلمنا حقا و بان فی فنی العلم به ان کل سائل ومسئول فهو كذا
ترجمہ: ہمارے مسئلہ رسول دونوں گھڑی کا ہم نہ کہتے ہیں برابر یہ راہنہ بھی اس بارے میں ہر
سائل، مسئلہ اس سے نہ جانتے ہیں برابر میں گئے۔
اب دوسری صدی میں چلیں۔ ملازمینِ درہ (۱۴۴۲ھ) لکھتے ہیں۔

والمراد فنی علم وقتها لان علم حقیقہا منقطع به غیر علم حقیقہ لہ
وهذا اذ بان، غفر بالله وای غفیر العلم اذ ان المراد بالتاوی فی فنی العلم
بان الله استشر بعلم وقتها حقیقہا۔

ترجمہ: اس سے مزد۔ اس وقت کے جانتے کی فنی ہے کہ ان کے ہر جس کے

واقع ہوتے کا وقت طے شدہ ہے اور وہ قاضی ہے۔ پس اتنا علم
مستحق کہ ہے اور یہ اگرچہ دونوں میں برابری کو مٹا کر ہے مگر مراد نہ جاننے
میں برابری ہے کیونکہ اس گمراہی کے واقع ہونے کا علم اللہ تعالیٰ نے
اپنے پاس ہی رکھا ہے۔

حضرت قاضی قاریؒ (۱۰۴۳ھ) بھی اسی صدی کے محدث ہیں۔ آپ لکھتے ہیں :-
انھما مستقران فی العلم بلہ غیر مراد نا انھما مستقران فی حق العلم بلہ
توجہ یہاں یہ عز و جہل کہ دونوں کے جاننے میں برابری نہ تھی اور مستقران تو وہاں
یہاں نہ جانتے ہیں۔

جو لوگ کہتے ہیں کہ یہاں ثبوت محرم برابری ہے۔ آپ ان کی تردید میں لکھتے ہیں :-
هذا من اعظم المخلل واقع التعریف والحق اعلم بالله من ان يقول
من كان يظنه احراراً بالانوارات فاعلم السامع بجهل

ترجمہ۔ یہ بہت بڑی جہالت اور بہت بڑی تعریف ہے۔ نیکو اس طرح کہ ہم سے
کہ جب آپ ایک ہندو سمجھ رہے ہوں اسے کہیں کہ میں دور تر مدلول جانتے ہیں کہ
قیامت کب واقع ہوگی زیادہ افسوس کہ جانتے والے ہیں۔

آئیے اب ہم آپ کو گیارہویں صدی کے جس جلیل القدر محدث محمد قاریؒ (۱۰۵۲ھ) سے
سنتے ہیں :-

یعنی غیث من داننا انہ قرابا یعنی من دور ہر دور برابر ہم دور نا و مستن
ہیں بلکہ ہر سائل مستول ہمیں حال وارہ کہ ان لا جز فدا منہ تعلقا کے خلاف دور
مے تعلقا چھپکس را از ملائکہ در مسل برائی۔ غلام خدا ہے۔

ترجمہ میں تم سے زیادہ اسے جانتے والا نہیں ہیں اور اگر اسے نہ جانتے ہیں

لہذا ان کے جہل و غفلت کی وجہ سے ان کے اہل بیت کے جہل و غفلت سے

برابر ہیں مگر قیامت کا وقت معلوم کرنے میں ہر سال اس مسئلہ کا یہی حال ہو گا۔
 اللہ تعالیٰ کے ارادہ کوئی نہیں جانتا اور اللہ تعالیٰ نے اس پر اپنے فرشتوں اور رسولوں
 میں سے کسی کو اطلاع نہیں دی۔
 آپ اہل امتیاز میں بھی لکھتے ہیں۔۔۔

وما المسكول عنها باعلم من السائل ايها سواء في عدم الطوبى قايما
 ... وقد العلم بها المكان جبريل يعلم كونه في ملكوت الاعلى ناظرا
 في اللوح المحفوظ مكره اليه ايجز السؤل الخ — الانبياء و صلوات الله
 عليهم جميعا۔

ترجمہ: وہ قیامت کا وقت نہ جانتے ہیں رسولوں برابر ہیں۔ اگر اس کا جانتا
 کسی ایک کے لیے مقدر ہوتا تو وہ میری جتنی جرحوں سے بچتا ہوتا
 محفوظ ہوتا مگر یہ تو ہے اور انبیاء کرام پر علوم ہمارے میں وہی انہی کے پیرو
 ہے اللہ تعالیٰ کا ارادہ سب پر سلام ہو۔

نواب غلام الدین خاں شاہد حضرت شاہ محمد اعظمی محدث دہلوی بھی حدیث کے حفاظ
 ما السؤل عنها باعلم من السائل کا یہ ترجمہ کرتے ہیں۔۔۔

نہیں وہ شخص کہ پرچھا گیا قیامت سے، دیکھ رہا ہے وہاں پر چھ دانے سے
 یعنی میں اور تو برابر ہیں نہ جانتے ہیں۔

یقین اس کے وقت کا ہمارے عالم الغیب کے اور کوئی نہیں جانتا۔

۴۰ اپنی ذات گرامی سے علم بوقت قیامت کی نفی کے اور چیلے

حضرت علی مد علیہ وسلم نے اپنی ذات گرامی سے علم بوقت قیامت کی نفی صرف

لہ احادیث التبعیہ جلد ۱۷ ص ۱۵۷ منہج برحق جلد ۱۷ ص ۱۵۷ و کثر و دہ۔ بیضا جلد ۱ ص ۱۷۹

ترجمہ ہے ایک شے کے سوا کوئی نہیں جانتا اور ایسے اپنے وقت پر عرف دی ظاہر سے گا۔
اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرق کریم کی اس آیت کی طرف بھی اشارہ فرما دیا کیا
اس وقت و قریح قیامت کرم عرف دی ہاں ہے۔

بیشك من الساعة ايمان من شهدا قل افعالها عند رب لا يعلمها
از هو قللت في الساعات والارض . (پاپ الاعراف ص ۱۵)

ترجمہ پوچھئے ہیں تجھے قیامت کے بارے میں کہ کب ہے اس کے قائم ہونے
کا وقت ؟ آپ کہیں اس کا علم میرے رب کے پاس ہی ہے وہی گھولے گا اسے
اسے اس کے وقت پر وہ گھڑی بھاری ہے آسمانوں اور زمین پر۔

② — حضرت عذیرہؓ ۵۵، ۵۶ بھی روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا
کیا قیامت کب آئے گا؟ اس پر آپؐ نے فرمایا :-

علیہا عند رب لا یعلمها الا هو ولكن احبکم بمشارعہا
ترجمہ اس کا علم میرے رب کے پاس ہی ہے وہی گھولے گا اسے اس کے
وقت پر لیکن میں تمہیں کچھ اس کی نشانیاں بتا تا ہوں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس روایت میں فرق طرز پر وقت قیامت : در علامات
قیامت میں فرق کیا ہے مگر بڑی علماء کو دیکھو کس سبب زوری سے دنیا کی ہر شے کرتے ہیں۔
دنیا کی کل عمرات ہزار سال ہے یہ روایات صحیحہ ثابت ہے (در معہ بیان)
اس سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام قیامت کا علم ہے نہ

ابن حضرت کے قیاس کی پرواز غلط ہو۔

حضور علیہ السلام نے قیامت تک کے من و عن واقعات بیان کر دیئے۔ سب کچھ
ممکن ہے کہ آپ کو قیامت کا علم نہ ہو نہ

مسند مختار

مقدمہ مسئلہ مختار کمال

الحمد لله وسلام علی عباده الذین اصطفى اما بعد :

اختیار کا لفظ ہم پر وہ لفظ ہے۔ ہم جب کوئی چیز اختیار کرتے ہیں تو یہاں لفظ اختیار چناؤ کے معنی میں بولا جاتا ہے کہ ہم نے اسے پسند کر لیا۔ اس صورت میں مختار کے معنی میں چنا ہوا۔ اور یہ اہم مفہول ہے۔ مختار کمال سے مراد بروری کائنات میں الہی و انسانی۔ چنا ہوا اور پسندیدہ لیا جاتا ہے اور جب ہم کسی مفہوم میں کسی کو مختار کرتے ہیں تو یہاں لفظ اختیار است کے معنی میں لیا جاتا ہے اور اس کے معنی اختیار رکھنے والا کے ہوتے ہیں۔ اس صورت میں مختار کمال کے معنی ہوں گے کل اختیارات رکھنے والا۔ برہوی عقیدہ رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اب اپنے سارے اختیارات حضور کے سپرد کر دیئے ہیں۔

اہل بدعت نے اسلام کے جن معنی مقام کو تاویل و اتحاد کا نشانہ بنایا ہے ان میں مسئلہ مختار کمال بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ یہ وہ عقیدہ ہے جس کے سہارے انہوں نے اللہ رب العزت کے کوہی اختیارات، حضرت علیؑ علیہ السلام کو تفویض کر رکھے ہیں۔ اور وہ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضور خدا کی طرف سے تمام اختیارات پائے گئے تھے۔

الہی اختیارات کی سپرداری

دنیا میں حکمران بعض باتوں اپنے اختیارات اپنے نائبین کو سپرد کرتے ہیں۔ بادشاہ ہر باد پر اعظم صدر ہوا گورنر پرنسپل ہریا بیٹا ماسٹر ان حضرت پر کسی ایسا وقت بھی آتا ہے کہ انہیں اپنے اختیارات اپنے نائبین کے سپرد کرنے پڑتے ہیں لیکن

وہ احکام کہتے ہیں اس پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔

① کبھی جیہڑ پڑ جائیں، بادشاہ و کسب اعلیٰ منصب کے کہ بادشاہ ہو یا صدر آخروں کے تو انسان کی۔ اور ان کی کبھی بیماری ہو جاتا ہے، اس حالت میں پھر وہ اپنا کام نہ کر سکے گا، سو اس کے لیے ضروری ہو گا کہ وہ عارضی طور پر کسی کو اپنے اختیارات دے اور پھر وہ اس کام کو چلائے۔

② انسان کبھی تنگ بھی جاتا ہے جب کام کی کثرت ہو۔ اور اس کے پاس اتنا وقت نہ ہو کہ وہ اپنے تمام کام خود نبھائے۔ ان حالات میں ایسے افسروں کو معاون کی ضرورت ہوتی ہے۔

③ سربراہ کبھی جھٹی پر جسے تو بھی سے کسی کو قائم مقام بنانا جتنا ہے۔ انسان کو خواہ وہ بادشاہ اور صدر ہی کیوں نہ ہو، کبھی تفریح کے طریقہ بھی باہر نکلتا ہے۔ اس صورت میں وہ اپنے فکری اختیارات کسی کے سپرد کرتا ہے اور پھر وہ اس کا نظم چلاتا ہے۔

④ ایسے وقت جب سرے پر آئیں تو بھی انہیں کسی کو ولی عہد مقرر کرنا پڑتا ہے۔ موت کی توانا بر کسی کے اوپر لگ رہی ہے، اس لیے سلسلہ کبھی ولی عہد سے خالی نہیں ہوتا۔

⑤ سخت پریشانی ہوئے یا کسی عدالت پر جیسے ہوئے مگر انہیں کسی بات کا پتہ نہ چلے اور وہ کسی کو غمگین بنانے کے لیے بھیجیں تو بھی انہیں ان کے اختیارات دینے پڑتے ہیں، سو اس صورت میں بھی انہیں نائبین کی ضرورت ہوتی ہے۔

⑥ سربراہ لوگ کبھی کسی کو نذر و غز نہ بھی اپنے ساتھ شریک کر لیتے ہیں، جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت ہرون کو اپنے ساتھ شریک کر لیا اور کبھی کسی کو نذر و غز نہ بھی اپنے ساتھ شریک کر لیا جاتا ہے جیسے شہنشاہ جبا چکر نے ملک نور بہار کو

اپنے ساتھ شریک کیا اس صورت میں بھی ۱۔ میں کچھ اختیارات دینے پڑتے ہیں۔
اللہ تعالیٰ ان تمام مجبوریوں سے پاک ہے۔

- ۱۔ وہ کبھی بیاد نہیں ہوتا۔
- ۲۔ وہ کبھی محسوس نہیں۔
- ۳۔ کبھی جتنی پر نہیں جاتا۔
- ۴۔ اس پر موت کی توار نہیں لگتی کہ اسے کسی کو ولی ہو بنا یا پڑتا ہے۔
- ۵۔ اسے معلومات حاصل کرنے کے لیے کسی کو بھیجنے کی ضرورت نہیں۔
- ۶۔ وہ کسی کو اپنے ساتھ شریک نہیں کرتا۔ یہ اس کی عزت کا سلسلہ ہے اور اس سے بڑا عزت والا کوئی نہیں۔ شرک کو صاف نہ کرنے کا اس نے ارادہ کر رکھا ہے۔

حکم دینے اور اختیار دینے میں فرق

کسی کو کسی کام کا حکم دینا اور کسی کو کسی ضرورت کے لیے اپنے اختیارات سپرد کر دینا دونوں میں فرق ہے۔ بعض کام ایسے ہیں جو خدا کی شان کے لائق نہیں مفسدوں کو ان کے کرنے کا حکم دینا ہے جیسے اس نے ملک الموت کو روحیں قبض کرنے پر نفاذ رکھا ہے فرشتے اس کے حکم سے سربراہی کرتے ہیں۔

لا یصون اللہ ما اسہم ویفعلون ما یؤمرون۔ (پہلا تحریم)
ترجمہ۔ اللہ نے جو انہیں حکم دیا وہ اس میں اس کی نافرمانی نہیں کرنے
اور وہ وہی کرتے ہیں جس کا انہیں حکم دیا جاسکے۔

یہ تغلیض اختیارات نہیں انہیں حکم دینا ہے ملک الموت اس میں ہرگز
صاحب اختیار نہیں کہ کسی کی روح قبض کرے یا اسے زندہ چھوڑ دے۔ خدا کے
نظام نگاروں میں کوئی دوسرا صاحب اختیار نہیں نہ کوئی انسان نہ کوئی فرشتہ۔

انسانی کاموں اور آسمانی کاموں میں فرق

انسان اس دنیا میں تو بائیں و ضرالجا اور اپنے اختیار سے چلتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نیکی جی کی بنا ہے اس پر کھول رکھی ہیں اور ان میں چنے کی سے اختیار خود توفیق دے رکھی ہے۔ انسان یہاں اپنے اختیار سے اپنے کام کرتا ہے خدا کے نہیں فرشتے خدا کا کام کرتے ہیں تو اپنے اختیار سے نہیں خدا نے اپنے اختیارات اپنی کسی مخلوق کو نہیں دیئے یہاں دنیا کا نظام ہم اپنے اختیار سے چلا رہے ہیں لیکن اس پر ہم وہ کے کو بھی نظام کی گرفت ہے۔ انتظامی امور اور حکومتی امور میں بٹاؤ ہے۔

① اللہ تعالیٰ کا کوئی نظام سبب اور تدبیر کے بغیر چلتا ہے۔ کن سے تیار جہاں بنا دیا اس کی تکوین ہے۔ یہاں کے انتظامی امور اس نے سبب سے وابستہ کیے ہیں اور ان میں تدبیر کے چلتی ہے۔

② زمین میں درخت تدبیر کے ہوتے ہیں اور انہیں پتی دیا جاتا ہے جنت کے درخت ہمہ تدبیر کے نہیں ہوتے زمین پر غنہ ہوتی ہے اور نہ وہ بھی روکتے ہیں ان پر انتظامی نہیں آسانی حکم چلتا ہے۔

③ نظام حکومتی میں فرشتے مامور ہیں اور زمین کے کاموں میں انسان مختار اور کوئی مختار ہے کہ جسے بڑے کام اختیار خود عمل میں لائے۔

④ حکومتی کام کوئی پر جز سزا نہیں۔ زمین کے انتظامی امور اگر کسی کی ہریت کے مطابق چلائے جائیں تو ن پر جز ہے۔ شرائع کی خواہش دہی کی جائے تو اس پر سزا ہے۔

⑤ خدا کے کوئی نظام میں آخرت کا کوئی عملیہ کمپ نہیں لیکن اس میں انتظامی دنیا کے متقابل آخرت دارانہ ہے۔

یہاں زمین پر کسی کو اختیار ہے جسے وہ صحیح سمجھتا ہے یا غلط یہ اور بات ہے لیکن خدا کے کوئی نفاذ میں کسی کو کوئی اختیار نہیں تھا یہ اللہ تعالیٰ کی شان کے خوف ہے کہ اس کے کوئی نفاذ میں اسے کسی کا احتیاج ہو زمین پر جو خدا کا حکم آتا ہے اس کے حاکمین اس میں کسی تبدیلی کے مجاز نہیں پیغمبروں کو بھی یہ حق نہیں پہنچا کہ وہ خدا کی عزت کردہ کسی چیز کو حرام کر دیں یا کسی کی حرام کردہ کسی چیز کو حلال کر دیں۔

اہل بی اختیار کسی کے سپرد نہیں ہوتے

اللہ تعالیٰ اپنے اختیارات اخیلئے کرام اور اولیائے کرام کی سپرداری میں دے یہ گمراہ لوگوں کا عقیدہ ہے سب سے پہلے اثنا عشری شیعوں نے عقیدہ تفویض نقل کیا (محمد بن یعقوب الکلینی (۳۲۸ھ) کے اصول کافی میں یہ باب باوجود ہے۔

باب التوفیض فی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والی الامر علیہم السلام فی امر الدین۔ (اصول کافی جلد ۱)

ترجمہ: کاموں کو دین میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور (بارہ) ائمہ کے سپرد کرنے کا باب۔

اس میں بتایا گیا ہے کہ عقیدہ تفویض تسلیم کرنا دینی طہ پر ضروری ہے۔ یہ ہمارا دین ہے کہ اب حقوق کے سارے کام بارہ اماموں کے سپرد ہیں وہ جسے چاہیں دیں اور جسے چاہیں کچھ نہ دیں۔

مولانا احمد رضا خاں نے بھی پھر یہی شیعوں کا عقیدہ اپنایا، لہذا انہوں نے بارہ اماموں کی بجائے حضرت شیخ عبد القادر جیلانی کو یہ اختیار تفویض کیے ہیں۔ احمد رضا خاں لکھتے ہیں:-

۴۔ احمد سے احمد اور احمد سے احمد کو
کن اور سب کن کن حاصل ہے یا غلط

برہنوں کا مستند دل اس آیت سے ہے۔ مالا تاکہ الرسول خلف وہ و
نہا صکو نہ فاتھو۔ اس آیت کا اس مسئلے سے کوئی تعلق نہیں یہ ہم سے متعلق
ہے حضرت جس بات کو جائز فرمادیں اسے حمل میں لے آؤ اور جس چیز سے روکیں
اس سے روک جائے۔ اب اس آیت میں مانسے نقطہ متعلق کو مانا قرآن کریم کی ایک کھلی
تحریف ہے۔

شروع اصول کافی علامہ فہرست خزو بنی لے سوچا کہ جب سارا مرتضیٰ حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کے سپرد ہو گیا ہے تو کیا خدا جہنمی پر چڑا گیا ہے۔ اس لئے سوچا کہ کوئی
شخص جس عہدہ فاسدہ کو قبول نہ کرے گا۔ اس لئے مرتضیٰ میں ایک عہدہ گادی
کہ عہدہ کے سلسلے کا کام آپ کے سپرد نہیں کیے بعض کہتے ہیں اس تو جید کے بغیر
لوگوں کے حق میں شرک کی یہ زہر کی گولی نہ تھامی جاسکتی تھی۔
برہنیں خزو بنی نکلتا ہے۔

بدستیکہ: فہرست حمل و گزشتہ برہنہ یعنی خود صلی اللہ علیہ وسلم بعض
کار مخلوقین خود۔

وہ کہنا سے کام ہیں جو شخصیت صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد ہوئے اسے برہنوں
سے میں برہنوں کا عہدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خلیفہ اور سردار تو خود حرام کیے مگر
کہتے اور تھے خود حرام نہیں کیے۔ یہ اس نے شخصیت صلی اللہ علیہ وسلم سے حرام
کو دئے ہیں۔ دیکھئے کس طرح حضور اور اللہ تعالیٰ کے مابین تقسیم کار بخوبی چوری
ہے۔ برہنوں کے حکیم الامت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں۔

نور کے تمام اجزاء حرام ہیں گوشت، مغز، گردہ، و غیرہ رب فرماتا ہے
 اِنَّہٗ حَٰلِلٌ لِّہٖمْ اٰیٰتِہٖمُ الْحَلٰلِۭہٗمُ یٰۤاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُلُوْا مِنْ حَلٰلِہٖمُ الَّذِیْ رَزَقَکُمْ بِہٖۤ اِنَّہٗ عَلِیْمٌۭ عَلِیْمٌ
 یہ بھی کہ نور کا گوشت میں حرام کردل اور اس کے باقی اجزاء میرے
 حبیب حرام فرمائیں جیسے اس نے صرف نر کر حرام کیا۔ باقی کٹا ہوا
 و غیرہ اس کے حبیب نے ۔

بات اثنا عشری شیعوں کی ہو رہی تھی پہلے انہوں نے حقیقہ نفیض مانا۔ پھر
 ان سے اسے بریلوں نے لیا شیعہ کا عقیدہ ہے کہ پہلے ذات واجب وحدہ لا شریک
 کی شان رکھتی تھی پھر اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اور حضرت علی کو پیدا کر دیا۔
 اور پھر سب چیزیں پیدا کیں۔ حضور اور ان کے کرام خدا کے کائنات پیدا کرنے کو دیکھتے رہے
 اس کی ایک ایک تخلیق پر وہ عاجز و ناظر رہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے ان کی تابعداری
 باقی مخلوقات پر لازم کر دی اور منجور فرمایا کہ اب سب کائنات ان کی ماتحتی میں چلے گی
 یہ بارہ امام جس چیز کو چاہیں حلال کر دیں اور جس چیز کو چاہیں حرام کر دیں۔
 ابو محمد بن یعقوب: البکینی لکھتا ہے ۔

اِنَّ اللّٰہَ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی اِمْرًا یَّزِلُ مِنْفَرَدًا جَوْہِ اَنْیَۃِ کُلِّ خَلْقٍ مَّحْمُودًا
 وَّعَظِیْمًا وَّخَاطِطًا فَمَعٰکُزَا الْاَلْفِ اَوَّلُہُمْ ثُمَّ خَلَقَ جَمِیْعَ الْاَنْبِیَاۃِ اَفْشٰہِمُ
 خَلْقُہَا وَاَجْرُہُمْ طَاعَتُہُمْ حَلِیۡہُ وَاَفْرَاضُہُمْ اَلِیْہِہُمْ فِہُمُ
 یَحِلُّوْنَہَا بِاِیْمَانِہُمْ وَاِیْمَانِہُمْ مَا یَشَآءُوْنَ ۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ ازل سے اپنی وحدانیت میں ایک رہا یہاں تک کہ
 اس نے حضرت محمد اور علی احمد فاطمہ کو پیدا کیا اور ان پر ہزار ہوں
 نغموں سے پھر اللہ تعالیٰ نے باقی تمام چیزیں پیدا کیں۔ اور ان کی پیدائش

ہر ان زمینوں کو گواہ کیا اور ان پر ان کے حکم سے چلن جاری فرمایا اللہ
ان کے سب احمد ان زمین کے سپرد کر دیئے اب وہ جسے چاہیں
حلال کریں اور جسے چاہیں حرام کریں۔

شیعوں نے حضرت امام جعفر صادقؑ (۱۴۰ھ) سے جو مذہب چلا یا ہے وہ
حضرت امام کا اصل مذہب نہیں یہ انھوں نے ان کے نام سے گھڑ لیا ہے۔ حضرت
امام جعفر صادقؑ کا اصل مذہب وہ ہے جو حضرت امام ابو حنیفہؒ (۱۵۰ھ) نے آپ سے
اٹکے روایت کیا ہے۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ نے حضرت امام جعفر صادقؑ سے پرچھا۔
یا اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہن فوض۔ لہ الامس الی
عبادہ۔

ترجمہ اے اللہ کے رسول کے فرزند اکیا۔ اللہ تعالیٰ نے امام امر کی
کوئی چیز اپنے بندوں کے بھی سپرد کی ہے؟
اس پر حضرت امام نے فرمایا۔

اللہ تعالیٰ یجعل من ان یفوض الی عبادہ

ترجمہ اللہ تعالیٰ اس سے با اذات ہے کہ اپنی رہبریت اپنے بندوں
میں سے کسی کے سپرد کرے۔

اس سے پتہ چلتا ہے کہ مسئلہ تفویض و خلیات کا مانا، اہل سنت کا مسئلہ
ہرگز نہ تھا یہ یہودیوں کے سانچے کے ساتھ تھی جو شیعوں کے مان سنی گئی معلوم نہیں یہودیوں
نے یہ شیعوں کی چھاپ اپنے اوپر کیوں ڈھال لی ہے۔

یہودی عقیدے کے مطابق سورج طلوع ہونے سے پہلے حضرت شیخ عبد قادر
جیلونی سے اذن لیتا ہے۔ حضرت اہوازت دیتے ہیں تو وہ طلوع کرتے ہی مونا جیلا

نار کہتے ہیں، حنوت طنج نے فرمایا :-

اقتاب طلوع نہیں کرتا جب تک کہ محمد پرست دم نہ کرے بٹہ

سورج کا طلوع و غروب کو یہی امور ہیں جس سے ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ بریلوی عقیدے کے مطابق حضرت شیخ عبد نقاد ہی ساری دنیا کا نظام پھر رہے ہیں اللہ تعالیٰ نے ساری تدبیر کائنات آپ کے ہاتھوں میں دے رکھی ہے مولانا احمد رضا خاں فرماتے ہیں :-

ذی تصرف بھی، ماذون بھی، مختار بھی
کار عالم کا تدبیر بھی ہے عبد نقادؒ

۱۔ میں حضرت شیخ عبد نقادؒ کی تدبیر کائنات میں مختار کل مانا گیا ہے کیا یہ قرآن کے اس اعلان کے خلاف نہیں جس میں مروجہ طور پر اللہ تعالیٰ کو تدبیر کائنات کر کے و نابیان کیا گیا ہے :-

يَدْبِرُ الْأُمُورَ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ ثُمَّ يُرْجِعُ إِلَيْهِ فَيُجِزُّهَا كَمَا كَانَ مَقْدُورَ
لَفِ صُنْعِهِ مِمَّا تَقْدِرُونَ۔ (نپ السجدہ ۵)

ترجمہ۔ وہ خدا ہے جو کام کی تدبیر کرتا ہے آسمان سے زمین پر جس کی صورت و جو رجوع کرے گا یہ سارا نظام اس دن جس کی حشر و مہربان سے حساب کے ہزار سالوں کے برابر ہوگی۔

اس کا حاصل یہ ہے کہ یہاں اس دنیا میں بھی وہی تدبیر کائنات لڑتا ہے اور آخرت میں بھی یہ جملہ کار و بار اسی کی طرف رجوع کرے گا۔ یقیناً تو اپنے درجہ میں یہی بریلویوں کے ہاں تو تقدیر بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں دی گئی ہے۔ مفتی احمد یار خاں صاحب لکھتے ہیں :-

صغیر علیہ السلام کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ جس کے نیچے چاہیں اس کی زندگی
ہی میں گریہ کا دروازہ بند کر دیں کہ وہ توبہ کر سکے، درہقوں نہ ہو اور جن
کے نیچے چاہیں بعد صحت بھی توبہ کا دروازہ بھی کھول دیں: اور جس کو
زندہ فرما کر سہاں کر دیں۔

بریلویوں کے لیے لمحہ فکریہ

کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر وہ نبی پر توبہ کا دروازہ بند کیا تھا کہ وہ اسلام
نہا سکے اور کیا کسی ایسے اللہ تعالیٰ نے حضور سے کہا تھا:

انک لا تہدی من اجبت۔ (سپ: القصص ۵۶)

کہ آپ جسے چاہیں ہدایت پر نہیں ناسکتے۔ اللہ تعالیٰ جسے چاہتے ہیں ہدایت
دیتے ہیں۔

پھر سربراہ شاہ صاحب گولڑ دی لکھتے ہیں:-

اللہ تعالیٰ نے اپنے مقبولوں کو اتنی طاقت بخشی ہے کہ جس اس کی طرف
طا سے متوجہ ہو جائیں اللہ تعالیٰ وہ کام کر دیتا ہے لیکن یہ ٹھیک نہیں
کہ جس وقت چاہیں اور جو کچھ چاہیں ہو جائے کیونکہ درہقوں علیہ الصلوٰۃ
والسلام اپنے چھلکے واسطے یہی چاہتے تھے کہ وہ اسلام لادیں
اور ظہور میں آیا نہ آیا جس سے ممانعت پایا جاتا ہے نہ جب نبی کو
کلی اختیار نہیں (وہ مختار کل نہیں) تو وہی کہ کس طرح ہو یہ تب ہو کہ
غور پائندہ اور باضر اللہ تعالیٰ اپنے کسی نبی یا ولی کو سب اختیار دے
کہ وہ ہر محفل پر جیسے وہ یہ بالکل بر خلاف عقیدہ اسلام ہے۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی (۵۱۱ھ) خود توبہ فرمائیں کہ تفریق کا عقیدہ شیعوں کے ایک فرقے کا ہے اور بریلوی ہیں کہ خود حضرت شیخ کے بارے میں تفریق پر اعتقاد جمائے بیٹھے ہیں مولانا احمد رضا خاں کا یہ شعر پڑھیے۔

۴ ذی قنوت بھی ہے مادلن بھی مختار بھی

کابر عالم کا مدبر بھی ہے عبدالقادر

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کہتے ہیں :-

المغوضة عند العائلون ان الله فوض تدبير الخلق الى الامثلة

و ان الله اخذ العہد النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی خلق العالم بعدہ

فقہ منہ اس کے قائل ہیں کہ اللہ تعالیٰ تدبیر کائنات انہ کے سپرد

کر رکھی ہے اعدائے تعالیٰ نے بنی پاک کو یہ قدرت دے رکھی ہے

کہ جہاں پیدا بھی کریں اور اسے چلوں بھی۔

بریلویوں نے اس حضرت علیؑ اور علیہ وسلم اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ دونوں

کو محکومین اور تدبیر کائنات میں نہما کر کے بنا کر رکھا ہے پھر تشریف احمد میں بھی ان کا عقیدہ

ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جس کے لیے چاہیں نماز صلاحت کر دیں اور جس کے لیے

چاہیں رو دے صلاحت کر دیں۔ جب دین میں اتحاد کی راہیں ہی تلاش کرنی ہیں کہ

پھر کون کسی کو روک سکتا ہے۔ حضرت مولانا معین الدین اجمیریؒ نے مولانا احمد رضا

خاں کے بارے میں فرمایا: ائینہ حق سے سمجھ لیا تھا۔

کچھ تشریف سے بیچھم جہاں میں میں ملے ملے والی اور ہم کو مجدد ملنے والی

سودت ہو جہاں ہاں علم کے شمع نہ کھنکھاتے تمام یانوں کا کیا بجھو ایک

جہاں جہاں کے جہل کو خدا سلامت کے تپنے لیے بھی سب کے ہوئے گاہک

بریلویوں کا عقیدہ مختارِ کل

الحمد لله وسلاماً على عباده الذين اصطفى اما بعد :

اس دور میں اہل برکت نے اسلام کے جن قطعی عقائد پر زندہ و جاوید کی مشقیں کی ہیں ان میں ایک مسئلہ یہ ہے کہ کیا اللہ نے اپنے کسی بندے کو اپنے خالق، مبدیٰ دیتے ہیں ؟ یا در کھئے، اسلام میں اللہ کی بادشاہی مسلسل و غیر منقطع ہے کسی وقت اس نے اپنے آپ کو تدبیر کائنات سے خارج نہیں کیا۔ اس کی قدرت لازوال ہے اور کسی بڑے سے بڑے انسان سے بھی ممکن نہیں کہ وہ کائنات کے چلنے کا سٹیزنگ اپنے ہاتھ میں لے سکے۔

مختصر میں مختارِ کل قرار دینے سے پہلے ان دس امور پر غور کر لیجئے

① کیا اللہ تعالیٰ علیہ السلام کو اختیار تھا کہ اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی کسی بات کو چھپالیں اور آگے نہ پہنچائیں۔ کیا کوئی سنی، ائمہ، حضرات کے لیے تعین ہائز کرنے کی غلطی کر سکتا ہے ؟ قرآن کریم کی روشنی میں اس کا جواب لیجئے :-

اللہ تعالیٰ کے مبلغ رسالت تم پر فرض ٹھہرائی اور فرمایا کہ اگر آپ اسے آگے نہ پہنچائیں تو آپ نے رسالت کی ذمہ داری، روانہ کی۔ لوگوں سے ڈر کر اس بات کا اللہ تعالیٰ آپ کو حفاظت کا وعدہ دیتے ہیں :-

يا ايها المرسلين بلغ ما اتواك من ربك وان لم تفعل فما بلغت رسالتك. والله يعصمك من الناس.

ترجمہ: اے رسول! آپ آگے پہنچا دیں جو آپ کی طرف اتار آگیا ہے
 آپ کے رب کی طرف سے۔ آپ نے اگر ایسا نہ کیا تو آپ نے
 اس کا پیغام آگے نہ دیا۔ اور اللہ تعالیٰ آپ کو لوگوں سے اپنی
 مخالفت میں رکھیں گے۔

اس سے معلوم ہوا کہ آپ کو تبلیغ رسالت چھوڑنے کا اختیار نہ تھا، تبلیغ اگر
 آپ پر فرض تھی تو آپ کو مختار کل کیسے مانا جاسکتا ہے۔ یعنی توکل کر وہ ہر تلے رسدہ
 پر کام کرے یا نہ۔ اس کے ذمہ کوئی بات نہیں آتی اور نہ کوئی بات اس پر لازم
 ٹھہرتی ہے۔

② کیا آپ کو فرض نماز چھوڑنے کا اختیار تھا؟ یا نماز آپ پر فرض تھی؟ پھر
 نماز آپ پر بنید وقت فرض تھی یا جب چاہیں پڑھ لیں، اگر آپ پر نماز بنید وقت
 فرض تھی تو آپ مختار کل سمجھیں گے، مختار کل تو نہیں ہو سکتے ہیں کہ چاہے پڑھیں
 یا نہ پڑھیں۔ قرآن کریم میں ہے۔

وَمَسْجِدَ مُحَمَّدٍ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا وَمِنْ آنَا
 الْبَيْلِ وَأَصْرَافِ النَّهَارِ۔ (آیت ۴۰)

ترجمہ: اور مسجد محمدؐ کے سورج طلوع ہونے سے پہلے اور سورج غروب ہونے سے پہلے (مغرب اور عشاء کی نمازیں)
 اور دوپہر کی نماز (نماز ظہر)

اور یہ بھی فرمایا۔

وَالصَّلَاةُ كَأَمْتٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ خَشَعًا بَا سِرْقًا۔ (آیت ۱۰۴)

ترجمہ۔ بے شک نماز مسلمانوں پر فرض ہے اپنے مقررہ وقتوں میں۔

پھر اگر نماز جب پر فرض نہ ہو تو اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا کیا مطلب لیا جائے گا
یا ایہا العزیز۔ فہر المیل الاقلیلًا نصفہ او افقص منه فلیتد

اوزد حلب ورتل القرآن قریبًا۔ (ہک انزل)

ترجمہ۔ اے کملی میں پٹھنے والے۔ راستہ کا قیام کریں۔ سوچی سمجھی بات یا
اس سے کچھ کم یا بس پر کچھ زیادہ در کھول کھول کر پڑھیں قرآن
کو صاف۔

اس میں جہاں آپ کو اختیار دیا گیا اس کا بھی ذکر ہے۔ وہ جہاں آپ پر قیام العمل
فرض کیا گیا اس کا بھی ذکر ہے۔ اگر اس کے بھی چھوڑنے کا اختیار تھا تو پھر نصف سے
کچھ کم کرنے یا نصف پر کچھ زیادہ کرنے کا اختیار دینے کے کیا معنی رہ جاتے ہیں۔
پھر اگر نماز آپ پر فرض نہ تھی آپ غماز کس تھے تو بچکانہ نمازیں کیا آپ متقل
ہو تے تھے اور آپ کے پیچھے نماز پڑھنے والے مقررین ہوتے تھے۔ پھر یہ مسئلہ
بھی زیر بحث آئے گا کہ کیا مقررین کی نماز متفضل کے پیچھے ادا ہو جاتی ہے؟

③ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن کریم میں کسی تبدیلی کا اختیار تھا؟ آپ سے کہا
گیا تھا کہ اگر آپ کوئی اور قرآن لائیں یا اس میں کچھ تبدیلی کر دیں تو ہم سب کو پیغمبران
لیں گے۔ اس کے جواب میں آپ نے فرمایا کہ میں قرآن کریم میں کسی تبدیلی کا اختیار نہیں
رکھتا۔ اگر آپ کو اس کا اختیار نہ تھا تو آپ متذکر بل کیسے الے جاسکتے ہیں۔

ایت بقران غیر هذا الزبد له قل ما یكون لى ان ابد له من نكاه

نفی ان (شیخ الامام ابو حنیفیہ)۔ (پ پونس ۵)

ترجمہ۔ اے کوئی قرآن اس کے معنی یا اس کو کچھ بدل دے۔ آپ کہہ

نئے پر بھی خریدا۔

یوم یجمع الله الرحمن فیقول ماذا اجتمعوا لوالا علم لنا انک

انت علام الغیوب۔ (رک: المائدہ ۱۰۹)

ترجمہ: جس دن جمع کرے گا اللہ تعالیٰ تمام پیغمبروں کو اور پوچھے گا تم کو
تو تم کی طرف سے کیا جواب؟ و تمہاری بات کہیں تک مانی گئی وہ
کہیں گئے ہیں کچھ علم نہیں تو ہی علم غیب رکھنے والا ہے۔

خود مختار خود کسی کے آگے جواب وہ نہیں ہوتا، اگر نہیں تو پھر یہ تمام پیغمبروں
سے پوچھ لیا جا رہا ہے؟

⑤ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی مجلس سے سرکین صحابہ کو اٹھا دینے کا رونا
رہ ماسے کہ اپنی شان کے مطابق آپ کی مجلس میں جگہ پا سکیں، اختیار تھا یا آپ نہیں
اپنے ساتھ لگائے رکھنے کے مامور تھے؟ اگر آپ کو یہ اختیار نہ تھا تو آپ اختیار کمال
کیسے ہوئے؟ اور اگر اختیار تھا تو پھر کس حکم الہی کا مامور کون ہوگا؟

ولا تطرد الذين يدعون ربهم بالغداة والعشي يريدون وجهه

ما هين من حسابهم من شيء ودم من حسابك عليهم من شيء

فقطروهم فتكون من الظالمين۔ (رک: الانعام ۵۰)

ترجمہ: اور نہ کرو (اپنے سے) ان لوگوں کو جو صبح و شام اپنے
رب کو پکارتے ہیں، بس کہ در مناسک عیب ہیں، پھر تم اگر انہیں دور
کر دو تو یہ ایک ظلم ہو گا۔

واصبر نفسك مع الذين يدعون ربهم بالغداة والعشي يريدون

وجهه ولا تله عن حديثه وزيده الحبوة الدنيا ولا تله عن

افئنا قلبه عن ذكره وانشع هواه وكان امره مرطاً۔ (رک: الکہف ۲۸)

ترجمہ۔ اور اپنے آپ کو بپ اپنیل دوس کے ساتھ لے کر رہیں جو
 اپنے بپ کو جمع شہر پہنچے رہتے ہیں وہ پاپتے ہیں سچی کچھ بدو۔ اور
 بری کھیلوں ان سے ٹھکنے نہ پائیں کہ تو دنیا کی زندگی کی نیت چاہے
 ورتوں کا جہانت مان جس کا قہب ہم لے اپنے سے غافل کر دیا
 اور وہ اپنی خواہش کے روپے ہو۔ اور اس کا معاملہ سے بچہ
 جاسے دلا دیا۔

(۶) صفوان بن محرز، حسین بن عمرو اور عاصم بن عثمان نے عہد جاہلیت میں تنہا کو
 بہت مکاشفہ دی تھیں۔ اب سوال یہ ہے کہ حضور علیؑ نے غیب و علم کو ان پر ہدایت کرنے
 کا اختیار دیا نہیں۔ اگر نہ تھا تو ہر کتاب کے وہ آگے جا کر مسلمان ہو جائیں تو آپ
 خدا کی باتیں نہ کہتے اور اگر فقیہ تھا تو اس آیت کا مطلب کیا ہو گا کچھ سمجھئے۔

نيس لان من لا موشى و ان يتوب عليه و يصدق بعد ذلک

طافوت۔ (پیک آئی عمران ص ۶۱۰)۔

ترجمہ۔ یہ بات آپ کے اختیار اختیار میں نہیں ہے نہیں وہ
 توبہ کی توفیق دے یا جس علم پر انہیں بخود دے یہ اس کے ہاتھ
 میں ہے۔

مراسمت سے چھوٹ چلا آپ ہر بات میں متذکرہ تھے ایسے امور بھی تھے جن
 سے آپ کو ضرورت نہ لگائی۔

شما عشري شہدوں کے ہاں اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ حضور علیؑ اپنے علم و سحر
 جانتے تھے کہ آپ کے جہیز حضرت علیؑ نے رسولِ نسی پر اللہ تعالیٰ نے انکار فرمایا کہ تمام
 مقرر کرنا آپ کے اختیار میں نہیں ہے۔

نيس لان حسب لا موشى و۔ آپ کو اس بات کا کول نہ پائیں

یعنی میرا فیصلہ یہ ہے کہ علیؑ آپ کے غنیمت جو ہمارے ہیں آپ ہی تباہ ہیں
اختیار کس کا جو اور بات کس کی پوری ہوئی۔ پھر آپ غنیمت رکھیں جیسے ٹھہر سکتے

ہیں۔

④ حضرت علیؑ شرمیلہ و کھوکھلا لوں کے ساتھ نکلنے بیٹھے کا نام اختیار تھا
یا نہیں۔ آپ کس میں نامور تھے یا مختار؟

قد تقعد بعد الذذکری مع نقود الخدین وک۔ انعام ۵۸

ترجمہ: کو آپ ذوالنفس کے بعد ہرگز ظالموں کے ساتھ نہ بیٹھا کریں۔

تس کسی کو حکم کا پابند کیجئے وہ نامور ہوتا ہے یا مختار؟۔ اگر یہ مختار ہی

مصری کی بات ہے تو پھر کیا اسے ٹھہرا جاسکتا ہے۔

⑤ حضرت علیؑ انور علیہ السلام کو اپنے چچا ابو طالبؑ کو مسلمان بنانے کا اختیار تھا

یا نہیں؟ آپ نے اپنے چچا کی وفات کے وقت میں غیور علیؑ اور عیسیٰؑ سے

لے لے کر دعوت دی اس سے پہلے آپ کی بڑی خواہش تھی کہ کسی

مرد پر ہر لب آپ پر ایمان لے آئیں۔ لیکن تاریخؑ تو کہے کہ انہوں نے تو جس

اور عبد اللہ بن مسعودؑ کی دعوت کے ذریعے مومن بن گئے۔ اب تہا ہے کہ آپ غنیمت رکھیں

یا یہاں شرمیلہ ٹھہر جیتا تھا۔

ان لا تھدی من اجبت ولكن لله هدی من بعد وهو علم

بافہمہدین۔ رتبہ: مختص ۱۰ آیت ۵۰

ترجمہ: جسے اللہ آپ ہدایت نہیں کر سکے جس کو چاہیں جلد وہ اللہ

ہے جو ہدایت دیتا ہے جس کو چاہے۔ درجہ بیت پڑنے والوں کا

مجرب کی کہ ہے۔

⑥ پھر اگر جملہ لب ایمان نہ لائے تو کیا آپ مومن کے لیے اللہ کے حضور

دعاۓ حضرت کی بھی اجازت تھی یا نہیں؟ اگر نہیں تو آپ خدا کی کیسے ٹھہرے اور
اگر تھی تو آپ نے حضرت ابو طالب کو جنت میں کیوں نہ بھجک دیا؟

ماکان النبی والذین آمنوا ان یمتغفروا للشرکین ولو کانوا

اولی قربی من بعد ما تبین لہموا کھدا صاحب الجحیم۔

(پیش التوبہ ص ۴۴)

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ایمان لانے والوں کو حق نہیں پہنچتا
کہ وہ مشرکوں کے لیے دعا بخشنے کریں اگرچہ وہ رشتہ دار ہی کیوں نہ
ہوں جب کہ انہیں کھل چکا کہ وہ دوزخی ہیں۔

پھر دعا کا فائدہ خود بھی تو بتانا ہے کہ فیصلہ دعا کرنے والے کے ہاتھ میں نہیں
ہے۔ مختار کل وہ جس کی بات چلے اور ہر بات چلے۔

① اللہ رب العزت نے جن چیزوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے حلال قرار دیا
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان میں سے کسی کو اپنے لیے حرام کرنے کا اختیار تھا یا
نہیں؟ اگر نہیں تو آپ مختار کل کیسے ٹھہرے اور اگر تھا تو مندرجہ ذیل حکم الہی کس
طرح رد کیا جاسکے گا۔

یا ایہا النبی لہم تحذروا ما احل اللہ لکم۔ (پیش التھرم آیت ۱)

ترجمہ: اے نبی آپ اپنے اور آپ کیوں حرام کیے دیتے ہو وہ چیز جو
اللہ نے تمہارے لیے حلال ٹھہرائی؟

اس سے پتہ چلا کہ حضور کو اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ چیزوں میں کسی کے حرام
ٹھہرانے کا اختیار نہیں تھا۔ سو اب حقیقہ مختار کل کہاں رہا، مختار کل تو وہی ہوتا
ہے جس کی بات چلے اور وہ جو چاہے کر سکے۔

حضور کو صلت و حرمت کا اختیار سونپنے کی بریلوی تجویز

جہاں بریلویوں نے یہ عقیدہ بنا رکھا ہے کہ: اللہ تعالیٰ نے ہمارے ہاں ہر شے سے صرف خنزیر اور مہو اور کوحرام کیا ہے کتے اور بٹے تو اس نے حرام نہیں کیے، انہیں صرف صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام ٹھہرایا ہے۔ مگر اگر حضورؐ کو اللہ تعالیٰ کے حلال کردہ امور کو حرام کرنے کا حق نہ ہوتا تو آپؐ کتے اور بٹے کو کیوں حرام ٹھہرتے؟ اللہ تعالیٰ نے خنزیر کا صرف گوشت حرام کیا، خنزیر کے گرنے حضورؐ نے حرام فرمائے۔

حقیقہ احمدیہ بالغال کھتے ہیں:-

سور کے تمام اجزاء حرام ہیں گوشت، مغز گردہ وغیرہ۔ رب فرماتا ہے
 اِنَّهُ رَحِيْمٌ اَوْ رَحِيْمٌ یعنی فیہ چیز حرام ہی ہوتی ہے۔ لیکن رب کی مرضی
 کی مرضی یہ تھی کہ سور کا گوشت میں حرام کردن اور اس کے بقیہ اجزاء
 میرے حبیب حرام فرمائیں جیسے اس نے صرف سور کو حرام کیا باقی
 کتا، بڑا وغیرہ اس کے حبیب نے نہ۔

تقریم و تخیل میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کے مابین کوئی تقسیم نہیں ہے
 جن چیزوں کے حرام ہونے کو آپؐ نے بیان کیا ان کی حرمت بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے
 ہی آپؐ کو بتلائی گئی، گو وہ وحی غنی سے کیوں نہ ہو۔ دین کے بارے میں آپؐ نے جو بات
 کہی وہ وحی سے کہی، وہ وحی علی رضا کو مرقی، انقرآن اور یا غنی۔
 قرآن کریم میں ہے:-

وَمَا يَنْطِقُ مِنَ الْغُولِ اَنْ هُوَ اَوْ لَا يَخْتِیْ یُرِیْ۔ (پانجم)

حضورؐ کوئی جگہ شریعت اپنی طرف سے نہیں دے سکتے۔ شارع حقیقی صرف

اللہ رب العزت ہے۔ حضور کو صرف اس معنی میں شمار کیا جاتا ہے کہ جب اس قانون انہی کی زبان میں جس چیز کو آپ حرام فرمادیں وہ حرام ہے گویا قرآن کریم میں نہ کہ وہ جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو وحی غنی سے اس کی صورت بتائی ہو یہی مطلب اس حدیث کا ہے۔

ان ما خرم رسول اللہ کی حضور اللہ درواہ بن مانجہ۔

ترجمہ۔ جو چیز اللہ کے رسول نے حرام بیان فرمائی وہ اسی طرح حرام ہے جیسے اللہ نے اس کی حرمت خود بیان کی ہو۔

۲ کلمت لے اس سے پہلے خود بیان فرمادیا۔

الایاتی اوتیت القرآن ومثلہ معہ درواہ ابو داؤد۔

ترجمہ۔ جو جو آیت قرآن کریم میں دیا گیا ہے اور اس کے ساتھ رکھ میں اس جیسا کچھ اور بھی۔

وہ دوسری چیز کیا ہے ؟ جو حکم میں قرآن کریم کی طرح وجہ حمل ہے وہ حضور کی حدیث ہے جسے آپ اللہ تعالیٰ سے بصورت وحی غنی روایت کریں، تخلیل تحریم میں بعد حکم صرف اللہ رب العزت کی ذات ہے اور اس میں اللہ میں سے کسی کا اختلاف نہیں ہے۔

عائدہ برالدین الحسین (۸۵۵ھ) کہتے ہیں۔

ان استحبوا انفعروا من عند اللہ و مدخل بشریہ۔

ترجمہ۔ جسے اللہ کی چیز کو حلال کرنا اور کسی چیز کو حرام کرنا یہ سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی بشر کو نہیں۔

محقق ابن جہام (ابن کثیر) (۸۱۲ھ) بھی کہتے ہیں۔

الحاکم لا خلاف فی انہ رب العالمین۔

ترجمہ اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ حاکم شرع حقیقتہً اللہ رب العالمین ہی ہے۔ علامہ شرنائلی (۱۰۹۷ھ) لکھتے ہیں:-

وَمَنْ قَضَىٰ الشَّارِعَ هُوَ اللَّهُ تَعَالَىٰ فَإِنَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَبْلُغٌ
مِنَ اللَّهِ أَحْكَامَهُ فَمَا أَرَادَ اللَّهُ فَقَالَ لَا يَنْطَلِقُ قَطْعُهُنَّ هُوَ قَضَاهُ

ترجمہ ہم جانتے ہیں کہ شارح اللہ تعالیٰ ہی ہے کوئی نہیں نہیں حضرت علیؑ اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے احکام پہنچانے والے تھے جیسا کہ اللہ نے جاہل آپؐ اپنی قرابت نفس سے کبھی کام نہ فرماتے تھے۔

اس پر یہ چارہ کہ آپؐ کے دین کی جو بات بھی اپنی طرف سے کہی وہ اللہ تعالیٰ کی نیا بت میں کہی۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی (۱۰۵۲ھ) لکھتے ہیں:-

حَاكِمُ الْبَشَرِ نَحْوِ حَاكِمِ فِئَةِ النَّاسِ اسْتَوْحَمَ وَتَحَكَّمَ دَعَا قَدِيمَ اسْتِ اَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ
رَسَائِدُهُ اَنْ حَاكِمِ الْاَحْكَامِ اَللَّهُ تَعَالَىٰ

ترجمہ خزانہ اور احکام کا حاکم کہے والا صرف خدا تعالیٰ ہے اور اس کا حکم قدیم ہے انبیاء کرام صرف ان احکام کے پہنچانے والے ہیں۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (۱۱۶۹ھ) لکھتے ہیں:-

اِنَّ التَّحْلِيلَ وَالتَّحَرُّمَ..... مِنْ صِفَاتِ اللَّهِ تَعَالَىٰ وَمِنْ اَصْصِيَةِ التَّحْلِيلِ
وَالْتَّحَرُّمِ اِلَى الْبَنِي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَضَىٰ اِنْ قَوْلُهُ اِمْرًا وَتَقْضِيَةُ
التَّحْلِيلِ اِلَى اللَّهِ وَتَحَرُّمِهِ تَعَالَىٰ

ترجمہ کسی چیز کو حلال کرنا اور کسی چیز کو حرام کرنا اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ہے جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تحلیل اور تحریم کی نسبت ایسے معنی ہے کہ آپؐ کا کہنا اللہ تعالیٰ کی تحریم و تحلیل کی نقلی دلیل ہے۔

① حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی لکھتے ہیں :-

مذہب صحیح اہل است کہ امر شریع موقوف بہ پیغمبر ہے باشد زیرا کہ منصب پیغمبری منصب رسالت و الہی گریست دنیا بت خدا و شریعت و رضا خدائی پس از طرف خدا اختیار ندارد

ترجمہ صحیح مذہب یہ ہے کہ شریعت کے امور پیغمبر کو تقدیر میں نہیں جوتے منصب پیغمبری منصب رسالت و سعادت ہے خدا کی نیابت نہیں دیر بس کے کاروں میں شرکت ہے ... پیغمبر اپنی طرف سے کوئی اختیار نہیں رکھتے۔

یہ دس خود طلب احمد چمکے آپ کے سامنے رکھ دیئے ہیں اب ان دس احادیث پر بھی کچھ غور کریں ان پر ایمان رکھنے والا شخص کیا کسی پیغمبر سے بھی حضور خاتم النبیین کو غور کر لیں مگر ہے یہ صرف اللہ رب العزت کی شان ہے جو ہر چیز کا مالک ہے وہ جو چاہے کہہ سکے کلی اختیارات اسی کے ہاتھ میں ہیں۔

① آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سراپا رحمت تھے بچوں کے لیے نہایت شفیع تھے آپ کی خدمت میں ایک دیہاتی آیا اس نے کہا ہم تو اپنے بچوں سے پیار نہیں کرتے جب نے فرمایا :-

اواملكم ان تخرج الله من قلبك الرحمة

ترجمہ میں کہو کہ نکلا ہوں اگر اللہ تعالیٰ نے تیرے دل سے نرمی نکال دی ہے۔

یعنی دل میں سختی اور نرمی پیدا کرنا خدا کا کام ہے اگر اللہ رب العزت نے تیرے دل میں نرمی نہیں رکھی تو میں کیا کر سکتا ہوں اس ذکر سیکھنے کے لیے آپ نے جو الفاظ

استمال خرمائے وہ ہیں اور ابلک نک جن کا غلط ترجمہ ہے کہا میں تیرے لیے کس چیز کا مالک ہوں؟ میرے اختیار میں نہیں کہ تیرے دل میں بھروسے کے لیے شفقت ڈال دوں۔ اگر اللہ تعالیٰ نے ہی شفقت نہیں کر رکھا ہو۔

(۲) صحابہ کرام ایک دفعہ جہاد کے لیے نکلے لیکن ماں غنیمت نہ پاسکے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے چہروں سے ان کی بے کسی کا اندازہ کیا اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی :-

اللّٰهُمَّ لَا تُكَلِّمَهُمْ اِنِّیْ مُضَاعَفٌ عَنْهُمْ وَلَا تُكَلِّمَهُمْ اِنَّهُمْ اَنْفُسُهُمْ

فَبِحُجُوزِ عَنْهُمْ لَا تُكَلِّمَهُمْ اِلَى النَّاسِ فَيَسْتَأْذِنُوا عَنْهُمْ۔

ترجمہ ہے: اللہ! انہیں میرے سپرد نہ کرنا کہ میں ان کی ضرورت پوری کرنے میں کمزور رہ جاؤں نہ انہیں خود ان کے سپرد نہ کرنا کہ تا یہ خود اپنی ضرورتیں پوری نہ کر سکیں گے۔ نہیں، دوسرے لوگوں کے بھی سپرد نہ کرنا کہ وہ اپنا پیٹ بھر میں اور ان کو چھوڑ جائیں۔

اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ ہرگز ان کے نفع و ضرر کے مالک نہ تھے ورنہ اپنی کمزوری کا خیال نہ فرماتے۔ ہر کمزوری اور ضرورت سے بالا عرف اللہ رب العزت کی ذات ہے۔ دیر بھری کمزوری و رسالت کے حق میں کوئی عیب نہیں ہے۔

(۳) قہر و اذواج میں انسان اس کا مکلف ہے کہ سب بیویوں سے یکساں سلوک کرے۔ محبت اور میلان طبع وہ امور ہیں جن پر انسان کا اپنا میں نہیں چلتا۔ اس پہلو سے اگر کسی بیوی کی عزت زیادہ میلان ہو لیکن طلبے میں کوئی فرق واقع نہ ہو

تو اس پر کوئی مؤخذہ نہیں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب ازواج مطہرات میں برابر کی کرتے تھے۔ پھر اگر کسی حضور کا لگان ہوتا تو اللہ رب اعزت کے حضور داخل کرتے۔

اللہم هذا شفعی فیما املک ولا تملک فیما املک ولا تملک فیما

ترجمہ اے اللہ! یہ میرا برابر کا سواؤہ بن امور میں ہے جو میرے میں
میں ہیں مجھ پر ان امور میں ہوا عذہ نہ کرنا جن کا تو مالک ہے اور مجھے
ان کا اختیار نہیں۔

اگر آپ غمزدار کل جوئے تو کیوں کر کوئی ایسا دائرہ تجزیہ کرتے جس میں آپ
اپنے اختیار کی اس طرح نفی کرتے فیما تملک ولا تملک۔

(۴) تمام ابن سنتہ و الجماعہ کا عقیدہ ہے کہ بہت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
گنہگاروں کی شفاعت فرماتے تھے۔ شفاعت اور شفا کشش کوں کرتا ہے؟ فیصلہ جس
کے اختیار میں نہ ہو۔ اگر عقیدہ شفاعت رکھا جائے تو عقیدہ مؤخذہ کل قائم نہیں رہ سکتا
اور عقیدہ آپ کے تمام اہل ہونے کا ہو تو شفاعت کا انکار مایم آتا ہے۔

اور یہ شفاعت بھی اذن، اپنی سے ہوگی آپ اللہ تعالیٰ سے بلا اذن شفا کشش بھی
نہ کر سکیں گے آپ کہیں گے اے اللہ! مجھے ان سب کے بارے میں شفاعت
کی اجازت دے جو ذالہ اکا اللہ کہنے والے تھے۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں آنحضرت نے
فرمایا میں پر اللہ تعالیٰ مجھے کہیں گے۔

میں ذالک لک داکن و عیونی و جہلی و کبرائی و عظمتی بخیر
منہا من قال لا اله الا الله متفق علیہ

ترجمہ یہ آپ کو ذمہ داری نہیں ہے مجھے اپنے عزوجل کی قسم۔ اور
اپنی ربانی اور عظمت کی قسم۔ میں قسم سے ان سب کو نکال لوں گا۔

شہ جامع ترمذی جلد ۱ ص ۳۳۱ سنن ابی یوسف ج ۱ ص ۱۵۱ مشکوٰۃ ج ۱ ص ۲۸۱

جو میری وحدانیت کا اقرار کرتے تھے۔ لا الہ الا اللہ کہتے رہے۔

دوسری حدی کے مجدد امام غزالی قدی ہیں ذلک لک (یہ کام آپ کا نہیں) کے تحت لکھتے ہیں :-

قال ای اللہ تعالیٰ لیس ذلک لک ای لیس هذا لک واما افضل
ذلک تعظیماً لا سیء اعلا لا ترحمی قال شارح من علمائنا
المحققین المعول لیس اخرج من قال لا الہ الا اللہ من ان ذلک
ای انک یعنی موصفاً لیک وان کان لک فیہ ممکن الشفاعة
اولنا الفعل ذلک لتجلیک هل لاناً احقاً و باناً ففعله کفرنا
وقضیلاً

ترجمہ اللہ تعالیٰ کا یہ کہنا یہ آپ کے لیے نہیں اس کا مطلب یہ ہے
کہ ان کو آگ سے نکالنا آپ کے لیے نہیں میں ایسا کروں گا اپنے نام
کی غفلت کے لیے اور اپنی وحدانیت کے اعلان کے بعد پرچارے
علماء متعین میں ایک شارح کہتے ہیں ان گنہگاروں کو آگ سے نکالنا
آپ کی سپردی میں نہیں نہ یہ کام آپ کو تفویض کیا گیا ہے مگر چ
آپ کو ان کے بارے میں سفارش کرنے کا حق ہے ہم وہ نہیں
آگ سے آپ کے لیے نہیں نکال رہے ہوں، اس لیے کہ ہم اپنے
سرم و فضل سے اس کا حق رکھتے ہیں۔

⑤ ربو بن کعب اسلمی کہتے ہیں میں بات آنحضرت کے پاس جتا تھا وضو وغیرہ

کا پانی میں تیرا اور چپکے خدمت بجالاؤ۔ کہہ لے ایک دفعہ فرمایا۔ مانگ کیا مانگتا ہے؟ میں نے کہا جناب کی جنت میں سرافقت چاہتا ہوں۔ آپ نے کہا کہ اور بھی میں نے کہا یہی مانگتا ہوں کہ آپ نے پھر کیا فرمایا۔

قال فاعني على نفسك بكثرة السجود

ترجمہ: آپ نے فرمایا تو اپنے بارے میں میری سجدوں کی کثرت سے مدد کرو
یعنی میں جب تیرے لیے اللہ رب العزت سے یہ مقام مانگوں تو تیرے سجدوں کی کثرت سے میری دعا شرف قبولیت پالے
کس سے پتہ چلا کہ آپ کتاب کل دیکھے ورد کہہ دیتے ہیں لے یہ تمام کچھ دیا اس کی بجائے آپ نے فرمایا تو اس میں میری مدد کہ سجدوں کی کثرت سے۔
مجھ سے یہ تیرا سوال کرنا کافی نہیں دینے والا خدا ہے تو سجدوں کا وسیلہ ساتھ لاتے
تو میری دعا قبولیت پالے گی۔

طالع قاری؟ فاعني على نفسك كسعة تختك

ای کون طالع قاری؟ اصلاح نفسك لما نطلب بكثرة السجود في الدنيا حتى توافقي الى العقبى قال ابن الملك وفيه اشارة الى ان هذه المرتبة العالية لا تحصل بمجرد السجود بل به مع حاله عليه السلام له اياها من الله تعالى

ترجمہ: تو اپنی اصلاح میں اپنا مطلوب پالنے میں میرے لیے مدد پر جا
دنیا میں کثرت سجد کی محنت سے یہاں تک کہ ۲ غرت میں تو میرا معنی
ہر کے ابن ملک کہتے ہیں اس میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ یہ
بلذمہ صرف سجدوں سے ملنے کا نہیں بلکہ ان کے ساتھ آپ کی دعا

بھی ہوگی، اللہ کے حضور۔

اس سے واضح ہوگا کہ حضرت بھی رجب کے لیے مہرتہ نہ لے کر آئے ہوں گے
خود اپنی ہی مہرتہ دینے کی پوزیشن میں نہ ہوں گے۔ دعا اور شفاعت کا یہ عقیدہ آپ کے
مختار کل ہونے کی کھلی نئی کتاب ہے۔

عام احمد کی روایت میں حضرت رجب کی اس سند و ابن الغضائری ہے جس سے
پتہ چلتا ہے کہ آپ حضور سے اللہ کے ہاں سفارش کرنے کی گزارش کر رہے تھے نہ کہ
آپ سے کہہ رہے تھے کہ مجھے جنت میں اپنے ساتھ رکھیں۔

یاد مولیٰ اسأل من تشفع لی الی ربک فیعتفی عنی اتارک

ترجمہ: اے اللہ کے رسول! میں عرض یہ کر رہا ہوں کہ آپ اپنے خرب
کے حضور میری شفاعت فرمائیں تاکہ وہ مجھے جگہ سے آزاد کرے۔

اب آپ ہی فرمادیں ایسی سند ماکر لے والا کیا آپ کے بارے میں مختار کل
ہونے کا عقیدہ رکھ سکتا ہے۔

⑤ حضرت ابو سعید انصاریؓ کہتے ہیں پھر انصار حضورؐ کی خدمت میں ہوان کے لیے حاضر
ہوئے حضورؐ نے انہیں بل دیا، انہوں نے پھر آپ سے سوال کیا، آپ نے حاضر دیا، یہاں
تک کہ حضورؐ کے پاس جہاں جمع تھا سب گنگ گیا۔

ان اما من الانصار سألوا رسول الله صلى الله عليه وسلم

فأعطاهم حتى فذ ما عنده فقال ما يكون عندي من خير

قلن ادخره عنكم ومن يستغفب عنه الله ومن يستغفب عنه

الله ومن يتصبى يصبره الله۔

ترجمہ: کچھ غنہ و آپ کی خدمت میں آئے، اور آپ کے پاس کچھ مانگا آپ نے انہیں کچھ مال دیا۔ یہاں تک کہ جو آپ کے پاس تمام غنہ جو رکھا، اس پر آپ نے خرماؤں میرے پاس جو کچھ بھی ہوگا میں تمہارے دوں گا۔ انہیں اور جو مانگنے سے بچے، اللہ تعالیٰ سے بچنا نصیب فرمائیں گے اور جو مستنہا بھی ہے، اللہ تعالیٰ سے غنی کر دیں گے اور جو میرے کام لے، اللہ تعالیٰ اسے صاحبان میں سے ہمیں گے۔

④ ایک سائل صبح کی خدمت میں کچھ مانگنے آیا۔ اس وقت آپ کے پاس دس بٹے کے لیے کچھ نہ تھا۔ اس کے سوال پر آپ نے فرمایا: لا اجد ما اعطیت (میرے پاس کچھ نہیں جو میں تجھے دوں) وہ کچھ بٹا اور کہا: میرے لیے آپ کے پاس کچھ نہیں ہے؟ اور دل کو تو حلق نہیں سمجھتے، آپ کہنے لگے:

بغضب علی ان لا اجد ما اعطیہ

ترجمہ: یہ بھڑ پر ہونی، غصہ ہو رہا ہے کہ میرے پاس اسے دینے کے لیے کچھ نہیں ہے۔

ایک سوال

آنحضرتؐ فرماتے ہیں: عصمت منافع خیر، اذ ارض تب بپ زمین کے تمام خزانوں کے مالک تھے تو آپ یہ کیسے کہہ سکتے ہیں لا اجد ما اعطیہ — میرے پاس کچھ نہیں جو اسے دوں؟

جواب: آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم کا عینہ مسکوم و مہر کا ہے۔

- ۱۔ کبھی تو اس سے آپ کی اپنی ذات مراد ہوتی ہے اور کبھی
 - ۲۔ آپ بشمول امت وہ بات کہتے ہیں مثلاً
- آپ نے فرمایا: اعطیت جوامع المملکۃ اس میں آپ کی ذات مراد ہے لیکن آپ نے جب فرمایا:

جعلت حب الفناکم

میرے لیے غنیمتیں حلال ٹھہرائی گئیں۔

جعلت حب الارض مسجداً واطلوعاً

پوری زمین میرے لیے جہ سے کسے لائق کی گئی۔

تو اس میں پوری امت آپ کے ساتھ ہے۔ اسی طرح جب آپ نے فرمایا مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں دی گئیں تو اس سے مراد یہ بھی کہ آپ کی امت ان خزانوں کی مالک ہوگی اور دنیا کی شوکت انہی کے پاس ہوگی۔ امام نووی (۱۰۶۸ھ) فرماتے ہیں:-

معناه الاتخاذ بان امتہ تملك خزائن الارض وقد وقع ذلك

ترجمہ: اس حدیث سے مراد یہ ہے کہ آپ کی امت زمین کے خزانوں کی مالک بنے گی اور ایسا ہو کر رہا۔

بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی فرمایا:-

واعطانی الک تین الاحوز الا بیض وان استغنی سیبلغ ما لادی لی منها

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ نے سونا اور چاندی دونوں خزانے مجھے دینے اور بچنے تک میری امت زمین میں وہاں تک پہنچے گی جو مجھ سے زیادہ میرے لیے لپیٹ دی گئی۔

سراپ کے اس حینہ متکلم میں اور لا اجد ما اعطیہ کے حینہ متکلم میں ایک اصولی فرق ہے لہذا ہر دو میں کوئی تضاد نہیں۔
 آپ کے اس پیڑیہ بیان کی تعبیر قرآن پاک میں بھی ہے جنگِ تبوک میں آپ کے چنہ صحابہؓ اس لیے شریک نہ ہو سکے کہ آپ کے پاس انہیں وسیعے کے لیے ساری نہ تھی۔ آپ نے انہیں کہا

لا اجد ما اعطیہ علیہ . (پہ اتوبہ ۹۲ ع ۱۴)

ترجمہ میرے پاس ساری نہیں ہے جس پر میں تمہیں سوار کر سکوں۔

⑧ حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں آنحضرتؐ نے ایک خطبہ میں مالِ غنیمت میں چوری کی سب سے اہمیت بیان فرمائی اور فرمایا کہ قیامت کے دن ایسے مختلف درگِ طرح طرح کے چوری کیے اموال گذرھوں پر اٹھائے جائیں گے اور میرے سامنے فریاد کریں گے کہ ہمیں بچالیں میں کہوں گا۔

ترجمہ میں تیرے لیے کسی چیز کا مالک نہیں میں نے جو خدا کی بات تھی تم تک پہنچ دی تھی۔

ان صحیح احادیث کا ماننے والا اور ان بیانات میں غمزدگی کو سچا جاننے والا کیا کبھی آپ کے غمزدگی جاننے کا عقیدہ رکھ سکتا ہے ؟

④ آپ نے ایک دفعہ اپنے چچا حضرت عباسؓ، اپنی چھوٹی بہن حضرت صفیہؓ اور اپنی بیٹی حضرت فاطمہؓ کو مخاطب کر کے کہا :-

یا عباس ابن عبد المطلب لا اغنی عنک من اللہ شیئاً یا صفیہ حمہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا اغنی عنک من اللہ شیئاً یا فاطمہ
سلیمی ما مثقت من مالی لا اغنی عنک من اللہ شیئاً
ترجمہ: اے عباس بن عبد المطلب! میں اللہ کے ہاں تیرا نام نہ ہر
سکوں گا۔ اے رسول! میں تجھ کی پھر بھی صفیہ: میں اللہ کے ہاں تیرا نام نہ
نہ ہر سکوں گا۔ اے میری بیٹی فاطمہ! مجھ سے میرا مال جو تو چاہے مجھ
سے ہر گھلے اللہ کے ہاں میں تیرا نام نہ ہر سکوں گا۔

① آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضور ابن عباسؓ اور عقیبؓ نے فرمایا: **اعلم ان الامة لو اجتمعت ان لا یفعلوا شیئاً لم ینفعوا الا بشیء**
قد حکم بہ اللہ للنبی

ترجمہ: جان لو اگر سب لوگ جمع ہو جائیں کہ تجھے کوئی نفع پہنچائیں نہیں
پہنچا سکتے مگر وہی جو اللہ تعالیٰ نے تیرے لیے لکھ دیا ہو۔
امام اعلیٰ قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

یہاں لوگوں میں انبیاء و انبیاء سب داخل ہیں وہ تمہیں کوئی نفع نہیں
پہنچا سکتے مگر وہی جو اللہ نے تمہارے نام لکھ دیا ہو۔

ایک بریلوی غلام اور اس کا جواب

ایک بریلوی مولوی صاحب نے کہا: میں یوں کے سامنے ہمارا یہ کہنا کہ حضورؐ

نے صبح بخاری جلد ۱ صفحہ ۱۷۷ صبح سلم جلد ۱ صفحہ ۱۷۷ مشکوٰۃ جلد ۱ صفحہ ۱۷۷

مخدوم کل نہ تھے مناسب نہیں ہے۔ وہ حضرت عیسیٰ کو قہر و تیرسوع مسیح اور تمام قہر و تیرسوع کا مالک کہیں اور ہم کہیں ہمارے حضرت کو انگوٹھ میں کچھ بھی خدا کی اختیار نہ تھے تو کیا اس میں حضورؐ کی بے ادبی نہیں ؟

الجواب :

جہاں ہم حضورؐ کے بارے میں یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ آپؐ نماز کل نہ تھے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں بھی جہاں یہی اعتقاد ہے کہ آپؐ بھی نماز کل نہ تھے۔ آپؐ اللہ تعالیٰ کے عاجز بندے تھے اور یہی آپؐ کا بندہ مقرب عبد رب تھا۔ اللہ رب و عزت کے حضور آپؐ کی ایک صدا ملا خضر فرمائیں :

اللہم اصبحت لا املك لنفسی ما ارجو ولا استطيع عنها ان اذيع ما
 اكره و اصبحت الخیر سيد عیونك و اصبحت امر تہنا بما
 حكمت فلا فقیرا فتدعونی فلا تفعل مصیبتی فی دینی ولا
 تفعل الذنب اكبر همی و لا تسلط علی من لا امر حتی یشت
 ترجمہ : اے اللہ! میں اس جس چیز پر ہوں کہ اپنے لیے جو چاہوں اس کی
 قدرت نہیں رکھتا اور نہ : اپنے آپ سے اس بعزت کو دور کر سکتا
 ہوں جسے نہ چاہوں اور بھیجی میرے خیر کے ہاتھ میں چلی آئی اور میں
 اپنے کاموں میں گرفتار رہوں مجھ سے زیادہ تیرا کوئی محتاج نہیں میری
 کوئی مصیبت میرے دین میں نہ آئے اور نہ دنیا کو میری سب سے
 بڑی فکر نہانا اور مجھ پر انہیں غلبہ نہ دینا جو مجھ پر رحم نہ کھائیں

حضرت عیسیٰ کی یہ خبر یاد ان کی شان میں کسی کمی نہ منہ نہیں بلکہ یہ ان کے کمال پروردگار کا ایک دلائل و قیاس ہے۔

عقیدہ مختارِ کل کی بریلوی وصیت

الحمد لله وسبح من خلق عباده الذین اصطفیٰ امامہ :

بریلویوں کے دس عقیدہ مختارِ کل کو وصیت کیا جا چکا ہے۔ ان کے چل رہے ہیں احمدیہ اور شریعی امور دونوں کو شامل ہے۔ انکو اپنی امور میں یہ پہلا نمک آگے گئے ہیں کہ حضورؐ کو کن جمن کے سلسلے اختیارات کا مالک سمجھتے ہیں۔ یہ عقیدہ رکھنے میں کہ قدر کے سارے فیصلے حضورؐ ہی کرتے ہیں چاروں سمتوں میں ان کا عقیدہ مختارِ کل وسیع پیمانہ پر جلا جاتا ہے۔ بے مولا کو اور اولاد دینا — بے روزگار کو روزگار دینا — محتاج کو رزق دینا — بیچارہ کو شفا دینا — زمین اور لاد کے طالب کو لڑکا دینا — کسی کو بھی نہ کسی کو بھی حق بخودینا — زمین کا مسکن اور زلزله — آفتاب و مانتاب کا طلوع و غروب — بلش برلمان اور کھیتوں کو اگانا ان سب کاموں پر حضورؐ مختارِ کل و در اللہ کی قدرتوں کے منظر ہیں۔

شرعی امور بھی سب آپ کے اختیار میں ہیں ہم پیسے ذکر کرتے ہیں کہ ان کے عقیدے میں آپ جسے چاہیں نمازیں صحت کر دیں اور جسے چاہیں معذرت سے معاف کر دیں۔ خدا تعالیٰ کو فی حکم دیں اس میں آپ جس کو چاہیں مستثنیٰ کر دیں۔ المختصر و مہم و حلال پر میں آپ کا قبضہ ہے جسے چاہیں اور جس کے لیے چاہیں کسی چیز کو حرام کر دیں اور جسے چاہیں اور جس کے لیے چاہیں اسے حلال کر دیں۔ (استغفر اللہ)

یہاں تک کہ اپنے سارے اختیارات خود بخود امور سے متعلق ہیں یا شریعی امور سے متعلق ہیں کو دینا چاہیں دے دیں اور جہاں چاہیں امداد، حمد کے خاصے غنم کے غنم کی تائید رکھ دیں۔

بانی مذہب مولانا محمد رضا خاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مختارِ کل قرار دیتے

جوئے لکھتے ہیں۔۔

حضور پرہیزگار کی حاجت روائی کر سکتے ہیں۔ دنیا اور آخرت کی سلاویں
حضور کے اختیار میں ہیں۔

پھر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کو نماز مکمل قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

۱۔ احمد سے احمد اور احمد سے کچھ کو

کن اور سب کن یکن حاصل ہے یا غوثؒ

مولانا محمد امجد علی چیرودی احمد اور احمد کا کافی صلہ اس طرح ختم کرتے ہیں:۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ نہ اکا ہاتھ ہے کیونکہ حضرت

صیبراؓ نے تو یہ حضرت صبی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر بیعت

کی تھی تو احمد اور احمد میں کیا فرق رہا۔

دوسروں کا وجود اللہ تعالیٰ کے حوالہ کوئی نہ ہے۔ اس عقیدے کو بریلوی کفر سمجھتے

ہیں۔ آپ بھی حرا غلط فرمائیں۔۔

دوسروں کو غیر اللہ کہنے والوں کے واسطے فتوے کفر اس طرح درشلہ

فرمایا۔۔ گیر لکھ کافر اللہ اور اس کے رسولوں کے درمیان ایک

غیریت کا قائل ہے۔

ان تفسیرات سے پتہ چلتا ہے کہ بریلویوں اور اہل سنت و جماعت میں اس مسئلے

میں اختلاف کی خارج وسیع ہو چکی ہے۔ اس پر کتاب و سنت کی روشنی میں مستقل طور پر بحث

کر لے کی ضرورت ہے۔ جب ہم اس موضوع پر بریلویوں کے ذہن کا ایک مختصر جائزہ لیتے

ہیں اور ساتھ ساتھ ان کی صحیح فہم بھی کراستہ ہیں۔ اس سے اپنا سنت و جماعت کی اپنی بات

کو سمجھتے ہیں بہت مدد ملے گی۔

۱۔ برکات ابد و مدد۔ ۲۔ مدد حق جلد ۲ ص ۲۰۰ کے مخصوص میں یہاں خلیفہ مسلمان کے ایضاً

تشوہی امور اور تکوینی امور

تشریف لے کر تعلق کا زمانہ اور محل سے ہے شرع مختلف پیغمبروں کے وقت مختلف رہی ہر حکام کی زندگی
ترجمہ میں آتی ہے لیکن کن کہہ کر جہاں بنا عرف، شر کی شان تکوین ہے۔

تکوینی امور میں حضور کو مختار کل قرار دینے کے بریلوی دلائل

① وما تاکم الرسول فتخذہ وما ہما کم عندہ فانتہوا (پاک شرح)
ترجمہ: اور جو چیز تمہیں رسول پاک دیں وہ لے لو اور جس چیز سے منع
کریں اس سے نہ کھاؤ۔

بریلوی استدلال

رسول بنی دین کے دالے ہیں اور وہی روکنے والے ہیں تمہیں جو کچھ مل رہا ہے
حکم کر کے ہی مل رہا ہے وہ دینی دولت ہو یا دینی۔ مبتدا مذوق زندگی اور تمدنی
اور اور ادب آپ کے ذمہ میں ہے جو میں نے نو۔
الجواب :

یہاں انا کہہ میں دنیا بمقابلہ نماز، صوم، زکوٰۃ، حج کے تعلق میں شریعت
سے ہوتا ہے سو یہاں انا کہہ یعنی امور نہ کہ جس چیز کا تمہیں اس کے ملے ہے سو اس
کا تکوینی امور سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

۲۔ حکمران نے خود اس مضمون کو، ان نظریات میں بیان فرمایا ہے۔
ما ضیک عندہ فحنبوہ وما امرکم بہ فافعلوا ما استقضیتمہ

ترجمہ جس چیز سے میں نے تمہیں مدد کا ہے اس سے بچو اور جس چیز کا میں نے تمہیں اسکر کیا ہے اس پر اپنی استغاثت تکمیل کرو۔

ایک اور موقع پر فرمایا :-

فَاِذَا امْرَاُتُكُمْ بَشِيءٌ فَاِخْذُوْهُ مِنْهُ مَا سَلَطَ عَلَيْكُمْ وَاِذَا اَنْهَيْتُكُمْ مِنْ شَيْءٍ فَلَا تَنْتَوِيْاْ بِهِ

ترجمہ۔ عورت میں تمہیں کسی چیز کا حکم ہو تو اسے اپنے ذمہ لو اور جب میں تمہیں کسی چیز سے روکوں تو تم نہڑک جاؤ۔

② مَا كَانَ لِلْمُؤْمِنِ وَلَا الْمُؤْمِنَةِ اِذَا فَضِيَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ اَمْرًا يَكُنْ

لَهُمُ الْخَبْرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ۔ ربّ الاحزاب ۲۰ ع ۲

ترجمہ کسی مومن مرد اور کسی مومن عورت کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ جب اللہ اور اس کے رسول کوئی فیصلہ کر لیں تو انہیں اپنی طرف سے اس سے بچنے کا کوئی اختیار ہے۔

بریلوی استدلال

قضاء قدر کے فیصلے اللہ اور رسول دونوں کرتے ہیں۔

اجواب :

رسول خدا کے فیصلے کو بیان کرنے والے ہیں خود فیصلہ کرنے والے نہیں

ان قضاء رسول اللہ ہو قضاء لان قضاء الرسول یا امر اللہ و وحیہ

و ما یخلق عن الاموی ان هو لا یوحی بوجہ نہ

ملہ منس ابن ماجہ ص ۱۰۰ نہ تفسیر اکیلی جلد ۲ ص ۱۵۱

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ وہی ہے جو اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہو۔ کیونکہ رسول کا فیصلہ اللہ کے امراء اس کی دقت کے بغیر نہیں ہوتا اور آپ کبھی خواہشِ خض سے نہیں بولتے یہ وہی خداوندی ہے جو آپ کی طرف آ رہی ہے۔

(۳) وَلَا تَقْعُوبُوا أُمَّةَ اللَّهِ وَرَسُولَهُ وَقَالُوا حَيْدُ اللَّهُ سَيُؤْتِينَا اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ وَرَسُولَهُ (پتہ: التوبہ ۷۶)

ترجمہ: اور کیا اچھا ہوتا اگر وہ جتنی پر جانے میں پر جویاں کرنا اور اس کے رسول نے اللہ کی دے کافی ہے ہم کو اللہ وہ ہیں آپ فضل سے لے گا اور اس کا رسول ہم کو تو اللہ ہی چاہیے

بریلوی استدلال

دینے والے اللہ اور اس کے رسول و دونوں ہیں: اور پتہ بھی جو لے گا وہ بھی: اللہ اور اس کے رسول ہی دیر سے گئے

اس جواب:

یہاں عمدہ قیامت اور غنیمت کے امداد کی تقسیم مراد ہے خواہر چاہے اس میں اللہ کے رسول جو فیصلہ فرمائیں وہ اپنی فیصلے کے مطابق ہیں تو ہر گز جو من کا کام نہیں پر راضی ہونا ہے۔ اس آیت میں رزق کی بکری تقسیم ہرگز سرد نہیں ہے۔

(۴) وَمَا نَقُوءُ إِلَّا أَنْ نَقُوءَ اللَّهُ وَرَسُولَهُ (پتہ: التوبہ ۷۷)

ترجمہ: نہ ہر گز کہہ دیں کہ اللہ تعالیٰ دوست ہرگز دیا ان کو: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے اپنے فضل سے مرگ تو ہرگز نہیں تو بعد ہے ان کے حق ہیں۔

بریلوی استدلال

اس اہمیت سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ کے رسول بھی محتاج کو غنی کر سکتے ہیں۔

الجواب :

آنحضرتؐ ان کے غنی ہونے میں بے تمکین ایک ذریعہ و سبب ہو سکتے لیکن انہیں دان میں جن کو غنی کر کے والا حقیقت میں صرف اللہ رب العزت ہے، آپ ان کے اس غنا کا ذریعہ و سبب ہو سکتے۔ آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ایک حدیث میں باس کی دعوت فرمادی۔ آپ نے فرمایا۔

يَا مُصْطَرِّا لِمَا أَجِدُكُمْ خِلَافًا لِمَا كُنْتُمْ عَلَيْهِ وَكُنْتُمْ مَقْرُورِينَ

خَالِعُكُمْ اللَّهُ حُبًّا - وَمَالَهُ فَاغْنَاكُمْ اللَّهُ جِي - (صحیح بخاری ج ۱، ص ۱۷۲)

ترجمہ : گروہ اللہ کی باتیں نے تمہیں راہ گم کیجے یا پھر اللہ نے تمہیں میرے ذریعہ ہدایت دی، اور تم غنی و مالدار ہو چکے ہو جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے تمہیں میرے ذریعہ جوڑ دیا اور تم سب محتاج ہو گئے تھے اللہ نے تمہیں میرے سبب سے غنی کر دیا۔

⑤ وَاللَّهُ وَرَسُولُهُ أَحَقُّ أَنْ يُرَاحَهُ مِنْ كُنُوزِ الْمُؤْمِنِينَ - (آپؐ التوبہ ۳۴ ص ۸)

ترجمہ : اور اللہ اور اس کے رسولؐ زیادہ حق رکھتے ہیں کہ یہ لوگ انہیں راضی کریں اگر وہ واقعی مومن ہیں۔

بریلوی استدلال

حق ان میں سے ہوا میں جعفر کا منیر اللہ اور اس کے رسولؐ کی طرف مایہ معلوم ہوا۔ دونوں ایک ہی ہیں۔ مگر حضورؐ کو غنا بہ کل مدانا جائز ہے تو لازم آئے گا کہ اللہ بھی محتاج نہ ہو۔ یہ جو کہ حقیقت تو وہ دونوں ایک ہیں، ان میں فرق و تفریق نہ ہوتی کہنے میں۔

چیز کے دینے والے ہیں جس چیز کا دینے والا خدا ہے اس کی تقسیم کرنے والے رسول کریم ہیں بلکہ

الجواب :-

صحیثین نے اس حدیث کو کتاب العلم میں بیان کیا، باب الغنائم میں۔ کئی محدث نے اس کو عام نہیں رکھا کہ جو چیز بھی اللہ ملا کر دے اس کے تقسیم کرنے والے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں اس حدیث کا پہلا جملہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی روایت کے مطابق اس طرح ہے :-

من یرح الله به شیئاً یلقمہ فی الذین وانا انا قاسم والله یعطی.

ترجمہ: اللہ تعالیٰ جس شخص سے خیر کا مادہ فرماتے ہیں اسے دین کی فتح عطا فرماتے ہیں اور میں تو باقی حصے والا ہوں دینے والی تو اسی کی

خات ہے۔

گو یہاں نبی کا مفسر مذکور نہیں مگر قرینہ بخار ح ہے کہ یہاں معلم کی تقسیم مراد ہے غنائم کی تقسیم خیر فرماتے تھے تو اس میں بھی اسس معینہ کی توثیق فرماتے تھے کہ دینے والا اللہ رب العزت ہے کبھی شارح حدیث نے اس حدیث سے پوری زمین کے عزائے ملو دنیا میں لیے اور نہ اس سے غنہ کل کا مقیدہ اخذ کیا ہے رزق کی تقسیم اللہ تعالیٰ نے کی ہے۔ اب مگر کہہ سکتے ہیں کہ انا انا قاسم میں رزق کی تقسیم اور اولاد کی حوا بھی مراد ہے۔ قرآن کریم میں ہے :-

نحن صمدٌ بسمہد معیشہم وفضل المیزان العنیا۔ (شپ الزخرف ۴۰)

ترجمہ: ہم نے تقسیم کیا ہے ان میں ان کا رزق و دنیا میں۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

لَنْ تَقْتُلُوا بَيْنَكُمْ اَخْلَاكُمْ كَمَا قَتَلْتُمْ بَيْنَكُمْ اَرْزَاكُمْ فَاَنْتُمْ اَنْ تَقْتُلُوا بَيْنَكُمْ

اَللّٰمِنْ يَحِبُّ مَنْ لَا يَحِبُّ وَلَا يَحِبُّ اَللّٰمِنْ اَللّٰمِنْ يَحِبُّ

ترجمہ: تم کو اللہ کے قتل میں تمہارے حقوق بننے کے طریق اس کے ساتھ ہے کہ تم

بننے اللہ دنیا سے بھی دیتا ہے جسے وہ پسند کرے اور اسے بھی جسے وہ

نہ پسند کرے اور ایمان وہ اسے ہی دیتا ہے دیتا ہے جسے وہ پسند کرے

لکن کریم کی عقلی آیات کے خلاف کسی خبر واد میں وصیت پیدا کرنا بالخصوص جب

کہ اس کے خلاف حدیث بھی موجود ہو ہرگز جائز نہیں۔ مولانا محمد شریف کوٹلی صاحبؒ

کا اصرار کہ دیلمی کا مفعول مذکور نہیں اس لیے ہر چیز تقسیم کر لے والے آپ ہی ہیں اس

نیت اور اس حدیث کے مترجح خلاف ہے۔ مولانا احمد رضا خاں لکھتے ہیں:۔

مرویات آیات تطبیق قرآنیہ کی مخالفت میں اخبار اعداد سے اشتراک

ہرزہ باقی ہے۔

نواب قلی اللہ بن خاں حدیث: اِنَّمَا اَنَا مَسْرُوعٌ لِّلّٰہِ دِیْلُی کا مطلب یوں بیان

کرتے ہیں:۔

یعنی میں حدیث و خبر و بیان کو دیتا ہوں (یہ علم کی تقسیم ہے) سب کا

تکلف اور عمل اس پر تنہا باری تعالیٰ چاہتا ہے میں فرماتا ہے۔

② حضرت عبید بن جراحؓ کہتے ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اَعْطِیْتُ حَفَاتِیجَ عَرَائِیْنِ اَوْ مَخَاتِیجَ اَلْاَرْضِ

ترجمہ: مجھے زمین کے خزانوں کی یا زمین کی چابیاں دی گئیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات استفاضہ بیان فرمائی (یعنی کہ یہ بات ضروری

ترجمہ: اے اللہ! صلی علیہ وسلم کی تیری اور تیرے رسول کی طاعت میں

لگا رہا ہے تو اس پر سورج کو ٹوٹا دے

اس دعا پر اگر سورج ٹوٹا تو اسے کس لئے ٹوٹا ہے؟ انشروب غریب نے

تو اس سے حضورؐ کے غمناک ہونے کا سبب پوچھا۔ انہوں نے: برائیوں کا

اسے اس طرح بیان کر کے بھی کہ حضرتؐ نے اپنی قدرت سے سورج کو ٹوٹا دیا اور یہ

بھی جو کتبہ کتبہ غمناک ہوتا۔ حدیث مذکورہ بالائے: اخصاص اور بریلویوں

کے اس عقیدے کی تردید کر رہے ہیں۔

⑤ حدیث صحیحہ میں ہذا میں اثبات عقیدہ کی قوت نہیں ہوتی۔ ورنہ حدیث قرسی

مسند سے یہ صحیح ثابت نہیں ہوتی۔ حافظ ابن تیمیہ لکھتے ہیں:۔

وحدیث رد الشمس، لقد ذکرنا حدیثہ کالمعروفی والواقعی یمنض

و غیرہما وعدواؤک من معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم لکن

المستقر من اهل العلم والمعرفة بالحدیث یسبون ان هذا الحدیث

مکذب موضوع گماذ کوہ ابن الجوزی فی المنوعات۔

ترجمہ: ورنہ عقیدہ کہ سورج آپؐ کے لیے اٹھنا یا گرنے کا ایک گروہ ہے

مطلوبہ اخصاص میں لائق قبول نہیں ہے بلکہ یہ حدیث کے معنی میں

مکذب و موضوع ہے۔ حدیث مذکورہ بالائے: حدیث و غریب

میں جو مذکور ہے اسے منوعات میں ذکر کیا ہے۔

سورج کا یہ دھیرا نہ تھا جو اس سے یہ فعل خداوندی ٹھہرتا ہے بلکہ حضورؐ کا عمل براہ

برہوت کی حد میں لائق قبول نہیں ہوتا۔ حدیث مذکورہ بالائے: حدیث و غریب

⑥ حضورؐ رحمہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابو طالب بیمار ہوئے آپؐ نے انہیں صحت دی

اس پر ابوہریرہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا :-

ان ربتك لم يصنعك . آپ کا رب آپ کی ربت، ماننا ہے۔

اس روایت سے بھی مولانا محمد شریف کوٹلوی نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

کے مختار کل ہونے پر استدلال کیا ہے ۔

الجواب :-

اگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی ابو طالب کو صحت دی تھی تو اس سے یہ

بات کچھ ٹکراتی کہ بے شک آپ کا رب ہی آپ کی ربت مانتا ہے، معلوم ہوتا

ہے حضور نے یہ کام اللہ ہی سے کہا تھا کہ وہ ابو طالب کو صحت دے ۔ اور اگر

صحت دیتے والا اللہ ہی تھا تو حضور صحت دینے والے کیے مقرر اور آپ کا مختار کل

ہونا کیسے ثابت ہو گیا۔

ثانیاً اس حدیث کی سند میں ایک راوی یحیٰ بن حجاز ہے محدثین اس سے

روایت نہیں لیتے یہ ان کے ہاں تروک ہے حافظ ابن حجر نے اس پر تفصیل سے

بحث کی ہے بلکہ اس کی روایت درست نہیں ہے۔

ثالثاً اخبار اعلام صحیح بھی ہوں تو ان سے عینہ سے ثابت نہیں ہوتے تھانہ

کے لیے دلائل قطعیہ کی ضرورت ہوتی ہے روایات ظنیہ اس کے لیے کافی نہیں۔

⑤

جو شخص مجھے ضمانت دے کہ وہ اپنی زبان اور شہادتہ کو قابو میں رکھے گا میں

اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔

الجواب :-

ضامن اور حاکم میں فرق ہے۔ یہاں عدالتوں میں ضامن اس بات کا ذمہ دار ہوتا ہے کہ مزاحم کو عدالت میں پیش کرنے کی ذمہ داری لے اور اس کی ضمانت کے قید آگے حاکم کے ہاتھ میں ہوتا ہے غلام کا دام بھی ضامن ہوتا ہے۔ حدیث مذکورہ میں جس ضمانت کا بیان ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنی ذمہ داری پر لی یا اللہ کے وعدے پر کہ جو اپنے اعمال کو اس درجہ نیک بنائے گا، اللہ تعالیٰ اسے جنت عطا فرمائیں گے۔ حضور نے اللہ تعالیٰ کے اس وعدے پر یہ ضمانت دی کہ جو شخص اپنی زبان اور ضمیر بگاڑے گا اور کھے وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں جنت پائے گا۔

ضامن ہونے سے اگر مالک ہونا مراد ہو تو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے جب کچھ لوگوں کو ایک عقود گنتی سے، جماعتی طور پر ذائقہ پڑھتے پایا اور فرمایا اسے چھوڑ دو اور اپنے گن ہوں تو گن گن کر یاد کرو۔ میں ضمانت دیتا ہوں کہ تمہاری نیکیاں ہرگز ضائع نہ ہوں گی تم ان کا حق پا کر ہو گے اور جنت جا کر ہو گے۔ تو کیا حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے ضامن ہونے سے ان کا غنا برکل ہونا ثابت ہو جائے گا۔

اپنے لے فرمایا۔

فقد امن سبياً منك فاما ضامن ان لا يضيع من حسناتكم غي بئله
تم اپنے گناہ شمار کر دو میں ضمانت دیتا ہوں کہ تمہاری نیکیوں سے
کچھ ضائع نہ ہونے پائے گا۔

برخی ان پانچ احادیث سے تکرینی احوال میں حضورؐ کو مقدمہ ثابت کرتے ہیں اور وہ نہیں جانتے کہ اگر احاد و بیش جمع بھی ہوں اور ان کی ولایت بھی اپنے دماغ پر واضح ہو تو بھی ان سے عقائد ثابت نہیں ہوتے۔ حقائق کے لیے دلائل قطعیہ کی ضرورت ہوتی ہے۔

اب آجے چند ان دلائل پر بھی نظر کریں جن سے بریلوی حضرات کو تشرعی امور میں مختار کل ثابت کرتے ہیں اور پھر یہ بات حضور تک ہی نہیں رہتی، بڑے بڑے مشائخ کرام اور پیرانِ خلافت بھی اپنے مریدوں سے بہت سے تشرعی بوجہ خود اٹھا لیتے ہیں۔

حضور کو تشرعی امور میں مختار کل قرار دینے کے بریلوی دلائل

دینی چیزوں میں نہیں، دنیوی چیزوں میں ان کے فیصلے کے قبضے میں ہے۔
عبدلحمہ الطیبات و یحیوہ علیہم السلام (رد المحتار ج ۱ ص ۱۵۷)
توجہ: یہ بھی غلط ہے کہ ان کے لیے پاک چیزیں اور حرام بھڑکتا ہے
ان پر ناپاک چیزوں کو اودااتا ہے ان پر سے ان کے بوجھ۔

بریلوی استدلال

جب تعزیم و تعلیل حضور کے ہاتھ میں ہے تو آپ جملہ تشرعی احکام میں مختار کل
معتبر ہیں جس کو چاہیں لازم معتبر لیں اور جو چاہیں جس سے چاہیں منع کر دیں۔
الجواب:

اسلام میں یہ اصول طے ہے کہ شارع حقیقی صرف اللہ تعالیٰ ہیں پیغمبر جس چیز
کو جائز یا حرام کرے بھی وہ خدا کی طرف سے ہی ناجائز نہ ہو سکتے ہیں۔ ما یطلق عن الخوی
ان ھو لا یجوز۔

بنی اسرائیل پر جب چیزیں حرام ہوئیں وہ تعزیم الہی سے حرام ہوئیں۔

سومنا علیہ (رد المحتار ج ۱ ص ۱۶۰) میں تحریر کی نسبت علی کی طرف ہے۔

اگر کوئی اپنی طرف سے کسی چیز حلال یا حرام ٹھہرائے تو یہ اقراء علی اللہ ہے۔ یہ لغو
علی اللہ بتی ہو سکتا ہے کہ تحصیل و تحریم صرف اسی کے قبضے میں ہو۔ مگر ہماری طرف سے

کسی چیز کو حلال یا حرام ٹھہرانا جس طرح افتراء علی اللہ ہو گا افتراء علی الرسول بھی ہو گا لیکن قرآن کریم لے اسے صرف افتراء علی اللہ کہتا ہے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ تحلیل و تحریم صرف اس کے اختیار میں ہے اور اس کے سوا کوئی غلامِ مکمل نہیں ہے کہ جو چاہے کر سکے۔ قرآن کریم میں ہے۔

وَلَا تَقُولُوا لِمَا كُنْتُمْ تَكْذِبُونَ ۚ السُّبْحُ لِلَّهِ الَّذِي فِي يَدَيْهِ مَصِيرُ الْوَسْوَاسِ ۚ
لَقَدْ تَوَدَّاهُ عَلَىٰ الْكُذْبِ ۚ إِنَّ الَّذِينَ فِي بَيْنِ يَدَيْهِ يَكْفُرُونَ بِاللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ الْكَافِبُ
لَا يَفْلَحُونَ۔ (سُورَةُ النحل ۱۱۶)

ترجمہ۔ اور جن چیزوں کے بارے میں تم کہتے ہو کہ یہ حلال ہے اللہ یہ حرام ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ پر جھوٹی شہادت لگا رہے ہو جو تو گناہِ کبیرہ ہے، باندھتے ہیں فلاں نہ پائیں گے۔ اگر تحلیل و الطبیقات اور یہود علیہم السلام میں تحریم و تحلیل کی حقیقی نسبت مراد ہوتی تو اللہ تعالیٰ ایک دوسرے موقع پر کیوں فرماتے۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ (سُورَةُ التَّحْرِيمِ)

ترجمہ۔ اے نبی! آپ (اپنے اور پر) اس چیز کو حرام کیوں ٹھہراتے ہیں جو اللہ نے آپ کے لیے حلال کی ہے۔ اور پھر حضورؐ یہ کیوں کہتے۔

وَأَنِّي لَسْتُ أَحْرَمُ حَلَالًا وَلَا نَعَىٰ حَرَامًا۔

ترجمہ۔ اور میں کسی حلال چیز کو حرام نہیں کرتا اور نہ کسی حرام چیز کو حلال کر سکتا ہوں۔

۱۔ آپ نہیں کی، تو کوئی دوسرا نہ کر سکتا تھا۔ اس لیے نہ کہاتے تھے۔ نہ کہتی یہ گمان نہ

کہے کہ آپ نے اسے حرام ٹھہرایا ہے۔ آپ نے فرمایا :-

اتيد الناس انه ليس في تحريمها حلال الله ولا كفارة شجرة آكلوه
وتعذبوا منه

ترجمہ: لوگو! شرعی نے جو چیز میرے لیے حلال کی مجھے اس کے
حرام ٹھہرانے کا کوئی حق نہیں لیکن یہ ایک ایسا پودہ ہے کہ اس کی
پوچھ بہت نا پسند ہے۔

حرام شریف کو حرام ٹھہرانے والا اللہ ہے

اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کو کو حرام ٹھہرایا ہے۔ حضور کریم صلی اللہ
علیہ وسلم خود فرماتے ہیں :-

ان شاء الله حرمها الله

ترجمہ: جسے اللہ کو کو حرام لائق نے حرام ٹھہرایا ہے۔

اور یہ بھی صحیح حدیث میں در ہے :-

ان ابن ابيهم حرمهم مكة ودعا لثعلها واخبر حوت المذنبه كما
حرم ابن ابيهم مكة

ترجمہ: جسے اللہ نے کو کو حرام ٹھہرایا اور اس کے رہنے والوں
کے لیے دعائی در میں نے مدینہ منورہ کو حرام ٹھہرایا جیسے ابولہب نے
کو کو حرام ٹھہرایا تھا۔

ابن رواہد میں یہ تعبیریں ہیں کہ اسے حرام ٹھہرانے والی اللہ کی ذات

ہے لیکن سب کے ترجمہ کا بیان حضرت ابولہب کی زبان سے جو مدینہ کو حرام آپ نے بتایا

نہ صریح سمجھنا کہ اللہ نے مدینہ کو حرام ٹھہرایا ہے بلکہ اللہ نے مدینہ کو حرام ٹھہرایا ہے

ہیں کاملاً حلال یہ ہے۔

ان اللہ حرمہما علی الناس، اصل تحریم اللہ کی طرف سے ہے۔

میری زبان سے اس کی حرمت کا بیان ہوا ہے۔

علامہ عینی لکھتے ہیں :-

لان معنی قوله ان ابراہیم حرمہ بملکۃ اعلن بتحریمہما وعرف

الناس بانہ حرام بتقریر اللہ ایاہما فلم یعرف غیرہما الا فی

زمانہ علی لسانہ اضعیف الید بنہ

ترجمہ حضرت کے اس ارشاد کا مطلب کہ حضرت ابراہیمؑ نے تو کو حرمِ مکہ پر لایا ہے کہ آپ نے

اس کے حرم ہونے کا اعلان کیا اور لوگوں کو بتلایا کہ یہ ارضِ حرم ہے بایں وجہ کہ اللہ نے

اس کی تحریم فرمائی جب اس کا حرم ہونا آپ کے دہر میں ہی کھنڈ قرار میں تھا جسے

اس کی تحریم کی نسبت آپ کی طرف سے حضرت ابراہیمؑ پر اسلام کی طرف سے

دی گئی۔

سنادِ تحریم یا ابراہیم علیہ السلام از جہت اس بائد کہ دوسرے راخبر و اعلم

کہ حکمِ الہی ذیہ کہ عالم بشرائع و احکام خدا تعالیٰ است و حکم دوسرے قدیم

است انبیاء علیہم السلام رسانندہ آن احکام و نذر

ترجمہ اس تحریر پر کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے نسبت اس جہت سے

ہے کہ آپ نے یہ حکم خداوندی پہنچایا اور یہ لوگوں کو بتلایا کہ یہ شرائع

کا فیصلہ کرنے والا اور کس کے احکام دینے والا اللہ تعالیٰ ہے اسی کی

شانِ قدیم ہے اور انبیاء علیہم السلام تو صرف اس کے احکام پہنچانے

والے ہیں۔

وفي رواية: سمعت من حديث ابن عباس رضي الله عنهما عن علي بن ابي طالب
لا يجزئ المديونة.

ترجمہ: در امام محمد کی روایت میں جو حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے یہ ہے
آپ نے فرمایا کہ اگر غنائی نے میری زبان سے اس خاص صند میں کہ عدم تہا یہ ہے

نمازوں کی معافی کا اختیار

برخیز کہتے ہیں باختصرت علیٰ مذہب و مسلم کہ نمازوں کی معافی کا بھی اختیار تھا حضرت
نفیذ بن حمید نے کہا میں دنیا کے کاموں میں زیادہ مصروف رہتا ہوں۔ شاہ مجھ سے پہلے
نمازوں کی حفاظت نہ ہو سکے۔ آپ نے فرمایا وہی پڑھ لیا کر۔ صبح اور عصر کی پابندی
رکھنا۔

مولانا محمد شریعت کوٹلی نے سنن ابی داؤد جلد اول سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ
اس میں اس بات کی تصریح نہیں کہ آپ نے باقی تین نمازیں معاف کر دی تھیں۔
آپ نے دو نمازوں کو پوری حفاظت سے ادا کرنے کا حکم دیا اس میں آپ نے بلکہ مسلم
ترہیت فرمائی کہ ان دو نمازوں کی وقت پر ادائیگی سے اسے باقی نمازوں کا ادا کرنا ملے گا
آسان ہو جائے گا۔

غیر دروہل آپ کا حکم پانچ نمازوں کا ہی تھا بلکہ یہ کہ آپ نے وہ نمازوں کو
وقت اور داب سے ادا کرنے کی ترہیت فرمائی، اللہ تعالیٰ نے بھی ترصوۃ و علی کی حفاظت
کا زیادہ تاکید سے حکم دیا ہے۔

حافظ علی الصلوٰۃ والسلام، رتبہ بقو ۳۸۸

اس سے پہلے کہ بعض نمازوں کی حفاظت کا زیادہ اہتمام حکم شریعت کے بموجب غنائی

نہیں ہے۔

اس طرح وہ نہ ثقیف مسلمان ہونے کے لیے آئے تو انہوں نے کہا ہم مسلمان تو ہوتے ہیں لیکن نہ زکوٰۃ دیں گے نہ جہاد کریں گے۔

اشرطت ان لاصد فہ علیہا ولا جہاد۔

بہ حضرت صبی شریف نے اس پر نہ تو انہیں باقاعدہ عہد دیا نہ دلوں کی اور نہ کی۔ بلکہ فرمایا :-

سیتصدقون و یجاہدون اذا سئلوا۔

ترجمہ: تم عتریب دیکھو گے کہ یہ زکوٰۃ دیتے ہیں اور جہاد بھی کرتے ہیں۔

انہیں مسلمان تو ہر لینے دو۔

یہ آپ کی مسلمانانہ تربیت کا ایک حکیمانہ پیراہ ہے نہ یہ کہ آپ شریعت میں کی پیشی کرنے کا کوئی اختیار رکھتے تھے۔ حضرت ہجر بن عسٹر کتبے میں جب ہم اسلام لائے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ عشا کی نماز ہم سے صاف کر دیں اس وقت ہم دشمنوں کا دودھ دھو رہے تھے۔ آپ نے حکیمانہ پیراہ میں فرمایا :-

ترجمہ: تم دودھ بھی دے رہے ہو اور نماز میں بھی پڑھو گے۔

انہوں نے جو تہ عاکی ہو، آپ نے اسے قبول نہ کیا اور نہ اس پر کھینے طور پر نکال دیا۔ بروایوں کے محدث جناب اشرف کچھوچھوی انجمن تہذیب العربیہ میں امام احمد کی ایک روایت پیش کرتے ہیں کہ :-

عشر نے ایک شخص کو اس شرط سے مسلمان کیا کہ وہ صرف دو ہی نمازیں پڑھے گا۔

اس سے بریلوی مستدلان کرتے ہیں کہ اگر آپ غنا رکھنا چاہتے تھے تو آپ نے اس سے بہن غنائیں کیسے معاف کر دیں۔

بریلوی جو وہی پوری تندی سے آپ کو غناؤں کی معافی کا اختیار دینا چاہتے ہیں یہ شخص اس جیسے ہے کہ پھر حضورؐ کے تابعین کو یہ اختیار ملے کہ وہ اپنے مریدوں کے مرتکبت کا بوجھ (بمذہب جو یہ روزے) سبستہ سمیت آہستہ آہستہ جاتیں۔

۴۔ احمد سے احمد و احمد سے احمد کو

کون اور سب کن کن حاصل ہے یا غوثؒ

یعنی یہ غنی ذات حضورؐ تک محدود نہیں آگئے پیران پر بھی پوری کن فیکون کی شان رکھتے ہیں۔ تو کیا اب کس دور کے بریلوی پر حضرت غوثؒ پاک کے روحانی وارث نہیں، خوش قسمت ہیں وہ مرید جو اب آگے بڑھ کر اپنے مریدوں سے نمازیں معاف کرالیں۔

نمازیں معاف کرنے کی بریلوی روایت

① ہر عبد اللہ بن عبد اللہ عن ابیہ قال علی رسول اللہ فیکون فیہا

صلوٰۃ وحفظ عن النسلوت الخمس قال قلت ان ہذا ساعات

لی فیہا استغفار ثلوثی باصرہ جامع، دا نا فعلنہ اجزاعنی فقال

لا تظنوا بصورین

ترجمہ حضرت لغزہ کہتے ہیں مجھے مسخضرت علیؑ علیہ السلام نے تعلیم فرمائی

وہ باب پنج نمازیں کی حفاظت کرنا میں نے عرض کی حضور یہ کیسے

وقاوت ہیں کہ مجھے دن میں بہت کام ہوتا ہے میں مجھے کوئی اور جو میری

ساعتیں بخشش دے کہ میں اپنی روزانہ باب حفاظت کی صلوات پورا کرنا

عمل بتائیں کہ میں کروں تو وہ میری طرف سے کافی ہو جائے۔ آپ
نے فرمایا کہ عصر کی نماز کی حفاظت کرنا فجر اور عصر پابندی کے
ساتھ پڑھنا۔

اس میں باقی نمازوں کی معافی کہیں۔ مذکور نہیں یہ حفاظت کا باب ہے حضور
فرماتے ہیں دو نمازوں (فجر اور عصر) کی حفاظت کرو لو باقی نمازیں خود میرے برابر جائیں گی
نمازیں پورے کی تربیت ان دو سے ملے گی

ابوداؤد کی اس روایت کا ایک راوی واؤد بن ابی ہند ہے، امام محمد فرماتے
ہیں وہ کثیر الاضطراب اور کثیر اختلاف تھا۔
انجواب ۱

① یہ حدیث صحیح نہیں، وپر کی مسند یہ ہے۔

عن رجل منہو انہ قال: قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم:

ایک شخص حضورؐ کے پاس آیا ب معلوم نہیں کہ وہ کون تھا یا کوئی منافق تھا
جب تک اس کا صحابی ہونا معلوم نہ ہو جائے ہم اس پر کیسے اعتبار کر سکتے ہیں ضروری
ہے کہ وہ راوی مجبونی نہ رہے۔

حدیث حاکم صحیح حدیث کی تعریف میں لکھتے ہیں۔

وصفة الحديث الصحيح ان يرويه عن رسول الله صلى الله عليه وسلم
صحابی زائد عنه، مع الجدارة،

ترجمہ: یہ حدیث کی تعریف یہ ہے کہ اسے صحفرت صلی اللہ علیہ وسلم سے
کوئی صحابی روایت کرے جس کا نام نہ جانا نہ ہو۔

② جو شخص مسلمان ہے اور نماز نہیں پڑھتا یا صرف دو نمازیں پڑھتا ہے عین

⑤ کیا اس شخص نے عین نمازیں اپنے لیے ہی معاف کر لی تھیں یا رمضان کے روزے بھی ساتھ ہی گئے ؟ بریلوی تلک کہتے ہیں اس پر جو نمازیں فرض رہیں وہ فجر اور عصر کی نمازیں تھیں۔ جب مثلاً معاف رہی تو ترہہ سچ بھی گئیں اور تراویح بھی گئیں تو روزے بھی گئے۔ روزے گئے تو صدقہ الفطر بھی واجب نہ ہوا۔ جب یہ ذکوۃ گئی تو سالانہ ذکوۃ کیسے فرض ہو سکتی ہے ؟

نماز کل کا حصہ ہ گھڑتے گھڑتے ان لوگوں نے سارا دین ہی ختم کر دیا۔ بلاشبہ نہیں آتی جہاں آئے گی بلائیں آئیں گی۔ بناء فاسد علی الفاسد۔ یہ سب بریلوی بلائیں ہیں جو بریلوی لوگوں نے اپنے گرد جمع کر رکھی ہیں۔

① تلک اس صفائی کا نام نہ بخش بلکہ ہے جس پر عین نمازیں معاف تھیں۔ یہ کہتے ہیں کہ اب اس کی اولاد میں یہ دو نمازیں ہی رہیں۔ اب جو مسلمان پانچ نمازوں کو پورے سمجھتے ہیں وہ بلا کسی تحقیق و دروایت کے نسبتے آپ کو نور بخشی لگتے تین نمازوں کو ہی اپنے اوپر سے اتار دیتے ہیں۔

آپ خود غور فرمائیں صحابہ میں کیا اس قسم کے نام تھے ؟ نہ کنز ایک بھی نام ہے نہ ہے اس فرقہ کے لوگ تلک و حیرہ میں بہت پلٹے جلتے ہیں۔

دیکھئے بریلویوں کا آخوند کو نماز کل بنانے کا شوق مسلمانوں کو کہاں سے کہاں لے آیا ہے۔ پھر جب کسی کے کلان میں کہہ دے کہ جا میں نے تجھ سے دو نمازیں معاف کر دیں میں نور بخشی خاندان سے ہوں اور یہ فیض دو نمازوں کو معاف کرنے کا (جہاد سے خاندان میں پلا آ رہا ہے تو پھر ایسے مریدوں کو اور کیا چاہیئے ؟ یہ وہ وجوہات اور دھوکے ہیں جن سے جاہل تلک بریلوی بنتے ہیں اور نمازوں کی بجائے وہ عرسوں کی مدفن بنتے ہیں۔

⑤ اذخر کو مستثنیٰ کرنے میں اپنے اختیار کا استعمال

اختصاص علی الذمہ طبع و سلم نے حکم الہی سے بیان فرمایا کہ مردم مکہ کے دو ختموں اور
کاشانوں کو کاٹنا حرام ہے۔ جنہوں نے اس قانون سے اذخر ایک گھاس پر مستثنیٰ قرار
دینے کی گزند شس کی۔ آپ نے اسی وقت اسے مستثنیٰ کر دیا۔ بریلوی کہتے ہیں اتنی جلدی
وحی کیسے آسکتی ہے؟ یہ حضور نے اپنے مختار کل ہونے کا حق استعمال کیا ہے۔ اس
سے ثابت ہوا کہ آپ مختار کل تھے جس چیز کو چاہیں حلال کر دیں اور جس کو چاہیں حرام کر دیں
تحلیل و تحریر پر آپ ہی کا قبضہ ہے۔

اس جواب :

پہلے یہ مردم کریں کہ محدثین کے ہاں اس حدیث کی شرح کیا رہی ہے؟ ہم سلف
محدثین کی اتباع میں چلنے والے ہیں۔ سلف کو چھوڑ کر نئی افواہیں کرنا ہمارا طریق نہیں ہے
محدثین کے ہاں اذخر گھاس کو مستثنیٰ کرنے کی وجہ یہ لکھی ہے۔

هذا صحيح حتى ان رسول الله عليه وسلم ارجى اليه في الحال باسناد

الاخبر وخصمه من الصرم اذ ارجى اليه قبله ذلك انه من طلب

احد استخافه شي وافتقده اوانه احتج في الجيم به

ترجمہ: یہ استثناء اس پر محمول ہے کہ آپ پر اسی وقت اذخر کے استثناء اور

اور اس عام حکم سے اذخر کی وحی کی تخصیص آگئی تھی یا اس سے پہلے

آپ کو وحی پہنچی تھی کہ اگر کوئی اس سے کسی چیز کے استثناء کے لیے

کہے کہ آپ اسے مستثنیٰ کر دیں یا آپ نے اس میں اجتہاد فرمایا اور اجتہاد

شرعی میں اس کے استثناء کی گنجائش موجود تھی۔

یہ تین احتمال ہیں جو محدثین نے یہاں ذکر کیے ہیں یہ چوتھی بات بھی کہ اللہ تعالیٰ نے
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اجازت کا اختیار دے رکھا تھا محض ایک احتمال کے
 دے میں ہے اور اس کا حاصل بھی مختار کل ہونا نہیں کسی ایک بات میں اہلوت پانا
 ہے۔ پھر اس احتمال کو اگر کچھ گنجائش بھی دی جائے تو اسے سوچنے کی بات یہ ہے کہ
 کیا کوئی مستند کہیں احتمال سے بھی ثابت ہوا ہے یا اجزاء الاحتمال بطل الاستدلال
 سے کئے انکار ہے۔

برطریل کا یہ کہنا کہ وحی اتنی جلدی کیے آسکتی ہے۔ ابھی تو حضرت عباسؓ اور خواتین
 ہجرت کر رہے تھے۔ اسی وقت حضورؐ نے اس کی دل فرمادی تو یہ وحی کب آئی ہوگی اور حضورؐ
 سے کب وصول فرمایا ہوگا اتنی جلدی یہ وحی کیے آگئی اور آپؐ نے اسے کیسے
 پایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

جلدی وحی آسکنے کا انکار زندقہ والحاہ ہے

وحی کا عجب پُرانا ایک فن الہی ہے اور یہ ایک مخفی عمل ہے۔ اس کے بارے
 میں یہ سوچ کہ وحی اتنی جلدی کیے آسکتی ہے یہ اعتقاد خود زندقہ والحاہ ہے۔ امام
 ابو جعفر محمدی کہتے ہیں۔

مانند بہر لایینا یعنی "کھتے ہیں"۔

ہر کان قولہ صواللہ علیہ وسلم لا الاضرار باجتہاد او وحی قلت
تختلفوا فیہ وتر حصص لبقول کان قبلہ عن اللہ تعالیٰ ان طریق
الاجتہاد اور طریق الوحی ومن اوحی ان نزول الوحی بحدیج الوعد
منسوخ ففقدوہم

ترجمہ: بچہ علی اشرف صبر و سلام کا: ذخیرہ مستثنیٰ کرنا اپنے اجتہاد سے تھا
یا وحی سے، اس میں اختلاف ہے لیکن جو لوگ کہتے ہیں کہ وحی اتنی
جلدی کیے "سکتی ہے" اسے کچھ مدت چاہئے وہ وہم کا شکار ہیں۔

معلوم ہوا کہ یہ استثنیٰ وحی اور اجتہاد میں داخل ہے اور دونوں صورتوں میں
منسوخ حکم خدا کی ذات سے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ کہہ رکھا ہو تو بھی اذن سی کا چنا
وہی معاملات میں حضور اپنی مرضی اور خواہش سے کچھ نہ کہتے تھے جو کہ فرقہ سے وہ وحی
الہی سے ہوتا۔ وحی جی ہو یا نہی یہ دونوں صورتیں ممکن ہیں۔
② ایک شخص نے رمضان میں اپنی بیوی سے صحبت کی، اسلام میں ایسے شخص
پر کفارہ لازم ہے۔

- ۱۔ ایک غلام آزاد کرے یا
- ۲۔ ساتھ روئے رکھے یا
- ۳۔ ساتھ میکیزہ کو کھانا کھلا دے۔

اس شخص نے حضور کی خدمت میں ان تینوں باتوں سے معذوری کا اظہار کیا انہی
میں ایک شخص سواہن کے قریب کھجوریں سے آیا حضور نے اس کو کہا کہ: اس سے کھجوریں
لے لو اور ان کو صدقہ کر دو۔ اس نے کہا کہ: دینہ بھر میں مجھ سے زیادہ کوئی محتاج و محتاج نہیں۔

ہیب نے فرمایا: چنانچہ انہیں اپنے گھر لے جاؤ اور انہیں کھلاؤ۔

بریلوی کہتے ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کفارہ حافظ کر دیا، اگر ہیب مختار کل نہ تھے تو آپ نے اللہ تعالیٰ کا عائد کردہ یہ ذمہ کیسے حافظ کر دیا۔

انجواب :

① یہ حدیث صحیح بخاری جلد ۱ ص ۱۵۷ صحیح مسلم جلد ۱ ص ۲۵۵ ابوداؤد جلد ۲ ص ۳۲ جامع ترمذی جلد ۱ ص ۲۸۱ مسند امام احمد جلد ۱ ص ۲۸۱ طحاوی جلد ۱ ص ۲۸۱ سنن کبیری جلد ۳ ص ۲۲ وغیرہ میں موجود ہے۔ ان میں سے کسی میں یہ الفاظ نہیں کہ جابر اکفارہ ادا ہو گیا۔ اگر وہ شخص اس وقت اتھالی گزرو اور ٹکڑہ مست تھا کہ کفارہ دو: بذکر سکا تھا تو کیا آئندہ بھی بمس پر کوئی ایسا درندہ آسکتا تھا کہ وہ اتنی رقم صدقہ کرنے کے لائق ہو جاتے۔ اگر یہ احتمال موجود ہے تو اس وقت سے بریلویں کا آپ کو مختار کل ثابت کرنے کا احتمال ٹوٹ گیا۔
افاضل الاحقاف جلد ۱ ص ۱۸۱

② سنن دارقطنی جلد ۱ ص ۱۸۱ میں حضرت علیؓ کی روایت میں یہ الفاظ بھی لکھے ہیں۔
فقد حکم الله هذا۔

«اللہ تعالیٰ نے مجھ سے کفارہ اٹھا لینے»

سو جب اس کفارہ کو خود خدا نے حافظ کیا تو حضرت زکریاؑ اس کے بیان کرنے والے ہوئے اس سے یہ کیسے ثابت ہو گیا کہ آپ نے خود اس سے کفارہ حافظ کیا تھا۔
«اے اپنے مختار کل ہونے کا حق استعمال کیا تھا» حافظ ابن حجر نے اس حدیث کی تضعیف کی ہے۔

شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ لکھتے ہیں:-

«دیکھئے فتح باری جلد ۳ ص ۱۰۵ ہی منہ: بن محمد ضعیف ہے (میزان الاعتدال جلد ۲ ص ۴۴)

وقال الجمهور لا تسقط الكفارة بالاعذار والذمة اذن له في التصرف

فیر علی سبیل الکفارة۔

ترجمہ: جمهور اہل اسلام کہتے ہیں کہ تنگہ سڑی سے کفارہ ساقط نہیں ہوتا۔

اسے جو کچھ میں لینے کا اذن ملا وہ بر سبیل کفارہ نہ تھا یعنی کفارہ اس

کے ذمہ رہا۔

(۴) یہ بخلاف تائید کفارہ اور جو گیا امام زہری کا اور آج ہے حدیث میں یہ لحاظ کسی

طریق میں نہیں ہیں بلکہ

امام نووی شرح صحیح مسلم جلد ۲۵ ص ۲۵۱ اور شرح مہذب جلد ۱ ص ۲۲۱ میں کفارہ تاخیر

سے ادا کرنے کا فیصلہ دیتے ہیں کفارہ کو: جس سے ساقط نہیں کرتے بختہ خنی کا بھی یہی

فیصلہ ہے۔ علامہ سرخسی (۷۰۰ھ) کہتے ہیں۔۔۔

ولمکہ عذرہ فی التاخیر للعسرة

ترجمہ: لیکن آپ کے لئے تنگ حالی کے باعث دیر میں منہ دے دیا۔

حافظ بدر الدین العینی (۷۵۵ھ) کہتے ہیں۔۔

عن الحب جعفر الطبری ان قیاس ابی حنیفہ ان التودی واجب لئلا

ان الکفارة دین لا تسقط منه لعسرته وعلی ان یاتی بها اذا

امیر کما ان الکفارات۔

ترجمہ: امام ابو حنیفہ: امام سفیان ثوری: ورواہ ابو ثور کا فتویٰ کسی طرح

سمجھ میں آتا ہے کہ ان کے ہاں کفارہ گویا ایک قرض ہے جو تنگہ سڑی کی

وجہ سے ساقط نہیں ہوتا: اور یہ اس سبب سے ذمہ رہتا ہے کہ جب اسے

سمجھ دئی جودھنہ سے ادا کرے جیسا کہ اور دوسرے کو ذمت میں ہے۔

حافظ ابن ہمام (۷۹۱ھ) دہری کے الفاظ کو رد نہیں کرتے لیکن وہ اس وقت ایک وقتی حل سمجھتے ہیں اور انجام کار وہ بھی کہتے ہیں :-

فغالباً لا من رتبہ اخره عنه في الميسرة، وكان فقيراً في الحال
ترجمہ: سو آخری بات ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ آپ نے اس کا کفارہ اس وقت تک کے لیے مقرر فرمایا کہ وہ اسودہ حار ہو جائے کہ جس وقت وہ بالکل خشک نہ تھا۔

علامہ ابن عابدین الشافعی در مختار کے الفاظ (تورہ و کفر) پر کہتے ہیں :-
ترك بيان وقت وجوب القضاء والكدان استداراً بانه عفي التراضي
كما قال محمد وقال ابن يوسف انه على الفور وعن الجرجاني
روايان كذا في القسنداشي وقيل بين رمضانين وقال ابن حجر في
والاول. التصحيح :-

ترجمہ: قضا اور کفارہ کس وقت ضروری ہے، سے پہلے ذکر نہیں کیا۔
اس میں قرافی دیکھو جب بھی ہو، کی نشاندہی ہے امام محمد کا یہی قول
ہے امام ابو یوسف فوری قضا کے قائل ہیں حضرت امام سے دو نقل
روایتیں متحمل ہیں یہ بات بھی کہی گئی ہے کہ آئندہ رمضان تک وہ ادا
کر لے امام کئی کہتے ہیں یہ پہلی بات صحیح ہے۔

دہری کی روایت میں یہ جملہ ہے کہ یا تیرا کفارہ ادا ہو گیا اور تیرے سوا یہ کسی اور
کو یہ جائز نہیں ہے۔

مدرسہ دینی کہتے ہیں کہ یہ الفاظ مجھے کسی حدیث میں نہیں ملے، اور حافظ ابن حجر
نے بھی اس کی تائید کی ہے۔

کے لیے اسے جائز قرار دیا۔ آپ جس چیز کو چاہیں مایل کر دیں۔

⑤ بیوہ کی عدت کو مدت چار مہینے دس دن ہے سوگ کے ساتھ حضرت نے اسے بہت عیدیں کا سوگ صرف تین دن کر دیا۔

⑥ حضورؐ کے نام پر نام رکھنا اور ساتھ آپؐ کی کیفیت کو بھیج کر نامعلوم تھا اگر آپؐ نے حضرت علیؓ کو ایک بیٹے کے لیے اس جمع کی اجازت دے دی۔

⑦ حکام کے لیے تھکنا حرام ہے مگر آنحضرتؐ نے حضرت سلیمانؑ کو مخالف لینے کی اجازت دے دی۔

⑧ جو شریک جہاد نہ ہوا ہو وہ اہل غنیمت میں حصہ دار نہیں مگر حضورؐ نے حضرت عثمانؓ کو قتل کم بد میں شریک کیا۔

عزراہ بنت کے ہاں بریدوں کی ان تمام باتوں کا ایک ہی جواب ہے کہ حضورؐ نے جو کچھ کیا اور جو کچھ کہا سب باذن الہی تھا۔ آپؐ نے اپنی طرف سے شریعت میں کوئی اکھاڑ بچھاڑ نہیں کی نہ آپؐ اس کے بجا دیتے تھے۔ آپؐ نے رب عزت کی طرف سے ماورائے فہمائے نہ تھے۔ یہ اہل سنت کی کتب عقائد میں آپؐ کے عقائد ہونے کے نام سے کوئی عقیدہ موجود ہے۔ قرآن کریم میں ہے۔

وما یطقن من اھلوی ان ھو لادھی یوحنا۔ (پکا انہی)

اب ہم بن جنایات پر مبرور کچھ حوصلہ کرتے ہیں۔

① اسلام میں نوحہ پہنچے مباح تھا۔ پھر مکہ وہ تشریف لے گئے۔ پھر حرام ہوا۔ اہم طریقہ جو جو آپؐ نے اٹھاری دی وہ اس کے حرام ہونے سے پہلے کی بات ہے۔ یہ آپؐ کا شریعت میں تصرف کرنا نہیں ہے نہ شریعت کی کسی حرام کردہ چیز کسی کے لیے جائز کرنا ہے۔

ماخذ بہ الدیق یعنی جیسے ہیں جب لوگوں کو ناکردہ تشریف لے گیا اس وقت میں

حضرت نے ام حبیبہؓ کو اجازت دی تھی۔ فتح البزری جلد ۲ صفحہ ۴۱ میں بھی اسی طرح ہے۔

(۲) آپ نے چھ ماہ کی بچہ کو کربانی حضرت ابراہیمؑ کے لیے باذن اپنی برادرزادی تھی۔ ایسی تمام چیزیں اس عمل کے تابع ہیں کہ شرع حقیقی صرف اللہ تعالیٰ ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کا مہرے کو کرئی بات نہیں یہ اس کا نام لیے بغیر کسی چیز کو بدلنے یا جان کر کرنا ان سب میں بات مذکورہ سے ہے جو کہ تشریع میں وضو، اس کے سلا میں تفرقہ پیدا کرتے ہیں وہ حق پر نہیں ہیں۔

(۳) حضرت خدیجہؓ کی گرجی دو گواہوں کے قاضی مقام یہ باذن الہی حضرت عائشہؓ تھی حضور کسی کے لیے کوئی خصوصیت فرمایا تو یہ بھی مذکورہ سے ہوگا اور کسی کو کسی بہت سے مستثنیٰ کر دیں تو یہ بھی مذکورہ سے ہوگا۔

(۴) بریلوین کی پیش کردہ یہ روایت سند صحیح سے ثابت نہیں علامہ حاضری لکھتے ہیں۔
اسنادہ لیست بذاتہ

گوریا ہوا ہو تو وہ یہ علہ ذل الہی نہیں ہو سکتا۔ حضور جو گھر کے اللہ تعالیٰ کے ذمے کرتے تھے۔

فانصبہ فذل انب ما کما لہ درجولہ

عن اہب صحیح فاذایت علی براہ خاتمہ من ذہب

اگر اس کی رخصت می تو صرف حضرت ابراہیمؑ نہیں حضرت حذیفہؓ حضرت سعدؓ

حضرت طلحہؓ جابر بن سمیرہؓ لے بھی اسے رخصت ہوتا۔

عن ابراہیم المتبحر قال کوا برخصون للبلاد فی عام الذہب

ترجمہ حضرت ابراہیمؑ سے مروی ہے کہ علماء آپ کے لیے مرنے کی اگر مٹی جائز سمجھتے تھے۔

مستجاب الامر ص ۲۱۱ من زاد ما زاد جلد ۱۱ ص ۱۱۱ المصنف جلد ۱ ص ۱۱۱

ابو القاسم لادوی کہتے ہیں :-

سالت النبی بن مالک انھم من ذہب فقال نعم... ولکن لا
تطعمونی اما الذہب والفضة .

ترجمہ میں نے حضرت انس بن مالک سے پوچھا کیا میں سونے کی انگوٹھی
پہن سکتا ہوں آپ نے فرمایا ہاں لیکن تم سونے یا چاندی کے برتنوں
میں کھا نہیں سکتے۔

امام ابن ابی شیبہ (۲۴۵ھ) نے المصنف میں اس پر باقاعدہ رخصت کا باب
باندھا ہے رخصت اور عزیمت دونوں شریعت کے حکم ہیں رخصت اسی کی طرف سے ہے
جس کی طرف سے عزیمت ہے۔ اس میں قمار کل کا کوئی موضوع نہیں۔

⑤ پہلے سوگ کا لباس بوجہ کے لیے تین دن کا ہی تھا پوری عدت میں سوگ کا
حکم نہ تھا۔ پھر یہ حکم منسوخ ہو گیا اور اب ضروری ہوا وہ پوری دوران عدت سوگ کے لباس
میں رہے۔ امام بخاری کہتے ہیں :-

ان الزاحد اذ لم یکن علی المفندۃ فی مکمل عدتها واما کان فی وقت
منہا خاص فہنسخ ذلک واموت بان محمد علیہ وجہۃ اشہر وعلی
ترجمہ پہلے عدت والی عورت کے لیے سوگ کرنا کن دوران عدت کے
لیے نہ تھا عدت کے خاص دنوں میں (پہلے تین دن) تھا پھر یہ منسوخ
ہو گیا اور حکم ہوا کہ اب وہ چار ماہ اس دن سوگ کرے اب وہ پوری
عدت باپور نہ کئے۔

سوا حضرت علیؑ علیہ السلام نے سازنت میں کسی حکم شریعت سے مشفق نہیں
کیا تھا اس وقت حکم شریعت ہی یہ تھا۔ بریلویوں کی غلط فہمی کو بار بار غلطی کے مقابل لانے

اس میں اختلاف ہے اور یہ قول بھی موجود ہے کہ یہ منع صرف آپ کے دور تک تھا۔

⑥ کلام کے لیے مغلطائے لینا حرام نہیں باجائز نام وہ تحفے لے سکتا ہے۔
علامہ عینی لکھتے ہیں :-

ان الامام اذا باح له قبول الهدية لنفسه فهو يطيب له
ترجمہ : امام جب کسی تحت حکم کے لیے قبولِ ہدیہ جائز کر دے تو اس کے لیے وہ بے شک پسندیدہ مانتا ہے۔

ظاہر ہے کہ یہ عام قاعدہ ہے اس میں کسی کی خصوصیت و ردہ بھی اپنے ذاتی اختیارات کے دائرے میں رہتا ہے۔ نیز اس کا کوئی اتہام نہیں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذؓ کو یمن روانہ کرتے وقت نصیحت فرمائی تھی کہ میری اجازت کے بغیر کسی سے ہدیہ قبول نہ کرنا۔ اس میں واضح ہے کہ آپ کی اجازت سے حضرت معاذؓ کے ہدیہ قبول کرنے پر شرفِ اکتفی گرفت نہیں ہے۔

بعض صحابہؓ بغیر اذنِ فائزہ غلوں تھے

ترجمہ : میری اجازت کے بغیر کچھ نہ لینا کہ یہ نیاخت ہے

یہ ایک عام قاعدہ ہے۔ حضورؐ نے اسے بیان کر کے عمومی پیرایہ میں فرمایا :-

عن معاذ بن جبل قال بعثني رسول الله الى اليمن فهدى سوت ارسن

في اثرى فرددت فقال ائذرى لما بعث اليك قال قال يسنل

ياأت بما غل يوم القيامة انذا دعوتك واضر نملك بله

ترجمہ : حضرت معاذؓ کہتے ہیں : آنحضرتؐ نے جب مجھے یمن بھیجا تو جب میں

چلا میرے چچے آپؐ نے ایک شخص کو بھیجا اور میں حضورؐ کے پاس

نے بیان کیا۔ آپ نے کہا تجھے پتہ ہے میں نے تجھے کس لیے بلایا ہے دیکھنا میری اجازت کے بغیر کسی سے کوئی تحفہ نہیں لینا پریشانہ کے حکم میں آتا ہے۔

(۸) »بر اگر کسی شخص کو کسی دوسرے کام پر لگا دے اور وہ شریک جہاد نہ ہو سکے (جیسے حضرت عثمانؓ جنگ بدر میں شریک نہ ہو سکے) اور حضورؐ کے حکم سے حضورؐ کی بیٹی رقیہؓ زوجہ ان کی زوجہ بنتیں) کی دیکھو مجال کے لیے پیچھے رہے یا بیسے حضرت علیؓ جنگ بروج سے پیچھے رہے) تو اسے ہل غنیمت سے حاصل کرنا عزت مند ہونا چاہیے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تحریل میں جو مال جاتا وہ علیؓ و جبرائیلؑ جاتا۔ اور مالک کو حق ہے کہ نہیں کہو چاہے اس میں جسے چاہے دیے۔ یہ امیر کے اختیارات کا مسئلہ ہے اس کے ٹکڑیانا اختیار کل ہو سنے کا نہیں۔

يَسْتَلُونَكَ عَنِ الْاَزْفَالِ قُلِ الْاَتْخَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُولُ وَكَانَ كُلُّ مَا اَضَافَهُ
اَللّٰهُ اِلَى نَفْسٍ هُوَ سَبِيلُ الْفَرَضِ وَمَا اَضَافَهُ الْخَلْبُ رَسُوْلُهُ هُوَ
سَبِيلُ الْقَضِيَّةِ صَلَٰوٰةٌ

ترجمہ: آپ کہہ دیں غنائم اللہ اور اس کے رسول کے لیے ہونا علیؓ کی سبیل
افترض ہے اور رسول پاک کے لیے ہونا علیؓ و جبرائیلؑ کے لیے

مسئلہ مختارِ کل

اہل السنۃ والجماعۃ کے عقیدہ کی روش

الحمد لله وسبحه على عباده لذین اصطفى اما بعد :

معاقد قطعیات سے ثابت ہو تے ہیں ان کے لیے قطعی دلیل کافی نہیں ہو سکتی۔
افسوس کہ بریلوی علماء اخبار معاد کی مجلس شکایات سے بھی امتنا کا کام لے لیتے ہیں اور
ان کے عزم و جرات کو عدم علم سے یکسر خالی ہو تے ہیں وہ اہل بدعت کو اہل سنت کہنے میں
بھی اپنی بڑی کامیابی سمجھتے ہیں۔ اثبات عقیدہ کے لیے وہ دلیل چاہتے ہیں جو اپنے
شہرت میں بھی قطعی ہو اور اپنے مضمون کی دلالت میں بھی قطعی ہو۔ عقائد قطعی الثبوت
اور قطعی الدلالة دلائل سے ہی ثابت ہو تے ہیں۔

اسلام میں قطعی الثبوت قرآن کریم اور حدیث شریفہ سے ہے ان سے جو قول لیا
جائے ضروری ہے کہ اس کی اپنے موضوع پر دلالت قطعی ہو اس میں کسی دوسرے
معنی کی راہ نہ نکلتی ہو نہ کوئی اور احتمال پیدا ہو۔

ہم اہل السنۃ والجماعۃ کا یہ قطعی عقیدہ ہے کہ :

- ① انفرادی تمام اختیارات کا ایک ہے۔
- ② وہ اپنے اختیارات کبھی کسی کو سپرد نہیں کرتا۔
- ③ اس کے اختیارات میں کوئی سبس کا شریک نہیں۔
- ④ اس کا اختیار کل ہونا ہر چیز کا اختیار رکھنے والا ہونا اسنام کے عقیدہ کو عید کا
بجائیک پیرایہ ہے۔
- ⑤ اللہ کے فرشتے اور اس کے بھیجے انبیاء و رسل سب اس کے بندے ہیں اور وہ مورد

آئیے اب ہم ان مسائل کی روشنی میں سید محمد اکمل سمجھیں اور دیکھیں کہ قرآن کریم اس میں کیا رہنمائی کرتا ہے۔

① وان حکم علیک عراضہم فان استطعت ان یتقی نفقا

فی الارض او سلما فی السماء فتاتیمہم بأیمہ ولوشاہد

لجمعہم علی اھدئ فلا تکون من الجاہلین۔ (پک الانعام ۲۵)

ترجمہ: اور اگر ان کا منہ پھیرنا تجھ پر گراں گزرتا ہے تو اگر تم سے

بہرے تو زمین میں کوئی سرنگ نکال کر لو یا آسمان میں زمین۔ پھر

ان کے لیے نشان لے کر آؤ اور اگر انہیں چاہتا تو ان سب کو ہدایت

پر بھی رکھتا تو ہرگز نادانوں میں سے نہ ہوتا

کھار کا مطالبہ یہ تھا کہ یہ نبی ہیں تو ان کے ساتھ ہمیشہ ایسا نشان رہنا

چاہیے جسے ہر کوئی دیکھ کر یقین کر سکے اور ایمان لاسکے پر مجبور

ہو جائے۔ جن تعالیٰ نے تربیت فرمائی کہ کونیا میں مشیت

اہلی کے تابع رہو۔ خدا کی حکمت ایسے مجبور کن معجزات اور فرمائشی

نشیات دکھانے کو مستغنی نہیں تو مشیت اہلی کے خلاف کسی کو یہ

طاقت کہاں ہے کہ وہ زمین و آسمان میں سے سرنگ یا میٹر بھی

لگا کر ایسا مجبور کن معجزہ دکھا دے۔

اس اہمیت میں ضرورت طور پر بتلایا گیا ہے کہ زمین میں سرنگ لگانا اور یا آسمان

میں میٹر لگانا یہ آپس کی استطاعت میں نہیں رکھا گیا۔ فان استطعت ان یتقی نفقا

فی الارض او سلما فی السماء اس موضوع پر قطعی الدلالہ ہے اور آپ کے خدا کو کل نہ سمجھنے

کی ایک قوی شہادت ہے۔

(۲) وَقَالُوا لَنْ نؤْمِنَ بِكَ حَتَّىٰ تَنْزِلَ عَلَيْنَا مَائِدَةً مِنَ السَّمَاءِ ۚ تَاللَّهِ لَإِذَا هِيَ نَزَلَتْ هِيَ كَغَيْثٍ مِّنَ السَّمَاءِ ۚ وَتَسْقِطُ السَّمَاءُ عَلَيْهِمْ ذُبَابٌ مِّثْقَالُ ذَرَّةٍ مِّنْهُ يَنصُرُونَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ۚ وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا ۚ إِنَّهُمْ كَافِرُونَ ۚ
وَاللَّيْلُ كَتَبَ عَلَيْهَا كِتَابًا ۚ وَإِذَا هِيَ نَزَلَتْ هِيَ كَغَيْثٍ مِّنَ السَّمَاءِ ۚ وَتَسْقِطُ السَّمَاءُ عَلَيْهِمْ ذُبَابٌ مِّثْقَالُ ذَرَّةٍ مِّنْهُ يَنصُرُونَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ۚ وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا ۚ إِنَّهُمْ كَافِرُونَ ۚ

ترجمہ: اور وہ کہتے ہیں کہ ہم تجھ پر کبھی ایمان نہ لائیں گے یہاں تک کہ تم پہاڑ سے ایسے زمین سے چتر نہ بہا دو یا آپ کے لیے کھجوریں نہ لائیں گے اور ان لوگوں کا کوئی بارخ ہو اور تم کس کے اندر نہیں رہو گے کہ وہ یا تم ہم پر ہمسائے گرا دو جیسا کہ تم سمجھ رہے ہو یا تمہارے لیے گھر ہو سوئے کا یا تم ہمسائے ہیں چڑھ جاؤ اور ہم تمہارے آسمان پر چڑھ جائے کہ بھی نہ مانیں گے جب تک کہ تو ہم پر کتاب نہ اتارے جسے ہم پڑھ سکیں۔ غپ کہہ دیں پاک ہے میرا رب ہرگز وہی سے نہیں وہ یہ سب کچھ کر سکتا ہے، میں تو ایک انسان ہوں خدا کا بھیجا ہوا۔
وَنُفِثْنَا فِي أَرْضٍ فَسَاءَ ۚ إِنَّهُمْ كَافِرُونَ ۚ

ترجمہ: اور اگر اللہ تعالیٰ تجھے کوئی تکلیف دے تو اس کو کوئی پٹا نہیں مکتا مگر وہی ایک اور اگر وہ تجھے کوئی بھلائی دے تو اسے کوئی پھیرنے والا نہیں۔

وَنُفِثْنَا فِي أَرْضٍ فَسَاءَ ۚ إِنَّهُمْ كَافِرُونَ ۚ
تھو علیٰ کمال شیخ و فقیر۔ (پک انعام ۱۰۷)

ترجمہ: اور اگر اللہ تعالیٰ تجھے کسی تکلیف میں ڈالے تو کوئی سے بھالے
 والا نہیں مگر وہی ایک اور گروہ تجھے کسی بھائی میں ڈالے تو وہ
 ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔

(۴) جو کفار آپ کو طرح طرح کی اذیتیں دے رہے تھے آپ کو عمر نہ تھا کہ یہ
 ایمان سے تین گے یا ان پر خدا کی پکڑ لکھی جا چکی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو فرمایا۔
 لیس لك من الامور ذیویوب علیہم اذیة بمعرفہ غلوں۔
 (پ: آل عمران ۱۹۸)

ترجمہ: یہ بات تمہارے اذیتوں میں نہیں۔ نہیں تو سبکی کو فوج سے یا ان
 پر عذاب کرے وہ تو ظالم ہی ہیں۔
 ہم سے زیادہ قلعی نظام پر ایسا بیان اور کیا ہو سکتا ہے پھر بھی کوئی آپ
 کو غمناک نہ کہے تو کون کسی کی زبان پکڑ سکتا ہے۔

(۵) ومن یردہ اللہ فتنہ فمن تمکک له من اللہ شیئاً : اولئك الذین لا
 یردہ اللہ ان یظہر قلوبہم فی الذل باخری ولہم فی الآخرة
 عذاب عظیم۔ (پ: المائدہ ۴۱)

ترجمہ: اور جن کو خدا کسی آزمائش میں ڈالے تو آپ اس کا کچھ نہیں کر سکتے
 یہ وہی لوگ ہیں جن کو اللہ نے سزا دیا کہ ان کے دل پاک کر کے ان کے
 لیے دنیا میں بھی رسوائی ہے اور آخرت میں بھی عذاب ہے
 جس کا بھی اس صحت پر ایمان ہو کیا وہ ایک لمحہ کے لیے بھی حقیر کے حق میں
 ہونے کا قول اختیار کر سکتا ہے؟

(۶) قل لا املک منکم نفقاً ولا حقراً الا ما شاء اللہ ولو کنت اعلم
 الغیب لا مستغریب من الحیر وما هستی۔ (سورہ صافات ۱۷۰)

نذیر حسین، (پنڈ لاہوت ۱۸۸)

ترجمہ: آپ کہہ دیں، میں نے لیے بھی کسی نفع اور ضرر کا مالک نہیں ہوں مگر وہی جو فائدہ چاہے اور اگر میں جان بگاڑتا غیب کی بات تو بہت کچھ فائدے حاصل کر لیتا، اور مجھے کوئی تکلیف نہ پہنچتی کرتے اس کے نہیں کہ میں تم لوگوں کو کھلے بندوں اور نئے دلائل ہوں۔

(۷) قَدْ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ وَتِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ الَّتِي نَزَّلْنَا بِهَا عَلَى نَبِيِّكَ مِنْ لَدُنْكَ ۚ إِنَّكَ عَلَيَّ عَاوِدٌ ۖ وَنَزَّلْنَا مِنْ دُونِهِ مُبْتَدَأً ۚ (آپ یوں ۲۲)

ترجمہ: آپ کہہ دیں میرے اختیار میں نہیں تمہارا ترجمہ اور نہ تمہارا رد و رد فائدہ آپ کہہ دیں کہ نہ بچا لے گا مجھے آخر کے ہتھ سے کوئی اور نہ پاؤں گا میں خدا کے سوا کہیں سرور پہنچنے کی جگہ (جائے پناہ)۔

پھر حضرت جی: شریف و عظیم کا نہ پہنچنے بار سے ہیں، نہ اپنی امت کے بار سے ہیں کہیں غیارت کا دھوئے نہ محتاج بہ آیات اپنے ثبوت اور اپنی دلالت دونوں میں فعلی ہیں۔ آیات پکار پکار کر کہہ رہی ہیں: ایک خدا ہے جو تمام اختیارات کا مالک ہے۔

(۸) وَتَقْصُصْ عَلٰی اٰمِلِيْهِمْ مِنْهُمُ اٰيٰتِ الْاٰنْجِلِ الْاُولٰٓئِیۡہِ ۙ کُفَرُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ ۚ (پنڈ التوبہ ۸)

ترجمہ: اور آپ ان میں سے کسی پر جو مہربانے نماز نہ پڑھیں اور نہ اس کی قبر پر گھر سے ہوں وہ اللہ اور اس کے رسول کے منکر ہو چکے۔ میں کہ اس طرح حکم کیا پابند کیا جائے کیا پھر اسے ہر بات میں اختیار کھینے والا کہا جاسکتا ہے۔ اس آیت میں آپ کو اس درجہ میں نہیں رکھا گیا کہ چاہیں قرآن کی نماز جنازہ پڑھیں اور چاہیں نہ پڑھیں۔

(۹) اَللّٰہُ تَعَالٰی نے آپ کو حکم دیا کہ جب جبریل آپ کے پاس وحی لے کر آئیں آپ

ان کے پڑھتے ہوئے اپنی زبان کو ساتھ ساتھ حرکت نہ دیں۔۔

لَا تَحْرُكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتُجْزَلَ بِهِ اِذَا عَلِمْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ .

(پہلے آیت)

ترجمہ: اے پیغمبر آپ قرآن کے ساتھ ساتھ اپنی زبان کو حرکت نہ دیں تاکہ آپ کو اس کو جلدی جلدی نہیں اس کا جمع کرنا اور پھر آپ کی زبان سے پڑھنا دینا سہاگے دوسرے ہے۔

(۱۰) وَلَا تَقُولَنَّ شَيْءٌ اَنْفَسَ نَاحِلَ ذَلِكَ هَذَا . (پہلے آیت)

ترجمہ: اور آپ ہرگز نہ کہیں کسی کام کو کہ میں اسے کل کروں گا مگر یہ کہ اللہ چاہے۔

اب آپ ہی فیصلہ کریں کہ حضور کو اس بات کے نہ کہنے کا پابند کیا گیا یا یہ کہ کیا چاہیں کہیں اور نہ چاہیں تو ایسا نہ کہیں معلوم نہیں اتنی کھلی بات کے ہوتے ہوئے بریلوں نے یہ غمناکوں کا عقیدہ کہاں سے گھڑ لیا ہے۔

ان آیات کا ماحول یہ ہے کہ یہ کوئی امدد میرے ہاتھوں میں نہیں ہیں۔ میں تو رہی کچھ کر سکتا ہوں جو ایک انسان کر سکے۔ ہر ایک انسان کی حیثیت میں نہ کوئی غمناک کر سکتا ہے اور نہ جو سکتا ہے۔

مختار کل کی نفی پر

ایک قطعی الثبوت اور قطعی الدلالت قدر مشترک

بہ خصوص مہدی المہدیہ وسلم نے اپنی حیات طیبہ میں کئی موقعوں پر اپنی مجہوری اور سچائی
ان الفاظ میں ہی بہ فرمائی اور کہا کہ میں حساب کے دن اغنیاء یا سول امہ کہنے والوں کو
کہوں گا۔

لَا اَمَلَ لَكَ مَعِيَ كَرِيمٍ تَرَى لِيْهِ كَسِيْزًا مَّا لَكَ مِنْ جَمْعٍ

یہ مضمون کسی ایک روایت میں نہیں متعدد روایات میں یہ مختلف پرالوں میں یاد
ہوتا ہے۔ یہ واقعات اگر اپنی اپنی جگہ اجزاء مادہ میں کین ان کا دلون مشترک تواتر کے درجہ
میں پہنچتا ہے ہم پہلے بھی یہ امر دیش پیش کر چکے ہیں۔ اب بیان قدر مشترک کے لیے
ان میں جس چیز سے پیش کرتے ہیں۔

① حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ ایک دن حضورؐ کے ہنرے سامنے طلبہ دیا

اور خیانت کے موضوع پر تب کے بہت زور دیا اور کچھ مثالیں بھی
بیان فرمیں کہ قیامت کے دن متعدد لوگ۔ اپنی چوری کی چیز میں گنہگار
پراختہ نئے پیش ہو سگے اور حضورؐ کے سامنے فریاد کریں گے کہ ہمیں چاہیں
حضورؐ ہمیں کے جواب میں فرمائیں گے کہ ہمیں تیرے لیے کسی چیز کا مالک
نہیں ہو سکتا ہیں کچھ نہیں کر سکتے ہیں۔ نے ان کی بات نہ تک پہنچا دی
حق ہی نہ

② حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ ایک دن حضورؐ کے ہنرے سامنے طلبہ دیا

بیان کرتے ہیں یہ سس وقت کی بات ہے جب آیت انذرتکم
 الاقرین اتری تھی۔ آپ نے یا معشر قریش کہہ کر بھی خطاب فرمایا۔
 یا بنی عبد مناف کہہ کر بھی خطاب فرمایا۔ یا عباس بن عبد المطلب
 کہہ کر بھی خطاب فرمایا۔ یا صفیہ عتہ رسول اللہ کہہ کر بھی خطاب فرمایا اور
 آفریں یا فاطمہ بن محمد کہہ کر بھی خطاب کیا اور ہر دفعہ کہا لا اعی
 عنک من اللہ شیئاً لا املک لکھ من اللہ شیئاً ۛ

④ ام المومنین حضرت فاطہ صدیقہ سے مروی ہے کہ ایک اعرابی حضرت
 کے پاس آیا اور آپ کو ننھے ننھے بچوں سے پیدا کرتے دیکھا اور
 فرمایا: تقبلون الصبیان فاقبلوا اس پر حضرت کرم صلی اللہ
 علیہ وسلم نے فرمایا:-

اذا سفع اللہ من قلبک الوجہ ۛ

ترجمہ جب خدا نے تمہارے دل سے شفقت ہی نکال دی تو میں تیرا
 کر سکتا ہوں۔

یعنی میں تیری بات میں کوئی اختیار نہیں رکھتا۔ اللہ تعالیٰ نے تیرے دل سے
 وہ جذبہ ہی نکال دیا ہے۔

⑤ حضرت علی المرتضیٰ و سلم دو راج مطہر سے ملے جہاں رہنے میں عمل اور بڑا بری قائم
 رکھتے۔ پھر بھی اللہ کے حضور عرض کرتے:-

اللہم اذہ ضعتی فیما املک فلا تملک فیما املک ولا تملک ۛ

ترجمہ اے اللہ میری آستین میں نہ رکھ، جہاں تک میں اس میں اب مجھے اس
 حد میں طاقت نہ رہنا جس کا فرض ہے تاکہ ہے اور میں ہمیں اختیار نہیں رکھتا

یہ حدیث سنن ابی داؤد جلد ۱ ص ۱۹۰ اور سنن نسائی جلد ۱ ص ۱۱۱ میں موجود ہے۔ ان چار احادیث میں پہلی دو میں قیامت کے دن آپ اپنے اختیار کی نفی کریں گے اور کبھی دو میں آپ نے اس دنیا کی زندگی میں اپنے اختیار کی نفی فرمائی ہے۔ ان چار احادیث میں قدر مشترک آپ کا اپنے ہم نگر اختیار کی نفی کرنا ہے۔

ان احادیث کا سرگزنی نقطہ یہ ہے کہ آپ اپنے اختیار کی نفی فرما رہے ہیں۔ یہی بات ان دو حدیثوں میں بھی آپ پر آئے ہیں۔ ہم پہلے بھی ان بات کو پیش کر گئے ہیں :-

قُلْ لَا اَمْلِكُ لِنَفْسِي نَعْدًا وَلَا ضَرًّا اَلَا مَا شَاءَ اللّٰهُ۔ (پہلی روایت ۱۸۸)
ترجمہ: آپ کہہ دیں میں اپنے لیے کسی نفع و نقصان کا مالک نہیں ہوں۔ جو خدا چاہے۔

قُلْ اَلَمْ اَكُنْ لَّكُمْ فَضْلًا وَّ اِلٰهًا شَدِيْدًا۔ (دوئم روایت ۲۱)

ترجمہ: آپ کہہ دیں میں تمہاری کسی بڑائی اور اچھائی کا مالک نہیں

۲۔ حضرت علیؓ علیہ السلام کا اپنے بارے میں مذہبی امت کے بارے میں کہیں اپنے عام اختیار است کا دعویٰ نہیں ملتا یہ مضمون آپ سے تو اتر کے ساتھ منقول ہے۔ ایسا قرآن مجسم نے پیش کی ہیں قطعی الثبوت اور قطعی الدلائل ہیں اور احادیث بھی جو ہم نے اس موضوع پر پیش کی ہیں ان کی قدر مشترک بھی جتنا اتر ہے سو ان قطعی الثبوت اور قطعی الدلائل کے سامنے بریلوی علماء سر پا ہٹ کر ہیں اور ان سے ان آیات اور احادیث کا کوئی جواب نہیں ہن پڑتا۔ بغیر ہی علماء نے اس حدیث میں تاویل کی جو راہیں نکالی ہیں ان میں بھی وہ بُری طرح ناکام ہیں حدیث کے الفاظ ہر جہ سے خود

نیابت کرنے والا ہے گویا رسول اللہ میری فریاد رہی کیجئے (مجھے بچائیے)۔

ہں پر میں کہوں گا میں تیرے لیے کسی بات کا اختیار نہیں رکھتا میرا کام
فجہ تک دین پہنچانا تھا اور وہ میں نے پہنچا دیا تھا۔

بریلویوں کی ایک بدوی تاویل

خدا کا یہ جواب گستاخوں اور بے ادبوں کے لیے ہو گا جو یہاں بھی یا رسول اللہ
نہیں سہتے اور وہاں کہیں گئے (گویا وہاں بریلوی بن جائیں گے)۔
الاجواب :

۱ یہ خائف یا رسول اللہ کہنے والے ہوں گے اور محفوت و خوف مان کر فریاد کی
کریں گے۔ اہل السنۃ و الجماعۃ تیرے صبیحہ اعتقاد سمجھ لے کر جائیں گے کہ اس دن
کا مالک صرف اللہ سبحانہ ہے لمن الملك الیوم۔ آج کس کی بادشاہی ہے؟ جواب بھی
اسی کا ہو گا۔ اللہ الواحد القہار کیا اہل حق وہاں کسی کو خوف سمجھ سکیں گے۔

۲ آپ نے یہ جملہ کہ میں تمہاری کسی چیز کا مالک نہیں۔ اپنے اقربین کو بھی تو نام
لے لے کر فرمایا۔ اب کیا وہ بھی (معاذ اللہ) سب گنہگار اور بے ادب تھے۔

یا معشر قرین استذروا اللہ لا اخلق عنکم من اللہ شیئاً۔ یا بنی
عبہ مناف لا اخلق عنکم من اللہ شیئاً یا عباس بن عبد المطلب
لا اخلق عنک من اللہ شیئاً یا صفیہ عمتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
لا اخلق عنک من اللہ شیئاً۔ یا فاطمۃ صلیبی ما شقت من مالی
لا اخلق عنک من اللہ شیئاً۔

کیا حضرت فاطمہؑ آپ کی محبت جگر نہیں آپ ان کو بھی فرما رہے ہیں کہ میں اللہ کے
ہاں تیرے کسی کام کو آنکھوں کا۔

حضرت ابن عباسؓ پر بریلویوں کا ایک سوال اور اسس کا جواب

حضرت ابن عباسؓ کی یہ حدیث کہ حضورؐ نے فرمایا کہ ساری امت مل کر بھی تجھے کوئی نفع نہ نقصان نہیں دے سکتی منسوخ ہو چکی ہے۔ یہ بات اس وقت تھی جب تقدیروں کا فیصلہ اللہ تعالیٰ خود کر رہے تھے اب جب تقدیروں کا فیصلہ بھی اللہ رب العزت نے حضورؐ کو دے دیا ہے تو اب آپ سب بخیر و شر کے مآل اور محتار ہیں کیوں نہیں؟ بریلویوں کے مولانا محمد شریف کوٹلی نے اسس پر بخانا کی اشاعت کی اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:-

لَا يَنْفَعُ ابْنِ آدَمَ أَنْ تَبْخِيَهُ لَوْ أَنَّكَ تَقْدِرُ عَلَيْهِ

ترجمہ: اندر نہ رست ماننا ابن آدم کو کوئی نفع نہیں دے سکتا مگر وہی جو میں نے اس سے حقہ رکھ دیا ہو۔

اس پر یہ بریلوی مولوی صاحب لکھتے ہیں:-

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تقدیر قسمت بنانا بھی حضورؐ کے اختیار میں ہے یعنی جو کچھ کسی کی تقدیر میں لکھا ہے وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہی مقرر کیا ہے۔

الجواب:-

صحیح بخاری کی اسس روایت کے الفاظ لَوْ أَنَّكَ تَقْدِرُ عَلَيْهِ درست نہیں ہیں۔ ایک نسخہ میں لَوْ لَكِنَّ خَلَقَهُ ہے۔ قرآن کریم جو قیامت تک کے لیے حجت ہے اسی میں ہے کہ تقدیر میں بنائے وانا مرغب الشریعہ اب قرآن کریم کے مخالف اس حدیث کو کیسے قبول کیا جاسکتا ہے۔

وَلَمْ يَكُنْ لَهُ شِرْكٌ فِي الْمَلِكِ وَخَلَقَ كُلُّ شَيْءٍ فَقَدْ رُحِمَ فَقَدْ رَآهَ يَوْمَ الْاِفْتِرَاقِ

ترجمہ۔ اور نہیں اس کا کوئی شریک اس کے ملک میں، اسی نے ہر چیز پیدا کی ہے اور وہی ہر چیز کو تقدیر میں دالنے والا ہے۔
 اللہ تعالیٰ نے زمینوں اور آسمانوں کے پیدا کر کے سے بھی پچاس ہزار سال پہلے کل مخلوقات کے بارے میں اندازہ طے کر دیا تھا کہ وہ غیر و شر کی قوتوں کو کیسے استعمال کریں گے۔
 کتب اللہ مقلد براہ خلاق قبل ان یخلق السموات والارض بحمدین
 الف سنة قال وحرشه علی الماء ۛ
 صحیح مسلم میں ہے کہ: حضرت علیؓ اللہ علیہ وسلم نے یہ بات خدا کا نام لے کر بتائی ہے
 بیستہ تمام سے نہیں۔

ان التقدیر یقرب من ابن آدم شیءا لم یکن اللہ عز وجل قد رآہ ۛ
 ترجمہ: نہ وہ مانگا کسی چیز کو ابن آدم کے قریب نہیں سنا مگر وہی چیز جس کا
 فیصلہ خدا عز وجل نے اس کے لیے مقدر کیا ہو۔
 اب جاتا تقدیریں بنانے والا کون ہے؟ صحیح بخاری کے اور دست تقدیر سے
 کسی کو مخاطبہ شدہ۔

یہ بات خطبہ ہے کہ حضرت ابن عباسؓ کی حدیث کہ: ہماری مخلوق مل کر بھی
 تجھے کوئی نفع و نقصان نہیں پہنچا سکتی جب تک کہ خدا نے اسے تیرے لیے مقدر نہ کیا ہو
 قلم اٹھ چکے ہیں اور تحریریں شکستہ ہو چکیں، صحیح بخاری کی اس روایت سے کہ تقدیریں حضورؐ
 بناتے ہیں منور بخبر چکی، ایسا ہرگز نہیں۔

حضرت ابن عباسؓ کی اس روایت کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے اور لکھا ہے:۔
 ۛ ہذا حدیث حسن صحیح ۛ

اس حدیث کا پہلا راوی فضل بن حباب ابو خلیفہ حمیری تھا ہے دوم راوی ابو الولید

صحیح مسلم جلد ۲ ص ۲۱۲ مشکوٰۃ ص ۱۲۱ صحیح مسلم جلد ۲ ص ۱۲۱ کتاب التذکرۃ ترمذی جلد ۲ ص ۱۲۱

العیاضی صحیحین کے مرکزی رواق میں سے ہے تیسرے لیٹ ابن سعد بھی ثقہ ہے جو یمنی راوی
قیس بن جماع صدوق و ثقہ ہے۔ پانچواں راوی حنفی مستثنیٰ ہے اس پر کسی کی جرح نہیں یہ
حضرت ابن عباسؓ کا بڑا راست شاگرد ہے۔

بریلوی صلا پر افسوس ہے کہ ایسی عورت کو صحیح حدیث کے ہر تے جھوٹے وہ
اپنے عقائد کی بنا پر ان روایات پر رکھیں گے جو خود بخود دوش ہوں یا حکایت اور انحراف از عیان
ہو۔۔۔ اور نقل ہر جہاں غلیظیات سے غناء پر گئے نہیں جوتے ان کے لیے قطعی دلیل
کی ضرورت ہوتی ہے۔

حضورِ جنت کے ایک حصہ کا مالک میں تو مخیر کیوں نہ ہوئے

بریلوی صلا، ایک دینی روایت سے پھرتے ہیں کہ حضرت کو جنت
کا ایک قطعہ دیا ہے اور یہ ہے کہ اس میں اپنی مرضی سے جسے چاہیں داخل کریں۔ سو
میں تو آپؐ مخیر کل میں

وذكر ان سبع ان لله افعة من الجنة يعطوهم منها من شاء
ترجمہ ہے تم کو ایک قطعہ دیا ہے جس سے چاہیں جس کو چاہیں
ہے اس سے آپ جو چاہیں جس کو چاہیں دیں۔

ابواب ۱

یابن یسع کا قریب ہے یہ کہ ان بزرگ ہیں ان کا پتہ چاہیے اور نقل ہر جہاں کہ عقیدے
ہر قسم کے قرآن سے ثابت نہیں ہوتے
پھر جنت کا بڑا حصہ خدا کے قبضہ میں ہوا اور ایک قطعہ حضورؐ کے اختیار میں یہ حضورؐ کی
خدا تعالیٰ سے قطعہ ہندو سمجھ میں نہیں آتی۔

خاموش اگر اس بات میں کچھ بھی وزن ہو تو کیا تب اس میں البطالب گم نہ لاسکیں گے؟
 رابعا امام لاعلیٰ قدسیٰ تر خود عقیدہ توحید کے خلاف ہیں وہ حضورؐ کو کیسے نماز رکعت
 کہہ سکتے ہیں۔

حضورؐ کی حدیث میں اس مسئلے کا واضح فیصلہ

۱۔ حضرت جب اللہ کے حضور شفاعت کے لیے جرحی، راجعہ دینے والے گئے اور کہیں
 گئے کہ مجھے ہر لہ لہ اللہ اللہ پڑنے والے کے بارے میں بجائے گا اذن دیا جائے گا تو اللہ تعالیٰ
 فرمائیں گے۔

اٰذْنُ لِيْ فَيَنْقُلُ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ قَالَ لَيْسَ ذٰلِكَ لَكَ وَلَكِنْ وَعِزَّتِيْ
 وَجَلَّتِيْ وَكَبَّرَتِيْ وَعَظَمَتِيْ لَا تَجْعَلُنِيْ مِنْهُمْ اَنْ قُلْتُ لَا اِلٰهَ اِلَّا
 اللهُ (متفق علیہ) ۱

ترجمہ۔ یہ بات آپ کے لیے نہیں مجھے اپنی عزت اور جلال اور کبریا
 اور عظمت کی قسم میں جہنم سے ہر لہ لہ اللہ اللہ کہنے والوں کو نکالوں گا۔
 اس پر امام لاعلیٰ قدسیٰ ۲ لکھتے ہیں۔

قَالَ الْفَاضِلُ اِيْ لَيْسَ هٰذَا لَكَ وَغَا فَعَلْ ذٰلِكَ تَقْلِيْمًا زَرْعِيًّا جَدًّا
 لَتَوْحِيْدِيٍّ... وَقَالَ شَارِحُ مِنْ عَلَمَاتِ الْمُحَقِّقِيْنَ الْمَعْنٰى لَيْسَ اُخْرَاجُ
 مِنْ قَوْلِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ مِنَ الْمَارِئِ اَيْ اَنِيَّكَ بِمَعْنٰى حَقُّوْحًا اَلِيَّكَ وَ
 لَنْ كَانَ لَكَ فِيْهِمْ مَكَانٌ اِلْتِفَاعًا ۳

ترجمہ۔ یعنی جیسا کہ فرماتے ہیں ”یہ بات آپ کے لیے نہیں“ میں خود اپنے
 نام کی تعظیم اور اپنی توحید کی طرف سے لیے ایسا کروں گا لا الہ الا اللہ کہنے

وہ لے کو گئے۔ یہ کہانی آپ کے سپرد نہیں رہے گی کہ تعریفیں نہیں مانگ رہے۔
آپ کو ان کے بارے میں شفقت کا حق حاصل ہے۔

اس عبارت سے واضح ہے کہ امام علی قادیانی تعالیٰ کا عقیدہ نہ رکھتے تھے۔ نہ افسر بخشش کے بارے میں نہ دنیا کے کو بی۔ محمد میں ان کا عقیدہ یہی تھا کہ اللہ تعالیٰ کے اختیارات میں اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔

حضرت نے قتلہ کو آنکھ دوبارہ لگا دی

حضرت قتادہؓ کی آنکھ حد سے دن تک سنی پہ نے حضرت سے گزشتہ کی
 آپ نے اس بجلی کی طرح دھیرا دھیرا اسے آنکھ کی جگہ مکہ دیا اور ان کی جانی امت کی ہے
 انکواب ؟

یہ صحیح ہے کہ آپ نے آنکھ کا نکلا ہوا ذہنہ آنکھ کی نگہ پر رکھ دیا۔ یہ جیسا کہ اس کا بنایا ہوا محتاج خدا کا۔ جب نے اسے اپنی کیوں سکھایا کیوں نہ بنا دیا۔ پھر یہ بات بھی ہے کہ اس آنکھ میں بیانی اللہ نے لٹائی تھی، اس کو جیسے کو اپنی نگہ پر رکھتے حضور کا کام اور اسے صحیح ہو سکے جو بنوین اللہ کا کام۔ ہر چیز کا پیدا کر نے والا وہی ہے اور تخلیق میں اس کا کوئی شریک نہیں۔ اللہ خالق کس شیء۔

حضرت قتادہؓ اس ٹیکٹ پر جب حضورؐ کے پاس گئے تھے تو حضورؐ نے خدا کا نام لیا تھا کہ میں اس کے حضورؐ دعا کروں گا۔ آپ نے پہنچ کر کہا:-

ان تین صیروں میں لجنہ تین تین رحمت رحمت اور عود اللہ تعالیٰ
 مرجعہ اگر تیرا ہے بھگت کے درجہ تے لے اور اگر تو ہے کہیں اسے
 اس کی جگہ پر سے دونوں اور اٹھ سے دعا کروں۔

اب بتائیے حضورؐ نے اسے (آنکھ کو دوبارہ لڑانا، اندر کی قدرت کا رشمہ بتایا یا دے اپنی طاقت فرمایا ہے؟ یہ دعا کس کے حضور کی جارہی ہے؟
اہلسنت کے ہاں سمجھنے کی حقیقت یہی ہے کہ یہ فعل غزوہ دئی ہو تا ہے اور اس میں اعزازِ پیغمبر کا ہوتا ہے کہ اس کے دُعا پر یہ فعل غزوہ دئی بنا ہوا ہے۔

حضرت رافع بن مالکؓ کی آنکھ کا واقعہ

یہ لوگ یہ بھی نقل کرتے ہیں کہ جنگِ بدر میں حضرت رافع بن مالکؓ کی آنکھ ضائع ہو گئی۔
نصرتِ جنابوں اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روحہم والہم۔ خدا اذانی
منہ شیء۔

ترجمہ: آپ نے اپنے منہ کا لہب میری آنکھ میں لگا دیا اور میرے لیے
اللہ سے دعا کی اس کے بعد میری آنکھ میں کبھی تکلیف نہ ہوئی۔
آپ نے کس سے دعا کی؟ اللہ رب العزت سے۔ آنکھ کو شفا دینے والا کون؟
اللہ رب العزت۔ اس میں عرت کس آن دہی؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ جن کے لہب دہن
کے واسطے اللہ تعالیٰ نے حضرت رافعؓ کو ۲ ٹکڑوں کا نور بخشا۔
اس روایت میں حضورؐ کے غماز کل ہونے کا کوئی ذکر نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کی دعا
اور برکت سے حضرت رافعؓ کو ان کی مینائی نورانی قویہ اللہ کی قدرت اور حضورؐ کی عزت کا
کامیابان ہے۔ مسند غماز کل کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ کی روایت سے استہلال

حضرت عائشہ صدیقہؓ کے محبوب اور آخری رسول ہیں۔ آپ جب اللہ تعالیٰ

کے کوئی دعا کر کے اللہ تعالیٰ چیترا سے قبول فرما لیتے اور آپ جو چاہتے فوراً ہو جاتا پھر کبھی ایسا بھی ہوتا کہ آپ اس پر عمل کریں یا نہ لیکن آپ کے لیے پلہ کی سہولت موجود ہوتی بیویوں کے مسئلہ کو بھی ہیں۔ نقد و ازدواج میں خاندان پر باری واجب ہے چار سے زیادہ بیویاں بھی نہیں ہو سکتیں لیکن حضور کے لیے یہ نہادی پابندیوں اٹھ سیں۔

ترجی: من شئت منہم و تو ذوی الیہ من شئت و من استغیت من

عزلت فلا جناح علیک (پہلے ار حزاب ۵۲)

ترجمہ: آپ پیچھے نہ گھیر جس کو چاہیں اور اگر دیں جس کو چاہیں۔ اور جس کو چاہیں ان میں سے کیوں بہن کو گزرے پر گزرا دیا تھا تو کس پر آپ کو کچھ گناہ نہیں ہے۔

حضرت شیخ الاسلام لکھتے ہیں۔

جسے چاہیں باری میں ہونگے پیچھے سے کہہ سکتے ہیں اور جسے نہ دیا ہو اسے دوبارہ لینے کا اختیار بھی ہے یہ غفوری و اختیارات آپ کے لئے تھے مگر آپ نے مدتِ امترا سے کام نہیں لیا۔ معاملات میں اس قدر عدل و مساوات کی رعایت فرماتے تھے جو بڑے سے بڑا محتلف آدمی نہیں کر سکتا۔

اس قبولیت عامہ پر حضرت عائشہ صدیقہؓ نے آپ سے عرض کی۔

ہا اری ربک الایصار فی ہذا۔

ترجمہ میں سمجھی ہوں کہ آپ کا رب آپ کی رضا میں بہت جلدی کرتا ہے۔

جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عرض اس خراج پر دی ہوئی ہے تو کیا اسے غنا کیل کے نام سے ذکر نہیں کیا جاسکتا؟

انکواب :

ہم ہیں نعل خداوندی کا ذکر ہے کہ وہ اپنے محبوب کو مطلب اور دعا پر ویرا کرے
جیسا آپ چاہیں تو جب کوئے والدہ خود بے قراری میں حضورؐ کے مختار کلی ہونے کا منہ ہم
کہاں سے ہوگی۔ عار یہی ہے کہ سیدھی بات کو عجب بڑھا کر دو۔

① زمین کے خزانوں کی کنجیاں حضورؐ کے ہاتھ میں ہیں

عقیدہ بن حاشر کہتے ہیں حضورؐ نے فرمایا :-

انی قد اعطیت مغانج خزائن الارض اور مغانج صحرائہ

ترجمہ : مجھے زمین کے تمام خزانوں کی کنجیاں دی گئی ہیں۔

اس سے پتہ چل کہ اب حضورؐ زمین کے خزانوں کے مالک ہیں اور تمام خزانہ زمین
کی چابیاں حضورؐ کے ہاتھ میں دی جا چکی ہیں۔

انکواب :

اس حدیث کا مطلب وہ لینا چاہیے جس کا کہیں قرآن کریم سے عند ذہب قرآن
کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں : آپؐ فرمادیں کہ میرے پاس اللہ کے خزانے نہیں ہیں اور
حدیث کہتی ہے کہ زمین کے سب خزانے حضورؐ کو دینے گئے اب تلمیق کی راہ کیا ہے
اور پھر — حدیث میں ہے حضورؐ نے فرمایا :-

وعد فی الکفرین الاحمد والا بعین وان ! حق سبیلغ مازدی

لی منہا : ش

ترجمہ : اور اللہ تعالیٰ نے مجھے شریح اور سفید و خوش نصیبی میں اور ہر شے میں
مست (میں تک پہنچے گی جو زمین میرے قریب لائی گئی دھجے و کھن دی گئی ہے)

شہ صحیح مسلم ج ۱ صفحہ ۲۱۰ مستدرک حاکم ج ۲ صفحہ ۴۳۲

یہ خزانے امت کو ملنے مرا دیں یہاں حضور کے خزانہ کی ہونے کا موقع نہیں ہے۔
 امام لوطی (۱۷۷۹ھ) لکھتے ہیں۔

معناه الاخبار بان امتہ تملک خزائن الارض وقد وقع ذلك

ترجمہ۔ اس حدیث کے معنی یہ ہیں کہ خبر دی جا رہی ہے کہ آپ کی امت زمین کے خزانوں کی مالک اور باریا واقع ہو گیا ہے۔

مجموع مسلم کی ایک روایت ہے کہ آپ کو زمین کے خزانوں کا مٹا خراب ہیں دکھایا گیا تھا۔

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم بينا انا نائم اتيت خزائن الارض

فوضع في يدي اسوار من ذهب فلكبر اعلیٰ و اعلیٰ فذوق لذت

ان افنحهما۔

ترجمہ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں میں سویا ہوا ہوتا گیا دیکھا ہوں کہ زمین

کے خزانے مجھے دیئے گئے اور میرے ہاتھوں میں زمین کے دو گنگن ہونے

گئے یہ بچہ بزرگ لڑکے نہیں تھے مجھے نرم میں ہوا لکھو اسی حال میں مجھ پر وحی آئی

کہ انہیں مجھ تک سے آزاد۔

علامہ مزینی نے اسے مستعارہ قرار دیا ہے۔

استعارۃ لوعده الله بفتح البلاد۔

ترجمہ۔ لیکن اگر بات متواتر ہے کہ آپ کی امت کے لیے یہ باتیں فتح ہوتی گئے۔

۲۔ اس آیت کے خزانوں سے سورۃ بقرہ کی آخری آیات بھی مراد لی گئی ہیں۔ حافظ ابن حجر شافعی

ابن خزیمہ اور امام نسائی کے توالہ سے اس طرح نقل کرتے ہیں۔

واعطيت هذه الايات من آخر سورة البقرہ من کو نحت، المعوش بشیر۔

قال صاحبہ۔ لہ عن امتہ من الاصول تحویل جہا خافہ لہم برفع لفظ البقرہ

لے شرح جامع مسلم ص ۱۲۱ جمیع مسلم ص ۱۲۱ سے اس طرح انبیاء ص ۱۲۱ سے فتح الباری ج ۱ ص ۱۲۱

زیرِ پلنگ و تیرہویں پائشِ شمشیر سے کی گئیں جو شمشیر سے ہر ایک کا شکار کرتے تھے۔
 انہوں نے آپ کی ہمت سے ہر آدمی پر کاٹنا جس کی زبانِ طاقت نہ ہر تار دیا ہے۔
 اس ہمت ٹھول جو کہ انھار کی ہے یہی اسے صفت کر رہا ہے۔

تو یہ وہ ملائے پٹی ہے جس سے پوری امت فیضِ باب ہو رہی ہے۔ زمین
 و آسمان کے ریختِ ارضِ امت پر مکمل ہے ہیں اور یہ حضور کی امت ہی ہے جو دنیا کے ان
 کنا روٹ تک پہنچی جہاں تک بختِ کس کی محدود تباہی گئی تھیں۔ اس روایت
 میں اگر کسی کے مختار کل ہونے کا پتہ ملتا ہے تو یہی کہ آئینہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت
 تمام دنیا پر چھا جاتے گی نہ قیصر رہے گا نہ کسریٰ۔ جس مہمان ہی اس زمین پر مختار کل ہوں
 گے۔ بریلوی حضرت اگر کس مہمان سے حضور کو تمام خزانہ ارضی کا مالک کہیں تو میں اس
 استوار سے انکار نہ ہو گا۔ کہ اقربہ العزۃ العریضی

حضور کی برکات صرف ارضی خزانہ تک نہیں

بختِ کس کی برکات سے اس امت کو جو حصہ تو ہے کو فی ایمان دار کس کا انکار
 نہیں کر سکتا۔ لیکن اس میں بھی کوئی شبہ نہیں کہ قدرِ مہمانِ اللہ رب العزت کی ذات ہے
 اسی نے بنی نوع انسان کو رزق بخشا اور اسی نے مومنین کو خلاق بخشے۔ ہر ایک کی تقسیم اس
 نے جوت در ساس کی راہ سے کی ہے اور ذریعہ و شرا بہ و دولت اور غنہ و فاقہ تقسیم اس
 نے شریعت میں منعقد ٹھہرائی ہے سو اس زمین پر تمام مادی خزانے و روحانی کمالات تقسیم
 کرنے والا صرف اللہ رب العزت ہے اور امت کو علم حضور سے وراثت ملتا ہے۔ مسند
 مختار کل کو اس سے دور کا بھی تعلق نہیں یہ بریلوی ملل کی سب سے زبردی ہے کہ یہ مسند انہما
 نے مختار میں داخل کر رکھا ہے۔ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ یہ حضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم نے فرمایا۔

اِنَّ اللّٰهَ تَصَدَّقُ بِكُمْ اَمْراً فَلَمْ يَكُنْ اَقْتَصَرْ بَيْنَكُمْ دَرْزاً فَكَمْ دَانَ
 اِلَهِ عَزَّ وَجَلَّ لِعِظِّ الدَّرْزِ اَمِنْ يَحِبُّ وَمَنْ لَا يَحِبُّ وَلَا يَعْطِيْ اَنْدَرِيْنَ
 اَلْاَمِنْ اَحَبُّ فَمَنْ اَعْطَا هَـ اَللّٰهُ الْمَذِيْنَ فَقَدْ اَحْبَبَهُ ۝

ترجمہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تم میں اخلاق بھی پائے اور رزق بھی تم میں
 تقسیم کیا۔ اللہ تعالیٰ دنیا اسے بھی دیتے ہیں جسے وہ پسند کریں اور کسی کو بھی
 جسے وہ ناپسند کریں لیکن وہ ایمان اسے ہی دیتے ہیں جن سے اُسے
 محبت ہے۔

کیا یہ حدیث پکار پکار کر نہیں کہہ رہی کہ زمین کے تمام مادی شے زمین اور روح کے
 سب روحانی اور روح خدا کی تقسیم سے ہیں اور اس لئے ان ارضی نعمتوں کا مالک و مختار مجھے
 میں کسی کو اپنے ساتھ شریک نہیں کیا۔ اس پر ہر وقت غم نہ کرے۔ ہر پاکیزہ مضمون کو ختم کرتے
 ہیں۔ وَاللّٰعْلَمُ بِالْغَيْبِ۔

تَقَرَّبُوا إِلَى اللَّهِ ذُرِّيَّتَهُ لِيَصْطَفِيَ لَكُمْ مِنْ ذُرِّيَّتِكُمْ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ ذِكْرُهُ



حافظی بکڈپوڈیو بند یوپی

HAZZI BOOK DEPOT DEOBAND-247554(U.P.)